جناں بنے گی محبانِ چاریار کی قبر
جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کے چلے

وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا

الصارم السلی بالقول الجلی علی منکر ترتیب افضلیت ابی بکر و عمر و عثمان و علی

نعرہ تحقیق

حق چار یار

تحقیق و تخریج کے ساتھ اضافہ شدہ ایڈیشن



مؤلف
مولانا حافظ فدا حسین رضوی
امیر مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان ضلع راولپنڈی

مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناں بنے گی محبان چار یار کی قبر
جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کے چلے

رب دے یار دا یار صدیق
سنیاں دا دلدار صدیق

نعرہ تحقیق حق چار یار

مؤلف

علامہ حافظ فدا حسین رضوی
امیر مرکزی جماعت اہل سنت ضلع راولپنڈی

ناشر

مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی

نام کتاب .... نعرہ تحقیق حق چار یار

مؤلف .... علامہ حافظ فدا حسین رضوی
امیر مرکزی جماعت اہل سنت ضلع راولپنڈی

نظر ثانی .... علامہ مفتی طارق محمود نقشبندی

کمپوزنگ .... علامہ تنویر احمد ہزاروی، مولانا تیمور حسین سی

پروف ریڈنگ............ مولانا فرحان علی رضوی، مولانا نقاش احمد رضوی

بار طبع .... دوم

تعداد 1100

قیمت ....

ناشر .... **مکتبہ ضیائیہ** اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی

اسٹاکسٹ .... **احمد بک کارپوریشن**
کمیٹی چوک راولپنڈی۔فون 051-5558320

ملنے کے پتے

- **مکتبہ ضیائیہ** اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی۔فون 051-5534669
- **شبیر برادرز** اردو بازار لاہور۔فون 041-37246006
- **مکتبہ غوثیہ** کراچی۔فون 021-34926110
- **مکتبہ غوثیہ عطاریہ** اقبال مارکیٹ راولپنڈی
- **فضل حق پبلشرز** اقبال مارکیٹ، لاہور

فہرست مضامین

باب اول

باب دوم

باب سوم

باب چہارم

باب پنجم

باب ششم

انتساب

فقیر حقیر بندہ لاشی ء اپنی اس ادنی سی کوشش کو مرکز دائرہ علم وایمان، محیط کرہ فعلیت وامکان، مسند آرائے ربع مسکون، رونق مثلثات گردوں، اسد میدان شجاعت، اعتدال میزان عدالت سطح خطوط استقامت، استوی سطوح کرامت، مخزن اجناس عالیہ، معدن خصائص کاملہ، تزکیہ نفوس فاصلہ، تصفیہ قلوب کاملہ، بہجت حدائق بلاغت، سراج وہاج ہدایت نسخہ کیمیائے سادت صحیفہ دلائل نبوت تشریح حجت بالغہ، تصریح واقعات ماضیہ، موضع احکام الٰہیہ، افق مبین انوار شمسیہ، بے سہاروں کے سہارا، بے چاروں کے چارہ، ہادی السبل خیر الرسل احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہوں جن کا فرمان عالی شان ہے:

"یامعاویۃ انت منی و انا منك"

اے معاویہ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے

(السیرۃ الحلبیۃ)

پیش لفظ

از حضرت علامہ مولانا مفتی محمد داود رضوی سلمہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بے حد حمد و ثناء اس وحدہ لا شریک ذات کو زیبا جو اپنی ذات و صفات میں شرکت سے منزہ ومبرہ ہے ایسی کبریائی کی مالک کہ دنیا کے بڑے بڑے لوگ بھی اس کی بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہیں ایسا قادر مطلق کے بڑے بڑے فلاسفروں اور داناؤں کی عقلیں اس کے کمالات قدرت کے احاطہ سے قاصر نظر آتی ہیں۔اور اہل عرفاں کی بھی یہ صدا ہے ماعرفناک حق معرفتک۔

وبصد عجز ونیاز سے ہزاروں صلوات طیبات اس نبی کائنات، مجمع الحسنات، معدن الخیرات، فخر موجودات سرور کائنات ختم الانبیاء حضرت محمد مصطفی علیہ التحیہ والثناء پر ہو کہ جن کی ذات والا صفات مرکز دائرۂ کائنات ہے جن کا ظہور پر نور عنوان موجودات ہے۔اور بے حد درود وسلام آپ ﷺ کی آل واصحاب رضی اللہ عنہم پر ہوں قرون اولیٰ سے لے کر آج تک گلشن اسلام کی آبیاری کرنے والے جملہ اکابرین اہلسنت کا یہ قطعی اجماعی عقیدہ رہا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد تمام لوگوں سے ولایت باطنی وخلافت ظاہری میں علی الاطلاق افضل واعلیٰ ہستی امام الاولیاء حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کی ہیں۔ آج بھی اہلسنت اپنے اس علامتی نشان سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔اس گروہ مقدس کا شروع ہی سے یہ طرۂ امتیاز ہے کہ یہ اپنے نظریاتی گلستانوں میں ہر قسم کے افراط وتفریط کی آمیزشوں سے پاک رہا اور ہمیشہ سے جادۂ حق پہ قائم رہا (ما انا علیہ وصحابی) کے کلمات

مبارکہ سے جنت نعیم کی نوید مسعود سننے والے اس گروہ پاک کا یہی نظریہ ہے صحابہ کبار واہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم کی محبت والفت اور تعظیم وتکریم ایمان کا حصہ ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام کے گلستانِ علم وحکمت کے خوشہ چین دوسو ستر علوم عقلیہ ونقلیہ پہ دسترس رکھنے والی شخصیت امام المتکلمین شاہ عبدالعزیز پرھاروی قدس سرہ النورانی متوفی ۱۲۳۹ھ صفحہ قرطاس کو مزین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حب اہل بیت واصحاب نبی
عین ایمان ست بشنوائے اخی
مذہب شیعہ ست وقبیح
خارجی خارج شد از دین ملیح
مذہب سنی کتاب وسنت ست
جائی سنی درمیاں جنت ست۔[1]

لہذا جو لوگ صحابہ واہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم میں سے کسی کی بھی تنقیص وعیب جوئی کے درپے ہیں وہ درحقیقت صرف اسلام ہی نہیں بلکہ بانی اسلام کے دشمن ہیں ان کے مقاصد رزیلہ اسلام کی آہنی دیوار کو منہدم کرنا اور ناشرین اسلام کو سب وشتم کر کے قرآن وحدیث کو باطل کرنا ہے۔

صائب الفکر شخص کیلئے امام المحدثین شیخ ابوزرعہ رازی قدس النورانی متوفی ۲۶۴ کا فرمودہ ہی کافی ہے۔

---

(1) ایمان کامل ص ۱۳ مطبوعہ اجمیری کتب خانہ ملتان

عن ابی زرعه الرازی انه قال:اذا رایت الرجل ینتقص احدا
من اصحاب رسول الله ﷺ فاعلم انه زندیق وذالک ان
الرسول حق والقرآن حق وما جاء به حق وانما ادی الینا
ذالک کله الصحابة وهؤلاء یریدون ان یجرحوا شهودنا
لیبطلواالکتاب والسنة والجرح بهم اولی وهم زنادقه
انتهی۔۔ (1)

حضرت ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب تو دیکھے کسی شخص کو جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کسی ایک کی تنقیص کرتا ہے تو جان لے وہ زندیق ہے۔یہ اس لئے رسول اللہ ﷺ حق ہیں قرآن حق ہے اور جو کچھ سرکار علیہ السلام لے کر آئے وہ بھی حق ہے اور یہ سب کچھ ہم تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پہنچایا۔یہ(زندیق)لوگ چاہتے ہیں وہ ہمارے گواہوں(صحابہ)پر جرح کریں تاکہ کتاب وسنت کو باطل کریں۔جرح(عیب)کے وہ زیادہ مستحق ہیں وہ زندیق ہیں۔

یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیے کہ اہلسنت وجماعت میں رائج شدہ نعرے ان کا مذھبی شعار ہیں اور ان نعروں سے اہلسنت کے عقائد ونظریات کی بھی عکاسی وترجمانی ہوتی ہے۔اور ان کے ذریعے اہل حق اور باطل فرقوں سے امتیاز بھی واضح طور پر نظر آتا ہے۔ مثال کے طور پر مشرکین کی تردید کیلئے نعرہ تکبیر،اللہ اکبر لگایا جاتا ہے۔شان رسالت کے منکرین عام ازین وھابیہ دیابنہ ہوں یا دیگر کفار کارد کرنے کیلئے نعرہ رسالت،یارسول اللہ ﷺ لگایا جاتا ہے۔جبکہ اہل تشیع،روافض کا یہ وطیرہ ہیکہ وہ خلفاء ثلاثہ حضرت ابو بکر عمر فاروق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی توھین کرنے میں مصروف رہتے ہیں اور ان کی خلافت

---

(1) فتح المغیث للسخاوی ص۹۲ج۳مطبوعه مرکز اهلسنت برکات انڈیا۔تاریخ دمشق ص۳۲ج۳۸مطبوعه داراحیاء التراث العربی بیروت مناہل العرفان فی علوم القرآن ص ۲۸۱ج۱دارالحدیث قاهره۔الکفایة للخطیب ص۴۹مکتبه شامله۔فتاوی ارشادیه ص۱۲۷مطبوعه مکتبه غوثیه کراچی۔شرح مقدمه ابن ابی زید القیروانی فی العقیده ص۴۳۲مطبوعه التحقیة استنبول۔القدمة السنیة ص۴۶۳مکتبه احقیقة استنبول۔

افضلیت کا انکار کر کے اپنی عاقبت برباد کرنے میں لگے رہتے ہیں تو اہلسنت نے یہ ضرو
محسوس کی کے اپنا مؤقف واضح کریں کہ حضرت مولائے کائنات علی المرتضی کرم اللہ
ہی خلیفہ رسول نہیں ہے بلکہ سرکار دوعالم رسول اللہ ﷺ کے چاروں یار حق پر ہیں۔
کی خلافت وافضلیت برحق ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اہلسنت شیعوں اور خارجیوں کا رد کر
کے لئے نعرہ تحقیق حق چار لگاتے ہیں۔اور خارجی لوگ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی
توہین کرتے ہیں اور ان پر سب وشتم کر کے اپنی قلبی غلاظت کا اظہار کرتے ہیں۔اہلس
ان کی سرکوبی کیلئے نعرہ حیدری یا علی لگاتے ہیں۔درجنوں احادیث نبویہ علیہ
یاروں کی امتیازی شان کو بیان فرمایا گیا اور درجنوں احادیث مبارکہ چار یار کی اصطلا
شاید ہیں۔

نعرہ تحقیق، حق چار کی اصلاح جو زد خاص وعام ہے اس کے ثبوت کیلئے ایک صحیح
حدیث مبارکہ پیش خدمت ہے جسے ایک درجن سے زائد جلیل القدر محدثین نے اپن
اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے:

عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله ﷺ ان الله اختار اصحابی علی جمیع العالمین سوی النبیین والمرسلین واختارلی من اصحابی اربعة ابابکر وعمر وعثمان وعلیا فجعلهم خیرا اصحابی وفی اصحابی کلهم خیر الحدیث۔سندهٔ صحیح۔[1]

---

(1) شرح اصول اعتقاد اهل السنة للامام لالکائی ص۲۳۰۔۲۳۱ج۲ رقم الحدیث ۲۳۳۴ مط
دارالحدیث قاهره کتاب الشریعة للامام ابی بکر آجری ص۴۳۱ مطبوعه دارالحدیث
۔الشفاص۴۲ج۲مطبوعه بیروت تاریخ دمشق لابن عساکر ص۱۳۶ج۳۲رقم الحدیث ۶۴۰۶ مطبوع
احیاء التراث العربی بیروت کشف الاستار ص۱۳۴ج۳ مکتبه شاملة۔تاریخ بغداد ص۱۶۲ج
الحدیث، ۱۲۰ مکتبه شاملة مجمع الزوائد للهیثمی ص۴۳،ج۹رقم الحدیث ۱۶۳۸۳ شاملة۔تهذیب ال
ص۱۰۴ج۱۵ مکتبه الشاملة بیان الوهم والایهام ص ۶۸۸ ج۴ دارالحدیث من اجله حسن م
شامله۔تهذیب التهذیب ص۲۲۴ج۵ مکتبه شاملة فضائل الخلفاء الراشدین لابی نعیم ص۵۶
الحدیث ۲۲۸ مکتبه شامله۔تفسیر قرطبی عن جابر موضوعا ص۲۹۶ج۱۶ مکتبه شامله مجمع بحار ا
ص۳۵،ج۵ مطبوعه مکتبه دارالایمان مدینه منوره۔ (بقیه اگلے صفحه پ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سارے صحابہ کو انبیاء ومرسلین کے سوا سارے جہاں پر پسند فرمایا (ترجیح دی) اور میرے صحابہ میں سے چار کو میرے لئے پسند فرمالیا ہے۔ یعنی ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم کو ان کو میرے صحابہ سے افضل بنایا ہے۔ اور میرے صحابہ میں خیر ہی خیر ہے۔

اربعۃ کی دلالت چار پر خاص ہے اصولی اس دلالت کو قطعی قرار دیتے ہیں تو ثابت ہوا کہ واختارلی منهم اربعة میں اربعۃ کی دلالت چار (یاروں) پر خاص ہے، تو پھر یہ بات نکھر کر سامنے آگئی کہ اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے "چار یار" کا تذکرہ علیحدہ خصوصیت کے ساتھ کیا تو پھر چار یاروں کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنا اللہ کے پیارے محبوب علیہ السلام کی سنت مبارکہ ہوئی۔

صدہا اکابرین اہلسنت نے اپنے اپنے انداز میں چار یاروں کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کیا ہے۔ برصغیر پاک وہند میں اسلام کے لہلاتے کھیت کو سیراب کرنے والی عظیم شخصیت کہ جنہوں نے سینکڑوں تشنگان وعلم وحکمت کو سیراب کیا کہ جن کی خانقاہ سے سیدی اعلیٰ حضرت جیسے عظیم مجدد، مفسر، محدث، مجتہد سیراب ہوئے عمدۃ السالکین سند الواصلین حضرت السید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہ القوی متوفی ۱۱۴۲ھ فرماتے:

خدایا تازہ کن ہر دم بہارش
بحق مصطفی وچار یارش۔ (1)

(بقیہ) الریاض النضره للطبری ص۴۷ج۱ مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت صریح السنة للطبری ص۲۳۔المجروحین للحبان ص۳۱ج۲الموضح للخطیب ص۳۱۲ ج۲۔الروض الانیق للسیوطی ص۱۲۰مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت۔شرح شفاء ملاعلی قاری ص۹۴ج۲ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت حجه الله علی العالمین للنبهانی مطبوعه قدیمی کتب خانه کراچی۔ الاسالیب البدایة للنبهانی ص۲۶۴مطبوعه مکتبه الحقیقه استنبول حضرات القدس ص۲۸ج۱مطبوعه قادری رضوی کتب خانه لاہور۔ فضائل الخلفاۃالاربعة وغیرهم لابی نعیم ص۱۰۱ رقم الحدیث ۱۰۳ مطبوعه دارالبخاری مدینه منوره۔

(1) السید شاہ برکت حیات اور علمی کارنامے ص۳۱بزم قاسمی برکاتی کراچی

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم پیشوا میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معمول مبارک تھا جب مغرب کے بعد وظائف کیا کرتے تھے تو پہلے بالترتیب خلفاء اربعۃ کا ذکر کرتے پھر کہتے از چہار یار مرحبا یا خواجہ نقشبند۔[1]

شاہی سکّوں پر چار یار

رئیس العلماء حضرت علامہ قاضی غلام محمود ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

سنی سلاطین اسلام کو عقیدۂ خلافت راشدہ اور کلمہ اسلام لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ کے تحت تحفظ کا اتنا دینی احساس تھا کہ انہوں نے اپنے شاہی سکّوں کے درمیان کلمہ طیبہ اور ارگرد ابو بکر، عمر، عثمان، علی چار خلفائے راشدین کے نام کندہ کیے تھے۔ چنانچہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا سکہ بھی اسی طرح تھا۔[2]

علاوہ ازیں شاہجہان بادشاہ کے سکہ پر کلمہ طیبہ اور چار یار کے نام کندہ تھے۔ اور شیر شاہ سوری کے سکے پر بھی کلمہ طیبہ اور چار یاروں کے نام کندہ تھے۔[3]

اور اہلسنت کی مساجد میں یہ شعر لکھنے کا رواج قدیم سے چلا آرہا ہے۔

چراغ و مسجد و محراب و منبر ابو بکر و عمر و عثمان حیدر۔[4]

حضرت علامہ قاضی غلام محمود ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اقتباس پیش خدمت ہے۔ آپ کہ اس

---

(1) خطباب شیر ربانی ص۷۸ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
(2) آئین اکبری جلد اول ص۱۰۱
(3) اردو دائرہ المعارف زیر اہتمام دانش گاہ یونیورسٹی پنجاب لاہور جلد ۱۱ ص ۸۸۴
(4) افضلیت خلیفہ اول ص۲۶۔۲۷ مطبوعہ بزم عاشقان مصطفی

آیۃ مبارکہ وعد اللہ الذین آمنوا منکم الایۃ سورۃ النور پ۱۸ کی تفسیر نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

دیکھئے اس آیت کے تحت سب نے چار یاروں کا خصوصی ذکر فرمایا ہے جب ہی تو ہم کہا کرتے ہیں، حق چار یار، حق چار یار، حق چار یار، ان چاروں کی بڑی ہے بہار۔ ان کے دشمن پر خدا کی مار، ان کے دوستوں کا بیڑا پار۔

جن کا ڈنکا بج رہا ہے چار سو لیل ونہار
وہ ابو بکر و عمر و عثمان و حیدر چار یار

اعتراض: اب بعض فسادی "حق چار" پر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں، کہ حضور ﷺ کے یار یعنی صحابہ صرف چار ہی تو نہیں تھے پھر "حق سب یار" کہا کرو "حق چار یار کیوں کہا کرتے ہو؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ وہ یہ بتائیں کہ وہ پنجتن کیوں کہا کرتے ہیں کیا صرف یہ پنج تن پاک تھے؟ اور معاذ اللہ باقی پلید، نہیں ایسا نہیں لیکن بات در اصل یہ ہے کہ بعض اوقات کسی کی تخصیص کسی خاص اہمیت کے پیش نظر ہوا کرتی ہے تو "حق چار یار" اور "پنج تن پاک" کی تخصیص اسی خاص اہمیت کے پیش نظر کی جاتی ہے۔

ورنہ حضور ﷺ کے یاروں کی تعداد بھی چار سے زیادہ تھی اور وہ سبھی اور حضور ﷺ کی ازواج مطہرات پاک بیویاں سبھی تھیں۔ کہ آیت تطہیر اصل میں اتری ہی پاک بیویوں کے حق میں تھی۔ جیسا کہ قرآن پاک کے سیاق وسباق (آگے پیچھے کے الفاظ) سے مفہوم

ہوتا ہے۔ [1]

قبلہ قاضی صاحب کے ذکر کردہ اقتباسات سے یہ حقیقت نصف النہار کی طرح چمک اٹھی کہ نعرہ تحقیق "حق چار یار" اہلسنت کا شعار ہے اور اس کا منکر اور اس پر اعتراض کرنے والا "فسادی" ہے۔ حضرت قاضی صاحب نے معاندین کے اس اعتراض کی بھی کھلی کھول کر رکھ دی جو کہ یہ کہتے ہیں۔ حق چار یار سے باقیوں کی حقانیت کی نفی ہو جاتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ جس طرح پنجتن پاک سے باقی ازواج مطہرات وصحابہ کی نفی نہیں ہوتی اسی طرح حق چار یار سے باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حقانیت کی نفی نہیں ہوتی۔

حضرت العلام برادر مکرم علامہ فدا حسین رضوی حفظہ اللہ نے باوجود یہ کہ تدریسی، تصنیفی، تقریری مصروفیات کے بڑی جانفشانی سے اس دوسرے ایڈیشن میں کچھ چیزوں کا اور بھی اضافہ کیا معترضین کا علمی انداز میں محاسبہ کیا اور ان کے دندان شکن جواب دیئے اور اس ایڈیشن میں مزید علماء کی تقاریظ کا بھی اضافہ کیا اور احادیث مبارکہ اقوال اکابرین کی تخریج بھی کر دی گئی۔ اللہ تعالیٰ کتاب کو اہلسنت کیلئے نافع بنائے امین بجاہ طہ ویسین۔

محمد داؤد رضوی

---

(1) افضلیت خلیفہ اول ص۲۵ ناشر بزم عاشقاں مصطفی

تقدیم

ترجمان فکر رضا، شہزادہ غوث الوریٰ، سید السادات، ادیب اہل سنت
مولانا سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم
وعلی الہ واصحابہ اجمعین

بندہ پروردگارم امت احمد نبی
دوست دار چہار یارم تابع اولاد علی
مذہب حنفیہ دارم ملت حضرت خلیل
خاکپائے غوث اعظم زیر سایہ ہر ولی

سرور کائنات فخر موجودات حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے یوں تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی مثال آپ ہیں لیکن ان تمام میں افضل ترین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں اور پھر حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ حضرت نبی آخر الزمان محمد مصطفیٰ ﷺ کے عہد مبارک اور خود خلفائے راشدین کے وقت میں جمعۃ المبارک اور عیدین کے خطبات میں کسی صحابی کا نام نہیں پڑھا جاتا تھا مگر جو محاربات صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم میں واقع ہوئے، اس کے سبب باہمی نزاع اور خلفائے راشدین کی نسبت سب وشتم کا رواج ہوا تو اس کے تدارک کے لئے خطبات میں خلفائے راشدین کا نام باقاعدگی سے لئے جانے کا رواج ہوا تاکہ معلوم ہو کہ یہ سب واجب التعظیم ہیں۔ فقہائے نے اس عمل کو اچھا قرار دیا اور یوں یہ مبارک سلسلہ چل نکلا۔

چاروں خلفائے راشدین کی ترتیب حق ہے، ان کی افضلیت حق ہے ان کی خلافت حق ہے اسی پر اہل سنت وجماعت کا اجماع اور اتفاق ہے۔ اس پر اکابرین اہل سنت کی تصانیف شاہد عدل ہیں۔ اسی ترتیب کو مد نظر رکھتے ہوئے برصغیر کے نامور صوفی باصفاء حضرت سید داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۶۵ھ تا ۴۶۹ھ تقریبا) نے اپنی شہرہ آفاق کتاب، کشف المحجوب کے ساتویں باب "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم" میں خلفائے راشدین کا ذکر خیر فرمایا ہے۔

سلطان الفقر سلطان العارفین حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۰۲ھ /۱۶۹۱ء) جو دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضوری ہیں۔ آپ نے چہار یار" کا ذکر کچھ اس پیرائے میں فرمایا ہے:

"کسی که مدخل مجلس محمدی شود، اول در وجود طالب الله چهار نظر تاثیر کند از نظر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ در وجود طالب الله تاثیر صدق پیدا شود ، کذب ونفاق از وجود طالب بر خیزد واز نظر حضرت عمر رضی اللہ عنہ در وجود طالب الله خطرات وهوای نفسانی کلی برخیزد - واز نظر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ در وجود طالب الله تاثیر کند وادب وحیا پیدا شود - واز وجود طالب الله بی ادبی وبی حیائی برخیزد واز نظر حضرت علی رضی اللہ عنہ در وجود طالب الله علم هدایت وفقر پیدا شود واز وجود طالب جهل وحب دنیا برخیزد - بعد ازان طالب الله لائق تلقین میشود -

وحضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور ادست بیعت کند مراتب مرشد لازوال ولا تخف ولا تحزن حاصل شود"۔ (1)

جب کوئی شخص مجلس نبوی ﷺ میں داخل ہو جاتا ہے، تو سب سے پہلے اس کے وجود پر چار نگاہوں کی مندرجہ ذیل تاثیریں ہوتی ہیں۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے طالب اللہ کے وجود میں صدق کی تاثیر پیدا ہوتی ہے۔ جھوٹ اور نفاق طالب کے وجود سے دور ہو جاتے ہیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر سے طالب اللہ کے وجود میں نفسانی خطرات اور خواہشات بالکل دور ہو جاتی ہیں۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نظر کی تاثیر سے طالب اللہ کے وجود میں ادب اور حیا پیدا ہوتے ہیں اور طالب اللہ کے وجود سے بے حیائی دور ہو جاتی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر سے طالب اللہ کے وجود میں علم ہدایت اور فقر پیدا ہوتے ہیں اور اس کے وجود سے جہالت اور دنیاوی محبت دور ہو جاتی ہیں بعد ازاں طالب اللہ تلقین کے لائق ہو جاتا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اسے بیعت فرماتے ہیں تب اسے "خوف نہ کھاؤ اور حزن نہ کرو" کے لازوال مرشدی مراتب نصیب ہوتے ہیں۔

حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۴۲ھ / ۱۷۲۹ء) نے اپنے ہندی اشعار میں عقیدہ اہل سنت کی وضاحت اور فرقہ تفضیلیہ کا رد کچھ اس انداز میں فرمایا ہے:

ابی بکر اور عمر پن عثمان، علی بکھان
مست نیتی اور لاج انّی بدیا بوجھ سجان
مورکھ لوگ نہ بوجھی ہیں دھرم کرم دو چھین
ایک تو چاہیں ادھک کے ایک تو دیکھیں ہین

---

(1) کلید جنت، مترجم ڈاکٹر ... [illegible] ... لاہور، ص ۱۱۴، ۱۱۵

حضرت ابو بکر و عمر کے بعد حضرت عثمان و علی کی تعریف بیان کرو، سچائی، عدل، شرم و حیا اور علم بالترتیب ان کی امتیازی خصوصیات ہیں۔ (رضی اللہ عنہم) بے وقوف لوگ دین و مذہب کی روح تک نہیں پاسکتے۔ اس لئے کہ وہ ایک کو بڑھاتے ہیں اور باقی سب کو گھٹادیتے ہیں۔ (1)

حضرت پیر سید محمد یسین شاہ راشدی قادری المعروف پیر سائیں جھنڈے دھنی اول رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷۵ھ / ۱۸۵۹ء) فرماتے ہیں:

> "فکر مجلس چہار یار نبوی: واضح ہو کہ انسان کامل "ام الکتاب" (کتابوں کی ماں) ہے اور دونوں جہاں "کتاب مبین" ہیں جو کچھ کتاب مبین میں مرقوم ہے ان کا "سیر ام الکتاب" میں کیا جاسکتا ہے۔ مجلس چار یار نبوی کا فکر اس طرح کرے کہ اخفی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا تصور کرے، خفی میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نور کا، سری میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نور کا، روحی میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نور کا، قلبی میں حضرت علی المرتضیٰ شاہ رضی اللہ عنہ کے نور کا تصور کرے، اس فکر کی کمالیت یہ ہے کہ چاروں بزرگوں کو ایک مجلس میں حاضر سمجھے اور قلب کے فکر سے ان کے حضور ذوق حاصل کرے"۔ (2)

حضرت علامہ شاہ فضل رسول قادری عثمانی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۸۷۲ / ۱۲۸۹ء) اپنی شہرۂ آفاق کتاب المعتقد المنتقد" میں فرماتے ہیں۔ اور امام برحق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی رضی اللہ عنہم ہیں اور ان (چاروں کی) فضیلت تریب خلافت کے موافق ہے۔ (3)

---

(1) تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ برکاتیہ، محمد صادق قصوری، مطبوعہ لاہور ۲۰۰۴ء ص ۲۳۵

(2) صراط الطالبین مطبوعہ لاہور ۲۰۰۷ء ص ۱۰۰، مترجم: صاحبزادہ سید محمد زین العابدین راشدی

(3) المعتقد المنتقد ص ۲۷۶

ب اس عبارت پر اعلیحضرت امام احمد رضاخان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء)
ے حواشی ملاحظہ فرمائیں:

''اس حسین عبارت میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے آئمہ سابقین کی پیروی کی اور اس میں اس زمانے کے تفضیلیوں کا رد ہے جو جھوٹ اور بہتان کے بل پر سنی ہونے کے مدعی ہیں اس لئے کہ انہوں نے فضیلت میں ترتیب کے مسئلے کو (ظاہر سے) اس طرف پھیرا کہ خلافت میں اولیت (خلافت میں زیادہ حقدار ہونے) کا معنی دنیوی خلافت کا زیادہ حق دار ہونا اور یہ اس کے لئے ہے جو شہروں کے انتظام اور لشکر سازی اور اس کے علاوہ دوسرے امور جن کے انتظام وانصرام کی سلطنت میں حاجت ہوتی ہے ان کا زیادہ جاننے والا ہو اور یہ باطل خبیث قول ہے، صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کے اجماع کے خلاف ہے بلکہ افضلیت ثواب کی کثرت میں اور رب الارباب (اللہ تعالیٰ) کی نزدیکی میں اور اللہ تبارک وتعالی کے نزدیک بزرگی میں ہے۔اسی لئے ''طریقہ محمدیہ'' وغیرہا کتابوں میں اہل سنت وجماعت کے عقیدوں کے بیان میں اس مسئلے کی تعبیر یوں فرمائی کہ اولیاء محمدیین (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اولیاء) میں سب سے افضل ابو بکر ہیں پھر عمر ہیں پھر عثمان ہیں پھر علی ہیں رضی اللہ عنہم اور اس ناتواں بندے کی ان گمراہوں کی رد میں ایک جامع کتاب ہے جو کافی اور مفصل اور تمام گوشوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ جس کا نام میں نے ''مطلع القمرین فی ابانته سبقة العمرین ''رکھا''۔[1]

ٹ: یہ بات خوش آئند ہے کہ مطلع القمرین کے حال ہی میں دو ایڈیشن شائع ہو کر
امنے آگئے ہیں۔ ان کا مطالعہ ازبس ضروری ہے۔ صابر

(1) المعتمد المستند مطبوعه کراچی ص ۲،٦

حضرت سید ابو الحسین احمد نوری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء) فرماتے ہیں:

”ہاں یہ بات یقینی ہے کہ بعد انبیاء و مرسلین تمام مخلوقات الٰہی، انس و جن و ملک سے افضل صدیق اکبر ہیں پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر مولی علی رضی اللہ عنہم اور اسی ترتیب افضلیت پر ان کی خلافت واقع ہے“۔ (1)

شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۱/۱۴۰۱ء) اسی ترتیب کے پیش نظر اپنے وصایا شریف میں دوٹوک فیصلہ یوں فرماتے ہیں:

"واشهدان سيدنا ابا بكرن الصديق رضی اللہ عنہ وان سيدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وان سيدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ وان سيدنا على ابن ابى طالب كرم الله تعالى وجهه الكريم خلفاء رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وصحبه وسلم بالترتيب المعلوم المتوارث بالاخبار المتواتره وكل من انكر خلافة احد منهم فهو كافر واصحاب النبى صلی اللہ علیہ وسلم وصحبه وسلم كلهم عدول صدوق نجوم الاهتداء رضوان الله تعالى عليهم اجمعين اياک ثم اياک عن قول سؤ فى حق احد منهم"۔ (2)

اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم، اخبار متواترہ سے معلوم و مشہور ترتیب کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آلہ وصحبہ وسلم کے برحق خلیفے ہیں اور ہر وہ شخص جو ان حضرات میں سے کسی

(1) سراج العوارف فی الوصایا والمعارف ترجمہ نور علی نور، مترجم: مفتی محمد خلیل خان برکاتی مطبوعہ لاہور ص ۶۰

(2) وصایا قمریہ" مترجم: علامہ غلام احمد سیالوی مطبوعہ کنزالایمان سوسائٹی لاہور ص ۱۲۔۱۳

ایک کی خلافت کا انکار کرے کافر ہے۔ اور آنحضور ﷺ کے تمام صحابہ
کرام سب سے بڑے عادل اور بہت زیادہ سچے اور ہدایت کے ستارے
ہیں رضی اللہ عنہم ان حضرات میں سے کسی ایک کے حق میں نازیبا کلمہ استعمال
کرنے سے ہر طرح پرہیز کر۔

صغیر میں مختلف سلاطین کے ادوار میں شاہی سکوں پر بھی خلفائے راشدین کے نام کندہ
ئے جاتے تھے۔ جلال الدین اکبر کے دور میں سکے کی دوسری طرف وسط میں کلمہ طیبہ
ر "ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب" لکھا ہوا تھا اور چاروں طرف چہار یار کبار
ے اسمائے گرامی کندہ تھے۔

ہ جہان کے عہد میں بھی سکہ پر کلمہ طیبہ اور "چہار یار" کے نام کندہ تھے۔

یر شاہ سوری کے زمانے میں سکے کی ایک طرف بخط فارسی لا الہ الا اللہ محمد رسول
لہ اور ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم کندہ تھے۔[1]

وٹ: راجا نور محمد نظامی بھوئی گاڑ (حسن ابدال) کے ذخیرہ کتب میں چند شاہی سکے ابھی
ی موجود ہیں۔ راقم نے ان کے ہاں ایسے سکے دیکھے ہیں جن پر خلفائے راشدین کے نام
ندہ ہیں۔ ضابر

یر اسلام ٹیپو سلطان شہید تو اپنی لائبریری کی ہر کتاب کے شروع میں اللہ تعالی کا نام پاک،
سول پاک ﷺ کا اسم مبارک پنجتن پاک اور چاروں خلفائے راشدین کے اسمائے گرامی
ھتے تھے۔ کتابوں پر آپ کی ایک چھوٹی مہر "نبی مالک" بھی لگی ہوئی تھی، اسی طرح۔ آپ

(1) آئین اکبری ج۱ اور اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج۱۱

کی ایک شیر نما تلوار پر شیر کی گردن کی تصویر پر پانچ جگہ نمایاں تھی اور اس کی دھار
قرآنی آیات اور خلفائے راشدین کے نام کندہ کئے ہوئے تھے۔

لفظ "یار" ولی، رفیق، دوست، محبوب کے لئے بولا اور لکھا جاتا ہے لیکن جب چار یار "
جائے تو پھر ہر سنی مسلمان کا ذہن فوراً نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کے چہار صحابہ کر
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، اور حضر
مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہی کی طرف جاتا ہے۔

چہار یار" کی اصطلاح بہت پرانی ہے۔ حضرت شرف الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نام حق (تصنیف
سال ۶۹۳ھ) میں اور حضرت نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ نے بدائع منظوم (تصنیف سال ۱۱۴۳ھ
میں "چار یار" کی اصطلاح استعمال فرمائی ہے، برصغیر میں تقریباً ہر منظوم کتاب کے آغ
میں حمد، نعت کے بعد "منقبت چہار یار" بھی موجود ہے۔

علمائے اہل سنت نے مستقل کتابیں لکھ کر خلفاء راشدین کی عظمت کا دفاع کیا اور روافض
و خوارج کے مطاعن کی تردید فرمائی مثلاً مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۵
/۱۸۹۷ء) نے ایک کتاب "ہدیۃ الشیعتین منقبت چار یار مع حسنین" لکھی جو ۱۲۹۵ھ میں
شائع ہوئی۔

مولانا محمد کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۶/۱۳۶۵ء) نے "السیف المسلول لاعداء خلف
الرسول" تحریر فرمائی جو ۱۳۱۷ھ /۱۸۹۹ء میں لاہور سے شائع ہوئی۔

ملاجان محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۲۸ھ /۱۹۱۰ء میں فارسی میں "تحفۃ الخلفا
الراشدین رجوما للشیاطین الرافضین والخوارجین" رقم فرما
جو ۱۳۳۰ھ /۱۹۱۲ء میں لاہور سے شائع ہو کر سامنے آئی۔

اسی طرح مولانا ابو البشیر محمد صالح علوی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۹۵۹/۱۳۷۸ء) نے "فضائل صحابه" لکھی جس میں خلفائے راشدین کے فضائل یکجا کئے۔ مولانا سید میر محمد اسد اللہ جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ نے "فضائل چہار یار" لکھی جو ۱۹۳۷ء میں شائع ہوئی اسی طرح مولانا غلام دستگیر نامی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱) نے "مناقب خلفائے راشدین" مرتب فرما کر شائع کروائی۔

اکابر اہل سنت کی اکثریت نے "چہار یار" کی اصطلاح اپنی تصانیف میں استعمال فرمائی ہے۔ چند مشاہیر کے اسمائے گرامی ملاحظہ فرمایئے:

- حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ (م۶۷۲ء/۵۲)
- حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ (م۶۷۷ء/۵۷ھ)
- حضرت مولانا میر سید عبد الواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۰۱۷ھ/۱۶۰۸ء)
- حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۱۴۲ھ/۱۷۲۹ء)
- حضرت پیر سید محمد یسین شاہ راشدی قادری پیر سائیں جھنڈے دھنی اول رحمۃ اللہ علیہ (م۱۲۷۵ھ/۱۸۵۹ء)
- حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء)
- حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ (۲۳-۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء)
- حضرت مولانا غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء)
- حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء)
- حضرت مولانا محمد جمیل الرحمن قادری رضوی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۴۳ھ/۱۹۲۵ء)
- حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء)
- حضرت مولانا محمد غازی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء)
- حضرت مولانا محمد کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء)
- حضرت ابو الرجا مولانا غلام رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ (م۱۹۷۱/۱۳۹۱ء)

- حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۱/۱۳۹۱ء)
- حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء)
- حضرت مفتی محمد خلیل خاں برکاتی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵)
- حضرت مولانا قاضی غلام محمود ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء)
- حضرت مولانا ابو النور محمد بشیر کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء)

حضرت مولانا محمد غازی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء):

ایک وہابی کارد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> "ایسا ہی اللہ جل شانہ، محمد، چار یار، حاجی گنج البحر فرید۔ کہنے والوں کو مشرک قرار دیتے ہیں، ہمارے قیاس میں مطلب اس کلام کا یہ ہے کہ اللہ جل شانہ واحد ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچے پیغمبر ہیں اور خلفاء اربعہ کی خلافت برحق ہے اور یہ بزرگ یعنی بابا صاحب۔ رضی اللہ عنہ خدا کا مقبول بندہ ہے، حاصل یہ ہوا کہ ہم دہری، مشرک، کافر، رافضی، خارجی، وہابی نہیں ہم سچے سنی مسلمان ہیں جیسا کہ یہ مقبول بندہ تھا، پس ہمارا مذہب اسی بزرگ کا مذہب ہے، علیحدہ مذہب نہیں، کوئی شخص توحید اور رسالت کے اقرار کرنے سے مشرک کافر کیسے کہا جا سکتا ہے؟۔[1]

اسی تناظر میں شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء) فرماتے ہیں:

> "باوا صاحب رضی اللہ عنہ کے دروازہ کو بہشتی دروازہ کہنا اور اس سے گزرنے والوں کو بہشتی یقین کرنا برحق ہے کیونکہ وہاں سے گزرنے والوں کے

---

(1) "عجالہ بر دوسالہ" مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۶۷ء ص ۱۳

الفاظ یہ ہوتے ہیں اللہ محمد چار یار حاجی خواجہ قطب فرید جن سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان، اس کے رسول محمد ﷺ پر ایمان رسول اللہ ﷺ کے چار یاروں پر ایمان اور اولیاء کرام پر ایمان کا اقرار کرتے ہوئے گزرتے ہیں۔ پھر بہشت کے حصول کی خاطر اور دوزخ سے محفوظ رہنے کی غرض ہے وہاں حاضری دینا آخرت اور اس کی سزاء جزاء پر بھی اظہار ایمان ہوتا ہے۔ یہ تمام ارکان ایمان ان لوگوں میں موجود ہوتے ہیں تو یقیناً بہشتی ہیں"۔ (1)

حضرت مولانا محمد غازی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ بالا عبارات میں اہل سنت کے عقیدہ کی کیسی خوبصورت وضاحت فرمائی ہے کہ چار یار سے مراد خلفائے اربعہ کی خلافت برحق اور چار یاروں پر ایمان کا اقرار اور پھر عجالہ بر دوسالہ پر حضرت قبلہ پیر مہر علی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۵۶ھ / ۱۹۳۷ء) کی تصدیق نے تو سونے پر سہاگے کا کام کیا ہے۔

اہل سنت کی تقریبات میں "حق چار یار" کے نعرہ پر اعتراض کرنے والوں کو حضرت مولانا محمد غازی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ محمد کرم الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت اور قبلہ عالم پیر سید مہر علی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصدیق کا ضرور خیال کرنا چاہیئے۔

حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) کی خدمت میں ایک استفتاء اور آپ کی طرف سے اس کا بصیرت افروز۔ جواب موقع محل کی مناسبت کے پیش کیا جاتا ہے۔

---

(1) انوار قمریہ مطبوعہ لاہور ۲۰۰۲ ص ۱۷۲ تالیف: مولانا قاری غلام احمد سیالوی

سوال: عمرو اگر ایک روٹی کے چار ٹکڑے کرے اور اعتقاد اس سے یہ رکھتا ہے کہ صحابہ کرام چہار کا مرتبہ ہر ایک کا برابر ہے زید کہتا ہے کہ اس کا ثبوت نہیں ہے آیا اگر یہ فعل عمرو کرے تو جائز ہے یا نہیں اور یہ فعل کرنے سے رافضی لوگ وہ روٹی نہیں کھاتے اور مراد یہ لیتے ہیں کہ ایک روٹی کے چار ٹکڑے سے اہل سنت لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مرتبہ برابر سمجھتے ہیں اس وجہ سے رافضی لوگ وہ روٹی نہیں کھاتے تو عقیدہ عمرو اگر یہ دیکھ کر ایک روٹی کے چار ٹکڑے کرے تو جائز ہے یا نہیں۔

جواب: معاذ اللہ رافضی ایک وہم پرست قوم ہے ولہذا امام شافعی رضی اللہ عنہ نے ان کو نساء هذه الامة فرمایا بلکہ انکی وہم پرستی جاہلہ عورتوں سے بھی کہیں زائد ہے عدد چار کی صرف اس لئے دشمنی کہ اہل سنت چار خلفائے کرام مانتے ہیں کیسی گندی جہالت ہے آسمانی کتابیں بھی چار ہیں قرآن عظیم توریت انجیل زبور اگلے مرسلین اولوالعزم بھی چار ہیں۔ نوح ابراہیم موسی عیسی علیہم الصلوۃ والسلام اللہ ومحمد وحیدر وبتول وحسین وشہید وعابد سجاد وباقر وصادق وموسی وکاظم وجوادو مہدی وآنمہ سب میں چار چار حرف ہیں تو ان سب سے نفرت کریں اور کرتے ہی ہیں اگرچہ بظاہر نام دوستی لیتے ہیں مگر تقیہ ومتعہ شیعہ کے چار چار حرفوں کا کیا علاج ہو گا سوا چار حرف کے اگر کہیں تو شیعہ میں تانیث کی علامت زائد ہے حرف اصلی تین ہی ہیں اسی طرح تقیہ متعہ لہذا ان سے محبت ہے تو یزید سے کیوں نہیں کرتے اس میں بھی حرف اصلی تین ہی ہیں اور شمر ان کا بڑا محبوب ہونا چاہیئے کہ خالص تین ہے۔ طرفہ یہ کہ وہ چار خلفاء میں سے تین کے دشمن ہیں اور تین روٹیاں کھانا یا ایک روٹی کے تین ٹکڑے کرنا ناپسند نہیں رکھتے، جہاں ان تین میں چوتھا شامل ہوا اور نفرت آئی تو یہ نفرت تین سے نہ ہوئی بلکہ چوتھے سے کہ خاص مذہب ناصبیوں کا ہے اس کی نظیر ان اوہام پرستوں کی دس کے عدد سے عداوت ہے کہ عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کا عدد ہے اور نو کے عدد سے محبت رکھتے ہیں حالانکہ وہ ان دس میں نو کے دشمن ہیں۔

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:

"من اجهل ممن يكره التكلم بلفظ بعشرة اوفعل شئى يكون عشرة لكونهم يبغضون العشرة المشهود لهم بالجنة ويستثنون عليا والعجب انهم يوالون لفظ التسعة وهم يبغضون التسعة من العشرة بالجملہ"۔

کسی عدد خاص سے اس وجہ سے نفرت کہ اس کا ایک معدود اپنا مبغوض ہے یا اس لئے محبت کہ اپنا محبوب ہے وہی بلکہ مجنون کا کام مثلا روافض کو تین سے محبت ہے تو خلفائے ثلثہ تین ہیں عمر و غنی و سنی و غوث و قطب کے حروف تین ہیں تین سے عداوت ہے تو بتول زہرا کے ابنائے ثلثہ تین ہیں الہ و نبی و علی و حسن و رضا کے حرف تین ہیں پانچ سے اگر محبت ہے تو فاروق و عثمان و شیخین و ختنین و اصحاب میں پانچ پانچ حرف ہیں اور عداوت ہے تو پنجتن پانچ ہیں مصطفیٰ و مرتضی و فاطمہ و مجتبےٰ و حسنین کے حرف پانچ ہیں یا ان کے طور پر پوچھئے کیا تم پانچ کے دشمن ہو تو تعزیہ۔ تابوت۔ جریدہ۔ مرثیہ۔ کربلا۔ روافض سب سے عداوت کرو اور دوست ہو تو شیطان۔ نمرود۔ شداد۔ فرعون۔ ہامان۔ ابلیس سب کے دوست بنو سنی کو ان اوہام پرستوں کی ریس نہ چاہیئے ایک روٹی کے تین چار پانچ نو نہیں جتنے ٹکڑے کریں جائز ہے وہ خیال جہالت ہے ہاں اگر رافضیوں کے سامنے ان کے چڑانے کو چار کریں تو یہ نیت محمود ہے گمراہ کی مخالفت کا اظہار ایسا امر ہے جسکے باعث فعل مفعول افضل ہو جاتا ہے یہاں تو سب ٹکڑے مساوی تھے تو ان کے سامنے انکی مخالفت کے اظہار کو چار ٹکڑے کرنا بدرجہ اولی افضل ہو گا موزوں کے مسح سے پاؤں کا دھونا افضل ہے مگر رافضی خارجی کے سامنے ان کے غیظ دلانے کو مسح موزہ بہتر ہے نہر سے وضو افضل ہے مگر معتزلی کے سامنے اس کی مخالفت جتانے کو حوض سے وضو احسن ہے "كمافى فتح القدير وبيناه فى فتا والنا" سوال میں چاروں صحابہ رضی اللہ عنہم کا مرتبہ برابر کہا یہ خلاف عقیدہ اہل سنت ہے۔ اہل سنت کے نزدیک صدیق اکبر کا مرتبہ سب سے زائد ہے پھر فاروق اعظم پھر مذہب منصور میں عثمان غنی پھر علی المرتضی رضی اللہ عنہم جو چاروں کو برابر جانے وہ بھی سنی نہیں ہاں یہ

معنے لے کر چاروں کا ماننا فرض ہے۔ اس بات میں برابری ہے تو حرج نہیں جیسے "لا نف
بین احد من رسله" ہم اس کے رسولوں میں فرق نہیں کرتے کہ ایک کو مانیں ایک
نہ مانیں بلکہ سب کو مانتے ہیں اور فرماتا ہے: "تلک الرسل فضلنا بعضهم ع
بعض" ان رسولوں میں ہم نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی۔ واللہ تعالی اعلم۔

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مختصر سوال کے جواب میں کیسا بے مثال جو
رقم فرمایا ہے دریا کو کوزے میں بند فرمایا ہے رافضیوں کے سامنے ان کو چڑانے کو روٹی
چار ٹکڑے کریں تو یہ نیت محمود ہے، گمراہ کی مخالفت کا اظہار ایسا امر ہے جس کے باع
فعل مفعول افضل ہو جاتا ہے۔" تو اگر خارجیوں، ناصبیوں کے چڑانے اور ان کا رد کر
کے لئے ہم اپنی تقریبات میں حق چار یار کا نعرہ بلند کریں تو کیا یہ نیت محمود نہیں؟ اگر ان
مخالفت کے اظہار کو چار ٹکڑے کرنا بدرجہ اولی افضل ہو گا" تو کیا اجتماعات میں حق چار یا
نعرہ لگانا بدرجہ اولی افضل نہ ہو گا؟

اہل سنت کی تقریبات میں جو بھی نعرہ لگایا جاتا ہے اس کا کوئی نہ کوئی پس منظر ضرور ہ
ہے۔ اور ہر نعرہ سے عقیدہ کی وضاحت بھی ہوتی ہے جب ہم نعرہ تکبیر لگاتے ہیں تو اللہ تع
کی کبریائی کا برملا اعلان کر کے ان لوگوں کا رد کرتے ہیں جو اللہ تعالی کی وحدانیت کے م
ہیں اور اسی نعرہ سے شرک کا قلع قمع بھی کیا جاتا ہے۔

نعرہ رسالت کے جواب میں "یارسول اللہ" کہہ کر ہم اپنے پیارے نبی حضرت احمد مجتبے
مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی خاتمیت اور حیات کا اظہار کر کے ان لوگوں کا رد کرتے ہ
جو آپ کے بعد کسی ظلی یا بروزی نبی کے قائل ہیں یا جو آپ کے حیات کے منکر ہیں ا
طرح نعرہ تحقیق کے جواب میں " حق چار یار" کہہ کر ان لوگوں کا رد کرتے ہیں جو ال

---

(1) فتاوی افریقیہ ص ۱۶۰ تا ۱۶۳ مطبوعہ کراچی ۱۹۸۱ء

چاروں صحابہ کرام میں سے کسی ایک پر بھی انگلی اٹھاتے ہیں "حق چار یار" سے نہ صرف رافضیوں بلکہ خارجیوں کا بھی اور ناصبیوں کا رد ہو جاتا ہے۔ البتہ نعرہ حیدری سے صرف خارجیوں کا رد ہو سکتا ہے۔

صاحبزادہ عزیز احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

"چاروں خلفائے راشدین کے ناموں کی ابتداء میں "ع" آتا ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اصل نام "عبد اللہ" ہے جس کی ابتداء میں حرف "ع" ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پہلا حرف "ع" ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پہلا حرف "ع" اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا پہلا حرف "ع" ہے۔ یہ سب عین ہیں۔ حق ہیں اور درست ہیں ان سب میں عینیت ہے، کوئی "غ" اور غیر" نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "خیر القرونی قرنی "اس سے مراد خلفائے اربعہ راشدہ ہیں خلفائے راشدین کے ناموں کے آخری حرف کو لیں تو "قرنی" بنتا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا آخری حرف "ق" ہے۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا آخری حرف "ر" ہے۔
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا آخری حرف "ن" ہے۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا آخری حرف "ی" ہے۔

تو (ق۔ر۔ن۔ی) قرنی بنتا ہے گویا یہ اشارہ ہے کہ ان حروف میں جو ترتیب ہے۔ خلافت کے اندر بھی یہی ترتیب ہوگی"۔ (1)

---

(1) ماہنامہ کاروان قمر کراچی جون جولائی ۲۰۱۰ء ص ۵۳

اہل لطائف نے یہ بھی لکھا ہے کہ حروف تہجی "الف" سے شروع ہوتے ہیں اور "ی"
ختم ہو جاتے ہیں اسی طرح خلافت بھی ابو بکر رضی اللہ عنہ کے الف سے شروع ہوئی اور علی رضی
"ی" پر ختم ہو گی۔[1]

ملک شیر باز کھلان نے علم الاعداد کی روشنی میں خلفائے راشدین کی عظمت کو اس طرح
کیا ہے:

"چاروں صحابہ کرام کے اعداد کا مجموعہ ۱۳۱۲ ہے اور مفرد عدد ۷ ہے ۱۳۱۲ کے اعداد میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اعداد ۹۲ شامل کرنے سے ۱۴۰۴ کا عدد حاصل ہوا۔ اب یہ عدد چاروں صحابہ کرام پر تقسیم کر دیں ۱۴۰۴/۴=۳۵۱۔ اس طرح ہر ایک کے حصہ میں ایک قرآن کا عدد آیا یہ اور اس بات کا اشارہ ہے کہ یہ چاروں صحابہ کرام قرآن پاک کے چار ستون ہیں اور ان کے کاندھوں پر اسلام کی عظیم الشان عمارت کھڑی ہے۔ ہر ستون اپنی جگہ خاص اہمیت کا حامل ہے۔ ۱۴۰۴ کا صفر ہٹانے سے ۱۴۴ کا عدد باقی رہا۔ یہ دو سجدوں کا عدد ہے اور ۱۴۴ کا دگنا محرم کا عدد ۲۸۸ ہے لہذا یہ سب علم الاعداد کی رو سے شہادت کے رتبہ جلیلہ پر فائز ہیں۔ اللہ۔ محمد، علی، فاطمہ، حسن، حسین، ابو بکر، عمر، عثمان سب کے اعداد ۱۹۶۱ ہیں اور مجموعہ اعداد۔ ۱+۹+۶+۱=۱۷ ہے، یہ مسلم کا عدد ہے یہ مسجد کا عدد ہے، یہ رکوع کا عدد ہے، یہ الصلوۃ کا عدد ہے اور ۱۷۰۱۷=۲۸۹ (اللہ اکبر) تکبیر کا عدد ہے۔ لہذا ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی" ہمارے لئے یہ مبارک ہستیاں اندھیرے میں اجالا کرتی ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اعداد۔ ۲۳۱، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ۳۱۰، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ۶۶۱ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اعداد ۱۱۰ ہیں، چاروں

(1) سلطان الواعظین۔ مولانا ابو النور محمد بشیر کوٹلوی: خطبات اول مطبوعہ لاہور ص۲۹

صحابہ کرام کے اعداد ۱۳۱۲ ہیں۔ ۱۳۱۲ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اعداد شامل کرنے سے حاصل جمع ۲۰۹۸ کا عدد بنا۔ یہ عدد "اقراء باسم ربک الذی خلق" کے اعداد کے برابر ہے۔ صحابہ کرام کی فضیلت سے نا آشنا حضرات غور فرمائیں "۔(1)

ستم ظریفی اور ظلم کی انتہا ہے کہ بعض وہ لوگ جو" حق چار یار" کے نعرہ کے خلاف صف آرا ہوئے ہیں جو اپنے آپ کو سنی کہتے ہوئے نہیں تھکتے ایسے لوگوں کے بارے میں حضرت سید ابوالحسن احمد نوری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء) کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیے:

"اور جب ایسا ہونا محال و نا ممکن الوقوع ہے تو تمام فرائض سے اہم و اول فرض یہ کہ ہر مسلمان کے عقیدے، مذہب مہذب اہل سنت و جماعت کے مطابق ہوں کہ حق انہی میں منحصر ہے اور تمام اولیائے کرام، اکمل الاولیاء سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور امام الاولیاء سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے لے کر اس وقت تک اور اس وقت سے لے کر حضرت امام مہدی بلکہ ان کے بعد کے دور تک اسی مذہب پر ثابت قدم رہے اور اسی پر گامزن رہیں گے اور کیوں نہ ہو جبکہ حدیث شریف میں فرمایا کہ "جس نے جماعت مسلمین کو ایک بالشت بھر چھوڑا، اس نے اسلام کا طوق اپنی گردن سے اتار دیا"۔ بے ادب بے نصیب ہیں جو اپنی نفسانی خواہشات کے باعث جماعت اہل سنت سے خلاف کرتے ہیں اور پھر لطف یہ ہے کہ اپنی نادانی سے دم سنیت کا بھرتے ہیں اور طرفہ تماشا یہ ہے کہ اپنے معاونوں اور حاشیہ برداروں پر یہ واضح کرتے ہیں کہ اولیائے کرام اور مشائخ عظام کی راہ و روش وہی ہے جس پر ہم ہیں۔ مسلمان یاد رکھیں کہ ان کی کتابوں، کتابوں کے، دیباچوں اور تقریروں میں جو مواد مضامین،

(1) نظریہ پاکستان علم الاعداد کی روشنی میں مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۸۷ ص ۴۸تا۴۹

علمائے اہل سنت کی موافقت میں ملتے ہیں وہ سب تقیہ اور زمانہ سازی پر محمول ہیں، اس لئے کہ ان کی خلوتوں اور تنہائیوں میں جو کچھ ہوتا ہے وہ ان کے ان دعووں کے بالکل برعکس ہوتا ہے۔ کہنا چاہیے کہ ان کا طور طریق، بالکل منافقوں جیسا ہے جو آغاز اسلام میں رہا۔ اور ہم (ببانگ دہل) عزت وجلال خداوندی کی قسم سے (مؤکد) کہتے ہیں کہ ہم، ہمارے مشائخ (طریقت) اور تمام ہی اولیائے کرام ظاہر وباطن میں، خلوت، جلوت (گوشۂ تنہائی اور انجمن آرائی) میں مذہب اہل سنت وجماعت پر رہے ہیں، اسی پر قائم ہیں اور اسی پر (ان شاءاللہ تعالی) ثابت قدم رہیں، اسی پر ہم زندہ رہے اسی پر وفات پائیں گے اور اسی پر بروز حشر اٹھائے جائیں گے، اگر کوئی شخص ہماری اور ان کی نسبت اس کے برخلاف کہتا ہے وہ کذاب ومفتری ہے (کہ جھوٹ بولتا اور تہمت لگاتا ہے) ہم اور ہمارے مشائخ اور تمام اولیائے الٰہی دنیا وآخرت میں اس سے اور اس کے اس افتراء سے بے زار، بے زار اور ہزار در ہزار بار بے زار ہیں جو موجود ہیں وہ غیر موجودین تک یہ بات پہنچادیں"۔ (1)

بد قسمتی سے اہل سنت کے اس باغی طائفہ کی کاروائیاں عوام اہل سنت کے اندر جاری ہیں۔ سادہ لوح عوام اہل سنت کے عقائد ونظریات کے تحفظ کے لئے علماء اہل سنت جہاد بالقلم میں مصروف ہیں۔ ان ہی علماء اہل سنت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے شاہین صفت نوجوان عزیزم مولوی حافظ فدا حسین رضوی بھی میدان عمل میں نکل آیا ہے۔ یہ فاضل نوجوان تلاش وجستجو میں نمایاں مقام رکھتا ہے۔ پیش نظر مقالہ اسی تناظر میں لکھا گیا ہے اس مقالے کی تکمیل کے لئے اس نوجوان نے کئی لائبریریاں کھنگالیں اس سلسلے میں یہ راقم تک آپہنچا، مجھے اس کی معاونت کرتے ہوئے بہت خوشی حاصل ہوئی ہے۔ پیش نظر مقالہ، نعرہ

---

(1) سراج العوارف فی الوصایا المعارف ترجمہ نور علی نور مترجم: مفتی محمد خلیل خان برکاتی مطبوعہ لاہور ص ۲۲

تحقیق۔ حق چار یار" نہایت محققانہ انداز میں قلم بند کیا گیا ہے مقالہ نگار نے موضوع کا حق ادا کر دیا ہے۔ سخن اولین" میں مقالہ کا پس منظر بیان کر دیا ہے۔ مقالہ چھ ابواب پر مشتمل ہے قرآنیات، احادیث، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور اولیائے کرام علماء اہل سنت کے ارشادات کی روشنی میں موضوع کو احسن انداز میں نبھایا ہے عصر حاضر کے علماء اہل سنت کے تقاریظ سے مقالے کی اہمیت اور افادیت میں گراں قدر اضافہ ہوا ہے۔ امید ہے اس مقالے کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ اور معاشرے پر اس کے مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔

حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۴۲ھ / ۱۷۲۹ء) کی "دعا" ملاحظہ فرمایئے جس میں "چار یاروں" کی دوستی کو کس انداز میں اللہ تعالی کی بارگاہ میں پیش کیا گیا ہے:

"اے اللہ! اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل، جو چاروں مقامات یعنی شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کے ہادی ہیں، میرے قلب کی اپنی طرف رہنمائی فرما، اے میرے خدا لفظ محمد کے چاروں حروف کی قبولیت کے طفیل اپنی راہ میرے دل پر ظاہر فرما، اے میرے رب! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں یاران کبار رضی اللہ عنہم کی دوستی کے صدقے میں میری جان کو اپنے غم سے آشنا کر دے، اے میرے خدا! کعبہ شریف کے چاروں ستون کے ناموں کے صدقے میں میری جان کو اپنا غم عطا فرما، تیری ذات ہے کہ جس نے انسان کے بدن میں چار دروازے کان، منہ، آنکھ اور ناک کشادہ کئے، تو وہ ہے جس نے اپنے نیک بندوں کے لئے جنت میں چار نہریں جاری کیں، اے اللہ! تو اپنے کو مجھے عطا فرما دے اور مجھے اپنا بنا لے، اس خودی کو بے خودی میں تبدیل کر دے، اور اس بے خودی کو اپنی خودی سے بدل دے۔ ہم حاضر ہونے کے باوجود غائب ہیں اور تو غائب ہونے کے باوجود حاضر ہے، اپنے اس غائب کو ہماری حاضری

پر ظاہر کر دے۔ اور اپنی حاضری سے ہمارے غیب ہونے کو جلوہ عطا فرما
دے"۔(1)

راقم کے والد ماجد حضرت سید مسکین شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۰۰۵ء / ۱۴۲۶ھ) بھی
جمعرات کو فاتح دلواتے وقت اہل بیت اطہار کے ساتھ چہار یار کبار کے نام بھی ضرور لی
تھے۔

مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے برادر مولانا محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شعر پر اختتا
کیا جاتا ہے جو آپ اکثر پڑھتے تھے وہ یہ ہے:

حق ہے یہی خلیفہ حق چار یار ہیں
چاروں نبی کے یار ہیں فخر کبار ہیں (بلبل)

(1) چہار انواع" مطبوعہ کراچی مترجم ڈاکٹر سید محمد امین، شریف احمد خان ۱۹۸۸ء
ص ۳۹

کچھ صاحب مقالہ کے بارے میں

مولوی فدا حسین رضوی گجر خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کے والد گرامی کا نام محمد ریاض ہے۔ آپ کی ولادت ۳۱ دسمبر ۱۹۸۴ء کو گاؤں ٹانڈہ تحصیل حسن ابدال، ضلع اٹک میں ہوئی ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی۔ گاؤں کی جامع مسجد محمدیہ غوثیہ کے امام وخطیب مولانا محمد اکرم سے بنیادی مسائل سیکھے اور قرآن کریم ناظرہ پڑھا گورنمنٹ پرائمری سکول ٹانڈہ سے ۱۹۹۶ء میں جماعت پنجم کا امتحان پاس کیا۔ جامعہ انوارالقرآن مرکزی جامع مسجد حسن ابدال اور جامعہ محمدیہ غوثیہ انوارالقرآن صدر راولپنڈی میں قاری عبدالخالق اور قاری مشتاق احمد سے ۱۹۹۸ء میں حفظ قرآن پاک کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔

جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی میں قاری عبد الرب صاحب قاری محمد صادق سے ۲۰۰۳ء میں تجوید و قرأت کی دولت سے سرفراز ہوئے ۲۰۰۴ء میں روالپنڈی بورڈ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۲۰۰۶ء میں قبلہ حافظ پیر عبد الحق صاحب مدظلہ (دریائے رحمت شریف، حضرو) کے ہاتھ پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں شرف بیعت کیا۔ ۲۰۰۸ء میں ہی ایف اے کا امتحان پاس کیا جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی سے درس نظامی کی تعلیم جاری رکھی۔ یہاں نہایت قابل اور محنتی اساتذہ کے زیر سایہ آپ کی خداداد صلاحیتوں کو مزید جلا ملی۔ ان اساتذہ میں مفتی عبد الرزاق بھترالوی شیخ الحدیث مولانا محمد یعقوب ہزاروی، استاذ العلماء مولانا عبد الرشید قریشی، پیر سید ضیاء الحق شاہ، مولانا حافظ ناصر محمود صاحب، مولانا سردار احمد حسن سعیدی، مولانا خان محمد قادری، مولانا نور زمان چشتی سے آپ نے اکتساب فیض کیا۔

بعد ازاں جامعہ جماعتیہ مہر العلوم راولپنڈی چلے گئے اور یہاں مفسر قرآن علامہ عبد الرزاق بھترالوی سے اپنی علمی پیاس بجھائی مفسر قرآن نے بھی آپ کی تعلیم و تربیت میں کوئی کسر

اٹھانہ رکھی آپ نے یہاں اپنے اس ہونہار شاگرد کو تدریسی ذمہ داری بھی سونپ دی جو ۲۰۰۹ء سے سرانجام دے رہے ہیں۔یوں آپ اپنے استاد محترم کے منظور نظر بن گئے۔
آپ نے بھی اپنے استاد محترم کی ہر ہر ادا اپنانے کی کوشش کی محبوب کائنات ﷺ ان کی اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت تو گویا آپ کو گھٹی میں پلا دی گئی تھی۔ سفیر عشق رسول امام احمد رضا بریلوی کی تعلیمات سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اپنے نام کے ساتھ "رضوی" کا اضافہ کر دیا۔
آپ نے زمانہ طالب علمی میں بزم ارشاد جامعہ رضویہ اور بزم غوثیہ ضیائیہ جامعہ محمدیہ غوثیہ انوارالقرآن میں مختلف تقریری مقابلوں میں حصہ لیا اور نمایاں پوزیشن حاصل کی۔ تحریک تبلیغ اہل سنت ٹانڈہ کے زیر اہتمام آپ نے ہر سال عید میلاد النبی اور گیارہویں شریف کی تقریبات میں حصہ لیا اور نہایت مؤثر انداز میں تقاریر کیں۔ اسی طرح مختلف مقامی مساجد میں درس قرآن پاک بھی دیا۔
آپ نوجوانی میں ہی نہایت خلیق اور مہر و وفا کی تصویر ہیں نیک صالح، گفتگو کم، الفاظ مختصر، آواز، دھیمی، سادگی پسند، مطالعہ و تحقیق کا اعلیٰ ذوق، اہل سنت کے عقائد و نظریات پر نہایت سختی سے کاربند اور صلح کلیت کے شدید مخالف ہیں۔
اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل ان کے علم و عمل اور عمر میں برکتیں عطا فرمائے اور انہیں توفیقات سے نوازے کہ احسن انداز میں جہاد بالقلم جاری رکھ سکیں۔
"آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ وآلہ واصحابہ اجمعین"۔

دعا گو دعا جو

سید صابر حسین شاہ بخاری قادری
اداراہ فروغ افکار رضا
برھان شریف ضلع اٹک، پنجاب پاکستان
۲ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ ۱۷ امئی ۲۰۱۰ء

تقریظ

حجۃ الاسلام، گنج عرفان، پاسبان مسلک رضا شیخ الحدیث
پیر سید عرفان شاہ صاحب مشہدی موسوی مدظلہ ناظم اعلیٰ مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عصر حاضر پُر فتن ہے الحاد کے خوفناک پنجے افکار وعقائد کی دنیا کو جکڑنے کے در پے ہیں، صراط مستقیم سے پھسلانے کے لئے سینکڑوں دام لگائے گئے ہیں جن میں طماع اور جاپرست بہت تیزی سے پھنس رہے ہیں، صراط مستقیم جادۂ حق بہت سیدھا اور بہت روشن ہے مگر سالک وطالب کو سچائی اور خلوص کے ساتھ آگے بڑھنے اور اس پر قائم رہنے کی ضرورت ہے، صراط مستقیم راہِ نجات ہے اور ہمارے ہادی اور رہبر امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اپنے فرمان عالی شان میں راہ نجات "ما انا علیه واصحابی" سے اپنے اور اپنے پاک اصحاب کے نقوشِ اقدام کو متعین فرما چکے ہیں۔ خیر امت کے افراد کو رسوخِ عقیدہ اور جہد مسلسل کے ساتھ جن کے نقوشِ اقدام کی اتباع کرنی ہے مفسدین ومنافقین ان کے بارے میں جھوٹ اور مکاری سے من گھڑت نظریات کا پرچار کر کے اہل اسلام کو راہِ نجات سے بھٹکا کر شقاق میں ڈالنے کی مذموم کوششوں میں مصروف ہیں۔ ایسے پُر آشوب دور میں افراد امت کو سرکار دوعالم ﷺ کی سنت اور آپ کے پاک صحابہ کی سنت سے جوڑنے کی سعی بلیغ کو دینی وشرعی ضرورت بہت شدید ہے، زیر نظر کتاب میں عزیز القدر حضرت مولانا فدا حسین حفظہ اللہ نے اس ضرورت کو پورا کرنے کی مقدور بھر کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو شرف قبولیت سے نوازے اور پڑھنے والوں کو اہل سنت وجماعت کی دعوت حق کی فہم سلیم عطا فرمائے۔ (آمین)

راقم الحروف: سید محمد عرفان مشہدی موسوی
بریڈفورڈ، انگلینڈ 19.06.2010

تقریظ

عالمی مبلغ اسلام، استاذ الاساتذہ، شیخ الحدیث والتفسیر، اشرف العلماء والمشائخ،
مفتی اعظم پاکستان خواجہ پیر مفتی اشرف القادری محدث نیک آبادی

نحمدہ ونصلی ونسلم وتبارک علی رسولہ لکریم
وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔اما بعد:

بندہ نے نوجوان محقّق، حامئ سنن، ماحی فتن، عزیز محترم مولیٰنا حافظ فدا حسین رضوی حفظہ اللہ کی تصنیف کردہ کتاب مستطاب ''حق چار یار'' کو مختلف مقامات سے دیکھا۔ اندازہ ہوا کہ عزیز موصوف نے دور حاضر کے نہایت خطرناک ''سُنی نمارافضی'' فتنہ کا کتنی محنت وجانفشانی سے تعاقب کیا، بلکہ اس فتنہ کا مدلّل انداز میں ردّ بلیغ بھی کیا ہے۔

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

بندہ اس کتاب کی پرزور تصدیق وتائید کرتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام اہلسنت کی طرف سے مصنف کو جزائے خیر دے!

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

جن مسائل پر کتاب "حق چار یار" میں گفتگو کی گئی ہے، ان کے بارے میں مختصراً اپنا نظریہ سطور ذیل میں لکھ دینا مناسب سمجھتا ہوں:

۱۔ اہلسنت کے نزدیک تمام انسانوں میں فقط انبیاء علیہم السلام گناہ سے معصوم ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح ائمہ اہلبیت کو بھی معصوم ماننا روافض کا عقیدہ ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ و مولا علی المرتضی و دیگر خواص مقربین رضی اللہ عنہم معصوم نہیں، البتہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے گناہوں سے محفوظ ہیں۔ خصوصاً ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بہ اجماع مفسرین قرآن میں "اتقیٰ" یعنی "امت میں سب سے بڑا پرہیز گار" فرمایا تو جسے قرآن امت میں سب سے بڑا پرہیز گار فرمائے اسے گنہگار بتلانا یقیناً قرآن کی تکذیب ہے۔ کیونکہ گنہگار" پرہیز گار کی ضد ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو گنہ گار کہنا شان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں کھلی بے ادبی ہے۔ خبردار ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں بے ادبی کرنے والے کو ہمارے فقہاء کرام نے کافر قرار دیا ہے

۲۔ ساری امت میں مطلقاً تمام صحابہ واہل بیت سے بھی افضل سیدنا ابو بکر صدیق، پھر سیدنا عمر فاروق اعظم، پھر سیدنا عثمان ذوالنورین اور پھر سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہم ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو " اتقیٰ (امت میں سے بڑا متقی فرمایا۔ دوسری جگہ فرمایا۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم یعنی (تم میں سے زیادہ بزرگی والا وہ ہے جو تم سب میں بڑا متقی ہو) لہٰذا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام امت میں سب سے افضل و بزرگ تر ہیں۔

مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل قرار دینا یہ اہلسنت کا نہیں روافض کا عقیدہ ہے اس دور میں جو شخص ایسا عقیدہ رکھتا ہو پکا رافضی ہے۔

۳۔ اہلسنت کے نزدیک سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ منہاج النبوۃ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے

بلا کسی تخصیص تقسیم یا استثناء کے کامل واکمل خلیفہ اول اور نائب مطلق بلا فصل ہیں۔
وصف وکمال میں آپ کے ساتھ کوئی دوسرا شریک وسہیم نہیں۔ آپ کو محض سیاست
خلیفہ اول بلا فصل کہنا اور روحانیت میں خلیفہ اول بلا فصل مولا علی کرم اللہ تعالی وج
ٹھہرانا یقیناً خطرناک گمراہی ہے جس سے رفض وتشیع کی بدبو آتی ہے ایسا کہنا در حقی
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کاملہ بلا فصل کی وقعت گھٹانے اور آپکی خلافت نا
وادھوری ٹھہرانے کی کوشش ہے۔ جس کا مآل بالآخر کفر پر منتج ہوگا۔

۴۔ آیہ تطہیر میں " اهل البيت " سے اولا تفسیر القرآن بالقرآن کی روشنی
ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن مراد ہیں اور حدیث پاک کی روشنی میں دیگر اہل بیت بھی اس
داخل ہیں ہم نہ تو قرآن کا انکار کرسکتے ہیں نہ حدیث کا

۵۔ روافض خلفاء اربعہ (صدیق، فاروق، عثمان علی) رضی اللہ عنہم میں سے صرف ا
مولا علی کرم اللہ تعالی وجہہ کو حق مانتے، باقی تین کے حق ہونے کا انکار کرتے ہیں خوا
ونواصب صرف پہلے تین خلفاء کو حق مانتے اور مولا علی کرم اللہ تعالی وجہہ کو حق نہ
جانتے ان دونوں فرقوں کی گمراہی سے اظہار برات کیلئے " حق چار یار " کا نعرہ لگایا گیا۔
چار یار " کی ترکیب میں "چار" کا لفظ یقیناً اسم عدد ہے، مگر اس سے مقصود زائد بر چا
اخراج نہیں بلکہ خلفاء اربعہ میں سے صرف ایک کے اقرار اور باقی تین سے انکار یا صر
تین کے اقرار اور ایک سے انکار کے نظریئے کی نفی، اور تمام خلفاء اربعہ کا اثبات ہے
مطلب یہ کہ صرف ۴/۱ یا صرف ۴/۳ ہی نہیں بلکہ چاروں برحق ہیں۔ بس صرف ا
لئے حق چار یار کا نعرہ لگایا جاتا ہے۔ تاکہ سننے والوں کو پتہ چل جائے کہ یہ نعرہ لگانے و
رافضی وشیعہ یا خارجی وناصبی نہیں۔ بلکہ پکا سنی ہے۔ لہٰذا " حق چار یار کا نعرہ لگانا بالکل
درست اور اہلسنت کی علامت ہے۔ اس پر اعتراض کرنے والا جاہل یا رافضی مکار ہے
دیکھئے یہ نعرہ صدیوں سے لگایا جارہا ہے لیکن آج تک اہلسنت کے ذمہ دار علماء واکابر امت
میں سے کسی نے بھی اس پر اعتراض نہ کیا ہاں اب کچھ ہی عرصے سے بعض سنی نما رافض

الباطن "گندم نما جو فروش" لوگوں نے شور مچانا شروع کیا ہے۔ فانا لله وانا الیه راجعون

یہ ہے میرا عقیدہ، میرے تمام اساتذہ ومشائخ واکابر آئمہ دین کا عقیدہ اور تمام اہلسنت کا عقیدہ اللہ تعالی اس عقیدے پر مجھے اور تمام اہلسنت کو جینے مرنے کی توفیق عطا فرمائے: آمین! آمین! آمین بحق طه ویسین۔ صلی اللہ تعالی علیه وآله وصحبه اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

خاکپائے اہل اللہ

خواجہ مفتی محمد اشرف القادری
عفا عنه ربه القوی
سجادہ نشین خانقاہ قادریہ عالیہ نیک آباد گجرات
بانی ومہتمم اعلی وشیخ الحدیث الجامعة الاشرفیه علی مسجد گجرات
بانی ومہتمم اعلی۔ الکلیة الاسلامیه للبنات (اسلامیہ گرلز کالج) گجرات
سرپرست اعلی الجمعیة القادریه الاشرفیه انٹرنیشنل

تقریظ عظیم

جامع المعقول والمنقول استاذ الفقہاء شیخ الحدیث علامہ
مفتی محمد طیب ارشد صاحب مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ نُوْرَنَبِیِّہٖ مِنْ نُوْرِہٖ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ وَشَرَّفَهٗ بِالنُّبُوَّةِ وَآدَمُ بَ
الطِّیْنِ وَالْمَاءِ لَابَعْدَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً مِنْ وَلَادَتِہٖ الْعُظْمٰی وَاخْتَارَلَهٗ اَصْحَ
الْاَصْفِیَاءَ وَهُمْ لِلْمُتَحَیِّرِیْنَ فِی الدِّیْنِ کَالنُّجُوْمِ فِی السَّمَاءِ وَفَضَّلَ عَلَیْ
خُلَفَاءَهُ الْاَرْبَعَةَ بِالصِّفَاتِ الْعُلٰی مِنْهُمْ اَبُوْبَکْرٍ کَانَ اَفْضَلَ بَعْدَالْاَنْبِیَاءِ مِنْ کُ
بَشَرٍ وَخَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (ﷺ) بِلَافَصْلٍ۔

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْمُخْتَارِ وَعَلٰی آلِہِ الْاَطْهَارِ وَاَصْحَابِہِ الْاَخْ
اَمَّابَعْدُ لَمَّا طَالَعْتُ الْکِتَابَ الْمُسْتَطَابَ الْمُزَیَّنَ بِالْآیَاتِ وَالْمُبَرْهَنَ بِالْاَخْ
وَالْآثَارِ اَلْمُسَمّٰی بِاِسْمِ " نعرۂ تحقیق حق چار یار" اَلَّفَهٗ مَوْلٰیناحَافِظ فِدَاحُسَیْ
اَسْعَدَہُ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الدَّارَیْنِ فَوَجَدْتُّہٗ لِاَہْلِ السُّنَّةِ جِلَاءَ الْعَیْنَیْنِ اَثْبَتَ فِیْ
اَنَّ الْجَوَابَ حَقْ چاریارقَدْ صَارَ قَدِیْمًا لِاَہْلِ السُّنَّةِ شِعَارًا لَامِنْ مُحْدَثَاتِ ال
یَابَنَةِ الْغَابِیَةِ کَمَایَقُوْلُہٗ شَیْخُ التَّفْضِیْلِیَّةِ الطَّاغِیَّةِ وَحَقَّقَ فِیْهِ بِالدَّلَاءِ
الْقَوَاطِعِ اَنَّ هٰذَا الْجَوَابَ رَدٌّ عَلَی الرَّوَافِضِ وَهُمُ الَّذِیْنَ یُنْکِرُوْنَ خِلَافَةَ الْخُلَفَ
الثَّلَاثَةِ لِلْعَدَاوَةِ وَالشَّقَاوَةِ وَضَرْبٌ شَدِیْدٌ عَلَی الْفِرْقَةِ التَّفْضِیْلِیَّةِ الضَّالَّةِ وَهِ

اَلَّتِی تُفَضِّلُ عَلیَّ بنَ اَبِی طَالِبِ عَلٰی سَاءِرِ الصَّحَابَۃِ وَتُبغِض مُعَاوِیَۃَ الَّذِی کَانَ لِرَسُوْلِ اللہِ ﷺ صَاحِبَ الْکِتَابَۃِ۔

وَھٰذَا الْکِتَابُ دَافِعُ الْفَسَادَاتِ فِی الْاِعْتِقَادَاتِ فَیَنْبَغِی لِلْخُطَبَاءِ اَنْ یُبَیِّنُوْا مِنْہُ فِی الْخِطَابَاتِ وَالْاَءِمَّۃِ اَنْ یُدَرِّسُوْا مِنْہُ فِی الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ اَسْءَلُ اللہَ تَعَالٰی اَنْ یَّجْعَلَہٗ بِمَنِّہٖ فِیْ اَہْلِ السُّنَّۃِ مَقْبُوْلاً وَمُؤَلِّفَہٗ بِفَضْلِہٖ مَاجُوْرًا وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

حررہ : محمد طیب ارشد

۷جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ ھ بمطابق ۳۱مارچ ۲۰۱۲ء

خادم درجۃ التدریس والافتاء

مدرسہ اسلامیہ تھون سرائے عالمگیر ضلع گجرات

تقریظ

رئیس المناطقہ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ
مولانا مفتی محمد سلیمان رضوی صاحب مدظلہ
مہتمم دار العلوم انوار رضا، راولپنڈی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرات گرامی! تاریخ عالم میں نئی چیز کا معرض وجود میں آنا ایک فطری عمل ہے تمام انواع خلق میں ہر آئے دن نئی اشیاء معرض میں آتی رہتی ہیں۔ حتی کہ زبانیں (السنہ) نیز دریافت ہوئیں۔ علوم دور آدم میں نہ تھے یکے بعد دیگرے ان علوم نے جنم لیا جن کے سہارے ہم زندہ ہیں اور ہماری زندگی میں ان کا عمیق دخل ہے اور مقتضائے مدنی زندگی ہیں جوں جوں علوم بڑے ان میں دریافت ہونے والے قواعد وضوابط کو عمل میں لاکر اہل علم نے نئی چیزیں دریافت کیں جن کا لامتناہی سلسلہ آپ کے سامنے ہے۔ یوں ہی علم شرائع میں اہلیان مذاہب وادیان نے ختم نہ ہونے والا ایک سلسلہ تصنیف شروع کیا جن کا لامتناہی ہونا اظہر من الشمس اور از قسم بدیہات ہے۔

اب غیر منصوص حلال وحرام میں امتیاز حل اور حرمت کے لئے نیز کاوشیں کی گئیں لہذا کسی نئی چیز کو اس لئے نظر انداز کرنا کہ بعد کی پیداوار ہے اور بعد والوں کی تحقیق ہے یہ کوئی دانشمندی نہیں حتی کہ امت مسلمہ میں بعد میں لکھی جانے والی کتب کو اس مزعومہ سے نظر انداز کرنے پر عقل پر ماتم کیا جانا چاہیے۔

بلکہ یہ کہ تمام امور معاملات وعبادات تدریجاً آئے اسلئے بعد کے کسی عمل کو نظر انداز کرنا اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ان جزئیات میں اگر جایا جائے تو نہ ختم ہونے والا سلسلہ چل نکلے گا۔ مسلم امہ میں تقبیل ابھامین کو سب سے پہلے جناب صدیق اکبر خلیفۃ الرسول بلا فصل رضی اللہ عنہ نے اپنایا۔ آج پوری امت کا معمول ہے اسلئے کہ اس کے امتناع کی نہ کوئی وجہ ہے اور نہ کوئی دلیل۔ یوں ہی نعرہ تحقیق کا جواب باصواب حق چار یار کو تاخر زمانی تو کہا جا سکتا ہے البتہ تاخر رتبی کسی طور پر ٹھیک نہیں۔ یہ سوال کہ ان کے حق کہا جانے سے کیا باقیوں کا عدم حق ہونا لازم آئے گا اولاً تو مفہوم مخالف امام شافعی کا موقف ہے احناف کا نہیں مستزاد یہ کہ ایجاب جزی سلب کلی کو مستلزم نہیں۔

ثانیاً جب یزید پلید کو اچھا کہنے والے نہ تھے تو اس وقت توقف کو ترجیحاً احناف نے اپنایا مگر جب یزید کو خارجیوں نے خلیفہ برحق کہنا شروع کیا تو شیخ عبد الحق محدث دہلوی جیسے عظیم محدثین نے آیت والذین یوذون اللہ ورسولہ ، لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرہ کو کبری اور حدیث من اذاھم فقد آذانی کو صغری بنا کر لعن یزید کا جواز نکالا تو یوں جب کچھ حضرات نے صحابہ کے بارے میں دلالت التزامی کے انداز میں تنقیص اور عدم فضیلت کا باب کھولا بایں حالات نعرہ تحقیق کا ہونا لازمی قرار دیا جانے لگا۔ اسلئے کہ اگر نعرہ تکبیر کے ہوتے ہوئے نعرہ رسالت ، نعرہ غوثیہ تک لگائے جا رہے ہیں جو ایک مستحسن عمل لاثبات العقائد اہل سنت قرار دیا گیا ہو۔ وہاں نعرہ تحقیق سے اگر خلفائے راشدین معروفہ معنے میں لینے سے ان کی اس امتیازی حیثیت کو اجاگر کیا جائے کہ الخلافۃ من بعد ی ثلاثون سنۃ (الحدیث) تو یہ نعرہ ممنوع کیا اسے لازم قرار دیا جانا چاہیے۔ جو طرہ امتیاز ہے اہلسنت کا کہ اہلبیت ”بتامہا“ اور صحابہ بشمول خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے سب کی عظمتوں کا تحفظ اور سب کا ادب سب کی تکریم کا اظہار ہو وھو المراد پھر یہ کہ نعرہ تحقیق کے نہ ہونے کی صورت میں رفض بے لگام ہو جائے گی۔

یوں ہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بلال رضی اللہ عنہ کا دعوت امامت بر مصلی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اس کے موجود امام صحابہ کے ہوتے ہوئے دینا وجہ افضلیت علی الصحابہ پر دال ہے جب کہ منطوق عبارت مروا ابابکر (الحدیث) نیز فضیلت کلی کی مشعر ہے اسلئے کہ جزوی فضیلت تو حضرت زبیر عبد اللہ ابن عباس زبیر بن عوام، سعد ابن ابی وقاص، ابو ذر، ابی ابن کعب، زید بن ثابت، معاذ بن جبل، سعد ابن معاذ، ابو موسیٰ، خذیفہ، ابو عبیدہ رضی اللہ عنہم سمیت کئی ایک کو حاصل ہے جزوی میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی کی کیا تخصیص۔

بہر کیف اہل سنت کے مطالعہ کے لئے کتاب "نعرہ تحقیق حق چار چار" تصنیف حضرت علامہ مولانا فدا حسین رضوی انتہائی مفید ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کی افادیت کو عام فرمائے اور مصنف علام کے لئے تحفظ عظمت صحابہ کو بلندی درجات کا سبب بنائے آمین ثم آمین۔ کم از کم اہلسنت کو صحابہ و اہلبیت رضی اللہ عنہم کی محبتوں میں توازن بر قرار رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور عقیدہ بقول اعلحضرت فاضل بریلوی

اہل سنت کا ہے بیڑہ پار اصحاب حضور
نجم ہے اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

یہ ہونا چاہئے اللہ اسی پر زندگی اور اسی پر موت عطا فرمائے اور اہلسنت کو آپس میں اتحاد و اتفاق بر قرار رکھنے کی توفیق انیق عطا فرمائے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد
یکے از خدام اہلسنت
(مفتی) محمد سلیمان رضوی
انوار رضا راولپنڈی
2010-06-19

تقریظ

عمدۃ المصنفین استاذ المدرسین مفتی عبد الرزاق بھتر الوی مدظلہ العالی
شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ جماعتیہ مہر العلوم راولپنڈی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نعرہ تحقیق اور اس کا جواب حق چار یار دینا کیسا ہے؟ اہل سنت کے نزدیک یہ جواب دینا بالکل صحیح، رافضیوں کے نزدیک صحیح نہیں اس میں دراصل اختلاف ہے اہل سنت اور رافضیوں کا، وہ اختلاف ایک اور اختلاف پر مبنی ہے رافضیوں کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بلا فصل ہیں، ان کے اس عقیدہ پر ان کی اذان بہت واضح طور پر دلالت کر رہی ہے۔ جس میں انہوں نے قرآن وسنت کے خلاف یہ الفاظ شامل کیے ہوئے ہیں۔

"اشهد ان امیر المؤمنین امام المتقین علی ولی الله وصی رسول الله خلیفه بلافصل"۔

اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ اجماع امت سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ اول اور خلیفہ بلا فصل ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے آپ کے خلیفہ اول ہونے پر اشارات ملتے ہیں۔ (زیادہ تفصیل راقم کی نجوم الفرقان کے حصہ دوم میں دیکھئے) اس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ سوم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ چہارم ہیں۔ ان کی خلافت بالترتیب کا ثبوت حق ہے۔

رافضیوں کے نزدیک پہلے تین خلفاء رضی اللہ عنہم کی خلافت ناحق ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کی وصیت پر عمل نہ کر کے (معاذ اللہ) ظالمانہ طریقہ سے خلافت حاصل کی، گویا کہ خلفاء رضی اللہ عنہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا حق چھین لیا۔ جھگڑا اس بات میں ہے، کہ خلفاء رضی اللہ عنہم اپنے اپنے وقت میں حق پر تھے، یا تین کی خلافت باطل تھی، انہوں نے کریم ﷺ کی وصیت پر عمل نہ کر کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق چھین لیا حضرت امام رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلافصل رافضی بھی نہیں کہتے۔ بلکہ وہ تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا ذکر ہی کرتے، وہ تو ان سے ناراض ہیں کہ انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کیوں تھی، حسین حسین تو وہ کہتے ہیں کبھی آپ نے ان کی زبان سے حسن حسن بھی سنا ہے؟ نہیں وہ ان کا نام نہیں لیتے۔ بغض معاویہ رضی اللہ عنہ سے در حقیقت بغض مصطفیٰ کریم ﷺ مرتکب ہو رہے ہیں۔

اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"ان ابنی هذا سید ولعل الله ان یصلح به بین فئتین عظیمتین من المسلمین"۔(1)

بیشک یہ میرا بیٹا سردار ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔

نعرہ تحقیق کا جواب حق چار یار سے دینا اہل سنت کے نزدیک صحیح ہے کیونکہ اس رافضیوں کا رد ہے، جو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلافصل ثابت کیا ہے۔

رافضیوں کے نزدیک یہ جواب درست نہیں، اس لئے کہ "حق چار یار" کہنے سے حضر علی رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بلافصل ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔

---

(1) رواه البخاری عن أبی بکرة، مشکوة باب مناقب اہل البیت

حدثنا محمد بن المسكين ثنا محمد يعني الفريابي قال سمعت سفيان يقول من زعم ان عليا رضی اللہ عنہ كان احق بالولاية فقد خطأ ابا بكر وعمر والمهاجرين والانصار وما أراه يرتفع له مع هذا عمل الى السماء"۔ (1)

حضرت سفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس شخص نے یہ گمان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ولایت کے زیادہ حق دار تھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تو اس نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خطاء کا مرتکب ٹھہرایا اور تمام مہاجرین و انصار کو خطاء وار کہا (اس لئے کہ اجماع امت سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ نامزد ہوئے۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کرنے پر بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اعتراض نہ کیا تو ان کی خلافت اجماع سکوتی سے ثابت ہوگئی) اور میں ان کے عمل کو آسمانوں کی طرف اٹھتا ہوا نہ دیکھتا۔ (یعنی ان کا عمل درجہ قبولیت میں نہیں آئے گا)

رافضیوں کا نعرہ تحقیق کا جواب حق چار یار سے منع کرنا اسی وجہ سے ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلا فصل ثابت کرنا چاہتے ہیں، جو اس نعرہ سے ان کیلئے مشکل ہے، رافضیوں کی اختراعی صورت کی کوئی حقیقت نہیں، وہ کہتے ہیں کہ اگر حق چار یار سے خلافت مراد لیتے ہو تو حق پانچ یار کہو، کیونکہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت بھی حق تھی۔

حق چار یار کا یہ مطلب ہی نہیں کہ صرف چار یاروں کی خلافت حق ہے، باقیوں کی خلافت باطل ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ چار یاروں کی خلافت کی ترتیب حق ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بلا فصل نہیں، آیئے حدیث پاک دیکھئے جس میں پانچ خلفاء کا ذکر ہے جن کا عادل ہونا مشہور ہے، اس میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو شامل نہیں کیا گیا۔

(1) ابو داؤد ج ۲ ص ۲۹۱ باب التفضیل

"حدثنا يحيى بن فارس ثنا قبيصة ثنا عباد السماک قال سمعت سفيان يقول الخلفاء خمسة ابو بكر وعمر وعثمان وعلى وعمر بن عبد العزيز"۔ (1)

عباد سماک کہتے ہیں میں نے سفیان رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ خلفاء پانچ ہیں ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی اور عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہم۔

اگر چہ اس حدیث پاک سے پانچ خلفاء تو سمجھ آئے لیکن حق چار یار میں حضرت عمر بن ع العزیز رضی اللہ عنہ نہیں آتے وہ تابعی ہیں، وہ میرے پیارے مصطفی کریم ﷺ کے یار نہیں بلکہ وہ یاروں کے یار ہیں یار تو خاص دوست اور مددگار کو کہا جاتا ہے۔ اس لیے حدیث مذ بالا کو دیکھ کر نعرہ تحقیق کا جواب حق پانچ یار نہیں دیا جائے گا۔

اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو میرے پیارے مصطفی کریم ﷺ نے "ابنی" (میرا بیٹا) ، یار نہیں کہا، وہ تو سات آٹھ سال کی عمر میں تھے جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا نواسۂ رسول ہیں۔ اس لئے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کی آڑ میں یہ کہنا بھی غلط ـ کہ نعرہ تحقیق کا جواب حق پانچ یار دو، جہلاء کا دوسرا اختراعی قول یہ ہے کہ یا نعرہ تحقیق جواب حق سب یار دو، کہ نبی کریم ﷺ کے سب صحابہ رضی اللہ عنہم حق پر تھے، باطل پر نہیں تھے، یہ کہنا درست نہیں، اس لئے کہ جھگڑا اس بات کا نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حق پر تھے یا باطل پر تھے، کہ حق چار یار کہا جائے تو باقیوں کا ناحق ہونا ثابت ہو گا۔ جھگڑا اس بات ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بلا فصل تھے اور باقی تین خلفاء رضی اللہ عنہم کی خلافت باطل تھی، یا چار خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی خلافت حق تھی۔

اہل سنت نعرہ تحقیق کا جواب حق چار یار دے کر چار خلفاء رضی اللہ عنہم کی خلافت کو حق ثابت کرتے ہیں رافضی نعرہ تحقیق کا جواب حق سب یار دے کر اصل اختلاف سے سادہ عوام

(1) ابو داؤد ج ۲ ص۲۹۱ باب فی التفضیل

پھیرنے کی کوشش کرتے ہیں، حق چار یار کی بات قدیم بزرگان دین سے آ رہی ہے۔ اس سے پھیرنے کی کوشش نئی ہے ہاں میرا عقیدہ وہی ہے جو سلف صالحین کا ہے۔

بندہ پروردگارم امت احمد نبی | دوست دار چہار یارم تابع اولاد علی
مذہب حنفیہ دارم ملت حضرت خلیل | خاکپائے غوث اعظم زیر سایہ ہر ولی

میں رب تعالیٰ کا بندہ ہوں نبی کریم حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ کا امتی ہوں۔۔۔ چار یاروں کو میں دوست رکھتا ہوں، اولاد علی رضی اللہ عنہ کا تابع ہوں۔۔۔ حنفی مذہب رکھتا ہوں، حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی ملت پر ہوں۔۔۔ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے قدم کی خاک ہوں، ہر ولی کے سایہ کے نیچے ہوں۔

حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

از سر انگشت او شق قمر | آں یکے اورا رفیق غار بود
واں دگر لشکر کش ابرار بود | صاحبش بودند عثمان و علی
بہر آں گشتند در عالم ولی | آن یکے کان حیاء حلم بود
واں دگر باب مدینہ علم بود | آں رسول حق خیر الناس بود
عم پاکش حمزہ و عباس بود | ہر دم از ما صد درود و صد سلام

بر رسول و آل و اصحابش تمام

نبی کریم ﷺ کے یار ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔۔۔ آپ کی انگلی کے کنارے سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔۔۔ وہ پہلے آپ کے غار کے ساتھی ہوئے۔۔۔ اور دوسرے مسلمانوں کے نیک لشکر کے قائد ہوئے۔۔۔ آپ کے ساتھی عثمان و علی ہوئے۔۔۔ آپ کیلئے جہاں میں مددگار ہوئے۔۔۔ وہ ایک حیاء اور بردباری کی کان تھے۔۔۔ اور وہ دوسرے علم کے شہر کے دروازہ تھے۔۔۔ وہ رسول حق سب لوگوں سے بہتر ہیں۔۔۔ آپ کے چچا پاک حمزہ

وعباس ہیں۔۔۔ ہر دم ہماری طرف سے لاکھوں کروڑوں درود و سلام ہوں۔۔۔ رسول
پر اور آپ کی آل اور آپ کے سب صحابہ پر۔۔۔

چار یاروں کا ذکر شیخ فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے کیا، دو پاک چچا کو علیحدہ ذکر کیا کہ وہ بیشک صح
ہیں لیکن ان کو یار نہیں کہا، چچا کہا ہے، آجکل حق چار یار کی مخالفت میں نیم رافضی بہت
لگا رہے ہیں، اہل سنت وجماعت کے عقیدہ کو درست رکھنے کیلئے عزیزم مولوی فدا حسین
صاحب نے نعرہ تحقیق کے جواب میں حق چار یار کا جواب دینے کیلئے کئی اکابرین کے حو
جات جمع کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزاء خیر عطاء فرمائے قارئین کرام کو اس سے استف
اور حق پر قائم رہنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین

عبد الرزاق بھتر

تقریظ جلیل

پیر طریقت رہبر شریعت مفکر اسلام حضرت

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری جیلانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والصلٰوۃ والسلام علی رسولہ الکریم۔ اما بعد

لسنت وجماعت کا اتفاق ہے کہ تمام صحابہ کرام میں سب سے افضل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ں پھر عمر فاروق اعظم پھر سیدنا عثمان غنی، پھر سیدنا مولی علی رضی اللہ عنہم ہیں پھر بقیہ عشرہ مبشرہ حضرات حسنین کریمین اہل بدر واحد بیعت رضوان والے بیعت عقبہ والے اور سابقین نی وہ صحابہ جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں۔ تمام صحابہ کرام متقی، عادل اور جنتی ہیں اور ان کا ذکر، خیر ہی کے ساتھ کرنا فرض ہے۔ تمام صحابہ کرام کی تعظیم وتوقیر واجب ہے اور کسی بھی صحابی کے ساتھ را عقیدہ رکھنا بد مذہبی وگمراہی اور جہنم کا مستحق ہونا ہے کیونکہ قرآن واحادیث میں جا بجا صحابہ کرام کے عادل متقی ہونے کی اور فسق سے محفوظ ہونے کی گواہی موجود ہے۔ اس بارے میں فقیر کی کتاب "فضائل صحابہ واہلبیت" میں تفصیل ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

ان اللہ معنا کی تفسیر میں مرقوم ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے یہی فضیلت کافی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے
کسی فرق کے، اللہ تعالی کی اس معیت کو ثابت کیا جو انہیں خود حاصل تھی۔ جس نے
ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا انکار کیا اس نے اس آیت کریمہ کا انکار کیا اور کفر کا ارتکاب
(1)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے بارگاہ نبوی میں عرض کی، یار
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ پیارا کون ہے؟ فرمایا، عائشہ میں عرض گ
ہوا مردوں میں سے؟ فرمایا، اس کے والد یعنی ابو بکر میں عرض گزار ہوا کہ پھر کون؟
عمر۔ پس میں اس ڈر سے خاموش ہو گیا کہ مبادا مجھے سب سے آخر میں رکھیں۔(2)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی ہیں۔ ان کی گستاخی
ادبی بھی سخت جرم اور رحمت الٰہی سے محرومی کا باعث ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوی میں خطوط کی کتابت کا فریضہ انجام دیا کرتے تھے۔
سے ایک سو تریسٹھ احادیث مروی ہیں۔ سیدنا ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر اور دیگر
وتابعین کرام رضی اللہ عنہم آپ سے احادیث روایت کرتے ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم
کی راویوں کے متعلق سخت شرائط ہیں۔ انہوں نے بھی آپ سے صحیحین میں کئی احاد
روایت کی ہیں۔

اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، سیدنا امام حسن مجتبی رضی اللہ عنہ نے ا
فوج جرار کے ساتھ عین معرکہ جنگ میں ہتھیار رکھ دیے اور خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

---

(1) تفسیر مظہری
(2) بخاری ومسلم

سپرد کردی(اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمالی)۔اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ العیاذ باللہ فاجر یا ظالم یا غاصب تھے تو الزام امام حسن رضی اللہ عنہ پر آتا ہے کہ انہوں نے خلافت و حکومت خود اپنے اختیار وارادے سے ایسے شخص کے حوالے کر دی اور اسلام و مسلمین کی خیر خواہی کا خیال نہ فرمایا۔ اگر مدت خلافت ختم ہو چکی تھی اور آپ کو خود بادشاہت منظور نہیں تھی تو صحابہ حجاز میں کیا کوئی حکومت ودینی امور کے نظم ونسق کے قابل نہیں تھا جو حکومت انہیں کے حوالے کر دی؟ خدا کی قسم! یہ اعتراض تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے کہ جنہوں نے اپنی پیشن گوئی میں ان کے اس فعل (یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح) کو پسند فرمایا اور انکی سیادت کا نتیجہ ٹھہرایا جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ آپ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا" میرا یہ بیٹا سید ہے، مجھے امید ہے کہ اللہ عزوجل اس کے باعث اسلام کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرادے۔[1]

بقول صدر الشریعہ علامہ محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر معاذ اللہ فسق وغیرہ کا طعن کرنے والا حقیقتاً حضرت امام حسن مجتبی رضی اللہ عنہ بلکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ اللہ عزوجل پر طعن کرتا ہے۔[2]

علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفا میں فرماتے ہیں جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔[3]

یہ بات ذہن نشین رہے کہ صحابہ کرام کے باہم جو واقعات ہوئے ان پر اپنی رائے دینا یا کسی کو قصور وار بتانا سخت حرام ہے ہمیں تو صرف یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ سب آقا و مولی صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار سچے غلام اور صحابیت کا شرف رکھتے ہیں۔

---

(1) اعتقاد الاحباب ۶۸
(2) بہار شریعت حصہ ۱ ص ۸۷
(3) اعتقاد الاحباب : ۴۳

حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبد العز
رضی اللہ عنہ میں سے کون افضل ہے؟ آپ نے فرمایا وہ غبار جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا، وہ بھی عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ
افضل ہے۔ (1)

صدر الشریعہ علامہ امجد علی قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

کسی صحابی کے ساتھ سوء عقیدت بد مذہبی و گمراہی اور استحقاق جہنم ہے کہ وہ حضور صلی
کے ساتھ بغض ہے۔ ایسا شخص رافضی ہے اگرچہ چاروں خلفاء کو مانے اور اپنے آپ کو
کہے۔ مثلاً حضرت امیر معاویہ کو ان کے والد ماجد حضرت ابو سفیان اور والدہ ماجدہ حضر
ہند اسی طرح حضرت سیدنا عمرو بن العاص و حضرت مغیرہ بن شعبہ و حضرت ابو موسیٰ اشعر
رضی اللہ عنہ حتیٰ کہ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ جنہوں نے قبل از اسلام حضرت سید الشہداء حمزہ رضی اللہ
شہید کیا اور بعد از اسلام اخبث الناس خبیث مسیلمہ کذاب ملعون کو واصل جہنم کیا۔
میں سے کسی کی شان میں گستاخی تبرا ہے اور اس کا قائل رافضی۔ یہ اگرچہ حضرت شیخین
توہین کی مثل نہیں ہو سکتی کہ انکی توہین بلکہ ان کی خلافت سے انکار ہی فقہائے کرام
نزدیک کفر ہے۔ (2)

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں رب تعالیٰ نے فرمایا وکلا وعد اللہ الحسن
ان سب (صحابہ) سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا کہ اپنے اپنے مرتبے کے لحاظ سے
ملے گا سب ہی کو محروم کوئی نہ رہے گا۔ اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا، ان کے حق میں فر
ہے
اولئک عنہا مبعدون : وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔

---

(1) مرقاۃ شرح مشکوۃ
(2) بہار شریعت حصہ 1:77

لا یسمعون حسیسها : وہ جہنم کی بھنک تک نہ سنیں گے۔
وهم فی ماشتهت انفسهم خلدون : وہ ہمیشہ اپنی من مانتی جی بھاتی مرادوں میں رہیں گے۔
لایحزنهم الفزع الاکبر : قیامت کی سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی تتلقهم الملئکة فرشتے ان کا استقبال کریں گے هذا یومکم الذی کنتم توعدون یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔[1]

رسول اللہ ﷺ کے ہر صحابہ کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے تو جو کسی صحابی پر طعن کرے وہ اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔ اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کاذبہ ہیں، ارشادِ الٰہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں۔[2]

فقیر کو فاضل نوجوان مولانا فدا حسین رضوی کی کتاب " نعرہ تحقیق حق چار یار بوساطت انجینئر حافظ محمد آصف قادری موصول ہوئی اگرچہ اپنی کثیر مصروفیات کی بناء پر فقیر اسے بالاستیعاب تو نہ پڑھ سکا البتہ بعض مقامات سے دیکھا تو عوام کے لئے مفید پایا۔ امید ہے کہ یہ کتاب حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق اہلسنت و جماعت کے عقائد صحیحہ کی حفاظت کا ذریعہ بنے گی رب تعالیٰ مصنف کے علم و عمل میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

سید شاہ تراب الحق قادری رضوی
امیر جماعت اہلسنت (پاکستان) کراچی

---

(1) سورۃ الانبیاء
(2) اعتقاد الاحباب : ۴۳

تقریظ جلیل

استاذ العلماء زبدۃ الفضلاء جامع المعقول والمنقول
شیخ الحدیث والتفسیر علامہ محمد ایوب ہزاروی مد ظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

مسلک حقہ اہلسنت وجماعت کے عظیم ترجمان حضرت العلام حافظ مولنا فدا حسین رضو
دام اقبالہ کی تالیف لطیف۔

نعرہ تحقیق۔ حق چار یار کا سرسری نظر سے مطالعہ کیا ماشاء اللہ موصوف نے حق چار یار
اصلاح اور اس پیارے عدد کے ثبوت پر قرآن وتفاسیر احادیث واقوال جماہیر۔ ارشادا
اسلاف وشعرائے مشاہیر۔ سے جہد بلیغ وسعی جمیل فرماکر بلکہ افضلیت سیدنا صدیق اور
دوسرے ضمنی مسائل پر ایک جامع کتاب تحریر فرمائی پھر اس کو جید علماء اہلسنت کی تقار
وتاکیدات سے مزین فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس مسلکی خدمت کو قبول فرمائے (آمین)

چار کے محبوب عدد پر مزید گفتگو کی گنجائش نہیں، البتہ اتنا عرض کیا جاتا ہے کہ نعرہ تحقی
حق چار یار۔ یا نعرہ حیدری یا علی کی اصلیت کیا ہے اور اس کا مقصد کیا ہے۔ اصلیت تو یہ
اہلسنت وجماعت کے کچھ دوسرے نعرے بھی ہیں مثلا دعوت اسلامی یا انجمن طلباء اسلا
کے متعدد نعرے ہیں جو مختلف مجالس یا محافل اور جلوس میں لگائے جاتے ہیں یا دوسر
مذہبی یا سیاسی جماعتوں کے نعرے ہیں، یہ تمام روایتی نعرے ہم عجمیوں کی ایجاد اور پاک

وہند وغیرہ میں شروع ہیں عرب ممالک یا دیگر اسلامی ممالک میں یہ روایتی نعرے میری دانست اور مشاہدے کے مطابق مروج نہیں یہ نعرے شرعانہ فرض ہیں نہ واجب نہ سنت صرف مباح ہیں۔ جو کسی علاقہ میں یا کسی وقت میں کسی مقصد کے تحت ایجاد کئے جاتے ہیں۔ ان نعروں میں سے کسی نعرے کا مقدم ہونا باعث شرف وتکریم نہیں اور نہ ہی کسی نعرے کا موخر ہونا وجہ تردید یا تنفیر ہے کیونکہ یہ فقہی مشروعات سے نہیں صرف مباح ہیں اور مباح میں تقدم وتاخر باعث شرف نہیں ہوتا۔ یہ نعرہ تحقیق حق چار یار یا نعرہ حیدری یا علی کی حقیقت واصلیت ہے ان دونوں نعروں کا مقصد کیا ہے تو سنئیے جس شخص یا جن اشخاص یعنی اہل تشیع نے عجمیوں میں سے صرف نعرہ حیدری ایجاد کیا اس کا مقصد وحید یہ تھا کہ میں خلفاء اربعہ میں سے صرف سیدنا علی المرتضی کو حضور علیہ السلام کا خلیفہ بلا فصل تسلیم کرتا ہوں ان کے سوا اور کوئی دوسرا خلیفہ نہیں اس نعرہ کے مقابلہ میں وہ لوگ جو صرف ایک خلیفہ راشد نہیں بلکہ بالترتیب سیدنا صدیق اکبر، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی، سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہم سب کو خلیفہ مانتے ہیں انہوں نے نعرہ تحقیق حق چار یار ایجاد کیا کہ ہم صرف ایک نہیں بلکہ چاروں کو بالترتیب خلیفہ مانتے ہیں مختصر لفظوں میں آپ یوں سمجھیں نعرہ حیدری یا علی میں شیعہ سنی سب شامل ہیں کیونکہ دونوں آپ کو مانتے ہیں اور نعرہ تحقیق حق چار یار میں صرف سنی کا شیعہ سے امتیاز ہو جاتا ہے لہذا جو ان میں شامل رہنا چاہتا ہے وہ صرف نعرہ حیدری یا علی لگائے اور جو ان میں نہیں رہنا چاہتا بلکہ امتیاز چاہتا ہے وہ نعرہ تحقیق حق چار یار بھی لگائے۔ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب وعنہ ام الکتاب والیہ المرجع والمآب۔

محمد ایوب ہزاروی

خطیب ومدرس دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ

۶ دسمبر ۲۰۱۲

تقریظ

یادگار اسلاف پیر طریقت رہبر شریعت شیخ الحدیث والتفسیر
پیر سائیں غلام رسول قاسمی دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا
ومولانا محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین اما بعد

اللہ کریم کے بعد سب سے زیادہ عزت ومرتبہ محبوب کریم سید المرسلین ﷺ کو حاصل ہے، اس امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے زیادہ عزت ومرتبہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے۔ آقا ﷺ نے فرمایا: "ولو کنت متحذا خلیلا لا تخذت ابا بکر خلیلا ، الا وان صاحبکم خلیل اللہ" یعنی اگر میں کسی کو اپنا تنہائی کا دوست بناتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن تمہارا نبی اللہ کا خلیل ہے۔ (1)

افضلیت شیخین کا عقیدہ قطعی ہے۔ اس پر متواتر احادیث موجود ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع موجود ہے۔ اہل سنت کی پہچان یہ ہے کہ حضرت ابو بکر وعمر کو افضل مانا جائے اور حضرت عثمان وعلی سے محبت کی جائے رضی اللہ عنہم۔ (2)

شیخین کی افضلیت کا یہ مطلب نہیں کہ ختنین سے محبت میں کمی آجائے اور ختنین کی محبت کا یہ مطلب نہیں کہ شیخین کی افضلیت کو متزلزل کر دیا جائے شیخین کی افضلیت کا منکر رافضی ہے اور ختنین کی محبت کا منکر خارجی ہے اور دونوں باتوں کو ماننے والا اہل سنت ہے اور

---

(1) مسلم حدیث نمبر ٦١٧٦، ترمذی حدیث نمبر ٣٦٥٥، ابن ماجہ حدیث نمبر ٩٣
(2) شرح عقائد نسفی صفحہ ١٥٠ قاۃ جلد ٢ صفحہ ٧٧ وغیرہ

اے اہل سنت کی علامت کہنے میں راز یہی ہے کہ یہ علامت پائی جائے گی تو سنی کہلا سکو گے اور اگر یہ علامت کھو بیٹھو گے تو سنی نہیں کہلا سکتے۔ اب اگر شیخین اور ختنین کو جمع کرو تو کل چار افراد بنتے ہیں رضی اللہ عنہم۔ اہل سنت کی پہچان کا دارومدار نہیں چار افراد پر رکھا گیا ہے۔ شیخین کی افضلیت کا انکار بھی باطل اور ختنین کی محبت کا انکار بھی باطل اور چاروں کا اقرار باطل کا الٹ یعنی حق۔ اب کہو حق چار یار محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہی چار کو خصوصی اعزاز بخشا۔ فرمایا:

"ان الله اختار اصحابی علی جمیع العالمین سوی النبین والمرسلین واختار لی منهم اربعة ابا بکر وعمر وعثمان وعلیا فجعلهم خیر اصحابی وفی اصحابی کلهم خیر رواه عیاض فی الشفاء"۔[1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ نے تمام جہانوں پر میرے صحابہ کو چن لیا ہے سوائے نبیوں اور رسولوں کے۔ اور ان میں سے چار کو میرے لئے چنا ہے، ابو بکر و عمر و عثمان اور علی رضی اللہ عنہم۔ یہ میرے صحابہ میں سب سے افضل ہیں، اور میرے سارے صحابہ میں بھلائی ہے۔

"عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ : رحم الله ابابکر زوجنی ابنته و حملنی الی دار الهجرة واعتق بلا لا من ماله. رحم الله عمر یقول الحق وان کان مرا ترکه الحق وماله صدیق ، رحم الله عثمان تستحییه الملائکة. رحم الله علیا اللهم ادر الحق معه حیث دار رواه الترمذی"۔[2]

---

(1) الشفاء ۲/۴۲، الریاض النضرة ۱/۴۷

(2) ترمذی حدیث رقم: ۳۷۱۴

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ ابو بکر پر رحمت کرے، اس نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دے دی، اور مجھے دار الہجرت تک اٹھا کر لایا اور اپنے مال میں سے بلال کو آزاد کیا۔ اللہ عمر پر رحمت کرے، حق بات کہہ دیتا ہے خواہ کڑوی ہو، حق کی خاطر تنہا رہ جانا گوارا کر لیتا ہے۔ اللہ عثمان پر رحمت کرے، اس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔ اللہ علی پر رحمت کرے، اے اللہ حق کو اس کے ساتھ گھما دے یہ جدھر بھی جائے۔

"عن محمد بن الحنفية قال : قلت لابی : ای الناس خیر بعد رسول الله ﷺ ؟ قال : ابو بکر. قلت : ثم من ؟ قال . ثم عمر . وخشیت ان یقول عثمان. قلت:ثم انت ؟قال: ما انا الا رجل من المسلمین رواه البخاری و ابوداؤد "۔ (1)

حضرت محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (سیدنا علی) سے عرض کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں افضل کون ہے؟ فرمایا: ابو بکر، میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا: پھر عمر، اور مجھے اندیشہ ہوا کہ اب یہ نہ کہیں کہ عثمان، میں نے عرض کیا پھر آپ ہوں گے، فرمایا: میں مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں۔

ان تمام احادیث میں صرف چار یاروں کا ذکر ہے۔ شہزادہ شاہ کونین سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا ذکر موجود نہیں اور نہ ہی نواسے کو یار کہنا مناسب ہے۔ جہاں تک نعرہ تحقیق اور نعرہ حیدری کے جواز کا تعلق ہے تو یہ دونوں نعرے مباح ہیں اس لئے کہ ان سے منع نہیں کیا گیا۔ نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت دونوں احادیث سے ثابت ہیں (دون لفظ النعرہ) لیکن اس سے آگے اگر کوئی چار یاروں اور حضور غوث اعظم کے الگ الگ نعرے بھی وضع کر لے۔

---

(1) بخاری حدیث رقم: ۳۶۷۱ ابو داؤد حدیث رقم: ۴۶۲۹

نعرہ صدیقیہ یا صدیق اکبر، نعرہ فاروقیہ یا فاروق اعظم، نعرہ عثمانیہ یا عثمان غنی اور نعرہ حیدری یا علی، نعرہ غوثیہ یا غوث اعظم۔ تو یہ سب نعرے جائز ہیں اس لئے کہ اصل اباحت ہے۔ والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ۔ وہابیہ کے اکثر اعتراضات کے جواب میں ہم یہی اباحت اصلیہ والا قاعدہ پیش کرتے ہیں۔ البتہ نعرہ تحقیق کے اجتماعی نعرے کے حق میں شرعی اشارے واضح تر ہیں بہ نسبت انفرادی نعروں کے۔ عجب لطیفہ ہے کہ نعرہ تحقیق میں ہمارے مرشد مولا سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ شامل ہیں، اس شمول کے بوجود کسی کو اس نعرے میں بغض اہل بیت کی بو آرہی ہے۔ جب کہ نعرہ حیدری میں کوئی دوسرا صحابی شامل نہیں تو پھر اس نعرہ حیدری میں اگر اس عدم شمول کی وجہ سے کسی کو بغض صحابہ کی بو آئے تو اس کا کیا قصور؟ یہ بات ہم نے محض الزامی طور پر لکھی ہے۔ جب کہ ہم نعرہ حیدری کو سر آنکھوں پر تسلیم کیے بیٹھے ہیں۔ ہمارے عزیز حضرت علامہ فدا حسین صاحب نے اس کم عمری اور زمانہ طالب علمی میں جس جوش، ولولے اور دینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے حق چار یار نامی کتاب تصنیف کی ہے وہ نہایت حوصلہ افزائی اور تحسین کے لائق ہے۔ درست مدلول پر قوی دلائل کی تائید میں اگر کوئی دلیل کمزور بھی آجائے تو کوئی بڑی بات نہیں جب کہ مخالفین کے پاس سراسر موضوعات اور ماؤلات کے سواء کچھ نہیں بلکہ دلائل اپنے دعوی سے تعلق ہی نہیں رکھتے انکی تحقیقات کا دارو مدار محکمات کی بجائے متشابہات پر ہے۔ قرآن کے مقابلے پر دو ہڑے، بخاری مسلم کے مقابلے میں ابن عساکر اور ینابیع المودہ، اجماع امت کے مقابلے پر کسی متشیع یا معتزلی کا قول وغیرہ ان کا سرمایہ تحقیق ہے۔ اللہ کریم جل شانہ جناب فدا حسین صاحب کی اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبول عطا فرمائے اور تمام اہل سنت کو فتنہ روافض کے خلاف اٹھ کھڑا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فقیر غلام رسول قاسمی

تقریظ

استاذ العلماء جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث والتفسیر
حافظ عبد الستار سعیدی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم

حضرت علامہ مولانا فدا حسین صاحب رضوی زید مجدہ تلمیذ رشید استاذ العلماء مفسر قر
شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد عبد الرزاق صاحب بھترالوی دامت برکاتہم العالی
تصنیف لطیف " نعرہ تحقیق حق چاریار " باصرہ نواز ہوئی۔ حضرت مصنف مد
العالی نے متعدد حوالہ جات سے اس نعرہ کی حقانیت اس پر اعتراضات کے جوابا
افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ترتیب خلافت راشدہ کے سلسلہ میں اہل سنت و جماعت
مؤقف کو واضح فرمایا۔ اللہ تعالیٰ مصنف کی اس کاوش اور سعی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبو
عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام
وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

حافظ عبد الستار سعی
خادم جامعہ نظامیہ رضویہ لا
5:2010

تقریظ

استاذ العلماء والفضلاء شیخ الحدیث والتفسیر

مفتی محمد صدیق ہزاروی سعیدی مدظلہ العالی

شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ داتا دربار لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسول اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت اور آپ کی صحبت سے بہرہ ور ہونے کی وجہ سے صحابہ کرام کو جو عظمت اور شان حاصل ہے وہ کسی دوسرے شخص کو حاصل نہیں ہے چاہے وہ کتنا بڑا عالم اور کتنا عظیم ولی ہی کیوں نہ ہو۔ پھر جملہ صحابہ کرام میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کو مختلف حوالوں سے جو مقام و مرتبہ حاصل ہے وہ دیگر صحابہ کرام کے مقابلے میں عظیم ترین ہے فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا فدا حسین رضوی زید مجدہ العالی نے جس جذبہ ایمانی اور محبت صحابہ کرام بالخصوص خلفائے راشدین سے بھرپور عقیدت میں ڈوب کر کتاب مستطاب (نعرۂ تحقیق حق چار یار) لکھی ہے وہ نہ صرف ان کی ایمانی غیرت کا بین ثبوت ہے ان کے ذہن رسا، فہم صائب اور علمی صلاحیتوں کا مظہر بھی ہے۔ حضرت علامہ موصوف نے آیات کریمہ، احادیث نبویہ، اقوال مفسرین و محدثین سے مرصع و مدلل تحریر کے ذریعے خلفائے راشدین کی عظمت کو منظر عام پر لا کر جہاں صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم سے محبت و عقیدت رکھنے والوں کے قلوب و اذہان کو ٹھنڈک پہنچائی ہے وہاں ان نفوس قدسیہ سے بغض و حسد رکھنے والوں کو دعوت فکر بھی دی ہے اور ان کے جھوٹ پر مبنی نظریات کی تار و پود بکھیر دیئے ہیں۔

کسی بھی نعرہ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ نعرہ لگانے والا اپنے عقیدہ کا بلند آواز سے ذکر کرتا ہے مثلاً: اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے) ہر مومن کا ایمان ہے اسی ایمان کا اظہار بلند آواز سے اور اجتماعی طور پر ہوتا ہے تو یہ نعرہ تکبیر بن جاتا ہے، اسی طرح نعرۂ رسالت وغیرہ۔ نعرۂ تحقیق کا جواب "حق چار یار" کے الفاظ سے دیا جاتا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے ان چاروں رفقاء کی خلافت حق اور ثابت ہے اور حضرت علامہ موصوف نے اس مسئلہ پر بھی تحقیقی گفتگو فرمائی ہے، حقیقت یہ ہے کہ حضرت علامہ فدا حسین رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے اس عظیم کتاب کی تصنیف کے ذریعے امت مسلمہ پر احسان عظیم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب مستطاب کو شرف قبولیت عطا فرما کر اس کے افادہ و استفادہ کو عام فرمائے اور حضرت مصنف کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ نبیہ الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم)

محمد صدیق ہزاروی سعیدی ازہری
ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان
استاذ الحدیث جامعہ ہجویریہ مرکز معارف اولیاء
دربار عالیہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

۴ جمادی الاخری ۱۴۳۱ھ / ۱۹ مئی ۲۰۱۰ء بروز بدھ

تقریظ

استاذالمناظرین شیخ الحدیث والتفسیر
مفتی عبد الشکور الباروی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نعرہ تحقیق اور اس کے جواب دینے کے متعلق لکھی گئی۔ منکرین قرآن وحدیث محض اپنی عقل نارسا کی بنیاد پر قران مجید اور احادیث صحیح کا انکار کچھ عرصے سے کرتے آئے ہیں ان میں سے کچھ لوگوں نے اس انکار کے ساتھ استہزا اور سوقیانہ انداز کلام اختیار کر کے نہ صرف جلیل القدر صحابہ کرام پر تنقید کی بلکہ سب شتم کی بارش کی ہے جس پر اس کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے۔من یضلل اللہ فلا ھادی لہ۔

اس کتاب میں حضرت موصوف نے نہ صرف قرآن واحادیث مبارکہ سے دلائل دیئے ہیں بلکہ اعتراضات کے جوابات میں علماء اہل سنت کے مؤقف کو واضح کیا ہے جو کہ ایک طالب حق کیلئے حق تک پہنچنے کیلئے کافی وافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو اس خدمت پر جزائے خیر عطافرمائے اور ان کی محنت کو قبول فرما کر ہر خاص وعام کیلئے نافع بنائے۔ امین

مفتی عبد الشکور الباروی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
مہتمم جامعہ رضویہ منظر الاسلام، راولپنڈی

تقریظ

فقیہ ملت پاسبان مسلک رضا شیخ الحدیث والتفسیر
مولانا خادم حسین رضوی مد ظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد الله وحده والصلوة والسلام على من لانبى بعده

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت زیاد بن حدیر سے پوچھا آپ کو معلوم ہے کیا
اسلام کو منہدم کر دیگی؟ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمایا تین چیزیں اسلام کو منہدم کرنے کا باعث بنیں گ

۱۔ زلة العالم جب عالم دین راہ حق سے پھسل جائے۔

۲۔ وجدال المنافق بالكتاب منافق قرآن مجید کو ہاتھ میں لے کر اسلام
پرچار کرنے لگے۔

۳۔ وحكم الائمة المضلين بے دین اور گمراہ حکمرانوں کا امت مسلمہ
اوپر مسلط ہو جانا۔

اتنی طویل تمہید باندھنے کا مقصد و مدعا یہ ہیکہ جن لوگوں نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ک
امت کی صحیح رہنمائی کرنی تھی وہ خود بوجوہ جب غلط سمت نکل کھڑے ہوئے ہوں اور ال
کی وجہ سے امت مسلمہ کی گمراہی کا شدید اندیشہ ہو ایسے حالات میں علماء ربانیین کا فرض

منصبی بنتا ہے کہ ایسے لوگوں کو صراط مستقیم پر لانے کی حد درجہ کوشش کیجائے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر حق پر قائم کیا جائے۔

"یہ تو میں نہیں کہتا کہ یہ دور بہت زیادہ پر فتن ہے" ہر دور میں بڑے بڑے فتنوں نے سر اٹھایا لیکن ہمارے اکابر نے ان فتنوں کا سر کچل کر رکھ دیا آج کل ساون کے مینڈکوں کیطرح مختلف جانبوں سے عجیب وغریب قسم کی آوازیں آرہی ہیں، ان آوازوں میں سے ایک آواز نعرہ تحقیق کے بارے میں سنائی دے رہی ہے کہ اس نعرہ کا کوئی ثبوت نہیں یہ چکوال کے ایک دیوبندی مولوی کا گھڑا ہوا نعرہ ہے اس پر دلائل دینا تحصیل حاصل ہے کیونکہ جس تحقیقی انداز میں حضرت مولانا فدا حسین رضوی زید علمہ نے قلم اٹھایا ہے یہ انہیں کا خاصہ ہے۔

انہوں نے منکرین نعرہ تحقیق کی خوب خبر لی ہے بعض مقامات پر انکے قلم نے خنجر کا روپ دھارا ہے اس پر کسی کو سیخ پا ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ اصول یہ ہیکہ اگر آئینے میں اپنی شکل غلط نظر آئے تو آئینہ توڑنے کی بجائے اپنے خدو خال درست کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالی حضرت مولانا کے علم و عمل اور زور قلم میں اور برکتیں عطاء فرمائے۔ میں صرف اہلسنت وجماعت کے راستے سے ہٹ کر دوسری راہوں کیطرف جانے والوں کی خدمت میں اعلے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

سنیت سے کھٹکے سب کی آنکھ میں
کیا پھول ہو کر بن گئے خار ہم

غبار راہ علمائے اہل سنت
حافظ خادم حسین رضوی
۳ رجب المرجب ۱۴۳۱ھ ۱۶ جون ۲۰۱۰ء

تقریظ

استاذ العلماء والفضلاء شیخ الحدیث مفتی محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری
جامعہ قادریہ گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم امابعد

نعرہ تحقیق اور اس کا جواب حق چار یار طریقہ اسلاف اہل سنت ہے اور ان جلیل القدر شخصیات (یعنی خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کی بالترتیب خلافتوں کے برحق ہونے کا اظہار ہے اور ان حضرات کی خلافت کے اضافی ذکر سے دوسرے خلفاء کی خلافت کی نفی نہیں ہوتی۔ جیسا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

لکل نبی رفیق ورفیقی یعنی فی الجنة عثمان

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس رفاقت سے دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نفی ہو گی اور نہ ہی کوئی ذی شعور ہوش نفی کا مرتکب ہو گا معترض کے دعوی کے مطابق اگرچہ مذکورہ نعرہ کا وجود قرون اولی میں نہ بھی ہو پھر بھی اس کے عدم جواز کا قول معتبر نہیں اس لئے کے معترض کے دامن میں اس کے عدم جواز پر دلیل نہ ہونا خود ثبوت جواز ہے

سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے:

الحلال ما احل الله فی کتابه والحرام ما حرم الله فی کتابه وما سکت عنه فهو مما عفا عنه

بندہ ناچیز کو زیر نظر کتاب المسمی بہ " نعرہ تحقیق حق چار یار " کو سرسری دیکھنے کا اتفاق ہوا بلاشبہ اس کتاب کے مؤلف علامہ حافظ فدا حسین صاحب رضوی نے تحقیق مسئلہ کا حق ادا کرتے ہوئے دلائل کے ایسے دریا بہا دیئے ہیں جنکو دیکھنے کے بعد انکار وہی کر سکے گا جس نے آنکھوں پر تعصب کی عینک لگا رکھی ہو یہ چند سطور رقم کرنے کے بعد فقیر کی دعا ہے کہ مولی کریم جل جلالہ حق کو سمجھنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اور مؤلف مذکور کو اس سعی جمیلہ پر دونوں جہاں میں عزت وآبرو اور برکات نصیب فرمائے۔ آمین۔ ایں دعا از من وازجملہ جہاں آمین باد

محمد رضاء المصطفی

ظریف القادری جامعہ قادریہ گوجرانوالہ

نشان منزل

ادیب ملت استاذ العلماء والفضلاء

مولانا محمد منشاء تابش قصوری جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رحماء بینھم کی ایک تفسیر جمیل
ہیں اشداء علی الکفار یار مصطفٰے

ممتاز معروف صاحب قلم حضرت مولانا علامہ سید صابر حسین شاہ صاحب بخاری مدظلہ برھان ضلع اٹک کی طرف سے صاحب تصانیف کثیرہ ماہر علوم وفنون درس نظامیہ حضرت مولانا علامہ مفتی عبد الرزاق صاحب بتھر الوی دامت برکاتہم کے شاگرد رشید مولانا فدا حسین صاحب زید علمہ وعملہ کی نہایت عمدہ تصنیف لطیف ''نعرہ تحقیق حق چار یار'' پر نشان منزل رقم کرنے کا حکم فرمایا میں نے سعادت سمجھتے ہوئے کتاب مستطاب کو ''من الاول الی الاخر'' دیکھا تو حضرت مصنف زید مجدہ کی محبت اور محنت کو قابل داد اور لائق تحسین پایا۔ موصوف نے ہر جہت سے موضوع پر سیر حاصل بحث کی۔ اور اسے نبھانے کی سعی جمیل فرمائی ہے اس پر طرہ یہ کہ استاذ العلماء فخر المدرسین عمدۃ المصنفین حضرت علامہ مولانا بتھر الوی صاحب مدظلہ نے اپنی تقریظ سعید لکھ کر کتاب کے وزن ووقار میں بے حد اضافہ فرمایا ہے۔

مسلک حق اہل سنت وجماعت کے استحکام کیلئے ایسی علمی وتحقیقی کتب کا ظہور بے حد مفید ہے منافقین کی مکاریوں سے بھولے بھالے سنی مسلمانوں کو آگاہ کرنا اور ان کے ایمان

وایقان کی حفاظت وصیانت کا فریضہ سرانجام دینا اہل علم و قلم کیلئے نہایت ضروری ہے اسی مقصد وحید کے پیش نظر مولانا فدا حسین صاحب میدان عمل میں اترے ہیں اور نعرہ تحقیق حق چار یار کی گونج سے زمانے بھر کو بیدار کرتے ہوئے آگے بڑھتے جائیں گے۔ انشاء اللہ العزیز اس شاندار ایمان افروز اور روح پر تحقیق کے ہوتے ہوئے مزید کچھ لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے ہر زبان کی اپنی اپنی اصطلاح ہوتی ہے عربی میں یار دوست بیلی کیلئے، ولی، رفیق، محب اور محبوب ایسے کلمات مستعمل ہیں جن پر قرآن وسنت شاہد وناطق ہیں، حضرت مصنف زید مجدہ نے بکثرت فارسی اردو نظم ونثر میں مثالیں پیش کر کے قارئین کیلئے اچھا خاصا ذخیرہ جمع کر دیا ہے جو اللہ تعالی جل وعلی حبیب کبریا علیہ التحیہ والثناء اور یاران مصطفی رضی اللہ عنہم کی رضا وخوشنودی کا باعث ہوگا کیونکہ

جس نوں پیار نبی دا ہووے اوہو رب نوں پیارا
جیویں یار یاراں دے لگن پیارے جانے عالم سارا

آخر میں قصیدہ بردہ شریف کے ایک شعر اور اس کے فارسی ترجمہ پر اکتفاء کرتا ہوں۔

ثم الرضا عن ابی بکر وعن عمر
وعن عثمان وعن علی ذوی الکرم
نیز ازفضل وکرم خوشنود باش اے کردگار
از ابوبکر وعمر عثمان وحیدر چہار یار

قارئین کرام!

یاد رہے کہ پاکستان کی بنیاد میں چار یاران مصطفی کریم رضی اللہ عنہم کی برکات کا بڑا عمل دخل ہے وہ یوں کہ جب تحریک پاکستان چل رہی تھی تو مسلمانان برصغیر کا یہ نعرہ گونج رہا تھا۔ پاکستان کا مطلب کیا۔ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" جب اس کلمہ کے دونوں اجزاء کے الفاظ کی گنتی

کی جاتی ہے تو ہر ایک جزء کے حرف ۱۲، ۱۲ بنتے ہیں۔ یوں ہی یاران نبی کریم ﷺ کے اسمائے گرامی کے حروف کا شمار کیا جائے تو ہر ایک یار کے اسم مبارک کے حرف ۱۲، ۱۲ ہیں

مثلاً: ابو بکر الصدیق کے ۱۲ حرف۔۔۔ عمر ابن خطاب کے ۱۲ حرف
عثمان ابن عفان کے ۱۲ حرف۔۔۔ علی بن ابی طالب کے ۱۲ حرف

لہذا یہ پاکستان جہاں نعرہ تکبیر، نعرہ رسالت کی برکات سے معمور ہوا وہاں نعرہ تحقیق حق چار یار کی روحانی تصرف سے ظہور پذیر ہوا پس پاکستان کے تو ہر ایک باشندے خصوصاً مسلمان پورے جوش و خروش سے جہاں نعرہ ہائے تکبیر و رسالت سے اپنے ایمان وایقان کی دولت میں بے پایاں اضافہ کر رہے ہیں وہاں نعرہ تحقیق حق چار یار کی گونج سے بھی اپنے عشق و محبت کی دولت میں فراوانی پیدا کریں۔

دعا ہے اللہ تعالے مولانا فدا حسین مدظلہ کی اس ایمان افروز اور باطل سوز کاوش کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے اور ان کے راہوار قلم کو برق رفتار بنائے۔ امین ثم امین

فقط التجا تابش قصوری کی یہی ہے رات دن
یاالٰہی ہو عطا دیدار یار مصطفےٰ

محمد منشا تابش قصوری
مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور پاکستان
۶ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ / ۲۰ مئی ۲۰۱۰ء، جمعۃ المبارک

تقریظ لطیف

زینۃ الفقہاء شیخ الحدیث والتفسیر مفتی محمد گل شہزاد صاحب زید مجدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاضل نوجوان مولانا فدا حسین حفظہ اللہ فی الدارین کی تصنیف لطیف المسمی بہ حق چار یار نظر سے گزری مؤلف نے اس کتاب میں مخالفین کو ایسے تحقیقی اور الزامی جوابات دیئے اگر ان میں معمولی سا انصاف بھی ہوا تو خداوند قدوس کی بارگاہ میں تائب ہو کر اپنی ہٹ دھرمی اور عناد سے باز آنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ بعض مخالفین کی ایک کتاب کا مطالعہ کیا تو اس میں جو جو پراپیگنڈہ کیا گیا تھا اتفاق سے اس کا جواب فتاوی رضویہ میں ہو بہو پہلے سے موجود ہے میرا یہ اعتقاد ہے یہ اعلی حضرت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے خلیفہ بلا فصل ہیں اور انبیاء کرام کے بعد تمام انسانوں سے افضل ہیں والی دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری زندگی کی آخری نماز جو صبح کی نماز تھی بروز سوموار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھ کر واضح فرما دیا کہ میرا نائب کون ہے۔ نیز جنگ صفین وغیرہ میں حضرت امیر المؤمنین حیدر کرار مجتہد مصیب یہ ان کے لئے ڈگری ہے اور حضرت امیر معاویہ مجتہد مخطی ہیں ان کے لئے ثواب ہے لیکن عوام کے سامنے یہ کہنا کہ حضرت معاویہ خطاء کار ہیں ٹھیک نہیں کیونکہ عوام

الناس وہ مفہوم نہیں سمجھ سکتے جو علماء حقہ مراد لیتے ہیں پیش نظر کتاب میں مؤلف نے ا
زبان میں بمع حوالہ جات نہایت ہی شائستگی سے وہ جوابات تحریر کیے جن کی ضرور
تھی۔ان مسائل کا ضبط اس خوش اسلوبی کے ساتھ مولف رسالہ ہذا کا عظیم کارنامہ ہے
نے کیا خوب کہا(لکل فن رجال)یعنی ہر میدان کے اپنے شہسوار ہوتے ہیں ا
سعادت بزور بازو نیست تانبخشد خدائے بخشندہ۔اللہ تعالی فاضل نوجو
کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

مفتی محمد گل شہزاد غفر
فی الحال شیخ الحدیث دارالعلوم فیض القرآ
حسن ابدا

تقریظ

مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ
مولانا حکیم سید بادشاہ تبسم بخاری مدظلہ العالی
مہتمم جامعہ غوثیہ فتح جنگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم۔ امابعد

ں وقت بندۂ ناچیز کے پیش نظر مولانا فدا حسین رضوی صاحب کا مضمون "حق چار یار" ں از طباعت موجود ہے جو کہ ایک رسالہ "نعرہ حیدری" کے جواب میں تحریر کیا گیا ہ۔ نعرہ حیدری کے مصنف کے خیال میں نعرہ تحقیق کے جواب میں " حق چار یار" کہنا ست نہیں۔ اسلئے کہ چار کی تخصیص سے باقی صحابہ کی نفی کا شبہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ حق پر ں۔ اور فرمایا کہ نعرہ تحقیق ۱۹۵۳ء میں ایجاد ہوا۔ پہلے نہ تھا۔ جبکہ نعرۂ حیدری دور سالت ے چلا آتا ہے۔ نیز یہ بھی لکھا کہ پانچ کے علاوہ کہ جن پر چادر ڈالی یا چادر کے نیچے کیا گیا اور مایا گیا "اللھم ھولاء اھل بیتی"۔ بس صرف یہی اہل بیت ہیں اور یہی سید ہیں۔ ان ے علاوہ اور کوئی اہل بیت نہیں یعنی ازواج مطہرات جملہ اولاد پاک اور دیگر ذوی القربی ب کو اہل بیت سے خارج کر ڈالا۔ اور حصر کے ساتھ لکھا" آل عبا صرف پانچ ہیں (صفحہ ۱)۔

گویا حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد پاک اور آپ کی دو بہنوں حضر
زینب اور حضرت کلثوم کو بھی اہل بیت سے خارج کر ڈالا۔ اس میں شک نہیں کہ چادر
نیچے پانچ ہی تھے مگر حضرت امام حسن اور امام حسین علی جدھما وعلیھما السلام کی اولاد پاک
اہل بیت سے نکال دینا یہ ایک نرالی اور انوکھی تحقیق کے ساتھ ساتھ بہت بڑی جسارت
ہے۔ رسالہ "نعرۂ حیدری" محض ۳۶ صفحات کا ہے مگر جواب بعنوان "حق چار یار" ق
تین سو صفحات پر مشتمل ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ مرتب نے اس پر کافی محنت
ہے۔ تفصیل تو مضمون کے اندر ملاحظہ فرمائیں۔

البتہ اتنا ضرور کہوں گا کہ قبلہ شاہ صاحب نے جو لکھا کہ " ہم نے نعرۂ تحقیق کی مخالف
نہیں کی، اس کے جواب کی مخالفت کی ہے۔ جو نعرۂ تحقیق کے جواب میں کہتے ہیں حق چ
یار، یہ چار حق ہیں تو باقی صحابہ کرام؟ شاہ صاحب کا مطلب یہ ہے کہ یہاں بطور مفہو
مخالف دیگر صحابہ کرام کا حق پر نہ ہونا لازم آتا۔ در حقیقت یہ قیاس درست نہیں۔ ا
طرح تو لاتعداد مسائل الجھ کر رہ جائیں مثلاً ایک بار ایک مولوی صاحب نے فرمایا کہ ا
اکبر کا معنیٰ " اللہ سب سے بڑا ہے" کیا جاتا ہے، یہ درست نہیں۔ کیونکہ اس سے یہ ش
پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کے علاوہ بھی کوئی خدا ہیں اور ان میں اللہ سب سے بڑا ہے۔ یعنی "سب
سے" نے اور خداؤں کا شبہ پیدا کر دیا۔

ع کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا

کھینچا تانی سے کیا کچھ پیدا نہیں کیا جا سکتا۔ عدد کے تعین سے اگر چار سے کوئی خرابی لازم آتی
ہے تو پھر پانچ سے بھی آئے گی۔ یعنی پنج یار بر حق ہیں تو باقی صحابہ کرام؟ شاہ صاحب نے
استدلال یہ کیا کہ نعرہ " اگر خلیفہ سمجھ کے ماریں تو حق پنج یار کہنا چاہیے" (صفحہ ۷) جیسے
پانچ میں نیت کے اندر خلیفہ سمجھ کر پنج یار کا نعرہ درست ہے تو اسی طرح چار کا بھی درست ہو
سکتا ہے۔ مگر یہ وضاحت کہ یہ نعرہ خلیفہ سمجھ کر خلافت راشدہ کے مفہوم کے ساتھ مارا جارہا

ہے ،نہ چار میں ممکن ہے نہ پانچ میں۔ نعرے میں یہ وضاحت محال ہے۔ لہٰذا اس طرح
عتراض تو پھر بھی قائم رہا کہ پنج یار برحق اور باقی؟ آخر یہ تخصیص کیسے کی جاسکتی ہے کہ نعرہ
خلیفہ سمجھ کر مارا جا رہا ہے یا مطلق صحابہ ہونے کے اعتبار سے لگایا جا رہا ہے۔

ر حقیقت یہ نعرہ شیعوں کے مقابلہ اور جواب میں ہے جو حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ و منصوص ومامور من اللہ امام اور خلیفہ بلافصل کہتے ہیں ان کے عقیدے میں خلفاء ثلاثہ (حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم) کی خلافت جبر واستبداد کا نتیجہ اور باطل وناحق ہے۔ وہ تین کی نفی کرتے ہیں اور ایک کو مانتے ہیں اور وہ بھی اول۔ حالانکہ خلیفہ بلافصل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ مگر وہ نہیں مانتے۔ اہل سنت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو بھی خلیفہ راشد اور خلیفہ برحق مانتے ہیں مگر شیعہ اور سنی میں ان کے بارے میں جھگڑا اس لئے نہیں کہ شیعہ بھی ان کو خلیفہ بلافصل نہیں کہتے۔ فقط برحق خلیفہ کہتے ہیں اور نمبر بعد میں ہی دیتے ہیں۔ لیکن مولائے کائنات حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات پر سنی وشیعہ دونوں میں اختلاف واقع ہو گیا ہے۔

اہل سنت پہلے تین کو برحق مان کر چوتھے کو برحق خلیفہ کہتے ہیں جبکہ شیعہ حضرات پہلے تین کی نفی کرتے ہیں اور ان کی خلافت راشدہ کو معاذ اللہ باطل اور ناحق کہہ کر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ بلافصل کہتے ہیں۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مولا علی کے علاوہ دوسرا کوئی خلیفہ ہے ہی نہیں۔ اور سنی مصر ہیں کہ نہیں نہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق ، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہم) بھی خلفائے راشدین اور خلفائے برحق ہیں۔ یوں دونوں میں اختلاف ہو گیا۔ اس تفصیل کا نتیجہ یہ ہوا کہ جھگڑا در حقیقت چار کے اندر ہے پانچ کے اندر نہیں۔ اسی وجہ سے قرون ثلاثہ سے ''اربعہ'' چار یار کے الفاظ ملتے ہیں جن کو آنے والی امت مسلمہ کے مقتدر افراد یعنی علماء واولیاء اور صوفیاء وشعراء نے اپنایا ۔ یہ چار کا عدد اتنا مشہور ومعروف ہوا کہ نعرے کی شکل اختیار کر گیا۔ چار یار کی اصطلاح نئی نہیں بہت پرانی ہے۔ ۱۹۵۳ء سے بہت پہلے کی ہے۔

جیسا کہ مولانا فدا حسین رضوی کے دلائل سے ظاہر وباہر ہے۔ مضمون کے اندر ملاحظہ فر
لیں۔ اور یہ بات بھی شاہ صاحب کی درست نہیں کہ نعرہ تحقیق کے جواب میں " حق چا
یار" کہنا بغض اہلبیت ہے یا بغض صحابہ ہے۔ چونکہ چار یار میں باب مدینۃ العلم مولائے
کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات پاک بھی شامل ہے اس لئے بغض اہل بیت نہ
ہوا۔ ان سے محبت سب اہل بیت اطہار سے محبت کی دلیل ہے۔ اور خلفائے ثلاثہ کی
شمولیت سے دیگر صحابہ کرام سے عقیدت ومحبت کا اظہار بھی ہو گیا۔ دونوں کا مرتبہ ثابت
ہو گیا، بندۂ ناچیز نے کبھی کہا تھا۔

قرآن بتاتا ہے کہ ہیں دونوں مکرم
وہ آل محمد ہوں کہ اصحاب محمد

لافتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار: تو سبحان اللہ اس میں مولا علی کی شجاعت وجوا
نمردی کی عظمت وشان کے سمندر ٹھاٹھیں مارتے نظر آتے ہیں اور بلاشبہ آپ ایسے ہی
تھے۔ فرشتوں نے بلند آوازوں میں پکارا بھی ہو گا اور ہمیں اس سے انکار نہیں۔ مگر پھر بھی
اتنا کہتے ہیں کہ یہ روایتی نعرہ تو پھر بھی نہ لگا ہو گا کہ فرشتے یا کسی صحابی نے زور سے کہا ہو نعرہ
حیدری۔ اور جواب میں سب صحابہ نے کہا ہو۔ یا علی۔ غزوات میں نبی اکرم ﷺ نے
دیگر صحابہ کرام کی بھی مختلف انداز سے حوصلہ افزائی فرمائی اور ان کی تعریف فرمائی۔ جیسا
کہ غزوۂ احد میں حضرت سعد بن ابی وقاص کے لئے رسول ﷺ نے اپنے ترکش کے
سارے تیر ان کے لئے بکھیر دیئے۔ اور فرمایا "چلاؤ، تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں" ان
کی بہادری وصلاحیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے سوا
کسی اور کے لئے ماں باپ کے فدا ہونے کی بات نہیں کی" (دیکھئے صحیح بخاری جلد اول
دوم)۔ اسی طرح غزوہ احد میں رسول ﷺ نے لشکر میں شجاعت کی روح یوں پھونکی کہ
ایک نہایت تیز تلوار بے نیام کی اور فرمایا کون ہے جو اس تلوار کو لے کر اس کا حق ادا کرے

اس پر کئی صحابہ تلوار لینے کے لئے لپک پڑے جن میں علی ابن طالب، زبیر بن عوام اور
مر بن خطاب بھی تھے (رضی اللہ عنہم) لیکن ابو دجانہ نے آگے بڑھ کر عرض کیا۔ یارسول اللہ!
یں اس تلوار کو لے کر اس کا حق ادا کرنا چاہتا ہوں آپ نے تلوار انہیں دے دی۔ اسی
زوہ احد میں جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے دشمن کے نہایت بہادر شہسوار اور مشرکین کے
لمبر دار طلحہ بن ابی طلحہ عبدری کو گرفت میں لے کر ذبح کر دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ
ولہ انگیز منظر دیکھ کر فرط مسرت سے نعرہ تکبیر بلند فرمایا۔ مسلمانوں نے بھی نعرہ تکبیر
ند فرمایا۔ پھر آپ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تعریف کی اور فرمایا" ہر نبی کا ایک حواری ہوتا
ہے اور میرے حواری زبیر ہیں" (سیرت حلبیہ) لافتی الا علی اسی زمرے میں ہے۔

"حق چار یار" کی اصطلاح تو صدیوں پہلے کی ہے ۱۹۵۳ کی بات درست نہیں۔ بالفرض یہ
۲۰۱۰ء ہی سے کیوں نہ ایجاد ہوئی ہو پھر بھی اہل سنت کے عقیدے کے مطابق خلیفہ بلا
صل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی ہیں اور پھر حضرت عمر فاروق اور پھر حضرت عثمان غنی
(رضی اللہ عنہما) یہ سب برحق خلیفہ ہیں۔ جب شیعوں کے جواب میں ان تینوں حضرات کی خلافت
حقہ کو ثابت کرنے اور برحق کہنے کے لئے نعرہ تحقیق بلند کرتے ہیں تو اس میں کون سی
قباحت ہے کہ "حق چار یار" کہیں۔ یعنی اے شیعو! تمہارا عقیدہ غلط اور باطل ہے کہ صرف
حضرت علی کرم اللہ وجہہ برحق وبلا فصل خلیفہ ہیں اور باقی معاذ اللہ جھوٹے۔ بلکہ ہم کہتے
ہیں "حق چار یار" یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ چاروں ساتھی برحق خلیفہ ہیں۔ ورنہ قرآن
وحدیث کی تکذیب لازم آئے گی۔ تو کیا شیعوں کے جواب میں اپنے اس کھرے اور سچے
عقیدے کا اظہار بری بات ہے؟"حق چار یار" کہنے میں کوئی عیب نہیں۔ باقی صحابہ؟ یہ
محض وہم ہے جس کو جھٹک دینا ہی اچھا ہے۔

"پنج تن پاک" کی تخصیص میں بھی تو یہی بات ہے کہ پاک تو سارے اہل بیت پاک ہیں
(اگرچہ شاہ صاحب۔ پانچ کے علاوہ کسی کے اہل بیت ہونے کے قائل ہی نہیں) مگر کیونکہ
آل عبا پانچ ہیں، یعنی چادر کے نیچے پانچ آئے یا مباہلہ میں پانچ تھے اسلئے کہا جاتا ہے "پنج تن

پاک" ورنہ مسلمانوں کے عقیدے میں اہل بیت سب پاک ہیں۔ بالخصوص حضرت ع
کرم اللہ وجہہ سے حضرت امام مہدی تک بارہ کے بارہ پاک ہیں۔

شیعہ مولوی سید سجاد حسین بارہوی نے اپنی کتاب "آفتاب خلافت" کے صفحہ ۵۷ پر ایک
عنوان دیا ہے "حضرت امیر کی خلافت منصوص ہے" اور صفحہ ۵۹ پر عنوان دیا "ثلاثہ ک
خلافت منصوص نہیں" یہ کتاب رحمت اللہ بک ایجنسی ایم اے جناح روڈ کراچی سے
۱۹۷۷ء میں چھپی۔

یہ عقیدہ ہر شیعہ کا ہے چاہے وہ کہیں کا بھی ہو۔ چونکہ شیعہ کے نزدیک حضرت علی المرتض
نص صریح سے وصی و خلیفہ ہیں اور امام و خلیفہ منصوص من اللہ ہی ہوتا ہے لہذا ابو بکر و ع
و عثمان خلیفہ نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ منصوص من اللہ خلیفہ نہیں۔ اس طرح شیعہ تینوں ک
خلافت کا انکار کر کے صرف ایک کی خلافت باقی رکھتے ہیں۔ یہاں سنی کو ضرورت پڑتی ہے
کہ وہ بلند آواز سے کہے "حق چار یار" حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے بارے تو کوئی جھگڑا ہے ہی
نہیں۔ البتہ ویسے اگر یہ تحریراً تقریراً ثابت کر دی جائے کہ آپ بھی خلیفہ برحق ہیں تو کچھ
حرج نہیں بلکہ بہت اچھا ہے۔ مگر شیعوں کے مقابل نعرہ "حق چار یار" ہی سجتا ہے اس
لئے (شاہ صاحب، ذرا توجہ فرمانا) کہ شیعہ حضرات ابو بکر و عمر و عثمان (رضی اللہ عنہم) کے خلافت
ہی کے نہیں بلکہ ان کے مومن ہونے کے بھی قائل نہیں۔ حالانکہ یہ خلفائے راشدین
خصوصاً اور دیگر سب صحابہ ایمان کی میزان اور کسوٹی ہیں، ہدایت کا معیار ہیں جو اس پر پورا
اترے وہ مومن اور جنتی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوا:

"فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد هتدوا"

(سورۃ بقرۃ آیت ۱۳۷)

ترجمہ! پھر اگر وہ (کفار و منافقین) یونہی ایمان لائے جیسا کہ تم (صحابہ کرام) لائے جب
تو وہ ہدایت پاگئے" تو جو صحابہ کرام کو مسلمان ہی نہ سمجھتے ہوں وہ ان جیسا ایمان کب لائیں

گے۔ ان کے طریقہ پر کیسے چلیں گے اور جب صحابہ کے طریقے پر نہ رہے تو نبی کریم ﷺ کے طریقہ پر بھی نہ رہے کہ ان کا طریقہ صحابہ ہی سے معلوم ہوا۔ تو جھگڑا خلفائے راشدین پر ہے۔ حضرت امام حسن پر نہیں (رضی اللہ عنہ) لہذا حق چار یار کا نعرہ درست ہوا۔ شیعوں کے گھر گھر پڑھی جانے والی کتاب "تحفۃ العوام" میں بھی لکھا ہے کہ بارہ اماموں کے علاوہ جن لوگوں (مراد ابو بکر و عمر و عثمان) نے خلافت کا دعوی کیا وہ معصوم نہ تھے۔ اور یہ خلافت چونکہ معصوم ہی کو ملتی ہے اسلئے ان کی خلافت باطل ٹھہری۔ شاہ صاحب قبلہ! آپ تو دن رات قرآن وحدیث پڑھاتے ہیں۔ ان خلفائے ثلاثہ کی خلافت اور ان کے ایمان کا انکار کیا قرآن وحدیث کا انکار نہیں؟ منوایئے ان کی خلافت اور ان کا ایمان۔ اور لگایئے نعرہ "حق چار یار" کہ پانچویں پر تو جھگڑا ہی نہیں۔

شیر اسلام ابو الفضل مولانا محمد کرم الدین صاحب دبیر پکے اہل سنت وجماعت (بریلوی) تھے۔ جو ایک دو مناظروں میں سنی بریلویوں کی طرف سے صدر مناظرہ بھی مقرر ہوئے اور حسام الحرمین" کی تائید میں جن کا علمائے دیوبند پر فتوی آج بھی "الصوارم الھندیہ" میں موجود ہے لیکن بیٹا (قاضی مظہر حسین چکوال) بد قسمتی سے دیوبندی ہو گیا۔ مولانا کرم الدین صاحب نے ۱۹۲۵ء میں شیعوں کے رد میں ایک کتاب "آفتاب ہدایت" لکھی جو رد شیعہ میں لاجواب کتاب ہے۔

اس میں مولانا کرم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے "چار یار" کے عنوان سے باقاعدہ منقبت لکھی ہے۔ چند اشعا نقل کئے جاتے ہیں:

چار کے اعداد سے بس حق تعالی کو ہے پیار
ہیں حبیب کبریا کے برگزیدہ یار چار
جسم کی ترکیب ہے اربعہ عناصر سے ہوئی
ہوتے ہیں ہر ایک مکان کے دیکھ لو دیوار چار

عرش سے نازل ہوئیں چاروں کتابیں دوستو
ہیں اولو العزم انبیاء ایزد غفار چار
ہیں فرشتے بھی مقرب چار جو مشہور ہیں
ہیں مذاہب بھی یہی مقبول بے انکار چار
فاطمہ حسنین اور حضرت علی المرتضیٰ
تھے یہ خویشاں نبی احمد مختار چار
ہیں چراغ و مسجد و محراب و منبر اے دبیر
یہ ابو بکر و عمر ، عثمان وحیدر یار چار

(آفتاب ہدایت صفحہ ۱۳۲، ۱۳۳ مطبوعہ کریمی سٹیم پریس لاہور ۱۹۲۵)

مولانا کرم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ شیعہ کا یہ اعتراض ہے کہ اگر اہل البیت سے مراد نساء النبی (ازواج رسول ﷺ) ہوتیں تو بجائے عنکم اور ویطھرکم ضمائر مذکر کے، عنکن اور یطھرکن ضمائر مؤنث استعمال ہوتیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ اہل البیت کے لفظ کا مصداق مؤنث (ازواج) ہیں لیکن چونکہ لفظ اہل بیت مذکر ہے مذکر کے لحاظ سے ضمائر مذکر استعمال ہوئیں جیسا کہ دوسری آیت مذکور (اتعجبین من امر اللہ رحمة اللہ وبرکاته علیکم اهل البیت انه حمید مجید) میں بھی باوجود اس کے کہ خطاب حضرت سارہ (مونث) سے تھا لیکن بلحاظ تذکیر لفظ اهل البیت علیکم ضمیر مذکر کا استعمال کیا گیا۔ ایسا ہی یہاں (انما یرید اللہ ---- الخ) میں بھی ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ اہل بیت میں خود ذات اقدس سرور عالم ﷺ بھی داخل ہے اس لئے برعایت ادب و تعظیم حضور والا تغلیبا ضمیر مذکر کی مستعمل ہوئی۔ تیسرا جواب ایسا ہی موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں مذکور ہے "قال لاهله امکثوا" (موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بی بی سے کہا ٹھہر جاؤ) سو یہاں بجائے امکثی کے امکثو ضمیر مذکر کا استعمال ہوا (آفتاب ہدایت صفحہ ۲۰۳) اللهم هولاء اهل بیتی کے متعلق لکھتے ہیں:

سو اگر غور و تدبر سے کام لیا جائے تو اس حدیث سے مزید ثبوت اس امر کا ملتا ہے کہ آیت کا مصداق ازواج ہی تھیں اور چونکہ حضور علیہ السلام کو ان چار بزرگوں (علی و فاطمہ و حسنین رضی اللہ عنہم) سے بھی محبت تھی اس لئے چاہا کہ یہ بھی اس انعام الٰہی سے بہرہ یاب ہو جائیں۔ اس لئے ان کو یکجا کر کے دعا فرمائی۔ کہ یا اللہ! یہ لوگ بھی حقیقۃ نہیں تو معنے و حکما میرے اہل بیت میں داخل ہیں ان کو بھی رجس سے پاک کیجیو۔ ورنہ اگر یہ چار ہی آیت کے مصداق ہوتے تو الٰہی حکم آجانے کے بعد پھر ان کے لئے دعا کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی، جو تحصیل حاصل تھا،، (آفتاب ہدایت صفحہ ۲۰۴) مزید لکھتے ہیں: ”اسی کی تائید اس حدیث بخاری سے ہوتی ہے کہ ام سلمہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی۔ الست من اھلکم (کیا میں اہل بیت میں داخل نہیں) آپ نے فرمایا۔ انک علی خیر (تیرا مرتبہ تو پہلے ہی سے بہتر ہے) یعنی تو حقیقی طور پر اہل بیت ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا (آفتاب ہدایت صفحہ ۲۰۴) اگے صفحہ ۲۰۵ پر یہ بھی وضاحت فرمادی کہ شیعہ اگر آیت تطہیر سے جناب امیر کی عصمت اور امامت ثابت کرتے ہیں تو بعینہ یہی الفاظ اصحاب بدر کے لئے بھی سورۃ انفال میں بھی آئے ہیں وینزل علیکم من السماء ماء لیطھرکم به ویذھب عنکم رجز الشیطن (اور گرارہا ہے تم پر آسمان سے پانی کہ باطہارت کر دے تم کو اس سے اور دور کر دے تم سے شیطان کی ناپاکی) اسی طرح ولکن یرید لیطھرکم بھی آیا ہے۔ سو یہ آیات اصحاب بدر، جن میں خلفائے ثلاثہ بھی داخل ہیں کی عصمت کی بھی دلیل ہونی چاہئیں کیونکہ الفاظ دونوں جگہ ایک ہیں۔ اگر اصحاب بدر کی عصمت باوجود ان آیات کے نہیں مانی جاتی تو اصحاب کساء کی کیوں مانی جائے؟

بہر نوع! زیر نظر مسودہ "حق چار یار" مولانا فدا حسین رضوی کی عظیم علمی و تحقیقی کاو
ہے۔ طرز نگارش خوب ہے۔ دلائل مضبوط ہوں تو مخاطب سے (جب کہ بظاہر وہ اپنا
ہو) نرمی اختیار کرنا ہی بہتر ہوتا ہے، مولانا فدا صاحب نے جن براہین عقلیہ و نقلیہ
ذریعہ مختلف اعتراضات کے جوابات دیے ہیں، ان کو رد کرنا نہایت مشکل امر ہے۔ ا
تعالیٰ ان کی کاوش قبول فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین

حقیر فقیر بندہ لاشی
سید بادشاہ تبسم بخاری عفی ع
ناظم اعلیٰ جامعہ غوثیہ مہریہ رضویہ فتح جنگ

تقریظ

مجاہد اہل سنت، قاطع رافضیت، پاسبان مسلک رضا
سید السادات پیر طریقت رہبر شریعت استاذ العلماء
سید عنائت الحق شاہ صاحب
ناظم اعلیٰ جامعہ محمدیہ غوثیہ ضیاء العلوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاضل جلیل حافظ فدا حسین رضوی صاحب کی تالیف المسمی نعرہ تحقیق حق چار یار کو کچھ مقامات سے مطالعہ کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ عنایت سے آپ نے بڑے مدلل انداز میں اہلسنت کے متفقہ موقف کو اجاگر کیا جو احباب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر مولائے کائنات سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو فضیلت دیتے ہیں۔ انکے اس موقف پر اس وقت حیرت ہوتی ہے جب سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے ارشادات جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر ہیں نگاہوں سے گزرتے ہیں

مقام افسوس ہے کہ اس پر فتن دور میں جبکہ عالم اسلام پر چاروں طرف سے طاغوتی طاقتیں حملہ آور ہیں۔ آئے روز اسلام کی قوت وآواز کو مٹانے کیلئے خود ساختہ کرو سیڈ کے آغاز کیساتھ ساتھ جان کائنات محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین آمیز بکواسات اور خاکے شائع کر کے مسلمانوں کی مذہبی غیرت کو للکارا جا رہا ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ آج ایسا

کیوں ہے اگر ہم ماضی میں میں جھانکیں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گ
بر صغیر میں انگریز نے اپنے گماشتے پروان چڑھائے۔ مسلمانی کا لبادہ اوڑھ کر تبلیغ اسلام
لیکر اور خالصتاً توحید کا پرچار کر کے انھوں نے اپنی تحریر و تقریر کے ذریعے سے نبی
ﷺ کی شان میں گستاخیاں کیں اور لوگوں کے دلوں سے عظمت مصطفی ﷺ کو ن
کی ناپاک جسارت کرتے رہے۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو آج کسی کو نبی پاک ﷺ کی شان
گستاخی کی جرات نہ ہوتی۔

ایسے ہی آج سیدنا صدیق اکبر و سیدنا عمر فاروق و سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی عظمت کو محبت
رضی اللہ عنہ کے نام پر کم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ایسے میں علماء و مشائخ حق اور
اہلسنت کو چاہیے کہ وہ کمربستہ ہو جائیں۔ اور اس فتنہ کو سر اٹھانے سے پہلے قلعہ قمع کر د

فاضل جلیل حافظ فدا حسین رضوی صاحب کی کاوش انتہائی بروقت اور مسلک اہلسنت
حقیقی ترجمانی ہے۔ یقیناً اسکو پڑھ کر لوگوں کے دلوں میں شان صحابہ و اہلبیت میں اضاف
گا۔ میری دعا ہیکہ اللہ عزوجل انکی اس سعی جمیلہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ اور ع
الناس کیلیے اس کتاب کو فائدہ مند بنائے۔ اور منکرین و مخالفین کو، حق کو حق اور باطل
باطل سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اہل بیت و صحابہ کا ادنیٰ س

سید عنائت الحق شاہ صاح

تقریظ عظیم

ترجمان فکر رضا مناظر اسلام محقق اہلسنت

ابو حذیفہ محمد کاشف اقبال مدنی

جامعہ غوثیہ رضویہ مظہر الاسلام سمندری شریف فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده ونصلي ونسلم على رسوله الكريم۔ اما بعد

دور پر فتن ہے نت نئے فتنے جنم لے رہے ہیں۔ مذہب حق اہل سنت پر چاروں طرف سے اغیار کے حملوں کا طوفان بد تمیزی برپا ہے اور اب تو نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اسلام دشمن عناصر اہل سنت کے لبادہ میں عامۃ الناس کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے درپے ہیں بد قسمتی سے فتنہ عظیمہ۔ رافضیت کے گمراہ کن رذیل نظریات کے اثرات عامۃ الناس میں سنی نما رافضی پیروں اور مولویوں کے روپ میں پھیلائے جارہے ہیں۔ خدا بھلا کرے عزیز محترم حضرت مولانا فدا حسین صاحب زید مجدہ کا کہ جنہوں نے کتاب مستطاب نعرہ حق چار یار لکھ کر بدعقیدگی کے اس طوفان بد تمیزی کے آگے بند باندھنے کی سعی محمود کی ہے۔ اللہ تعالی نبی کریم ﷺ کے دسیلہ جلیلہ سے اس سعی محمود کو قبول فرمائے اور مزید خدمت دین متین کی توفیق عطا فرمائے امین بجاہ سید المرسلین۔

ابو حذیفہ محمد کاشف اقبال مدنی
خادم دارالافتاء جامعہ غوثیہ رضویہ منظر الاسلام
سمندری ضلع فیصل آباد

تقریظ

پیر طریقت رہبر شریعت فخر السادات علامہ پیر سید کرامت علی حسین شاہ زید علمہ۔
سجادہ نشین علی پور سیداں شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخبر صادق ﷺ کے فرمان عالیشان (کہ قرب قیامت فتنوں کی بارش ہو گی) کے مطابق اس وقت امت میں افتراق وانتشار روز بروز بڑھتا چلا جارہا ہے۔ طرفہ یہ کہ مجمع علیہ مسائل پر چھوٹے چھوٹے لوگ (جنہیں معتقدات اہلسنت کی ابجد سے بھی واقفیت نہیں) زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ صواعق میں ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب فتنے ظاہر ہو جائیں اور میرے اصحاب کو تنقید کا نشانہ بنایا جانے لگے تو عالم کو چاہیے کہ وہ اپنے علم کو ظاہر کرے جس نے ایسا نہ کیا اس پر اللہ تعالی اور فرشتوں اور عام لوگوں کی لعنت ہو۔ اللہ تعالی اس (عالم) کا کوئی فرض ونفل قبول نہیں فرمائے گا زیر نظر کتاب "نعرۂ تحقیق حق چار یار" میں فاضل محتشم حضرت علامہ فدا حسین رضوی زادہ اللہ شرفا نے بموجب فرمان ذیشان اپنی اس ذمہ داری سے پوری طرح عہدہ برآ ہونے کی سعی فرمائی ہے۔ مولا تعالی چار یار مصطفے ﷺ کے توسط سے ہم سب کو مذہب حق عقیدہ اہلسنت وجماعت پر استقامت اور حضرت کی اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ بقول فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

جناں بنے گی محبان چار یار کی قبر
جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کہ چلے

یکے از غلامان شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ
راقم سید کرامت علی حسین شاہ لاثانی اسلامک یونیورسٹی
علی پور سیداں شریف نارووال

تقریظ جلیل

استاذ الفقہاء شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد احسان اللہ مجددی کیلانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

فض خذلہم اللہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خلیفہ بلا فصل حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور ان سے پہلے ں خلفاء یعنی حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی فت (معاذ اللہ) ناحق اور غاصبانہ تھی جبکہ اہل سنت وجماعت شکر اللہ سعیہم کا عقیدہ یہ ے کہ یہ چاروں خلفاء ائمہ برحق ہیں اور ان کی خلافت کی وہی ترتیب بھی برحق ہے جس تیب سے یہ خلیفہ منتخب ہوئے اسی پر تمام اہل سنت وجماعت کا اتفاق ہے جیسا کہ کتب ائد میں یہ بات مصرح ہے چنانچہ عارف باللہ عالم علم لدنی علامہ عبد العزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ رام الکلام فی عقائد الاسلام میں فرماتے ہیں:

> اهل السنة على ان الامام الحق بعد رسول الله ابوبكر ثم عمر ثم عثمان ثم على رضی اللہ عنہم وقال الشيعة على واولاده۔[1]

نی اہل سنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام برحق حضرت

(1) مرام الکلام فی عقائد الاسلام ص ۴۴

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر ان کے بعد حضرت عثما
رضی اللہ عنہ پھر ان کے بعد علی رضی اللہ عنہ ہیں اور شیعہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد امام بر حق
علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد ہے۔

اہل سنت و جماعت نعرہ تحقیق حق چار یار لگا کر اپنے اسی عقیدے کا اظہار کرتے ہیں
روافض کے اس زعم باطل کا رد کرتے ہیں اس نعرے سے ان چار کے علاوہ نہ تو کسی ا
حقانیت کی نفی مقصود ہوتی ہے اور نہ ہی اس سے یہ نفی لازم آتی ہے جیسا کہ بعض رو
خیالوں کا گمان فاسد ہے اس سلسلہ میں فاضل نوجوان مولانا فدا حسین صاحب رضوی
اللہ تعالی نے بکثرت حوالہ جات سے مزین "نعرہ تحقیق حق چار یار" لکھ کر اہل
و جماعت کے اس موقف کو واضح فرمایا ہے اور مخالفین کے اوہام باطلہ کا رد بلیغ فرمایا ہے
کریم ان کی سعی جلیلہ قبول و منظور فرمائے۔ آمین۔

محمد احسان اللہ نقشبندی مجددی غ
بحکم استاذ العلماء القاری خالد محمود صاحب نقشبندی مجددی کیلانی مد
خادم التدریس والافتاء جامعہ مدینۃ العلم گوجرا

مہتمم مدینۃ العلم گوجرا

تقریظ

شیخ الحدیث استاذ العلماء مفتی پیر محمد اسلم بندیالوی، نقشبندی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمدہ ونصلی علی رسول الکریم الامین وعلی آلہ الطیبین الطاہرین
واصحابہ الذین ہم نجوم الہدی والدین۔ امابعد:

نظر کتاب مستطاب (نعرہ تحقیق حق چار یار چند مقامات سے دیکھنے کا شرف حاصل
۔ تدریسی مصروفیات کی وجہ سے بالاستیعاب نہ دیکھ سکا۔ ماشاء اللہ فاضل نوجوان علامہ
نا فدا حسین رضوی صاحب زیدہ مجدہ ودامت فیوضہ نے بڑی جدوجہد اور تحقیقی انداز
خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کی رفعت درجات اور علو مقامات بالترتیب افضلیت اور خلافت حقہ کو
ح فرمایا جو یقیناً تحسین کے قابل ہے۔ دراصل دور حاضر بڑا پرفتن دور ہے صحابہ کرام
وصا خلفاء راشدین اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جارہا ہے
وس ناک اور خطرناک امر یہ ہے کچھ لوگ اہل سنت کی صفوں میں رہ کر بلکہ قیادت
جال کر ان دین اسلام کے ستونوں کو ناپاک سازشوں کا نشانہ بنارہے ہیں۔ علماء اہل سنت
ماعت کو اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے سدباب اور اس سازش کا قلع قمع کرنے
ں بھرپور کردار کرنا چاہیے۔ نعرہ تحقیق سے اہل سنت کی خاص غرض ہوتی ہے وہ ہے
طال باطل احقاق حق اور اعلاء کلمۃ الحق وہ اس طرح کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے خلفاء
بعہ (حضرت ابوبکر صدیق اکبر، عمر فاروق، عثمان ذوالنورین، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی خلافت
س طرح واقع ہوئی ہے یہ بالکل اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی اور شریعت کے
طابق ہے۔ دوسری طرف ایک طبقہ ہے اہل تشیع (روافض) جن کا عقیدہ ہے کہ خلافت کا

وقوع اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ اور شریعت کے خلاف ہوا ہے جو کہ باطل ہے۔
اہل سنت جو کلمہ (نعرہ تحقیق) بلند کرتے ہیں دراصل ایک سوال کو متضمن ہے وہ سوال
ہے کیا خلافت کا وقوع امر حق ہے؟ یعنی ان چار اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم جو خلافت کی ذمہ دار
لیں اور اس پر متمکن ہوئے وہ اس فعل حق پر تھے؟ تو جواب دیا جاتا ہے حق چار یار
چاروں رسول اللہ ﷺ کے پیارے یار ہیں اور ان کا خلیفہ بننا اور دوسرے صحابہ کا بنانا
ہے اب مقابلے میں دوسرے لوگوں کے باطل عقیدے کا رد ہو جاتا ہے۔ اس نعرہ میں تم
صحابہ کی عظمت اور خصوصا خلفاء راشدین کی عظمت کا بھرپور اعلان واظہار ہوتا ہے اور ا
چار بزرگ صحابہ سے محبت میں خصوصی اضافہ ہوتا ہے۔ ہر مسلمان کے دل میں ان
محبت نہایت ہی ضروری ہے بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر صحابی سے محبت ضروری ہے۔ کیونکہ
مسلمانوں تک دین اسلام انہیں کے ذریعہ سے پہنچا، اور وہ بالکل بے عیب اور ان کے عقید
وعمل کی حقیقت لاریب ہے۔ کیوں نہ ہو نبی اکرم ﷺ کے برائے راست شاگرد ا
فیض یافتہ اور وحی الہی کا مشاہدہ کرنے والے قرآن پاک کے ناقل اور سنت رسول
اللہ ﷺ کے پہلے راوی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا

اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم واھتدیتم۔
میرے تمام صحابہ ستاروں کی مانند ہے جس کی اقتدا کروگے ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے۔ دوسری
حدیث میں یوں فرمایا:
فی اصحابی کلھم خیر
میرے تمام صحابہ میں خیر ہی خیر ہے۔ اور پوری امت کا اتفاق ہے
اصحاب النبی کلھم عدول (اسدالغابہ)
حضور علیہ السلام کے تمام صحابہ عادل متقی ہیں۔ اسی لیئے صحابہ پر جرح نہیں۔ اللہ تعالی فرماتا ہے
کلاوعد اللہ الحسنی (الحشر)

رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ جنتی ہیں۔ اور یہ چار صحابہ (خلفاء اربعہ) رضی اللہ عنہم تمام صحابہ
سے افضل واکمل ہیں۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ممتاز ہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا:

ان اللہ اختار اصحابی علی جمیع العالمین سوی الانبیاء والمرسلین واختار لی منھم اربعة ابابکر وعمر وعثمان وعلیا۔[1]

اس حدیث کو امام البزاز امام دیلمی نے روایت فرمایا اور علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا شریف میں نقل فرمایا۔ کہ نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا انبیاء و مرسلین کے بعد تمام خلق سے میرے صحابہ افضل ہیں اسی لئے ان کو اللہ تعالیٰ نے میری صحبت کے لئے منتخب فرمایا اور ان میں سے پھر چار کو تمام صحابہ پر فضیلت دی (افضل بنایا) ان چار (ابو بکر صدیق اکبر، عمر فاروق، عثمان غنی علی المرتضیٰ) رضی اللہ عنہم کو میرے لئے خاص طور پر منتخب فرمایا۔ اس حدیث سے ان چار یاروں کی شان ممتاز ہو گئی اور یہی مدعا ہے نعرہ تحقیق کا یعنی لوگوں پر واضح کیا جائے ان چاروں کی شان اور مقام دوسروں سے بلند ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

تنزل الملائکة والروح (سورة القدر)

کہ لیلۃ القدر کو ملائکہ زمین پر اترتے ہیں آگے فرمایا الروح تو اس سے مراد جبرائیل امین علیہ السلام ہیں حالانکہ ملائکہ میں جبریل امین کا ذکر آ ہی گیا تھا مگر بتانا مقصود تھا یہ سب سے افضل ہیں۔ ثابت ہوا ان چاروں کا خاص کر ذکر کرنا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی سنت ہے۔ اور ان کی افضلیت کی باہم ترتیب بھی حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی اس حدیث سے واضح ہو

---

(1) رواہ البزار والدیلمی

گی۔اور جو لوگ ان تین بزرگوں کو ظالم کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علی کا حق خلافت غصب کیا بلکہ بعض نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی ظالم کہا کہ انہوں نے مطالبہ حق نہیں کیا انہیں فکر کرنی چاہیے کہ جن کو اللہ تعالی نے چن لیا وہی ظالم ہیں تو پھر باقی نیک صالح اور حق پر کون ہو سکتا ہے یہ بزرگ ہستیاں جن کو ظاہر وباطن شریعت وطریقت خلافت وامامت اور روحانیت میں اللہ تعالیٰ نے منتخب کر دیا ہے۔

ظاہر وباطن میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بلا فصل خلیفہ برحق ہیں ان سب خلفاء کی خلافتیں اپنی اپنی جگہ برحق ہیں جو انہیں ظالم کہتے ہیں وہ بہت بڑے ظالم ولکن کانوا انفسہم یظلمون کے تحت داخل ہیں۔ایک اور حدیث پیش کیے دیتا ہوں:

اخرج الملا فی سیرته ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الله افترض علیکم حب ابی بکر وعمروعثمان وعلی رضی اللہ عنہم کما افترض الصلوة والزکوة والصوم والحج فمن انکر فضلهم فلاتقبل منه الصلوة ولاالزکوة ولاالصوم ولاالحج بحواله الصواعق المحرقة۔

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے صواعق المحرقہ میں اس حدیث کو نقل کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان چار یار صحابہ کرام (ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان ذوالنوارین اور علی المرتضی رضی اللہ عنہم) کی محبت میری ساری امت پر نماز، زکوۃ، روزہ اور حج کی طرح فرض ہے جو ان سے محبت نہ کرے اس کی نماز، زکوۃ، روزہ اور حج قبول نہیں۔

ب یہ ہوا امت میں سب سے زیادہ انہی سے محبت، زیادتی بھی اسی ترتیب سے ہو اب
ر میں کلمہ پڑھنے والے کو اپنے ایمان کا چہرہ دیکھ لینا چاہئے اسی لئے امام اہل سنت مجدد
و ملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جناں بنے گی محبان چاریار کی قبر
جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کے چلے

ن چاروں سے محبت صحیح کرے گا اس کا دین اس محبت کی برکت سے محفوظ رہے گا۔
میں دعا ہے کہ فاضل مولف حق چار یار مولانا علامہ حافظ فدا حسین رضوی زید مجدہ کو
سعی جمیلہ پر اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے اور قلم میں اور زور پیدا فرمائے۔

ر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

الاحقر ابوالحسن محمد اسلم النقشبندی القادری غفرلہ
خادم جامعہ اسلامیہ سلطانیہ پیر شہاب جہلم
و جامعہ اسلامیہ رضویہ بریڈ فورڈ یو کے
03.04.2011

تقریظ

خطیب ذیشان، مبلغ اسلام، شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد انصر القادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمہ حق کہنا ہر زمانے میں انتہائی دشوار گزار اور مشکل ترین کام ہے مگر اس پر فتن دور ج
اس رستے پر قدم رکھنا اس قدر دشوار اور مشکل بنا دیا گیا ہے کہ مجاہد ملت اور غازی اسا
کے لقب کے خواہاں بھی مصلحتوں کا شکار ہوتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں امت مسلمہ کا حق
درد رکھنے والے بھی چشم پوشی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ دور ایسا ہے کہ مضب
اعصاب کے مالک افراد بھی سر جھکا دینے میں ہی عافیت سمجھتے ہیں۔ بہتے دریاؤں کا ر
موڑنے کی تمنا کرنا، پہاڑوں سے ٹکرانے کا عزم کرلینا، باطل نظریات کے حاملین
مڈبھیڑ کو اپنا مشغلہ بنانا، اٹھے ہوئے پر غرور سروں کو جھکائے بغیر دم نہ لینے کی خواہش رک
اپنے زور بازو سے ممکن نہیں ہوتا بلکہ خدا کی عطا سے یہ دولت نصیب ہوتی ہے حضر
علامہ فدا حسین حفظہ اللہ بھی انہیں میں سے ایک ہیں جو عطائے رب ذوالجلال سے کلمہ ح
کہنے کے لئے میدان میں اتر آئے ہیں ان کی پہلی تصنیف نے ہی باطل کے ایوانوں می
لرزہ طاری کر دیا ہے اگرچہ مجھے ان کی اس تحریر کو بالاستیعاب دیکھنے کا موقع نہیں ملا
سوائے چند ایک مقام کے مگر اس کا عنوان ایسا ہے جو ہر سنی کی آواز ہے اور ہر محب صحا
واہلبیت کے دھڑکتے دل کی صدا ہے۔ حق چار یار کا نظریہ کوئی نیا نظریہ نہیں ہے بلکہ یہ ای
نظریہ ہے جس پر فرمودات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شاہد عدل ہیں۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیس
ترمذی اپنی جامع میں امیر المومنین ومولی المسلمین وامام الواصلین علی المرتضی مشکل کش
شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت لاتے ہیں کہ نبی اکرم نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ

نے فرمایا

رحم الله ابابکر زوجنی ابنته وحملنی الی دار الهجرة واعتق بلالا من ماله رحم الله عمر یقول الحق وان کان مراً ترکه الحق وماله صدیق رحم الله عثمان لتستحییه الملائکة رحم الله علیا اللهم ادر الحق معه حیث دار۔(1)

اللہ ابو بکر پر رحم کرے کہ اس نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دے دی اور مجھے دار الہجرت تک اٹھا کر لایا اور اپنے مال سے بلال کو آزاد کرایا' اللہ عمر پر رحم کرے کہ حق کہتا ہے اگرچہ کڑوا ہو حق کہنے کہ وجہ سے تمہارہ جانا گوارا کر لیتا ہے، اللہ عثمان پر رحم کرے کہ اس سے ملائکہ بھی حیا کرتے ہیں اللہ علی پر رحم کرے اے اللہ حق کو اس کے ساتھ پھیر دے وہ جدھر بھی جائے۔

جبکہ قاضی عیاض مالکی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے الشفاء میں حدیث لائے ہیں

ان الله اختارا اصحابی علی جمیع العالمین سوی النبین والمرسلین واختارلی منهم اربعة ابابکر وعمر وعثمان وعلیا الخ۔(2)

اللہ تعالی نے تمام جہانوں پر میرے صحابہ کو چن لیا ہے سوائے انبیاء و مرسلین اور ان میں سے چار کو میرے لئے چنا ہے اور وہ ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ اور بذات خود امام اہلسنت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ "اھلسنت وجماعت نصرهم الله تعالی کا اجماع ہے کہ مرسلین ملائکہ و رسل و انبیائے بشر

(1) جامع ترمذی ص ۲۱۲ ج ۲ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
(2) الشفاء ص ۵۴ ج ۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت

صلوات اللہ وتسلیماتہ علیہم کے بعد حضرات خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم تمام مخلوق الٰہی سے افضل ہیں تمام امم عالم اولین وآخرین میں کوئی شخص ان کی بزرگی وعظمت وعزت وجاہت وقبول کرامت وقرب ولایت کو نہیں پہنچتا ان الفضل بید الله یوتیه من یشاء والله ذوالفضل العظیمo فضل اللہ کے قبضے میں ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ پھر ان میں باہم ترتیب یوں ہے کہ سب سے افضل صدیق اکبر، پھر فاروق اعظم، پھر عثمان غنی پھر علی صلی الله علی سیدهم ومولاهم وآله وعلیهم وبارک وسلم۔(1)

منظوم کلام حدائق بخشش میں چار یار کے نظریہ کو اپنانے والوں کو یوں نوید سناتے ہیں۔

جناں بنے گی محبان چار یار کی قبر
جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کہ چلے

بلکہ ایک مقام پر چار یاروں کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں۔

تیرے چاروں ہمدم ہیں یکجان ویکدل
ابو بکر وعمر و عثمان وعلی ہے رضی اللہ عنہم

نام حق جو مدارس اسلامیہ میں عرصہ سے پڑھائی جاتی ہے جو تصنیف ہے علامہ شرف الدین بخاری کی اس میں ہے۔

امت اود دوست دار ویمیم
دوست دار چہار یار ویمیم

(1) فتاوی رضویہ ص۴۷۸ ج۲۸ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن

چوں ابو بکر وہم عمر عثمان
مرتضی دان علیہم الرضوان

یعنی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی امت اور ان کے دوست ہیں اور ہم ان کے چار یاروں کے بھی دوست دار ہیں جیسے ابو بکر و عمر عثمان و مرتضی رضی اللہ عنہم ہیں۔

بدائع منظوم کے مصنف علی رضا قادری مدح اصحاب واہل بیت کرام کے عنوان سے چار یاروں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بخصوص آں چہار عنصر دیں
خلفاء رسول حق بیقیں
ہست ابو بکر اول آں چار
پیشوائے مہاجر وانصار
پس عمر آنکہ رائے اوبصواب
یافت راہ موافقت بکتاب
بعد ازاں معدن حیاعثمان
کامل الحلم وجامع القرآن
بعد ازاں حامل لوائے نبی
شاہ مرداں حق علی ولی

حق چار یار کا نظریہ ایسا ہے جس سے کوئی حقیقت پسند شخص انکار نہیں کر سکتا۔ مؤلف موصوف داد کے حق دار ہیں کہ انہوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا، ان کی یہ کوشش خوب ہے اور ان کا کام انتہائی جرأت مندانہ ہے سچ تو یہ ہے کہ علامہ فدا حسین رضوی حفظہ اللہ نے اس میدان میں قدم اٹھاتے ہوئے پیچھے آنے والوں کا انتظار۔

کئے بغیر صدائے حق بلند کی ہے

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

یہ کتاب لکھ کر موصوف نے علماء اہلسنت کی نمائندگی کی ہے دعاہے کہ اللہ تعالی موصوف کی اس سعی جمیلہ کو شرف قبولیت سے مالا مال فرمائے اور ان کے فیض کو عام فرمائے اور آنے والے دن میں ان کو ترقی کی منازل کی جانب رواں دواں رکھے

آمین بجاہ النبی الکریم الامین الرؤف الرحیم

محمد انصر القادری

بریڈفورڈ برطانیہ ۲۰۱۱۔۴۔۱۷

تقریظ

ترجمان مسلک رضا محقق اہلسنت ابو الحقائق غلام مرتضی ساقی مجددی زیدہ مجدہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم۔اما بعد:

سنت وجماعت کا اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور دیگر انبیاء ورسل کے بعد تمام نسل سانی میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ فضیلت ومرتبہ کے حامل ہیں۔ پھر سیدنا ر فاروق رضی اللہ عنہ، پھر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پھر سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ۔ بعد ازیں عشرہ مبشرہ قی اہل بدر وغیرہ رضی اللہ عنہم اہلسنت کے اس عقیدہ پر قرآن وحدیث، صحابہ وتابعین، ائمہ جتہدین، مفسرین ومحدثین، باقی اہل تحقیق وصاحب تصنیف کی تصریحات موجود یں۔ جس کی تفصیل فاضل نوجوان حضرت مولانا حافظ فدا حسین رضوی نقشبندی طول عمرہ نے پیش نظر ایمان افروز اور باطل سوز کتاب نعرہ تحقیق۔ حق چار یار، میں بڑی محنت وجستجو اور عمدہ اسلوب کیساتھ بیان فرمادی ہے۔(فجزاه الله خیرا)

یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے ذمہ داران اہلسنت نے اس کی توثیق فرماکر اسے مزید چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اگر اس کتاب پر کوئی ایک بھی تقریظ نہ ہوتی تو تب بھی اس کی ثقاہت میں کوئی فرق نہیں آسکتا تھا کیونکہ یہ عقیدہ برحق ہے، اللہ عزوجل اور رسول اکرم ﷺ اس کے بانی ہیں۔ صحابہ وتابعین اس کے حامی سر آں دم تا ایں دم ساری امت مسلمہ اس کی داعی ہے۔ اس کی بنیاد درایت پر نہیں بلکہ قرآن وسنت اور اجماع وقیاس کے چار مضبوط ستونوں پر استوار ہے۔ کسی رافضی کی رافضیت، کسی خارجی کی خارجیت اور کسی منافق کی منافقت

اسے ہلا نہیں سکتی۔ سنی نما رافضیوں کے مکر و فریب کے بخیئے ادھڑتے چلے جائیں گے
مسلک اہلسنت مزید نکھرتا چلا جائے گا۔ اور ان کے سینوں پر مونگ دلتا رہے گا۔ نجا
فتنہ پرور لوگ خود کو کس منہ سے اہلسنت کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ کیا انہیں غ
خداوندی حضور کی ناراضگی، عذاب اخروی اور اکابرین اہلسنت سے غداری کا کوئی اح
نہیں جو دن رات اپنے باطل عقائد کے زہر آلود جراثیم سادہ لوح عوام میں منتقل کر ر
ہیں؟! اگر یہی گھناؤنا دھندا جاری رکھنا ہے تو پھر وہ اپنے چھپے ہوئے رفض پر سنیت کی
کیوں ڈالے ہوئے ہیں۔ لیکن ہم بتا دینا چاہتے ہیں کہ کوئی لاکھ روپ دھار کر سنیت
خلاف سازشوں کا جال بنتا پھرے اہلسنت کے مجاہدین فدایان صحابہ واہلبیت ان کے چہ
سے نقاب اتار پھینکیں گے۔ اور انہیں بے نقاب کر کے دنیا والوں کو بتا دیں گے کہ حق
ہے اور باطل کیا ہے۔ اللہ تعالی چاہے تو "ابابیلوں" سے "ہاتھی" مروا سکتا ہے۔ اور م
فدا حسین جیسے نوجوان سے بڈھے کھوسٹ سنی نما رافضیوں کو ھباء منثورا بنا
ہے۔ مولانا فدا حسین نے بہت بڑا کام سرانجام دیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اہلس
کے گلستان سدا بہار ہیں اور ان سے حاصل ہونے والے تو شگفتہ پھول بھی اتنی مہک اور
کے حامل ہیں کہ وہ ایک جہاں کو معطر و معنبر کر سکتے ہیں۔ اس عظیم کاوش پر مولانا خود
ان کے جملہ معاونین لائق صد تبریک و تحسین ہیں۔ واقعی انہوں نے مسئلہ مذکورہ پر
ضخیم مواد جمع کر دیا ہے کہ جس سے ہر خاص و عام کیلئے مسئلہ کی اہمیت و حقانیت کا فیصلہ
بالکل آسان ہو جاتا ہے۔ مخالفین و معاندین بھی اگر ضد چھوڑ کر حق کی عظمت کو ت
کرتے ہوئے نظر انصاف دیکھ لیں تو سوائے ماننے کے کوئی چارہ نہ ہو گا۔

ہاں اگر کوئی جان بوجھ کر حق کے انکار کیلئے ہی کمر بستہ ہو چکا ہو تو اس کیلئے ہدایت کے را
مسدود ہو جاتے ہیں اور ویسے بھی جو لوگ اپنے علم پر گھمنڈ کرتے ہوئے کسی دوسرے
خاطر میں نہیں لاتے تو وہ گمراہی کے اندھیروں میں یوں ہی ٹامک ٹوئیاں مارتے ر
ہیں۔ کتاب مذکورہ میں صحت مند اور توانا دلائل بھی موجود ہیں اگر کوئی سمجھنا چاہے
صرف ایک دلیل ہی کافی ہوتی ہے۔ ناداں دخود فریب کیلئے دفتر بھی ناکافی ہوتے ہیں

م جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن حبان کے حوالہ سے نقل کیا ہے:

لما بنی رسول اللہ ﷺ المسجد وضع فی البناء حجرا وقال لأبی بکر ضع حجرک الی جنب حجری،ثم قال لعمر ضع حجرک الی جنب حجر أبی بکر،ثم قال لعثمان ضع حجرک والی جنب حجر عمر ثم قال وھؤلاء الخلفاء بعدی۔[1]

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی بنیاد رکھی تو ایک پتھر خود رکھا، پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا میرے پتھر کیساتھ تم اپنا پتھر رکھو، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اپنا پتھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پتھر کیساتھ رکھو اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا اپنا پتھر عمر رضی اللہ عنہ کے پتھر کیساتھ رکھ دو پھر فرمایا یہ میرے بعد خلیفے ہوں گے۔

ام ابوزرعہ نے کہا اس کہ سند میں کوئی حرج نہیں۔اسے حاکم نے المستدرک میں نقل یا۔اور امام بیہقی نے دلائل میں اس کی تصحیح فرمائی۔ان دونوں کے علاوہ محدثین نے بھی ی حدیث کو صحیح قرار دیا۔(ایضا) یہ حدیث اس کے علاوہ متعدد احادیث بھی ہیں جو لافت کی ترتیب کے برحق ہونے پر دلالت کرتی ہیں جن میں سے بعض احادیث کتاب ذکور میں مندرج ہیں سنی نمارافضیوں کیلئے ڈوب مرنے کا مقام ہے کیونکہ کھلے رافضیوں کی تب میں ایسا کثیر مواد موجود ہے جو خلفاء اربعہ کی حقانیت کا ببانگ دھل اعلان کر رہا ہے۔جس کی تفصیل راقم کی کتاب مسلک اہلبیت کتب شیعہ کی روشنی موجود ہے یہ عبارتیں فیصلہ کن ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو مجھے چوتھا خلیفہ نہ کہے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔[2]

(1) تاریخ الخلفاء ص۸ مطبوعہ کراچی
(2) مناقب ابن شہر آشوب ص ۶۳ ج ۳

مزید ارشاد فرمایا اگر میرے پاس کوئی ایسا آدمی لایا جائے جو مجھے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے ا
قرار دیتا ہو تو میں اسے ضرور بضرور بہتان تراش کی سزا (اسی کوڑے) لگاؤں گا۔[1]
آپ رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا میری بیعت ان لوگوں نے کی ہے جن لوگوں نے ابو بکر
وعثمان رضی اللہ عنہم کی بیعت کی تھی، اور مقصد بیعت بھی وہی تھی، جو ان کا تھا، لہذا مو
حضرات میں کسی کو علیحدگی (انکار وتردید) کا کوئی اختیار نہیں ہے اور نہ غائب لوگوں کو ا
تردید کی اجازت ہے، مشورہ مہاجرین اور انصار کو ہی شایان شان ہے تو اگر یہ سب لوگ
شخص کے خلیفہ ہونے پر اتفاق کر لیں تو یہ اللہ تعالی کی بھی رضا ہو گی اور اگر ان کے حکم
کسی طعن کیوجہ سے یا بدعت کے باعث خروج کیا تو اسے واپس لوٹا دو اگر وہ واپسی سے
کرے تو اس سے قتال کرو، کیونکہ اس صورت میں وہ مسلمانوں کے اجتماعی فیصلو
ٹھکرانے والا اور اللہ نے اسے متوجہ کر دیا جدھر وہ خود جانا چاہتا ہے۔[2]
ان عبارات نے دوٹوک واضح کر دیا کہ "چار یار" بر حق ہیں ان کی خلافت کی ترتیب در
ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چوتھا خلیفہ ماننا ہی صحیح ہے حضرات خلفاء ثلاثہ سے حضرت علی
کو افضل ماننے والا غدار، کذاب اور مفتری ہے اسے اسی کوڑے لگنے چاہئے۔ تمام ص
کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے خلفاء اربعہ کی ترتیب پر جو اس کا منکر ہے وہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم
اجتماعی فیصلے کا منکر ہے اسے واپس آجانا چاہیے ورنہ قرآن کا اعلان ہے:
نوله ما تولی ونصلی جهنم وسآئت مصیرا۔
اللہ تعالی ہر مسلمان کو حق پر استقامت عطا فرمائے۔
آمین بخدمة سید المرسلین علیه التحیة والسلام۔

الر

ابو الحقائق علامہ مولانا غلام مرتضی ساقی مجد

ا_ا_٢٠١١

---

(1) رجال الکشی ص۳۹۵ج۲
(2) نہج البلاغہ حصہ دوم، مکتوب ص٦

تقریظ

شمشیر اعلیحضرت مناظر اسلام استاذ العلماء
مفتی محمد عابد جلالی زید مجدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ساری امتوں کی سردار امت محمدیہ ہے اور اس امت میں سب سے زیادہ مقام ومرتبہ صحابہ کرام کی جماعت کا ہے، اور صحابہ کرام علیہم الرضوان میں اہل احد کی ایک ممتاز حیثیت ہے، اور پھر اہل بدر کا مقام ان سے بھی زیادہ ہے اور ان سے بڑھ کر عشرہ مبشرہ کا منفرد مقام ہے، اور پھر تمام صحابہ کرام سے بڑی عظمت وشان کے مالک خلفاء اربعہ ہیں، اور خلفاء اربعہ میں افضلیت کی ترتیب وہی ہے جو ان کی خلافت کی ترتیب ہے، خود رسالت مآب ﷺ نے جہاں پر جملہ صحابہ کرام واہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کی شان کو بیان فرمایا ہے وہاں پر خلفاء راشدین یعنی چار یاروں کی عظمت کو جدا کر کے انوکھے انداز میں بیان فرمایا ہے، چونکہ چار یاروں کا تذکرہ جدا طور پر احادیث کثیرہ میں موجود ہے اس لیے اہل حق "حق چار یار" کا نعرہ بلند کر کے سنت نبوی پر عمل کرتے ہیں۔

اب اگر کوئی ہوس پرست اور جاہل پیر یہ کہے کہ اس نعرۂ حق چار یار سے خارجیت کی بو آتی ہے، تو اسے رافضیت کی گود سے نکل کر حدیث رسول علیہ الصلوۃ والسلام کا مطالعہ کرنا چاہیے ،اور سر عام معافی مانگنی چاہے، نعرۂ حیدری سے کون اختلاف کر سکتا ہے، لیکن نعرۂ رسالت کے متصل بعد نعرۂ حیدری لگانا رافضیوں کی فکر کو پروان چڑھانا ہے، کیونکہ رسالت کے بعد

ان کے نزدیک مولی علی شیر خدا رضی اللہ عنہ ثم ارضاہ عنہ کا مقام ہے، اور وہ ان کی خلافت بلا فصل کے قائل ہیں، جبکہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک اجماع صحابہ کرام سے یہ ثابت ہے کہ خلیفہ بلا فصل سیدنا ابو بکر صدیق ہیں، پھر سیدنا عمر فاروق ہیں، پھر سیدنا عثمان غنی ہیں، پھر سیدنا علی المرتضی ہیں رضی اللہ عنہم، حضرت مولی علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کا ذکر ہماری آنکھوں کا نور اور دلوں کا سرور ہے۔ لیکن ان سے پہلے خلفاء ثلاثہ کا تذکرہ بھی ضروری ہے۔

اس لیے نعرۂ تکبیر ورسالت کے بعد اگر حق چار یار کا نعرہ لگایا جائے تو خلفاء راشدین کی یاد بھی ہو جائیگی اور دلوں میں سنیت کی فکر آباد بھی ہو جائے گی، اور رافضیت کی فکر برباد بھی ہو جائے گی۔ اور رہی خارجیت وہ تو "نعرۂ رسالت" سے ہی دم توڑ جائیگی، اب ضرور نعرۂ حیدری بھی لگایا جائے، نعرۂ غوثیہ بھی لگایا جائے۔

چیلنج کر کے زیر زمین چلے جانا یا بیرون ملک بھاگ جانا کہاں کی جوانمردی ہے، بندہ ناچیز کے پاس عبد القادر شاہ کی وہ C.D اور کتاب پہنچی ہے جس میں بار بار چیلنج کیا گیا تھا، لیکن جب رابطہ کیا تو پتہ چلا کہ حضرت تو ملک بدر ہو چکے ہیں، ہم نے بیرون ملک فون کیے، میسج ان کے موبائل پر بھیجے، لیکن کوئی جواب نہ ملا ہم نے اللہ جل شانہ کے فضل سے مختلف خطبات میں اس موضوع کو بیان کیا اور خصوصا ۲ مارچ ۲۰۱۰ء کو جامع مسجد بیت المکرم لالہ موسی میں میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس میں حق چار یار کے عنوان پر دلائل پیش کئے، اور مخالفین کا رد بلیغ پیش کیا، جسکی C.D آج بھی مارکیٹ میں موجود ہے۔

اب جون میں معلوم ہوا کہ عبد القادر کا ورود پاکستان میں ہوا ہے، تو ہم نے اس کا چیلنج قبول کرتے ہوئے میدان لگانے کی دعوت دی، اور باقاعدہ ۲۲ جون کے اخبارات میں یہ بات شائع ہوئی، لیکن آج تک کوئی جواب نہ آیا۔

میں کہتا ہوں لوگ حق چار یار کے نعرے کی بات کرتے ہیں، میں تو حق چار یار کے عنوان پر مسجد نبوی شریف کا وہ جلسہ بھی دکھانے کو تیار ہوں جس میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے خود

ں موضوع پر خطاب فرمایا، بلکہ تمام صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کی محبت کو پہلے اجمالا
ن فرمایا، پھر چاروں یاروں میں سے ہر ایک کو بالترتیب مجمع میں کھڑا کر کے سینے سے لگا
ے، ماتھا چوم کے ہاتھ پکڑ کے، آواز بلند کر کے، آنسو بہاتے ہوئے فرمایا
یامعشرالمسلمین هذا ابوبكر الصديق" پھر کثیر فضائل بیان فرمائے، پھر اسی
رح حضرت فاروق اعظم، پھر حضرت عثمان غنی، پھر حضرت مولی علی شیر خدا رضی اللہ عنہم کو
ری باری سینے سے لگایا، ماتھا چوما، اور فضائل بیان فرمائے اور پھر جلسہ ختم فرمادیا، اب
رف چار پر ہی کیوں اکتفاء کیا گیا؟ کیا باقی صحابہ کرام حق والے نہیں تھے؟ تھے بالکل تھے
لکن یہ سب کچھ کر کے ثابت فرمادیا کہ حق والے سب ہیں، شان والے سب ہیں، مگران
ار یاروں کی شان انوکھی ہے۔ تو کیا کوئی جاہل پیر اب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اعتراض
رے گا کہ چار یاروں کا تذکرہ کیا، باقی صحابہ کدھر گئے۔

ن کی شان تو یہ ہے کہ رب ذوالجلال نے چار یاروں کا نام عرش پر لکھوایا ہے، نہ صرف اتنا
بلکہ لواء حمد پر لکھوایا ہے، تو کون، عاقبت نااندیش ہے جو پروردگار کے اس فعل پر اعتراض
کریگا؟ حق چار یار کا عنوان تو تخلیق آدم علیہ السلام سے قبل کا ہے، اور پھر صرف دنیا میں ہی نہیں
چلے گا بلکہ قبر و حشر میں بھی چلے گا، کیونکہ امام ابن عساکر نے اور امام ذہبی نے نقل فرمایا
ہے:

"عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله يخرج معاويه من قبره وعليه رداء من السندس والاستبرق مرصع الياقوت عليه مكتوب لا اله الا الله محمد رسول الله، ابو بكر الصديق عمرابن الخطاب عثمان ابن عفان، على ابن ابى طالب"

اس حدیث شریف سے ایک تو حضرت امیر معاویہ کی عظمت وشان واضح ہوئی، اور
دوسرے نمبر پر یہ بھی ثابت ہوا کہ توحید و رسالت پر پختہ یقین ہونے کے ساتھ ساتھ
حضرت امیر معاویہ خلفاء راشدین کے سچے محب بھی ہیں، بلکہ محبوب بھی ہیں، اور کیوں نہ

ہوں کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا تھا: "انی احب معاویه واحب من یحب معاوی
اور اس کے علاوہ یہ جو فرمایا کہ معاویہ قبر سے اس حال میں نکلیں گے کہ ان پر یہ چادر ہو
تو پتہ چلا کہ "حق چار یار" کے بینرز عالم برزخ میں بھی آویزاں ہوں گے۔

محشر کے دن جب حضرت امیر معاویہ اس شان سے آئیں گے کہ "حق چار یار" والی چ
اوڑھے ہونگے اور دوسری طرف لوائے حمد جس پر حق چار یار کا نعرہ لکھا ہو گا وہ لہرائے گا
منکر "حق چار یار" کا اور دشمن حضرت امیر معاویہ کا کدھر منہ چھپائے گا، اور کس
جھنڈے کے نیچے جائیگا۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

حق چار یار کے منکرو! یا تو حق چار یار کے نعرہ کو تسلیم کر لو یا پھر خود کو اہل سنت کہلو
چھوڑ دو، کیونکہ چار یاروں کا تذکرہ اہل سنت کے شعائر سے ہے، اور جو اہل سنت کے شعائ
نہ مانے اسکا مسلک حق سے کوئی تعلق نہیں ہے، آؤ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتو
دیکھو! مکتوبات شریف میں موجود ہے کہ آپکو اطلاع ملی کہ ہندوستان کے شہر سامانہ می
خطیب نے عید قربان کے خطبہ میں خلفاء راشدین کا ذکر چھوڑ دیا ہے، اور کہا کہ کیا ہو گیا۔
اگر خلفاء راشدین کا ذکر نہیں کیا گیا تو!۔

حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا:

"ذکر خلفاء راشدین اگرچه از شرائط خطبه نیست
ولیکن ازشعائر اہل سنت است شکر الله تعالی سعیهم
ترک نه کند آنر ابعمد وتمرد مگر کسیکه دلش مریض
است و باطنش خبیث۔

(حصہ ۲۔ صفحہ ۱۴

فرمایا اگر چہ خلفاء راشدین کا ذکر شرائط خطبہ سے نہیں ہے لیکن شعارِ اہل سنت سے ہے، اور فرمایا کہ جان بوجھ کر اس کو صرف وہی ترک کر سکتا ہے، جس کا دل مریض ہو اور باطن خبیث ہو۔

فرمایا:

"اگر در تقدیم وتفضیل حضرات شیخین متوقف است طریق اہل سنت را رافض واگر در محبت حضرات ختنین مترد واست نیز از اہل حق خارج است افضلیت حضرات شیخین باجماع صحابہ وتابعین ثابت شدہ است"۔

(دفتر دوم حصہ ۲ صفحہ ۴۱)

ح طور پر فرمادیا کہ حضرات شیخین سیدنا صدیق اکبر وسیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی افضلیت و تقدیم میں توقف کرنیوالا بھی اہل سنت سے خارج ہے اور حضرات ختنین سیدنا عثمان ذوالنورین وسیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہما کی محبت میں تردد کرنیوالا بھی اہل سنت سے خارج ہے:

" مزید برآں "ایں قسم گل بد بواز ابتداء اسلام تا ایں وقت معلوم نیست کہ در ہندوستان شگفتہ باشد نزدیک است کہ ازیں معاملہ تمام شہر متہم گردد بلکہ اعتماد از ہندوستان مرتفع شود۔ (حصہ ۶ ص ۴۲)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابتداء اسلام سے لیکر آج تک اس طرح کا بدبودار پھول کہیں نہیں دیکھا، جیسا یہ ہندوستان میں پایا جارہا ہے، سچے پھول تو خوشبودار ہوتے ہیں، بعض پھول خوشبو سے خالی تو ہو سکتے ہیں لیکن بدبودار نہیں، اور اس کو جو پھول کہا گیا وہ اس لئے کہا کہ یہ خود کو اہل سنت کہلواتا ہے اور جو بدبودار کہا گیا وہ اس لئے کہ یہ اندر سے خبیث ہے اور اتنا خبیث کہ فرمایا اس کی نحوست کیوجہ سے قریب ہے کہ پورا شہر بدنام ہو جائیگا (نہ صرف یہ بلکہ فرمایا) پورے ہندوستان سے اعتماد اٹھ جائے گا۔ اور آپ نے حاکم وقت کو لکھا کہ اہلسنت بادشاہ کے ہوتے ہوئے اس بے لگام خطیب نے بڑی جرأت کی ہے، بلکہ حقیقت میں بادشاہ کے مقابلہ میں اتر آیا ہے، اور اولی الامر کے اطاعت سے اس نے خروج کیا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایسا آدمی جوتے مارنے کے لائق ہے، اس لے
نے ارشاد فرمایا:

"نیز شنیده که اکابر واہالی آں مقام دریں باب مساہلته ورزید ندوبشدت وغلظت بآں خطیب بے انصاف پیش نیامدند۔ وائے نه یکبار که صدبار وائے"۔ (حصہ ۶ ص ۴۱)

فرمایا اس گندے خطیب نے جو کچھ کیا اس پر تو افسوس ہے ہی لیکن وہاں کے اکابر لو
کے بارے میں فرمایا کہ صد بار افسوس ہے ان پر جنہوں نے اس خبیث خطیب کی خبر
لی اور سختی سے پیش نہیں آئے۔ لہذا پتہ چلا کہ چار یار ان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہم کا ذکر
ترک کرنا کس قدر مذموم ہے، تو جو ساری دنیا میں اوروں کو "حق چار یار" کے نعرے
روکتا پھرتا ہو، وہ نام نہاد اہلسنت کا کیا لگتا ہے لہذا صرف ایسے لوگ ہی قابل مذمت
بلکہ وہ اکابرین جو خود اگرچہ ٹھیک ہوں مگر ایسے بے حیاء خطیبوں کا رد نہ کریں۔ وہ بھی
مذمت کے قابل ہیں اور جتنا افسوس ان پر کیا جائے وہ تھوڑا ہے۔ اس کے بر خلاف
ایک مجاہد اگرچہ بظاہر چھوٹے قد کا کیوں نہ ہو مگر وہ لگام دینا جانتا ہو اور آگے بڑھکر کردا
کرے اور اپنے آپکو ناموس رسالت اور ناموس صحابہ اور ناموس اہلبیت پر فدا کرے
اسے ہم نہ صرف فدائے صحابہ واہلبیت علامہ فدا حسین کہہ کر یاد کریں گے، بلکہ ہم ا
مسلک حقہ کا ایک جرنیل قرار دیتے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالی جل شانہ اس شاہین کو م
پرواز کی توفیق عطا فرمائے اور اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین علیه الصلوة والتسلیم

احقر محمد عابد جلا

الجامعه الجلالیة الرضویة مظہر الاسلام لاہ

۷ شعبان المعظم ۱۴۳۱

تقریظ لطیف

جانشین ابوالبیان شیخ طریقت حضرت علامہ پیر صاحبزادہ محمد رفیق احمد مجددی
سجادہ نشین درگاہ حضرت ابوالبیان رحمۃ اللہ علیہ امیر اعلی عالمی ادارہ تنظیم الاسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مذہب مہذب اہل سنت وجماعت امت محمدیہ اور ملت مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوات کی سب سے بڑی وحدت اور عالمگیر اکثریت ہے جس کے عقائد و نظریات کتاب وسنت سے ماخوذ اور ہر قسم کے افراط و تفریط سے پاک ہے۔ من جملہ عقائد میں سے خلفائے راشدین کی افضلیت باعتبار ترتیب خلافت کا عقیدہ ہے جس پر صحابہ و تابعین کرام مجتہدین عظام کا اجماع واتفاق ہے۔ اس کے برعکس عقیدہ رکھنے والا اجماع امت کا منکر دائرہ اہلسنت سے خارج، ضال اور مُضِلّ ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے کے مصداق علم کلام کے چند جید اکابرین کے عقائد و نظریات نذر قارئین ہیں۔

حضرت علامہ جلال الدین دوانی رحمۃ اللہ علیہ ارقام پذیر ہیں:

والامام بعد النبی ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ ثبتت امامته بالاجماع ثم عمر الفاروق رضی اللہ عنہ ثم عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ثم علی المرتضی کرم الله وجهه والافضلية بهذا الترتيب ومعنی الافضلية انه اكثر ثوابا عندالله تبارك وتعالى لا انه اعلم واشرف نسبا وما اشبه ذالك۔

یعنی نبی اکرم ﷺ کے بعد امام برحق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کی امامت اجماع سے ثابت ہو چکی ہے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ، پھر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجھہ بالترتیب امام ہوئے اور افضلیت اسی ترتیب کے مطابق ہے۔ افضلیت کا معنی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ ثواب پانے والے ہیں نہ کہ اس معنی میں کہ وہ سب سے زیادہ عالم اور نسباً اعلیٰ و معزز ہیں وغیرہا۔ (1)

حضرت علامہ عبد العزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ افضلیت کا سبب بیان کرتے ہوئے ارقام پذیر ہیں!

ذکر المحققون ان فضیلة المبحوث عنها فی الکلام ھی کثرة الثواب ای عظم الجزاء علی اعمال الخیر لاشرف النسب والا لزم ان یکون ولد النبی افضل من النبی الذی لیس ابوہ نبیا ولا کثرة الطاعات الظاھرة لان الثواب لیس علی حسب مقدارھا لان انفاق احدنا جبل احد ذھبالا یبلغ مد الصحابة ولا نصیفھم کما فی الحدیث الصحیح والسر فی ذالک ان اصل الخیر ھو الاخلاص فی العمل ومحبة الحق سبحانه ودوام الحضور معه وھی امور باطنة ولذا قال بکر بن عبد اللہ المزنی ما فضلکم ابوبکر بصوم وصلوة ولکن بشیء فی قلبه انتھی فلا یخفی ان کثرة الثواب لا تعلم الا باخبار الشارع ولا مدخل فیھا للعقل والمناقب الظاھرة۔

یعنی محققین نے بیان کیا ہے کہ کلام میں مبحوث عنہا کی فضیلت کا راز کثرت ثواب ہے یعنی اعمال خیر پر جزاء کی زیادتی، نہ کہ نسبی شرف ہے ورنہ لازم آئے گا کہ نبی کا بیٹا افضل ہو اس نبی سے کہ جس کا باپ نبی نہیں ہے اور نہ ہی ظاہری اطاعت کی کثرت باعث فضیلت ہے۔ کیونکہ ثواب

(1) العقائد العضدیه

کے اعتبار سے نہیں ہے اس لئے کہ ہمارا جبل احد کے برابر سونا خرچ کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مُد اور نصف مُد کو بھی نہیں پہنچتا جیسا کہ حدیث صحیح میں ہے اور اس میں راز یہ ہے کہ نیکی کی اصل عمل میں اخلاص، حق سبحانہ کی صحبت اور دوام حضور مع اللہ ہے اور یہ تمام باطنی امور ہیں۔ اسی لئے حضرت ابو بکر بن عبد اللہ مزنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کثرت صوم وصلوۃ کی وجہ سے فضیلت حاصل نہیں بلکہ جو چیز ان کے قلب مبارک میں ہے اس وجہ سے فضیلت حاصل ہے۔ یہ امر پوشیدہ نہ رہے کہ کثرت ثواب تو حضرت شارع کے آگاہ فرمانے سے ہی معلوم ہوتا ہے اور اس میں عقل اور ظاہری مناقب کا کوئی دخل نہیں ہے۔[1]

فیائے محققین کے نزدیک بھی ترتیب خلافت کے لحاظ سے ہی فضیلت ہے۔ جیسا کہ حب التعرف ارقام پذیر ہیں۔

اجمع الصوفیة علی تقدیم ابی بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم۔[2]

رت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے نزدیک تفضیل سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قائل مفتری (بہتان راز) اور لائق حد ہے۔ چنانچہ ارشاد گرامی ملاحظہ ہو! قال علی رضی اللہ عنہ لا یفضلنی ند علی ابی بکر وعمر الا جلدته حد المفتری۔[3]

شخص مجھے حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے وہ مفتری ہے۔ میں اسے اسی طرح ڑے لگاؤں گا جس طرح مفتری کو (۸۰ کوڑے) لگائے جاتے ہیں۔

---

(1) النبراس:۲۹۹
(2) النبراس:۳۰۳
(3) کنزالعمال رقم الحدیث:۳۶۱۵۷

حضرت امام ربانی سیدنا محبوب مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے نزدیک سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر فضیلت دینے والا اہل سنت سے خارج ہے۔

کسیکه حضرت امیر راافضل از حضرت صدیق گوید از جرگہء اہلسنت می براید۔[1]

آپ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں کہ افضلیت شیخین اور افضلیت عثمان رضی اللہ عنہم کا منکر بدعتی، گمراہ اور یزید بدنصیب کا ساتھی ہے۔

بالجمله افضلیت شیخین یقینی است وافضلیت حضرت عثمان دوِن اوست اما احوط آن ست که منکر افضلیت حضرت عثمان رابلکه منکر افضلیت شیخین رانیز حکم بکفر نکنیم ومبتدع وضال دانیم ـــــــ واین منکر قرین یزید بے دولت است۔[2]

الغرض! تفضیل شیخین کریمین (حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) اور محبت ختنین (حضرات عثمان و علی رضی اللہ عنہما) اہل سنت کی علامت ہے۔

ماشاء اللہ زیر نظر تالیف منیف میں علامہ فدا حسین رضوی نے احقاق حق اور ابطال باطل کی کاوش فرماکر اس فتنہ کا سدباب کر دیا ہے، اس پر ہم موصوف کو ہدیہ تبرک پیش کرتے ہیں اور دعا ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ انہیں جزا جزیل اور ثواب عمیم عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

---

(1) دفتر اول مکتوب:۲۰۲
(2) دفتر اول مکتوب:۲۶۶

تقریظ

عمدۃ المصنفین شیخ الحدیث حضرت علامہ
مفتی غلام حسن قادری صاحب
مرکزی درا العلوم حزب الاحناف لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رت مولانا فدا حسین صاحب رضوی کی کتاب مستطاب نعرہ تحقیق حق چار یار کو چند
مات سے دیکھنے کا اتفاق ہوا ماشاء اللہ خوب تحقیق کی گئی ہے اس دور پر فتن میں جبکہ اس
لہ پہ حق بات کو دبایا جارہا ہے اور مسلک اہل سنت کو چھپایا جارہا ہے ضرورت تھی کہ اس
ضوع پر قلم اٹھایا جائے اور تفصیل سے لکھا جائے حافظ صاحب نے اس ضرورت کو پورا
کے مسلک اہل سنت کی طرف سے قرض اتار دیا ہے۔ میں اپنی علالت طبع کے باعث
ر زیادہ لکھنے کے قابل نہیں ہوں صرف مؤلف کے حق میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی
اعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ بے کس پناہ میں قبول و منظور فرما کر ہمیں ان کی کتاب لاجواب
ے بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق بخشے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

غلام حسن قادری

مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

14:05:2010

تقریظ

استاذ العلماء یادگار اسلاف فخر السادات سید ابوالحسنین سید ظفر علی شاہ بنوری زید علمہ
پرنسپل جامعہ غوثیہ بنوریہ کوہاٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کریم حضور نبی کریم ﷺ کے چار یاروں کو باقی تمام حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر فوقیت اور برتری عطا فرمائی ہے۔ ان چار جلیل القدر صحابہ کرام میں فضیلت ان کی خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے۔ یعنی
افضل البشر بعد الانبیاء والمرسلین ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی
رضی اللہ عنہم۔

اس مسلمہ حقیقت کو آسان لفظوں میں بیان کرنے کیلئے "نعرہ تحقیق حق چار یار" کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ باقی اہل سنت "حق چار یار" سے نہ تو یہ مراد لیتے ہیں کہ یہی چار یار حق ہیں ان کے علاوہ کوئی بھی صحابی حق پر نہیں اور نہ حق چار یار سے اہل سنت یہ مراد لیتے ہیں کہ یہی چار یار خلیفہ ہیں باقی کوئی خلیفہ نہیں۔ اہل سنت یہ دونوں صورتیں مراد ہی نہیں لیتے بلکہ چار یاروں کو اللہ تعالیٰ نے باقی صحابہ کرام پر جو فضیلت عطا فرمائی ہے وہ مراد لیتے ہیں لہذا رافضیوں اور ان کے نمک خواروں کا یہ اعتراض کہ حق چار یار کیوں کہتے ہو کہ کیا باقی صحابہ حق پر نہیں ہیں لہذا حق سب یار کہو، انتہائی احمقانہ اعتراض ہے۔ ایسے ہی رافضیوں اور ان کے نمک خواروں کا یہ کہنا کہ کیا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ نہیں۔ لہذا حق چار یار مت کہو بلکہ حق پانچ یار کہو۔ یہ بھی سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلانے کا ایک شیطانی حربہ ہے۔ اس لئے کہ اس نعرۂ تحقیق حق چار یار میں خلافت اور حقانیت کا حصر ان چار صحابہ کرام میں

ہی نہیں جاتا بلکہ صرف اور صرف ان چار جلیل القدر صحابہ کرام کی وہ فضیلت جو باقی صحابہ کرام پر انہیں حاصل ہے اس کا بیان مقصود ہوتا ہے۔ مجاہد اہل سنت حضرت علامہ مولانا فدا حسین رضوی زید مجدہ نے اپنی تصنیف ''نعرہ تحقیق حق چار یار'' میں مسلک حق اہل سنت کی ترجمانی کرتے ہوئے اس مؤقف پر جو دلائل پیش فرمائے ہیں اس پر اللہ تعالی انہیں اجر عظیم عطا فرمائے (آمین)

اللہ تعالی ہمیں معتقدات اہل سنت پر استقامت عطا فرمائے اور انہی پر ہمیں موت عطا فرمائے اور اگروہ ناجیہ منصورہ کی صفوں میں اٹھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

نبی کے چار یار اللہ اکبر
ابو بکر وعمر، عثمان وحیدر
کوئی بھی ان کے ہم پلہ نہیں ہے
نہیں ہے ان ظفر واللہ نہیں ہے
پھر ان میں بعض سے ہیں بعض اعلی
جس پر شاہد کلام رب تعالی
نبی کے بعد ہیں صدیق اکبر
پھر ان کے بعد عمر، عثمان وحیدر
ظفر یہ صدقہ مولی علی ہے
کہ تجھ پہ جاری فیضان نبی ہے

بندہ ناچیز:
ابو الحسنین سید ظفر شاہ بنوری
پرنسپل جامعہ غوثیہ بنوریہ کوہاٹ

تقریظ

عالم نبیل فاضل جلیل حضرت علامہ

شہزاد احمد مجددی صاحب

امیر مرکز تحقیق اسلامی دار الاخلاص لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔اما بعد

فاضل مکرم مولانا فدا حسین رضوی زید مجدہ کی تالیف لطیف "نعرہ تحقیق حق چار یار" پیش نظر ہے۔ کتاب کے مندرجات دیکھنے سے اندازہ ہوا کہ فاضل موصوف نے دور حاضر میں تفضیلیت اور اس کے زیر اثر پھیلنے والے مبنی بر رافضیت عقائد و نظریات کو شدت سے محسوس کرتے ہوئے۔ اپنی ایمانی و علمی ذمہ داری کو پورا کیا ہے۔ حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی فضلیت و بزرگی ہر قسم کے شک و ریب سے پاک ہے اور بقول حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ان کی فضلیت کی ترتیب بھی وہی ہے جو ان کی خلافت کی ترتیب ہے اور یہی ائمہ مسلمین اور امت صلحاء کا اجماعی عقیدہ ہے۔

آج ضرورت ہے کہ مسلمانوں کے امام اول۔ ثانی اثنین۔ خلیفۃ الرسول بلا فصل حضرت سیدنا و امامنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں کے دوسرے امام سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا تذکرہ زیادہ تفصیل و جزئیات کے ساتھ اہل سنت کے تقریبات و محافل میں کیا جائے تاکہ اپنی آنے والی نسلوں کو بد عقیدگی خصوصاً رافضیت و تفضیلیت کے بد اثرات اور مہلک جراثیم سے بچایا جاسکے۔

لی حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی شان میں کیا خوب
مایا ہے

ماحی رفض وتفضیل ونصب وخروج
حامی دین وسنت پہ لاکھوں سلام

ر جہاں تک بات ہے اہل بیت کو پنجتن میں منحصر کرنے کی تو ملاحظہ ہو دور رسالت میں تو
ندان ابو بکر کو بھی آل رسول کہا جاتا تھا۔

م جعفر اپنے والد امام باقر رضی اللہ عنہم سے روایت ہیں:

"قال کان أ ل ابی بکر رضی اللہ عنہ یدعون علی عهد رسول الله ﷺ ال محمد ﷺ "۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اہل خاندان کو رسول اللہ کے زمانے
میں ال رسول کہہ کر پکارا جاتا تھا۔

(امام دار قطنی کی کتاب فضائل الصحابہ صفحہ نمبر 9)

عا ہے کہ مولی تعالیٰ جلّ شانہ حضرت فاضل مکرم مولانا فدا حسین رضوی زید مجدہ کے
وق تصنیف و تالیف اور توفیقات میں برکت فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین

احقر العباد
محمد شہزاد مجددی عفی اللہ عنہ
دار الاخلاص مرکز تحقیق اسلامی، لاہور

یا اللہ جل جلالہ بسم اللہ الرحمن الرحیم یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سخن اوّلین

الحمد الله الذی هدانا وکفانا واوانا عن الرفض والخروج وکل بلاء نجانا والصلوة والسلام علی سیدنا ومولنا و ملجانا ومأوانا محمد واله وصحبه الاولین ایمانا والاحسنین احسانا والامکنین ایقانا۔ (امین)

ہمارے ذہن پر چھائے نہیں ہیں حرص کے سائے
جو ہم محسوس کرتے ہیں وہی تحریر کرتے ہیں

ابو البشر، خلیفة الله فی الارض، مسجود ملائکہ حضرت سیدنا آدم علی نبینا علیہ السلام سے لے
کر پیغمبر آخر الزمان آقا نامدار مدنی تاجدار تاجدار عرب و عجم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ
تک رب ذوالجلال نے جتنے بھی انبیاء ورسل بھیجے ان میں جو مرتبہ ومقام اللہ تعالیٰ نے
تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا وہ کسی اور نبی ورسول کو میسر نہیں ہے۔ اور اسکے بعد ا
تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیت کیلئے جن ذوات قدسیہ کو چنا وہ مرسلین ملا
ورسل وانبیاء بشر صلوات اللہ وتسلیماتہ کے ماسوا باقی تمام کائنات سے افضل واعلیٰ ہیں اور پ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان جانثاروں میں سے آپ کے چار یاروں کو منتخب فرمایا اور وہ مقام مرت
عطا کیا جو باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو میسر نہیں۔ جیسا کہ آیت استخلاف سے مراد یہ چار یار ہیں
کما قال الامام الرازی

ر حضور نبی کریم رؤف الرحیم کی حدیث مبارکہ میں بھی چار یار کی اصطلاح واضح طور پر
جود ہے:

"عن جابربن عبدالله رضی اللہ عنہ قال قال رسول ا ان الله اختار اصحابی علی جمیع العالمین سوی النبیین والمرسلین واختار لی منهم اربعة ابابکر وعمر وعثمان وعلیا فجعلهم خیر اصحابی وفی اصحابی کلهم خیر واختار امتی علی الامم واختار من امتی اربعة قرون الاول والثانی والثالث والرابع"۔[1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے میرے صحابہ کو انبیاء ورسل کے سوا سارے جہانوں پر ترجیح دیتے ہوئے پسند فرمایا اور میرے صحابہ میں سے چار کو میرے لئے چن لیا یعنی ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم کو اور میرے صحابہ سب ہی بہتر ہیں اور میری امت کو سب امتوں پر پسند فرمالیا ہے اور میری امت میں سے چار زمانوں کو پسند کرلیا ہے خلیفہ اوّل کا زمانہ، خلیفہ ثانی کا زمانہ، خلیفہ ثالث کا زمانہ اور خلیفہ رابع کا زمانہ۔

س حدیث مبارکہ سے چار یار کی تخصیص بالکل واضح ہے اور ساتھ ہی عقیدۂ اہل سنت بھی لاحظہ فرمالیں تاکہ پتہ چل جائے کہ نعرۂ تحقیق حق چار یار اہل سنت کے عقیدۂ میں داخل ہے اور کسی سنی کیلئے اس سے انحراف ممکن نہیں، کوئی کرتا ہے تو وہ سنی نہیں۔ بلکہ وہ تو رافضیت کی طرف رواں دواں ہے حیرت ہے بعض لوگ عقیدۂ عقیدۂ کی تو بڑی رٹ لگاتے ہیں لیکن خود عقیدۂ اہل سنت سے ناآشنا ہیں۔

خاک نکالیں گے بل وہ میری زلفوں کے
اپنی زلفوں کے بل تو نکالے نہ گئے ان سے

---

(1) الریاض النضرۃ ص۴۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان۔۔۔الشفاء فی تعریف حقوق المصطفی ﷺ، الشریعہ ص۴۳۱ مطبوعہ دارالحدیث قاہرہ

عقائد نسفی میں ہے:

"افضل البشر بعد نبینا ابو بکر الصدیق ثم عمر الفاروق ثم عثمان ذوالنورین ثم علی المرتضی رضوان اللہ علیہم اجمعین"۔[1]

ہمارے نبی کریم ﷺ (اور دیگر انبیاء علیہم السلام) کے بعد تمام انسانوں سے افضل حضرت ابو بکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق پھر عثمان ذوالنورین پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔

اور "برکت المصطفیٰ فی الہند" حضرت شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی
یار کا نعرہ لگا کر عقیدۂ اہل سنت کی وضاحت فرمائی ہے آپ یوں رقم فرماتے ہیں:

"ومقام ثانی آنکہ افضلیت خلفاء اربعۃ بترتیب خلافت است یعنی افضل اصحاب ابوبکر است ثم عمر ثم عثمان ثم علی"۔[2]

اور مقام ثانی یہ ہے کہ خلفاء اربعہ کے مراتب ترتیب خلافت کے ساتھ ہیں۔ یعنی تمام صحابہ سے افضل ابو بکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔

حق چار یار کا مطلب بھی یہی ہے کہ حضور ﷺ کے چار یار انبیاء کے بعد سب سے افض
ہیں چاروں کی فضیلت حق ہے وہ بھی ترتیب وار اور جو فضیلت اللہ تعالیٰ نے ان چاروں
جس ترتیب سے دے رکھی تھی رب تعالیٰ نے وہی ترتیب ان کی خلافت میں بھی رکھی۔[3]

(1) عقائد نسفی ص ۱۸۰ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور

(2) تکمیل الایمان ص ۱۴۵ مطبوعہ الرحیم اکیڈمی کراچی

(3) نجوم الفرقان زیر آیت ان الذین آمنو ثم کفروا ثم آمنوا۔الخ

رت عظیم البرکت مجدد دین وملت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حق چار یار کی اصطلاح
ں سنت کا نعرہ قرار دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

جناں بنے گی محبان چار یار کی قبر
جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کے چلے [1]

بلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حق چار یار کے نعرہ کو سنیوں کا نعرہ
دیا ہے۔ "آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پاک پتن شریف عرس کے موقع پر ایک غیر مقلد مولوی
پوچھا کہ زائرین فرید فرید کیوں پکارتے ہیں، اللہ۔ اللہ کیوں نہیں کہتے؟ حضرت نے
یا کہ عرس کے موقعہ پر زائرین کا پورا نعرہ یہ ہوتا ہے:

اللہ محمد چار یار حاجی خواجہ قطب فرید [2]

اف اہل سنت کی عبارات میں بھی چار یار کی اصطلاح اظہر من الشمس ہے۔ اسی لیے اہل
ت وجماعت حنفی بریلوی اپنی محافل میں نعرۂ تحقیق حق چار یار لگا کر اس عقیدے کا اظہار
تے ہیں کہ چاروں حق ہیں، ان کی فضیلت بھی حق ہے اور وہ فضیلت ہے بھی ترتیب وار
ں جو فضیلت اللہ تعالیٰ نے ان چاروں کو جس ترتیب سے دے رکھی تھی وہی ترتیب ان کی
فت میں بھی رکھی یعنی چاروں کی خلافت حق ہے۔

ں اہل سنت وجماعت کی محافل مین نعرہ تحقیق حق چار یار لگا کر عقیدہ اہل سنت کا
ہار و پرچار کیا جاتا ہے۔ لیکن افسوس، بعض لوگوں نے حق چار یار کی اصطلاح کی مخالفت

(1) حدائق بخشش ص۰۵ مطبوعہ خزینہ علم وادب لاہور
(2) مہر منیر ص نمبر ۴۳۱ مقام اشاعت گولڑہ شریف ضلع اسلام آباد

شروع کر دی ہے۔ طرفہ تماشا تو یہ کہ ان کی تحقیق کا خلاصہ کچھ اس انداز میں سامنے آیا کہ:

(۱) نعرہ تحقیق ۱۹۵۳ء کی ایجاد ہے اس سے پہلے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔
(۲) ایک صحابی ساری امت سے افضل ہے اور گنہگار بھی ہے۔
(۳) پنج تن پاک ہی اہل بیت ہیں حضور ﷺ کی ازواج مطہرات اہل بیت میں داخل نہیں اور شان تطہیر پنج تن پاک کے ماسوا کسی کو بھی حاصل نہیں ہے۔
(۴) اور کہا ہے کہ نعرہ تحقیق حق چار یار لگانے سے بغض اہل بیت کی بو آتی ہے۔

حالانکہ چار کی تخصیص رب ذوالجلال نے بھی فرمائی اور پھر یہ وضاحت تاجدار کائنات ﷺ کی احادیث مبارکہ میں بھی آئی ہے علاوہ ازیں صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور اکابر اہل سنت وجماعت نے بھی ہمیں یہی راہ دکھائی۔

اصل میں ''چار یار'' کی اصطلاح کے مخالفین کی یہ انوکھی اور البیلی تحقیق مخالفین اہل سنت کی محافل میں جانے سے سامنے آئی اگر یہ لوگ ان سے دور رہتے تو یہ کیفیت سامنے نہ آتی جبکہ ہمارے اسلاف نے تو ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ ان کی محافل میں جانا تو بڑے دور کی بات ہے ان سے ہاتھ تک نہیں ملانا چاہئے۔ جیسا کہ قبلہ عالم قطب وقت پروردہ اعلحضرت مولانا سردار احمد صاحب محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مولانا محمد عنایت اللہ قادری سانگلہ ہل والے اکثر بیان کرتے تھے کہ ایک دفعہ لائل پور (فیصل آباد) کا حاکم اعلیٰ شیعہ ڈی سی، حضرت محدث اعظم پاکستان کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور آپ سے مصافحہ کرنا چاہا تو آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ جس کے دل میں میرے آقا و مولا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بغض اور کینہ ہو، میرا ایمان اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ میں اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دوں۔ قیامت کے دن میں حضور ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں کون سا منہ لے کر حاضر ہوں گا۔ چنانچہ آپ کی استقامت اور غیرت ایمانی دیکھ کر وہ زار و قطار رونے

رآپ کے ہاتھ مبارک پر سابقہ مذہب سے توبہ کر کے سچا مسلمان اور آپ کا مرید ہو
(1)

ی طرح ایک دفعہ کچھ لوگ حضرت محدث اعظم پاکستان کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو
رض کرنے لگے کہ حضور ہم نے جلسہ کروانا ہے، آپ تشریف لے چلئے۔ تو حضرت
ث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا اور کون کون سے عالم یا مقرر آرہے ہیں ؟تو جب
کو معلوم ہوا کہ ایک وہ مقرر بھی بلایا گیا ہے جو سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بغض
د رکھتا ہے تو آپ یعنی محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے اس جلسہ میں شمولیت سے انکار
یا۔ (2)

جو لوگ رافضیوں کے پاس جا کر تقریریں کرتے ہیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے
ے خبث باطن کا اظہار کرتے ہوئے ان پر طعن کرتے ہیں اور پیسوں کے چند ٹکوں کی
ر عقیدوں کے تاجر بن جاتے ہیں ان کو ہوش کے ناخن لینے چاہیں کیونکہ کوئی سنی حنفی
وی پیسوں کی خاطر اپنا عقیدہ نہیں بیچتا عقیدوں کی تجارت کرنا یہ خارجیوں اور رافضیوں
م ہے میرے اعلحضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت فارق حق و باطل قاطع رافضیت
رجیت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے واضح الفاظ میں یہ درس دیا ہے
پیسے کی خاطر کبھی نہ بکنا۔

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مرا دین پارۂ ناں نہیں

ہر حال مختصر یہ کہ صورت حال یہاں آ پہنچی ہے کے شریروں کے اس ٹولہ نے سستی
ہرت کمانے اور غیروں کی ہمدردیاں حاصل کرنے اور ہر دلعزیز بننے کیلئے

---

(1) سنی شیعہ بھائی بھائی کیسے ص۳۱
(2) سنی شیعہ بھائی بھائی کیسے ص۳۲

نعرۂ تحقیق حق چار یار کے عقیدہ اہل سنت کی پختہ دیوار میں شگاف ڈالنے کی ناپاک جسارت کی ہے۔ لہٰذا جب حالات اس طرح ہو جائیں تو دیکھنا چاہئے تاجدار کائنات ﷺ کے اس فرمان کی طرف کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میری امت میں ہر دور میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو غالیوں کی تحریف، مبطلین کی علمی چوری اور حامیوں کی جاہلانہ تاویل کرنے کی نفی کرتے رہیں گے:

"قال رسول الله ﷺ یحمل هذا العلم من کل خلف عدوله ینفون عنه تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاهلین رواه البیهقی"۔ (1)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس علم کو ہر پچھلی جماعت میں سے پرہیز گار لوگ اٹھتے رہیں گے جو غلو والوں کی تبدیلیاں اور جھوٹوں کی دروغ بیانیاں اور جاہلوں کی ہیر پھیر اس سے دور کرتے رہیں گے۔

اور ایک دوسری حدیث مبارکہ میں ہے کہ مصطفیٰ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"انه ﷺ قال اذا ظهرت الفتن أو قال البدع وسب اصحابی فلیظهر العالم علمه فمن لم یفعل ذلک فعلیه لعنة الله والملائکة والناس أجمعین لا یقبل الله منه صرفا ولا عدلا"۔ (2)

بیشک جب فتنوں یا بدعتوں کا ظہور ہو اور میرے صحابہ کو گالیاں دی جانے لگیں تو علم والوں کو اپنا علم ضرور ظاہر کرنا چاہئے پس جو صاحب

---

(1) مشکوۃ شریف ج۱ ص۳۶ رقم حدیث ۲۳۰ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور، مسند الشامین ج ص ۳۴۴ رقم ۵۹۹ موسسۃ الرسالہ بیروت، الفتاوی الحدیثیہ ص ۴۸۵، تفسیر قرطبی ج۱ ص ۳۶، دار عالم الکتب الریاض سعودیہ، شرح مشکل الآثار ج ۱۰ ص ۱۷ رقم ۳۸۸۴ موسسۃ الرسالہ بیروت، البدر المنیر ج ص ۵۹۹ مطبوعہ ریاض سعودیہ، الضعفاء ج۱ ص ۹،۱۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، الحاوی الکبیر ج۱۶ ص ۲۰۷ دار الفکر بیروت، تہذیب اللغہ ج۷ ص ۸،۱ دار احیاء التراث العربی بیروت، قوت القلوب فی معاملۃ المحبوب ج۱ ص ۲۹۶ دار الکتب العلمیہ بیروت

(2) الصواعق المحرقہ ص۳ مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان، مکتوبات امام ربانی ج۱ ص۳۱۷ مکتوب نمبر ۲۵۱ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

علم ایسا نہ کرے اس پر اللہ کی لعنت، اس کے فرشتوں کی لعنت، اور تمام
لوگوں کی لعنت ہوگی اور اسکی کوئی فرضی و نفلی عبادت قبول نہ ہوگی۔

ی احادیث سے معلوم ہوا کہ ہر دور میں جاہلانہ تاویلیں ہوں گی غالیانہ تحریفات ہوں گی
ر علمی سرقے ہوں گے اور یہ حرکتیں کرنے والے خود کو مسلمان کہیں گے اور ان پر
رفت کرنے والے اس امت کے ذمہ دار لوگ ہوں گے۔ بنابر ایں جب علماء سوء نے اپنی
یطنت، فرعونیت، نمرودیت اور خاص کر سبائیت کا اظہار کرنا شروع کر دیا ہے تو فقیر نے
ں یہ سوچا کہ اپنی استطاعت کے مطابق احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ سرانجام دیا
ئے۔

یسے حالات میں مذکورہ ذمہ داری تو علماء کی ہے لیکن عوام یہ نہ سمجھیں کہ وہ بری الذمہ
ہے۔ بلکہ عوام کو ایسے حالات میں یہ کار خیر سرانجام دینا ہے کہ ایسے بدمذہبوں، یہودیت
کے کاسہ لیسوں سے مکمل بائیکاٹ کرنا چاہئے کیونکہ رافضیوں کا جو بھی ٹولہ ہو چاہے وہ خال
مؤمنین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کتوں کی طرح بھونک کر اپنی عاقبت خراب کرنے والا ہو یا
شان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرنے والوں کو پاگل کہنے والا ہو یا یہ کہنے والا نیم رافضی ہو کہ ہم
سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صرف صحابی مانتے ہیں شان نہیں بیان کرتے (کیونکہ جس کی شان
اللہ تعالی بیان کرے مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیان کریں اور صحابہ اور تابعین کریں تو پھر کسی کی
کیا مجال کہ اس کو شان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرنے سے قولنج کا درد پڑے) یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی ازواج کو انکی اہل بیت سے نکالنے والا ہو، چاہے۔ امام المشارق والمغارب اسد اللہ الغالب
سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق مطلقاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر
فضیلت دینے والا ہو، چاہے فضیلت ظاہری دے یا باطنی اور چاہے تو نعرہ تحقیق حق چار یار کی
مخالفت کرنے والا کوئی ٹولہ ہو یا اس سے اوپر والی انکی جملہ اقسام ہوں ان سے دور رہو ان
کے نزدیک نہ جاؤ ورنہ آج نہیں تو کل اپنا ایمان گنوا بیٹھو گے کیونکہ رافضیت یہودیت کی

شاخ ہے" کما یقال:الرفض ماخوذ من الیهودیة "یعنی رافضیت ماخوذ ہے یہودیت سے۔

روافض یہود و نصاریٰ سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں:

"بلکہ یہ روافض تو عیاریوں، مکاریوں، حیاداریوں کے اس سٹیج پر پہنچے ہوئے ہیں کہ یہود و نصاریٰ سے بھی بدتر ہیں"۔

مذکورہ بات کو عمرو بن شرحبیل رضی اللہ عنہ کے اس عبرت آموز فرمان کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت عمرو بن شرحبیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

" یامالک تفاضلت الیهود والنصاری علی الرافضة بخصلة سئلت الیهود من خیرأهل ملتکم فقالت أصحاب موسی علیہ السلام وسئلت النصاری من خیر أهل ملتکم فقالوا حواری عیسی علیہ السلام وسئلت الرفضة من شر أهل ملتکم فقالوا أصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم"۔[1]

اے مالک رافضی، یہود و نصاریٰ سے بھی ایک قدم آگے ہیں (کیونکہ) اگر یہود سے پوچھا جائے کہ تمہاری ملت میں سب سے افضل کون ہے؟ تو وہ جواب دیں گے اصحاب موسیٰ۔ عیسائیوں سے یہ سوال پوچھا جائے تو وہ کہیں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواری لیکن اگر رافضیوں سے پوچھا

(1) الصواعق المحرقہ ص ۲۵۲مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان، تفسیر قرطبی ج۱۸ ص ۳۳سورہ عشر زیر آیت ۱۰، الکشف والبیان عن تفسیر القرآن ج۹ ص ۲۸۲دار احیاء التراث العربی بیروت، تفسیر اللباب لابن عادل ج۱۸ ص ۵۹،دار الکتب العلمیہ بیروت، تفسیر مظہری ج۹ ص ۲۴۵مکتبۃ الرشیدیہ کوئٹہ پاکستان، لباب التاویل فی معانی التنزیل ج ۴ ص ۲۷۲دار الکتب العلمیہ بیروت، تفسیر السراج المنیر ج ۴ ص ۲۶۱بیروت

جائے کہ من شر فی ملتکم ؟تمہاری ملت میں بد ترین لوگ کون ہیں؟تو یہ بدبخت کہیں گے اصحاب محمد ﷺ۔

بات کو قدرے تفصیل سے صاحب نبراس نے یوں ذکر فرمایا ہے۔

م عبد العزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وذكر بعض الا كابر ان الروافض شر من اليهود والنصارى فان اليهود على ان خير الامم اصحاب موسى على نبيناعليہ السلام والنصارى على ان خير هم اصحاب عيسى على نبينا عليہ السلام والروافض على ان شر الناس اصحاب محمد ﷺ وقال الامام الرازى نملة وادى النمل اعقل من الروافض فانها قالت ادخلوا مساكنكم لا يحطمنكم سليمان وجنوده وهم لايشعرون فانها لم يجز الظلم من اصحاب سليمان على نبيناعليہ السلام عمدا على النمل والروافض يعتقدون الظلم من اصحاب محمدا على اهل بيته۔ (۱)

بعض اکابر نے ذکر فرمایا کہ روافض یہود و نصاری سے زیادہ برے ہیں کیونکہ یہود کا عقیدہ یہ ہے کہ امت کے بہترین افراد وہ ہیں جو اصحاب موسی علی نبیناعلیہ السلام ہیں اور نصاری کا عقیدہ یہ ہے کہ امت کے بہترین افراد وہ ہیں جو حضرت عیسی علی نبیناعلیہ السلام کے صحابہ ہیں اور روافض و شیعہ کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام لوگوں سے بدترین اصحاب محمد ﷺ ہیں۔(العیاذ باللہ تعالی۔)

(۱) نبراس شرح شرح عقائد ص۴۹۵،۹۶ مطبوعہ مؤسسۃ الشرف بلاہور

وادیٔ نمل کی چیونٹی روافض سے زیادہ عقل مند تھی:

امام فخر الملت والدین امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وادی نمل کی چیونٹی روافض سے زیادہ عقل مند تھی کیونکہ اس نے چیونٹیوں سے کہا تھا اپنے اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ کہیں سلیمان علی نبینا علیہ السلام کا لشکر عدم شعور کی وجہ سے تمہیں پاؤں تلے روند نہ ڈالے۔ تو انہوں نے اصحاب سلیمان علیہ السلام پر عمداً چیونٹیوں پر ظلم جائز نہ رکھا لیکن روافض کا عقیدہ ہے کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم کیا۔

مذکورہ بالا اقوال آئمہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ روافض یہود و نصاریٰ کی لائی ہے بلکہ یہود و نصاریٰ سے بھی بدتر ہیں، یہود و ہنود کے متعلق اللہ رب ذوالجلال نے اپنی لاریب کتاب قرآن کریم میں فرمایا:

"یایها الذین امنوا لا تتخذوا الیهود والنصری أولیاء بعضهم أولیاء بعض ومن یتولهم منکم فانه منهم ان الله لا یهدی القوم الظلمین"۔ (1)

اے ایمان والو یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہی میں سے ہے بیشک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا۔ (2)

شان نزول: یہ آیت مقدسہ حضرت عبادہ بن صامت صحابی اور عبد اللہ ابن ابی منافق کے متعلق نازل ہوئی:

"حضرت عبادہ نے فرمایا کہ بڑے شان و شوکت والے یہودی میرے دوست ہیں۔ لیکن اب میں اللہ اور رسول کے سوا تمام کی دوستیوں

---

(1) سورۃ المائدہ رکوع ۸ آیت ۵۱
(2) ترجمہ کنزالایمان

سے بیزار ہوں۔ عبد اللہ ابن ابی بولا کہ مجھے یہود کے ساتھ تعلقات
رکھنا ضروری ہیں مجھے ان سے محبت ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان
دونوں کی گفتگو سن کر اس منافق سے فرمایا یہود سے دوستی رکھنا تیرا
ہی کام ہے عبادہ کا کام نہیں"۔ (۱)

اب اس آیت مقدسہ اور اس کا شان نزول جان لینے کے بعد یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ ان کو دوست نہیں بنانا چاہئے ان کے ساتھ اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، دوستی یاری میل ملاپ انکو اپنی محفلوں میں بلانا اور انکی محفلوں میں جانا انکی تقریریں سننا اور باوجود علم کے انکی تعظیم کرنا انکے جنازوں میں جانا، ان سے جنازے پڑھوانا اور ان کے ساتھ کسی بھی لحاظ سے تعاون کرنا چاہے پیسے کے لحاظ سے ہو یا کسی اور اعتبار سے یہ سب مسلمانوں کا کام نہیں کیونکہ یہ عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہیں کیا بلکہ ان معاملات میں ان سے تعلق رکھنا منافقوں کا کام ہے جو عبد اللہ ابن ابی کی اولاد اور جانشین ہیں ان کا کام ہے۔ مگر افسوس

جن سے حکم وصل تھا ان کے محلے سے گئے
جن سے حکم فصل تھا بیٹھے ہیں ان کی گود میں

اور بات صرف منافقت تک موقوف نہیں بلکہ قرآن کریم میں رب ذوالجلال نے فرما دیا ہے" ومن یتولھم منکم فانه منھم "کہ تم میں سے جو ان سے دوستی یاری رکھے گا تو وہ بھی انہی میں سے ہے کیونکہ انکی تعظیم کرنے والا اور جا کر ان کی گود میں بیٹھنے والا مسلمان نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ فیصلہ نص قرآنی کا ہے کسی عام مولوی کی بات نہیں ہے اور اسی پر احادیث نبویہ کو ذکر کر دوں تاکہ انکار کی گنجائش باقی نہ رہے۔ اور اگر کوئی انکار کرے تو کم از کم اسے قرآن اور حدیث رسول ﷺ کا منکر تو کہا جا سکے۔

(۱) نورالعرفان۔صفحہ۱۴۰مطبوعہ نعیمی کتب خانہ گجرات

روافض سے دوستی:

بعض لوگ خود تو صحیح العقیدہ ہوتے ہیں لیکن ان کی روافض کے ساتھ دوستی ہوتی ہے جس کی بنا پر روافض کی صحبت ان پر اثر کر جاتی ہے اور بالآخر وہ بھی اس گندے مذہب کی دلدل میں پھنس جاتے ہیں۔ مصطفی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"المرء علی دین خلیله فلینظر احدکم من یخالل"۔
یعنی آدمی اپنے دوست کے مذہب پر ہوتا ہے خوب غور کر لیا کرو کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا کن لوگوں کے ساتھ ہے۔(1)

مصطفی کریم ﷺ کا فرمان حق اور اٹل ہے رافضی کا دوست آج نہیں تو کل ضرور رافضی ہو جاتا ہے بلکہ فقیر نے تو خود مشاہدہ کیا ہے کہ دوستی کی وجہ سے بڑے بڑے زاہد کٹر رافضیوں کا دفاع کرتے ہیں اور ان کی خرافات کی تائید بھی کرتے ہیں۔

دار قطنی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"عن علی رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال سیأ تی من بعدی قوم لهم نبز یقال لهم الرافضة فان ادرکتهم فا قتلهم فانهم مشرکون قال قلت یا رسول الله ما العلامة فیهم قال یقرظونک بما لیس فیک ویطعنون علی السلف وکذلک من طریق اخری وزاد عنه ینتحلون حبنااهل البیت ولیسو ا کذلک وآیة ذالک أنهم یسبون ابا بکر وعمر رضی اللہ عنہما"۔(2)

---

(1) ابوداؤد، ترمذی، مشکوۃ شریف ج۱ ص ۴۲۷ مطبوعہ لاہور

(2) الصواعق المحرقه ص۵ مطبوعه کتب خانه مجیدیه ملتان، الصارم المسلول ص ۵۸۳ مطبوعه سعودیه، شم العواض فی ذم الروافض ص ۶۷تا ۶۹، المعجم الاوسط ج۶ ص ۳۵۴ حدیث نمبر ۶۶۰۵، السنة لابن ابی عاصم ج۲ ص ۴۷۴ رقم ۹۷۹ المکتبة الاسلامی بیروت، السنن الوارده ج۳ ص

عنقریب میرے بعد ایک قوم ہو گی جن کا برا لقب ہو گا جنہیں رافضی کہا جائے گا۔ اگر تو انہیں پائے تو قتل کر دینا کیونکہ وہ مشرک ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کی نشانی کیا ہو گی؟ فرمایا کہ وہ آپ کی طرف ایسی چیزیں منسوب کریں گے جو آپ میں موجود نہیں اور سلف پر طعن کریں گے۔ اور ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ زائد بیان کئے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو اہل بیت کی طرف منسوب کریں گے حالانکہ انہیں ان سے کوئی نسبت نہ ہوگی اور ان کی علامت یہ ہو گی کہ وہ حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتے ہوں گے۔

ی طرح یہ روایت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی کئی طرق سے آئی ہے۔ آخر میں صاحب دار قطنی کہتے ہیں کہ یہ حدیث ہمارے پاس بہت سے طرق سے آئی ہے۔

مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ سے اتنی بات واضح ہے کہ یہ اپنے آپ کو اہل بیت کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اپنے آپ کو محب اہل بیت کہتے ہیں[(1)] لیکن یہ اس دعوے میں جھوٹے ہیں۔ اسی لئے میرے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے میل جول کے متعلق فرمایا:

"عن انس رضی اللہ عنہ ان اللہ اختارنی واختارلی اصحابا واصہا را وسیأتی قوم یسبونہم وینتقصونہم فلا تجالسوہم ولاتشاربوہم ولا تواکلوہم ولاتناکحوہم"۔[(2)]

۶۱۱الریاض السعودیہ، مجمع الزوائد ج۹ ص ۴۴۸ رقم ۱۶۴۳۱دار الفکر بیروت، العلل الواردہ فی الاحادیث النبویہ ج۱۵ ص ۱۸۱ دار طیبہ ریاض، الکامل فی الضعفاء ج۳ ص ۵۴۵ دار الکتب العلمیہ بیروت، الاسامی والکنی ج۵ ص ۳۳ دار الغرباء المدینہ۔

(1) ان کی تقریروں میں ہم اہل بیت کے دھڑے کے لوگ ہیں کے الفاظ واضح طور پر سنے جا سکتے ہیں۔

(2) الصواعق المحرقہ ص۴ مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان، الفتح الکبیر فی ذم زیادۃ الی جامع الصغیر ج۱ ص ۲۹۷ رقم ۳۲۲۵ دار الفکر بیروت، الضعفاء ج۱ ص ۱۲۶ دار الکتب العلمیہ بیروت، الجامع الاحادیث رقم ۶۶۲۵ کنز العمال رقم ۳۲۴۶۸، جمع الجوامع رقم ۲۰۷۲

بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے میرے صحابہ اور میرے سسرال پسند فرمائے، عنقریب کچھ لوگ آئیں گے جو انکو گالیاں دیتے ہوں گے اور انکی تنقیص کرتے ہوں گے تم انکے ساتھ مت بیٹھنا اور نہ ان کے ساتھ کھانا پینا اور نہ ہی ان سے نکاح کا معاملہ کرنا۔ اور ایک روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے اس میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ "الا فلا تصلوا معھم،الا فلا تصلوا علیھم،علیھم حلت اللعنة" خبر دار ان کے ساتھ نماز بھی نہ پڑھنا اور خبر دار انکی نماز جنازہ بھی نہ پڑھنا اور ان پر لعنت بھیجنا واجب ہے۔[1]

اعلحضرت کے قلم سے:

امام اہل سنت فارق حق و باطل محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کے متواتر حدیثیں سلف و خلف کے اقوال آئے ہیں کے بد مذہبوں سے میل جول منع ہے اور ان سے دور واجب ہے (چہ جائیکہ کہ ان کے جلسوں میں رونق افروز ہو) ایسا شخص جو روافض سے جول رکھتا ہے اگر خود رافضی نہیں تو کم از کم سخت فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز تحریمی اور اسے امام بنانا گناہ اور جو نمازیں اس کہ پیچھے پڑھی ہوں ان کا پھیرنا (لوٹانا) وا ہے۔[2]

اور ایک دوسرے مقام پر مجدد دین وملت امام الشاہ احمد رضا خان فاضل بر رحمۃ اللہ علیہ مسلمانوں کے ضمیروں کو جھنجھوڑتے ہوئے فرماتے ہیں۔

مسلمانو: خدا اور سول (جل جلالہ ، صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف متوجہ ہو کر، ایمان سے دل پر ہاتھ کر دیکھو اگر کچھ لوگ تمہارے ماں باپ کو رات دن بلا وجہ گالیاں دینا اپنا شیوہ کر لیں بلکہ

(1) غنیۃ الطالبین ج۱ ص۱۶۳مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
(2) فتاوی رضویہ شریف ج۳ص۲۱۶ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

ن ٹھہرالیں کیا تم ان سے بکشادہ پیشانی ملو گے؟ حاشا ہر گز نہیں اگر تم میں نام کی غیرت
ا ہے اگر تم میں انسانیت ہے اگر تم اپنی ماں کو ماں سمجھتے ہو اگر تم اپنے باپ سے پیدا
ئے ہو تو انہیں مخالفین والدین کو دیکھ کر تمہارے دل بھر جائیں گے، تمہاری آنکھوں
ں خون اتر آئے گا، تم ان کی طرف نگاہ اٹھانا گوارانہ کرو گے۔

انصاف:

ریق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ عنہما مقام ومرتبہ میں زائد ہیں یا تمہارے ماں باپ اور
المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زائد ہیں یا تمہاری ماں ہم صدیق وفاروق کے ادنیٰ غلام ہیں
ر الحمد للہ کہ ام المؤمنین کے بیٹے کہلاتے ہیں (پھر) ان کو گالیاں دینے (برا کہنے) والوں
ے نرمی برتتے ہیں تو ہم نہایت نمک حرام غلام اور حد بھر کے برے ناخلف بیٹے ہیں ایمان
قاضہ یہ ہے آگے تم جانو یا تمہارا کام۔ (۱)

باب علم ودانش غور فرمالیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ اور امام اہل سنت کے
وال سے یہ بات صراحتاً سمجھ آرہی ہے کہ انکے ساتھ اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا۔ انکی مجلسوں
ں جانا" ان سے نکاح کرنا ان کے ساتھ نماز پڑھنا ان کے پیچھے نماز پڑھنا" اور دیگر جمیع
ور میں ان کے ساتھ تعاون کرنا منع ہے۔

را غور کریں وہ لوگ جو بڑے شوق سے انکے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں اور پھر نمازوں میں
ے بھی نماز جمعہ جو مسلمانوں کیلئے عید کا دن ہے انکو ہوش سے کام لینا چاہئے۔ کہ کہیں وہ
پنی نمازیں ضائع تو نہیں کر رہے اور رافضیت کی دلدل میں تو نہیں پھنس رہے؟ آیئے انکے
یچھے نماز پڑھنے کے متعلق اعلحضرت سے پوچھ لیتے ہیں۔ کہ امام عشق ومحبت اعلحضرت عظیم
لبرکت مجدد دین وملت امام الشاہ احمد رضا فاضل بریلوی کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

(۱) خطرہ کی گھنٹی ص ۱۱۴ مطبوعہ مکتبہ رضائے مصطفی چوک دارالسلام گوجرانوالہ

عرض: ایک شخص نے وہابی کے جنازہ کی نماز پڑھی ایسے شخص کیلئے کیا حکم ہے؟

ارشاد: وہابی، رافضی، قادیانی وغیر ھم کفار مرتدین کے جنازہ کی نماز پڑھنا ایسا ب
ہوئے (کہ یہ رافضی یا وہابی ہے) کفر ہے۔[1]

لہذا جب نماز جنازہ جو فرض کفایہ ہے وہ منع ہے تو نماز جو فرض عین ہے بدرجہ اولیٰ منع ہے، بلکہ نماز پڑھنا اور نہ پڑھنا تو بڑے دور کی بات ہے تاجدار کائنات نے تو ان پر لعنت کرنے کا حکم دیا ہے جیسا کے ترمذی شریف میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللها اذا رأيتم الذين يسبون اصحابى فقولوا لعنة الله على شركم"۔[2]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہتے ہیں تو کہو کہ تمہارے شر پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

حدیث مبارکہ سے بڑے واضح طور پر یہ بات سمجھ آرہی ہے کہ ان پر لعنت کرنا اور کر
حکم دینا خود تاجدار کائنات ﷺ کی سنت ہے۔

(1) ملفوظات اعلحضرت، حصہ اوّل صفحہ ۳، مطبوعہ احمد رضا بریلوی کتب خانہ کراچی
(2) ترمذی ابواب المناقب باب فی من سب اصحاب البنیا ج۲ص۲۲۵مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

ائمہ اہل سنت وجماعت کے ارشادات

ره اہل سنت:

سنت وجماعت کے نزدیک عقیدۃ الطحاویہ عقائد کی ایک مستند کتاب ہے جس میں
ت امام ابو جعفر الطحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے عقائد اہل سنت کو محدثین کے مسلک اور آئمہ ثلاثہ
م اعظم، امام ابو یوسف، امام محمد رضی اللہ عنہم) کے اقوال کے مطابق بڑی جامعیت سے ترتیب
ہے اور تمام اہلسنت نے اس بے نظیر مجموعہ عقائد کو سلفاً، خلفاً قبول کیا ہے اور اس کو
ھتے پڑھاتے آئے ہیں آج بھی یہ رسالہ سعودی عرب میں درساً پڑھایا جاتا ہے اس
لہ میں لکھا ہے:

"ونحب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا نفرط فی حب احدمنهم ولا نتبرأمن احد منهم ونبغض من يبغضهم بغير الحق يذكرهم ولا نذكرهم الا بخير وحبهم دين وايمان واحسان وبغضهم كفر ونفاق وطغيان- الى قوله .ومن احسن القول فی اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وازواجه وذرياته فقد برئ من النفاق"۔(۱)

اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرتے ہیں اور ان میں سے کسی کی محبت میں افراط و تفریط نہیں کرتے اور نہ ہی ان میں سے کسی سے بیزاری اور تبرّا اختیار کرتے ہیں اور ہم ہر ایسے شخص سے بغض رکھتے ہیں جو صحابہ کرام سے بغض رکھتا ہے اور انکو برائی سے

(۱) شرح العقیدۃ الطحاوی ص ۴۳۸ مطبوعه المکتبة الحقانیه محله جنگی پشاور

یاد کرتا ہے اور ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر سوائے خیر کے نہیں کرتے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت دین ایمان اور احسان ہے اور ان سے بغض کفر، نفاق، اور سرکشی ہے اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب وازواج اور اولاد کے بارے میں حسن ظن رکھے وہ نفاق سے بری ہے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ومن شتم اصحابه ادب وقال ايضا من شتم واحدا من اصحاب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ابا بكر او عمر اوعثمان او معاويه اوعمرو بن العاص فان قال كانوا فى ضلال قتل وان شتم بغير هذ امن مشاتمة الناس نكل نكالا شديداً''۔(1)

حضرت امام مالک فرماتے ہیں: کہ جو صحابہ کرام پر سب وشتم کرے تو اسکی تادیب کی جائے اور جو شخص حضور علیہ السلام کے اصحاب میں سے کسی ایک صحابی خواہ حضرت ابو بکر۔ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت معاویہ یا حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم ہوں کے حق میں یہ کہے کہ یہ لوگ گمراہ تھے تو اسے قتل کیا جائے اور اگر انہیں عام لوگوں کی گالیوں کی طرح برا بھلا کہے تو اسے سخت سزا دی جائے گی۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''وقال الميمو نی سمعت احمد يقول مالهم ولمعاوية رضی اللہ عنہ نسئل الله العافية وقال يا ابا الحسن اذا رايت احد ا

(1) رسائل ابن عابدین شامی ج1ص358مطبوعہ مکتبہ محمودیہ سرکی روڈ کوئٹہ

یذکر اصحاب رسول اللہ ﷺ بسوء فاتهمه علی الاسلام۔"[1]

میمونی فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا؟ کہ وہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی برائی کرتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کے طلبگار ہیں۔ اور پھر مجھ سے فرمایا اے ابوالحسن جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ صحابہ کرام کا ذکر برائی کے ساتھ کر رہا ہے تو اسکے اسلام کو مشکوک و متہم سمجھو۔

امام ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"قال ابوزرعة الرازی اذا رایت الرجل ینتقص احدا من اصحاب رسول اللہ ﷺ فاعلم انه زندیق"[2]

جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ اصحاب رسول میں سے کسی کی تنقیص کر رہا ہو تو تم جان لینا کہ وہ یقیناً زندیق ہے۔

امام ابوبکر السرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ان اللہ تعالی اثنی علیهم فی غیر موضع من کتاب کما قال اللہ تعالی محمد رسول اللہ والذین معه(الآیة) ورسولا وصفهم بانهم خیر الناس فقال خیر الناس قرنی الذین انا فیهم والشریعة انما بلغتنا بنقلهم فمن طعن فیهم فهو ملحد منا بذ للاسلام دواؤه السیف ان لم یتب"۔[3]

الصارم المسلول ص ۴۱۹ تحت فصل فی حکم من سب احدا من الصحابة رضی اللہ عنہم مطبوعه مکتبة العصریه بیروت

الاصابه۔ج ۱ ص ۲۲ ثناء اهل العلم علی الصحابه مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت

اصول السرخسی ج ۲ ص ۱۳۴ تحت من طعن فی الصحابة فهو ملحد مطبوعه بیروت

بے شک اللہ تعالی نے اپنی کتاب کے متعدد مواضع میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اوصاف بیان فرمائے، جیسے (محمد رسول اللہ والذین معہ الخ) اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خیر الناس فرمایا ہے کہ وہ لوگ اس عہد کے خیر الناس ہیں جس دور میں میں ہوں اور شریعت ہم تک حضرات صحابہ کرام کے ذریعے نقل ہو کر پہنچی ہے پس جو شخص ان کے حق میں طعن و تشنیع کا مرتکب ہو وہ ملحد اور بے دین دائرہ اسلام کو پس پشت ڈال دینے والا ہے، اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کا علاج صرف تلوار ہے۔

محدث شہیر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وقال لیضا من غاظ اصحاب محمد فهو كا فر قال الله تعالى ليغيظ بهم الكفار" جو شخص اصحاب رسول پر غضب ناک ہوا وہ کافر ہے کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے" ليغيظ بهم الكفار"(1)

روافض کی سبائیات اور ان کے بارے میں اہل سنت کے نظریہ کو واضح کر دینے کے بعد بھی اگر کوئی ان کے دامن سے لپٹا رہے تو اس کے متعلق امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو آخری وقت بھی یہ وصیت فرمادی تھی۔

پیارے بھائیو!

"تم مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی بھیڑیں ہو اور بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے کہ تمہیں بہکادیں۔ فتنے میں ڈال دیں۔ تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں۔ ان سے

(1) شرح شفاء لعلی قاری ص۹۸ج۲ مطبوعہ بیروت

ھا گو۔ دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے،
ض کتنے ہی فرقے ہوئے، یہ سب بھیڑیے تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں۔ ان کے
ں سے اپنا ایمان بچاؤ جس سے اللہ ورسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی
کیوں نہ ہو۔ فوراً اس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو۔ پھر
ہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو؟ اپنے اندر سے اسے دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر
ک دو۔ میں پونے چودہ برس کی عمر سے یہی بتاتا رہا اور اس وقت بھی یہی عرض کرتا
ں۔"(۱)

ر ایں اگر آج تم نے حضور ﷺ کے یاروں کے گستاخوں کے ساتھ دوستی رکھی تو قیامت
دن رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دوگے، کیا حضور ﷺ تمہیں قبول فرمالیں گے؟
اراہوش کرو اور اپنی عاقبت خراب نہ کرو۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی صدائے دلنواز سنو اور بیدار رہو!

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے
آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یہاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھڑی تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے
دنیا کو تو کیا جانے یہ بس کی گانٹھ ہے حرافہ
صورت دیکھو ظالم کی تو کیسی بھولی بھالی ہے
شہد دکھائے زہر پلائے قاتل ڈائن شوہر کش
اس مردار پہ کیا للچایا دنیا دیکھی بھالی ہے
مولا تیرے عفو و کرم ہوں میرے گواہ صفائی کے
ورنہ رضا سے چور پہ تیری ڈگری تو اقبالی ہے

---

(۱) وصایا شریف ص ۱۲ مطبوعہ پروگیسو بکس لاہور

فقیر نے پیش نظر مقالہ میں حق چار یار کے اثبات میں قرآن واحادیث صحابہ کرام، تابع
تبع تابعین اور اولیاء کرام وعلماء اسلام رحمۃ اللہ علیہم کی تصریحات پیش کر دیں ہیں اس کے با
بھی اگر کوئی "حق چار یار" کی اصطلاح کی مخالفت کرے تو وہ سوچے کہ وہ کن لوگوں ک
پر چل پڑا ہے کیا وہ انعام یافتہ لوگوں کی راہ چھوڑ تو نہیں رہا؟ اللہ تعالی اپنے محبوب دا
غیوب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہمیں انعام یافتہ لوگوں کی راہ پر ثابت
رکھے۔(آمین ثم آمین)

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ والہ واصحابہ اجمعین

احقر الع
فدائے صحابہ واہل
فدا حسین رضوی غ

باب اول

حق چار یار
پر اعتراضات کے جوابات

مجھے تو سب ہی کہتے ہیں کہ رکھ نیچی نظر اپنی
انہیں کوئی کیوں نہیں کہتا نہ نکلو تم عیاں ہو کر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان من ھو الاوّل والآخر وھو بکل شئی علیم والصلوۃ والسلام علی من انزل فیه عزیز علیه ماعنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم وعلی اھل بیته وعترته المطھرین بتطھیره وعلی اصحابه واحبابه الذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینھم الفازۃ منھم بفضل جسیم وعلم علیم۔

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

"وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلکم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفسقون o"۔

اہل سنت وجماعت اور روافض کا اختلاف خلیفہ خامس جناب سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ میں نہیں ہے بلکہ خلفاء ثلثہؓ میں ہے کیونکہ پانچویں خلیفہ راشد سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو اہل سنت وجماعت بھی خلیفہ راشد مبنی بر حق تسلیم کرتے ہیں اور روافض بھی انکو خلیفہ بر حق مانتے ہیں البتہ خلفائے ثلثہؓ کے متعلق اہل سنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ جس طرح خلیفہ چہارم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے وقت کے خلیفہ بر حق تھے اسی طرح خلفائے ثلثہ بھی اپنے اپنے وقت میں خلیفہ بر حق تھے یعنی چاروں خلفاء کی خلافت خلافت راشدہ مبنی بر حق ہے۔ جبکہ روافض خلفائے ثلاثہ کی خلافت کو خلافت راشدہ مبنی بر حق تسلیم نہیں کرتے بلکہ

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلا فصل مانتے ہیں اور خلفائے ثلٰثہ کے متعلق اپنی سبائیات اظہار کر کے جہنم کی طرف اپنی راہ ہموار کرتے ہیں۔

''اہل سنت وجماعت حق چار یار کا نعرہ لگا کر اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ چاروں خلفاء حق ہیں انکی فضیلت بھی حق ہے اور وہ بھی ترتیب وار ہے۔یعنی اسی فضیلت کی ترتیب سے اللہ تعالیٰ نے انکو خلافت راشدہ پر اپنے اپنے وقت پر متمکن فرمایا اور اسی نعرہ سے رافضیوں کے عقیدہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلا فصل کا رد بھی ہو جاتا ہے اسی وجہ سے روافض نعرۂ تحقیق حق چار کہنے سے روکتے ہیں کیونکہ جب حق چار یار کہا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ چاروں خلفاء راشدین حق ہیں اور چاروں کی فضیلت ترتیب وار ہے تو اس سے ان کا مقصد حل نہیں ہوتا اس لئے کہ وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سب سے افضل اور خلیفہ بلا فصل مانتے ہیں اور خلفاء ثلٰثہ کی شان کی تنقیص کرتے ہیں''۔(۱)

اور حق چار یار سے بغض، جہالت اور خبث باطن کیوجہ سے بعض لوگ چار کے عدد سے چڑتے ہیں اور چار کا لفظ سن کر ان کو قولنج، کا درد پڑ جاتا ہے۔جیسا کہ علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ ''سابق مہتمم دارالعلوم حزب الاحناف لاہور'' فرماتے ہیں:

''رافضی عدد چار کی صرف اس لئے دشمنی کرتے ہیں کہ اہل سنت چار خلفاء کرام مانتے ہیں۔ یہ انکی کیسی گندی جہالت ہے حالانکہ آسمانی کتابیں بھی چار ہیں قرآن کریم ،تورت ،انجیل ،زبور، اگلے مرسلین اولوالعزم بھی چار ہیں نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام، اور اس طرح اللہ عزوجل، محمد صلی اللہ علیہ وسلم ، حیدر، بتول ، حسین ، شہید ، عابد ، سجاد ، باقر ، صادق، موسیٰ، کاظم، جواد، مہدی رضی اللہ عنہم آئمہ سب کے چار چار حروف

(۱) نجوم الفرقان زیر آیت ان الذین امنوثم کفروا ثم امنوالخ

ہیں تو ان سب سے نفرت کریں اور چار سے انکو اتنی نفرت ہے کہ اگر روٹی کے چار ٹکڑے کر دیئے جائیں تو یہ روٹی نہیں کھاتے اور اگر تین ٹکڑے کریں تو اسکو ناپسند نہیں کرتے تو اس سے پتہ چلا کہ تین میں جب چوتھا شامل ہوا تو نفرت آئی تو یہ نفرت حقیقت میں تین سے نہ ہوئی بلکہ خاص چوتھے سے نفرت ہوئی۔ تو یہ ان کا مذہب خاص ناصبیوں کا ہے، چار یار کی مخالفت کیوجہ سے انکی عقل پر پردے آگئے ہیں اور اس بے عقلی میں جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مخالفت بھی کر بیٹھے۔" (۱)

خدا لعنت کند ایں پلید ان بد طینت را

اہل سنت وجماعت نہ تو رافضیوں، یہودیوں کے پٹھوؤں کی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گستاخ ہیں اور نہ ہی نجدیوں، خارجیوں لعینوں کی طرح اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کے گستاخ ہیں بلکہ اہل سنت وجماعت حضور کے تمام صحابہ کا بھی احترام کرتے ہیں کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں اور ہم اہل سنت وجماعت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اہل بیت چاہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات ہوں یا سیدنا علی المرتضی یا سیدہ فاطمۃ الزہرا یا سیدنا حسنین کریمین ہوں سب کے غلام ہیں۔ کیونکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت کرام ہیں۔ اسی عقیدہ کو میرے اعلحضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت فارق حق وباطل قاطع خارجیت ورافضیت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا کہ:

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی

ہذا جو صحابہ کرام کا منکر ہو یا گستاخ وہ ملعون ہے اور جو اہل بیت کرام کا منکر ہو یا گستاخ وہ بھی اہل سنت سے خارج ہے (چاہے وہ ساری اہل بیت کا منکر ہے یا ازواج مطہرات کا) حق

(۱) شان صحابہ ص۱۹ سید محمود احمد رضوی۔ ناشر مکتبہ رضوان دربار روڈ لاہور

ر وہی ہے جو دونوں کی تعظیم کرے اور دونوں کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈالے۔ اسی لئے
ج نعرہ تحقیق حق چار یار اور نعرہ حیدری یا علی اہل سنت کی پہچان بن چکا ہے۔

ی شاعر نے بڑی زبردست ترجمانی کی ہے:

جینوں پنج تن نال پیار نئیں اوہدے کلمے دا اعتبار نئیں
جیڑا چواں یاراں دا یار نئیں اوجنت دا حقدار نئیں
لکھ نفل نمازاں پڑھ بھاویں لکھ لمبے سجدے کر بھاویں
جے توں آل رسول دا دشمن ہیں تیرا بیڑا ہونا پار نئیں

اور جو صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار میں سے کسی ایک کا بھی منکر ہے وہ خارجی یا رافضی ہے
کیونکہ نعرہ تحقیق سے روکنا رافضیت اور نعرہ حیدری کی مخالفت کرنا خارجیت ہے۔ کیونکہ
میرے آقا کریم ﷺ نے فرمایا:

"عن ام سلمة رضی الله عنها قالت قال رسول اللہا لا یحب علیا منافق ولا یبغضه مؤمن"۔[1] "وهكذا بتغير قليل"۔[2]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کوئی منافق محبت نہیں کرتا اور ان سے کوئی مومن بغض نہیں رکھتا۔

---

(1) ترمذی شریف ص ۲۱۳ ج ۲ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

(2) الصواعق المحرقه ص ۱۲۲ مطبوعه کتب خانه مجیدیه ملتان. مسند ابی یعلی حدیث ۶۹۳۱. المعجم الکبیر حدیث ۱۹۳۲۹، الفتح الکبیر ج ۳ ص ۳۴۰ حدیث ۱۳۸۷۷ دار الفکر بیروت، جامع الاحادیث حدیث ۱۶۵۳۱-۱۶۵۳۲، جامع الاصول من احادیث الرسول حدیث ۶۴۹۹. کنزالعمال حدیث ۳۲۸۸۴. مناقب الاسد الغالب ص ۷ مکتبة القرآن مصر، جمع الجوامع للسیوطی حدیث ۱۵۹۶، مشکوة المصابیح حدیث ۶۰۹۱، سبل الهدی ج ۱۱ ص ۲۹۵، دار الکتب العلمیه بیروت

حضرت حیدر کرار، مولیٰ مشکل کشاء رضی اللہ عنہ سے محبت صرف مؤمن ہی کرتا ہے اور علی پاک سے بغض صرف منافق ہی رکھتا ہے۔ کیونکہ کسی مومن کے دل میں بغض علی ہو ہی نہیں سکتا اسی وجہ سے نعرہ حیدری کی مخالفت کرنا خارجیوں کی علامت ہے۔ اور نعرۂ تحقیق حق چار یار سے روکنا، رافضیوں کا شیوہ ہے کیونکہ مؤمن تو یہ نعرۂ لگاتے رہے ہیں لگا رہے ہیں اور لگاتے رہیں گے اس لئے کہ یہ نعرۂ قرآن وحدیث اور اسلاف امت سے ثابت ہے۔ اس سے اگر کوئی جلتا ہے تو رافضی ہے سنی نہیں جلتا کیونکہ سنیوں کے امام قاطع رافضیت اعلحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے تو فرمایا ہے:

جناں بنے گی محبان چار یار کی قبر
جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کے چلے

اس لئے ہمیں کہنا پڑتا ہے:

کوئی سڑ دااے سڑ جاوے کوئی مر دااے مر جاوے
سنیاں نے تے جگ وچ کے چار یار دا نعرہ لاؤنڑ ااے

اور اب رافضیوں نے اپنی تقریروں، وعظوں اور تحریروں میں "حق چار یار" کی مخالفت بڑھ چڑھ کر شروع کر رکھی ہے اور یہاں تک کہہ دیا کہ حق چار یار کے نعرہ سے بغض اہل بیت کی بو آتی ہے اور یہ بھی خیال نہ کیا کہ اس خباثت کا اظہار کر کے ہم قرآن وحدیث اور اسلاف کے منکر بن رہے ہیں۔ حال ہی میں اہل سنت کہلانے والوں میں سے چند لوگوں نے عوام اہل سنت کو دھوکہ دینے کیلئے ایک کتابچہ شائع کیا ہے جس میں نہایت پر فریب انداز میں نعرۂ تحقیق کی مخالفت کی گئی ہے۔

میں لکھا گیا کہ حق چار یار یہ چار حق ہیں تو باقی صحابہ کرام ؟ ۔(1) یعنی اس کے
ب یہ ہے کہ اگر کہا جائے کے حق چار یار تو اس سے باقی صحابہ کرام کی حقانیت کی نفی
ہے۔

یک دوسرے مقام پر یہ بھی لکھا گیا کہ:

۱۹ سے پہلے لکھی ہوئی کتابوں سے نعرہ تحقیق نکال کر دکھائیں، نعرہ تحقیق کا کوئی اشتہار
کوئی اعلان لاؤ، کسی کتاب میں دکھاؤ۔(2)

افض کا خیال پر ضلال:

افض کا یہ کہنا کہ حق چار یار سے باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حقانیت کی نفی ہوتی ہے اس کا
ال پر ضلال ہے یعنی محض گمراہی ہے کیونکہ ایسی بات وہی شخص کر سکتا ہے جو علم حدیث
ر عربی گرائمر سے بالکل نابلد ہو اور صحابہ کرام کے ساتھ بغض رکھتا ہو کیونکہ بخاری
سلم اور دیگر احادیث کا مجموعہ ہم تک پہنچا ہے صحابہ کرام کے واسطے سے اور۔۔۔۔

بناں عشق صحابہ جو پڑھتے ہیں بخاری
آتا ہے بخار ان کو آتی نہیں بخاری

ور حضرت کا تو دعوی یہ ہے کہ میں نے بخاری سو مرتبہ پڑھی ہے جبکہ بخاری کا مرتبہ تو بڑا
ہے مسلم شریف کو ہی دیکھ لیا ہوتا اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کو ہی پڑھ لیا ہوتا تو ان بد گمانیوں
تک نوبت نہ پہنچتی۔

(1) نعرہ حیدری ص ۵ قادریہ جیلانیہ پبلی کیشنز
(2) نعرہ حیدری ص ۶ قادریہ جیلانیہ پبلی کیشنز

اہل سنت وجماعت کے جلیل القدر محدث امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شارح صحیح مسلم نے شرح صحیح مسلم شریف میں یہ قاعدہ بیان فرمایا ہے کہ "لانہ لیس فی ذکر القلیل نفی الکثیر"[1] یعنی عدد قلیل کے ذکر سے عدد کثیر کی نفی نہیں ہوتی۔

وضاحت:

عدد قلیل یعنی چار کی حقانیت کے ذکر سے عدد کثیر یعنی باقی صحابہ کی حقانیت کی نفی نہیں [ہو]تی۔ جب امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قاعدہ کے مطابق چار کے ذکر سے باقی صحابہ کرام [کی] حقانیت کی نفی نہیں ہوتی تو اس سے پتہ چلا کہ نعرہ تحقیق حق چار یار میں کوئی قباحت نہ[یں] کوئی رافضی اب اسے منع کرتا پھرے اور تاریکی کی راہ دکھائے ہم نے تو آسمان رشد [کے] روشن ستاروں سے روشنی لی ہے۔

جواب دوم:

اگر یہ کہا جائے کہ حق چار یار کا مطلب یہ ہے کہ چار حق ہیں اور باقی صحابہ حق نہیں (مع[اذ] اللہ) تو یہ مفہوم مخالف سے استدلال ہے اور مفہوم مخالف سے استدلال احناف کے نزدیک مردود ہے۔ اس بات کو مبتدی طالب علم بھی جانتا ہے لیکن جس کا علم کے ساتھ واسطہ ہی [نہ] پڑا ہو اس بے چارے کا کیا قصور ہے؟ اسی لئے امام اہل سنت نے کیا خوب فرمایا:

جہالت بھی کیا بد بلا ہے
خصوصاً مرکب کہ لا دوا ہے

آیئے دیکھتے ہیں کہ مفہوم مخالف کی تعریف اور اس کے متعلق احناف کا موقف۔

---

(1) حاشیہ صحیح مسلم ج ثانی ص ۲۷۵ مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز لاہور، نبراس ص ۲۱۴ مطبوعہ موسسۃ الشرف لاہور، ہدایہ ج ۳، الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیۃ بحوالہ ارشاد الساری علی البخاری کتاب التفصیل ص ۱۲۴

م مخالف کی تعریف:

ان مفهوم المخالفة حكم يثبت للمسكوت عنه مخالفا ثبت للمذكور(1)

مفہوم مخالف یہ ہے کہ مسکوت عنہ کا حکم نفی اور اثبات بھی منطوق کے خلاف ہو لہذا مسکوت عنہ کیلئے منطوق کے خلاف حکم ثابت ہو گا۔

م مخالف کے متعلق امام صاحب کا مذہب:

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک مفہوم مخالف کی کوئی قسم معتبر نہیں ہے شیخ ابو اسحاق شیرازی نے شرح اللمع میں علامہ قفال شاشی اور علامہ ابو حامد مروزی سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ اور شمس الائمہ سرخسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب السیر میں لکھا ہے کہ خطابات شرع (قرآن وحدیث) میں مفہوم مخالف حجت نہیں ہے۔(2)

حال اگر یہ کہا جائے کہ چار حق ہیں تو اس سے باقی صحابہ کی حقانیت کی نفی ہوتی ہے تو یہ وم مخالف سے استدلال ہے اور مفہوم مخالف سے استدلال احناف کے نزدیک معتبر ں معترض صاحب کم از کم نور الانوار ہی پڑھ لیتے تو حالت یہاں تک نہ پہنچتی۔

اب ثالث:

طق منطق کی بڑی رٹ لگائی جاتی ہے اور لوگ تو اسلاف پر طعن کرتے ہوئے اپنی علمی لی میں کپڑوں سے اتنے باہر ہو جاتے ہیں کہ یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ

---

(1) نبراس ص ۳،۴۷ موسسة الشرف لاہور شرح مسلم ج۱ ص ۲۸۵ مطبوعہ نور محمد اصح مطابع کراچی

(2) علامہ یحی بن شرف نووی ۶۷۶ شرح مسلم جلد ۱ ص ۲۸۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

امام جلال الدین السیوطی عِشلِیہ کو منطق نہیں آتی تھی اس لئے وہ ثقہ آدمی نہیں ہیں ج
شخصیت کو حالت بیداری میں پچھتہر مرتبہ حضور ﷺ کا دیدار ہوا ہو وہ اگر آپ
نزدیک بقول آپ کے منطق نہ آنے کی وجہ سے غیر ثقہ ہیں۔ تو حضرت صاحب آپکو منط
کہاں آتی ہے۔ ہم نے تو بڑا شور سنا تھا۔

بڑا شور سنتے تھے محلے میں رکشے کا
جو چیرا تو اک قطرہ پٹرول کا نہ نکلا

کیا آپ کو منطق میں یہ قاعدہ نہیں پڑھایا گیا کہ بعض کے ثبوت سے بعض کی نفی نہیں ہ
یعنی چار کی حقانیت کے ثبوت سے باقی صحابہ کرام کی حقانیت کی نفی نہیں ہوتی۔ اگر منط
اور دیگر علوم شان صحابہ پر کام نہ دیں صرف لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے استعمال کیئے جائیں
ایسا علم تو شیطان کے پاس بھی تھا لیکن اسکو راہ راست پر قائم نہ رکھ سکا اور محض علم آدم
بھٹکنے سے نہیں بچا سکتا بلکہ علم کے ساتھ اللہ تعالی کا کرم بھی شامل حال ہو تو تب کام بنتا
تو یہاں بھی یا تو آپ کے پاس علم غیر نافع ہے یا پھر رکشے کی طرح شور ہی شور ہے، کیوں
چار یار کی نفی پر روافض کے پاس کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔

اس سادگی پہ کون نہ شرمائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

چار یار کی مناسبت سے جواب رابع:

"من كان عدوا لله وملئكته و رسله وجبريل وميكل فان الله عدو للكفرين عطف الخاص على العام قوله من عطف الخاص على العام فائدة بذاالعطف التنبيه على فضلهما على غيرهما من الملائكة كانهما من جنس افراد التغاير في

الوصف ینزل منزلة التغایر فی الذات"۔[1]

یعنی آیت مذکور میں پہلے تمام ملائکہ کا ذکر کیا اور پھر جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام کی تخصیص کر کے ان کو الگ ذکر کیا گیا یعنی خاص کا عطف عام پر کیا اور خاص کا عام پر عطف کر کے اس بات پر تنبیہ کی کہ یہ دونوں باقی تمام ملائکہ سے افضل ہیں تو اس افضلیت کی وجہ سے گویا کہ یہ دوسری جنس سے ہیں اس وجہ سے تغایر فی الوصف کو تغایر فی الذات کے درجے میں رکھا گیا ہے۔

افض کا فلسفہ:

افض کے فلسفے کو اگر مد نظر رکھا جائے تو پھر تو (معاذ اللہ) یہ کہیں گے کہ اللہ تعالی نے دو تخصیص کی ہے لہذا باقی ملائکہ کے ساتھ اللہ تعالی کو بغض ہے، جب کے اہل سنت ماعت کے نزدیک ان دو کی تخصیص ان کی فضلیت کی وجہ سے کی گئی ہے اسی طرح ہم اہل نت وجماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کی حقانیت پر ایمان رکھتے ہیں، لیکن حق چار یار نعرہ لگا کر ان کی تخصیص کر کے یہ اعلان کرتے ہیں کہ یہ چار باقی تمام صحابہ سے افضل یں، لہذا چار کی تخصیص سے باقی صحابہ کرام کی حقانیت کی نفی نہیں ہوتی۔

س طرح ہمارے ہاں ایک اصطلاح "پنج تن پاک" کی ہے اگر کوئی اس سے یہ تاثر لے کہ صرف پنج تن ہی پاک ہیں اور باقی ناپاک ہیں (معاذ اللہ) تو اسے احمق ہی کہا جائے گا۔ اسی طرح حق چار یار کی اصطلاح سے بھی اگر کوئی یہ تاثر لے کہ (نعوذ باللہ) صرف چار یار حق ہیں باقی صحابہ کرام ناحق ہیں تو اسے پاگل ہی کہا جائے گا۔

حق چار یار کی مناسبت سے چار جواب ذکر کر کے یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ حق چار یار کے نعرہ سے باقی صحابہ کرام کی حقانیت میں بال برابر بھی فرق نہیں آتا ہاں شور ڈالنا کچھ

(1) تفسیر جلالین بمع حاشیہ جلالین بحوالہ مدارک ص15 مطبوعہ مکتبہ غوثیہ کراچی

لوگوں کا شیوہ ہے وہ اس کے پیسے لیتے ہیں لہذا وہ اپنا کام کریں۔ کیوں کہ فریب کاری دھوکہ دہی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے اسی لیے تو ہم کہتے ہیں کہ۔

فریب کارو مکار اور بھی دیکھے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے دھوکہ بازی آپ کی

البتہ اہل سنت وجماعت تو نعرہ تحقیق حق چار یار کا نعرہ لگاتے رہیں گے۔ اسی لئے تو بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر ہر وقت یہ آواز دلنواز گونجتی رہتی ہے۔

اللہ ، محمد ، چاریار حاجی، خواجہ، قطب فرید

نعرہ تحقیق کی مخالفت کرنے والے کہتے ہیں کہ " حق سب یار کہو اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان روکتے ہیں ہم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان کو نہیں روکتے جن صحابہ کی بے حرمتی کی گئی ہے جن کی شان میں فرق لایا گیا ہے انکو تحفظ مہیا کرنے کیلئے ہم کہتے ہیں (حق سب یار) نعرہ تحقیق کے جواب میں حق چار یار کہنے میں یا بغض اہل بیت کی بو آتی ہے۔ کیونکہ اگر خلفاء سمجھ کر لگاتے ہیں تو حق پنج یار ہونا چاہئے کیونکہ امام حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ بر حق ہیں۔ (۱)

عبارت مذکورہ حقیقت کے آئینے میں:

اصل مسئلہ کو سمجھنے سے قبل تمہیدی طور پر یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ سب یار کا مطلب ہے کل یار یعنی اردو میں جو سب یار کہا جاتا ہے یہ عربی میں کل یار کے مترادف ہے، اور کل ایک ہوتا ہے افرادی اور ایک ہوتا ہے مجموعی اور ایک ہوتا ہے کل با معنی کلی۔

(۱) نعرہ حیدری ص ٦ قادریہ جیلانیہ پبلی کیشنز

[علا]مہ عبد الحق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ شرح مرقاۃ میں فرماتے ہیں:

ان الكل يطلق على ثلثة معان الاول الكل الافرادى اى كل واحد واحد الثانى الكل المجموعى اى الكل من حيث هو كل الثالث الكلى وهو مالايمنع نفس تصوره عن وقوع الشركة فيه۔[1]

کل کا اطلاق تین معانی پر ہوتا پہلا کل افرادی یعنی کل واحد واحد (ہر ایک ایک) دوسرا کل مجموعی یعنی مجموع من حیث المجموع تیسرا کل بمعنی کلی اور وہ یہ ہے کل جس کا نفس تصور اس میں وقوع شرکت سے مانع نہ ہو۔

وضاحت

کل افرادی: وہ ہے جس سے اس کے مدخول کا ہر ہر فرد مراد ہو جیسے کل انسان جزئی حقیقی انسان کا ہر ہر فرد جزئی حقیقی ہے جیسے زید، عمر، بکر وغیرہم۔
کل مجموعی: وہ جس سے اس کے مدخول کا مجموعہ مراد ہو جیسے کل انسان الوف تمام انسانوں کا مجموعہ بے شمار ہے۔
کل بمعنی کلی وہ ہے جس سے اس کے مدخول کی معیت مراد ہو جیسے کل انسان نوع ای الانسان کلی نوع یعنی معیت انسان نوع ہے۔
اب ان میں سے ہمارے موضوع کے متعلق کل مجموعی ہے یعنی وہ ایسا کل ہے کہ اس کے مدخول سے ہر ہر فرد مراد نہیں ہوتا بلکہ جمیع افراد مجموع من حیث المجموع ہوتے ہیں۔ اور کبھی اس سے بعض اور کچھ افراد مراد ہوتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

تدمر کل شیء بامر ربها۔ (سورہ احقاف آیت ۲۵)
یہ آندھی ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے برباد کر ڈالے گی۔

(1) شرح شمس العلماء علی المرقاۃ ص ۱۳۰

یہاں کل شیء سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قوم عاد پر بصورت آندھی جو عذاب نازل ہو
نے تمام اشیاء کو تباہ کر دیا مگر اسی آیت میں ارشاد ہوا:

فاصبحوا لایری الامساکنہم

ایسے ہوگئے کہ بجز ان کے گھروں کے کچھ نظر نہ آتا تھا یعنی ان کے گھر باقی رہے حالانک
شیء کا تقاضا یہ تھا کہ ان کے گھر بھی باقی نہ رہتے لہذا یہاں یہ بات ثابت ہوتی ہے ک
آیت کریمہ میں کل مجموع من حیث المجموع کے معنی میں ہے اس کا ہر ہر فرد مراد نہیں

اسی طرح جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے عرض کی مجھے دکھلادے کہ تو مر
کو کس طرح جلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کو یقین نہیں؟ عرض کیا کیوں نہیں
اطمینان قلب کیلئے دیکھنا چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ چار پرندوں کو اپنی طرف ما
کر لیں پھر ارشاد ہوا ثم اجعل علیٰ کل جبل منہن جزاء۔ پھر ذبح کر کے
پرندوں کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دیجئے پھر انہیں بھلایئے تو وہ آپ کے پاس دوڑ
ہوئے آجائیں گے آیت مذکورہ میں علیٰ کل جبل منہن کے دو مفہوم ہو سکتے
ایک یہ کہ دنیا کے تمام پہاڑوں پر ان کا گوشت رکھ دیں یا یہ کہ ایک ہی پہاڑی کہ پوری
پر ان چار پرندوں کا گوشت رکھ دیں حالانکہ یہ ممکن نہیں اور نہ اس طرح ہوا جیس
احادیث اس پر شاہد ہیں لہذا یہاں بھی کل مجموعی ہے جو بمعنی بعض یا کچھ ہے۔ اس طرح
متعدد مثالیں قرآن مجید میں موجود ہیں لہذا کل مجموعی کا ہر ہر فرد مراد نہیں ہوتا بلکہ ا
کے جملہ افراد مجموع من حیث المجموع مراد ہوتے ہیں۔

خلاصہ کلام:

کل کے مدخول سے کبھی تو ہر ہر فرد مراد ہوتا ہے اور کبھی اس کے جملہ افراد مجموع م
حیث المجموع مراد ہوتے ہیں بصورت اول کل افرادی اور بصورت ثانی کل مجموعی ہے
اس بات کو آسان الفاظ میں یوں سمجھیں کہ ایک کلاس میں پچاس افراد ہیں تو پچاس

ں آجائیں تو کہا جائے کہ سب آگئے ہیں یعنی ہر ہر فرد آگیا ہے تو یہ کل افرادی ہے اور
بچاس ہیں اکثر آگئے ہیں چالیس، پینتالیس وغیرہ تو یہ کہا جائے کہ سب آگئے یعنی ہر ہر
آگیا ہے تو یہ درست نہیں البتہ کل مجموعی کے اعتبار سے یہ کہا جائے کہ سب آگئے
ع من حیث المجموع تو چونکہ یہاں پر ہر فرد مراد نہیں ہوتا بلکہ جمیع افراد مجموع من
ں المجموع مراد ہوتے ہیں اکثر آجائیں تو پھر بھی کل مجموعی کا اطلاق درست ہوتا ہے، لہذا
رست ہے۔ یعنی کل افرادی کہ اطلاق کیلئے ہر ہر فرد کا ہونا ضروری ہے جبکہ کل مجموعی
ہ ہر ہر فرد کا ہونا ضروری نہیں بلکہ اکثر موجود ہوں تو پھر بھی اس کا اطلاق درست ہے۔

سل مسئلہ : یہ ہے کہ جب یہ رافضی سب یار کہتے ہیں تو کل مجموعی مراد لیتے ہیں
ر جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ انکو بغض ہے۔ عداوت ہے سب میں وہ مراد نہیں لیتے۔
انکی ایک بہت بڑی سازش ہے جسکی بناپر عوام کو دھوکہ دیکر ورغلا لیتے ہیں۔ کہ ہم سب کو
نتے ہیں۔ حالانکہ یہ سب کو نہیں مانتے جیسا کہ ان کی تقریروں اور تحریروں سے واضح
ہے۔

عویٰ مذکور پر دلیل (۱):

رافضی سب یار کہہ کر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کو نکالتے ہیں:

> محقق الاسلام مولانا محمد علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ محدث ہزاروی کے متعلق رقم طراز ہیں جو نعرۂ تحقیق کی مخالفت کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ نعرۂ تحقیق حق چار یار جاہل بے علموں اور دین ایمان سے ناواقفوں کی ایجاد اور بدعت ہے لہذا نعرۂ تحقیق حق چار یار نہیں کہنا چاہئے کیوں کہ حضور کے سب یار حق ہیں جو ناحق ہیں وہ آپ کے نہیں بلکہ مطلقا باغی ہیں۔[1]

---

(۱) دشمنان امیر معاویہ کا علمی محاسبہ ج۲ ص ۳۷۸، مطبوعہ لاہور

اور اسی ضال و مضل کی انٹرنیٹ پر یہ ویڈیو بھی موجود ہے کہ یہ نعرہ تحقیق نہیں بل
تفسیق ہے اور مذکورہ جملہ خرافات بھی اس بیان میں موجود ہیں ان صاحب کی تحریر
تقریروں میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو باغی طاغی کہنا کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں
ملاحظہ ہو:

یہی شترے بے مہار اپنی کتاب (سوالات مومنین جوابات ۳۳علمائے دین) میں ای
یہ سبائی فکر پیش کرتے ہیں "یہی ہوا کہ آج اہل بدعۃ مبتدعین بانی بغاوت و ظلم و
معایہ صاحب کو خلیفہ ششم الاپنے لگے"۔[1]

اور ایک دوسرے مقام پر اس کا تبرا بر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ملاحظہ ہو: "یوں ہی ملا
نئے پرانے وکلا وعدا الله الحسنى پر بھی رشوت کا حق نمک ادا کرنے میں م
طاغی، ظالم مبتدع سب کو جنت میں گھسانے کی سعی ناکام کرنے کے عادی ہیں۔
وعدہ منافق، طاغی، ظالم، فاسق، فاجر کیلئے ہرگز نہیں۔۔۔۔طاغین، باغین کا ٹھکانہ جہ
۔۔۔۔ملانے نئے پرانے نفاق کفر، بغاوت، ظلم، بدعت کے بانی و موجد معاویہ صاحب
کو کی وکالت کا ذمہ لئے ہوئے ہیں"۔[2]

مزید دیکھئے اس محدث کا خبث باطنی کس طرح جوش مارتا ہے لکھتا ہے "سوال: باغی ظا
بدعتیوں گمراہوں کے حمایتی کہتے ہیں صحابہ میں ان کو تصور کرکے ان کی بدی کا خیال
چھوڑ دو تو اس میں حرج ہی کیا ہے صحابہ کی تعداد میں اضافہ ہی ہو گا۔

جواب: یہ کہنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی ابوجہل، ابولہب، عبداللہ ابن ابی کو بھی برائی،
نفاق سے یاد کرنے کو چھوڑ دو بلکہ ان پر رضی اللہ عنہ پڑھنا شروع کر دو اس میں جرم ہی کیا

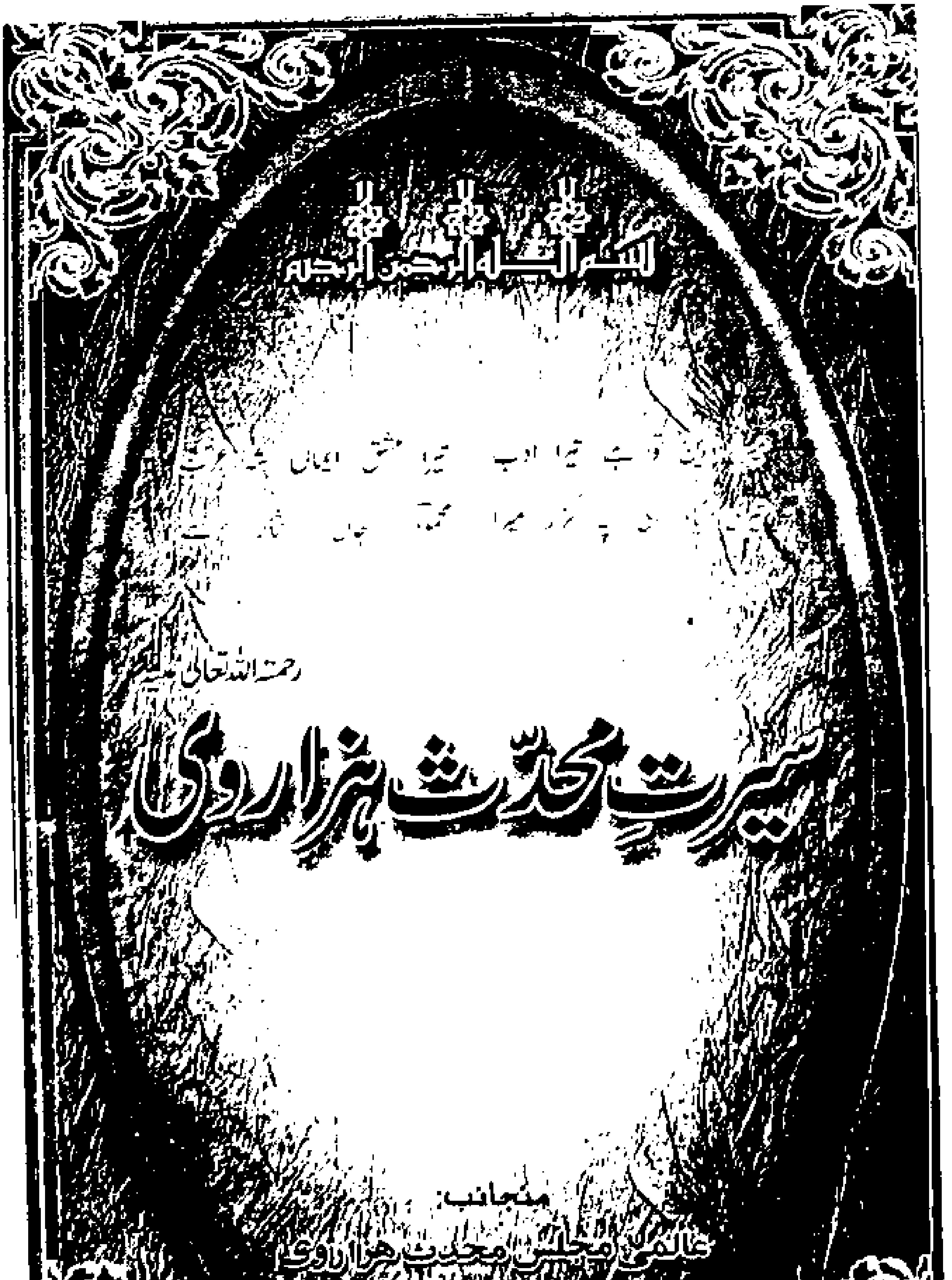
(1) سوالات مومنین جوابات ۳۳ علمائے دین ص ۵۱ ناشر ادارہ تحفظ ناموس آل واص
پاکستان
(2) سوالات مومنین جوابات ۳۳ علمائے دین ص۵۲ ناشر ادارہ تحفظ ناموس آل واص
پاکستان

حابہ میں ان کی تعداد کا اضافہ ہی ہو گا ایسے کافر باغی منافق لوگوں کی برائی سے کترانہ الشا
ن کو صحابہ میں رلانانہ عقلاً صحیح ہے نہ دیانتاً درست ہے اس سے صحابہ کی توہین ہو گی اور ان
ں عزت مشکوک ہو جائے گی یہ منع ہے"۔(۱)

س کے علاوہ محقق اسلام مولانا محمد علی نقشبندی نے اپنی مذکورہ بالا کتاب میں اس خبیث
کے متعدد وہ سوالات ذکر کئے ہیں جس میں اس نے خال المومنین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو
باغی اور طاغی لکھا ہے۔

اس بحث سے اتنی بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ یہ جو سب یار کہتے ہیں ان میں سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو نکالتے ہیں اور دیگر متعدد صحابہ کرام کو بھی جیسا کہ آگے آئے گا لہذا یہ بات عیاں ہو جائے گی کہ یہ کل مجموعی مراد لیتے ہیں افرادی نہیں کیوں کہ عبارات منقولہ بالا سے اتنی بات واضح ہو گئی کہ سب سے پہلے نعرہ تحقیق حق چار یار کی مخالفت کرنے والا اور اس کی تردید کرنے والا یہی بدترین خلائق شخص ہے یہی حضرت اس نظریہ کے موجد اور بانی ہیں اور سب یار کہہ کر وہ ایک گناؤنی سازش کرنا چاہتا ہے جس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن و تبرا کا دروازہ کھلتا ہے جو کہ شیعہ کا مذہب ہے۔ تو اب آنکھیں کھول کر بنظر غائر یہ بھی پڑھ لیجئے اور دیکھ لیجئے کہ موجودہ گروہ تفضیلیہ کے شیخ اور اہل سنت وجماعت کی تنظیم کے آل پاکستان کے لیڈر کہلوانے والے اسی گمراہ شخص کے خلیفہ ہیں اور انہی کے افکار ونظریات پر کاربند ہیں اور آئے دن گھوم گھما کر اپنے امام وپیشوا کے مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں آیئے دیکھئے محدث ہزاروی کی سیرت پر لکھی گئی کتاب میں خلفاء کی فہرست کے اندر ان نام نہاد سنیوں کے نام (سیرت محدث ہزاروی ص ۳۶۰ پر خلفاء کی فہرست میں ان کے نام ملاحظہ ہوں) ان صفحات کا عکس اگلے صفحات پر دیکھئے۔۔۔۔

(۱) سوالات مومنین جوابات ۳۲ علمائے دین ص ۵۳ ناشر ادارہ تحفظ ناموس آل واصحاب پاکستان


بسم اللہ الرحمن الرحیم
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
سیرت محدث ہزاروی
منجانب
عالمی مجلس محدث ہزاروی
پاکستان

سیرتِ محدّث ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حسب الارشاد

حضرت مفکر اسلام بقیۃ السلف حجۃ الخلف قائد الثورۃ
افاضل الکتاب والسنۃ امیر تحریک خلافت اسلامیہ نائب الاولیاء

ابوزین پیر سید محی الدین محبوب

حنفی قادری کاظمی بن محدث ہزاروی مدظلہ العالی
سجادہ نشین خانقاہ محبوب آباد شریف حویلیاں ہزارہ پاکستان

مؤلف: محقق محب الاولیاء
فرزند علی قادری محمودی
منشی فاضل بی-اے

منجانب: عالمی مجلس محدث ہزاروی
ناشر:
مرکز فروغ علم وادب ومکتبہ محمودیہ ۹۷۳-اے بی گلستان کالونی، فیصل آباد، پاکستان

سیرتِ محدّث ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مؤلف: محقق محبّ الاولیاء فرزند علی قادری محمودی
منشی فاضل بی-اے

منجانب: عالمی مجلس محدث ہزاروی

صفحات: ۵۱۲ سائز: ۱۸×۲۳/۸
باراول: تعداد: ۵۰۰
سن طباعت: ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۰۰۲ء

مطبع :	وقاص پرنٹنگ پریس، امین پور بازار، فیصل آباد
کمپوزنگ:	اعظم سکینو گرافک، چنیوٹ بازار، فیصل آباد
تزئین :	عبدالشکور سبحانی، عبدالرحمٰن
ہدیہ :	روپے

ملنے کا پتہ:

- خانقاہ محبوب آباد شریف حویلیاں ہزارہ، ضلع ایبٹ آباد فون:0992-610806
- فرزند علی قادری محمودی، ۱۷۳۰-ایف، گلستان کالونی، فیصل آباد فون 041-784890
- قادریہ کمپوزرز، ۱۳-جاوید کالونی سرگودھا، فون:0451-750824
- ڈاکٹر محمد سلیم قادری محمودی، سردار دواخانہ، جی ٹی روڈ، پشاور
- ڈاکٹر امجد علی قادری محمودی، چیف میڈیکل آفیسر، پاکستان پٹرولیم کراچی
- **Syed Jahangeer Saleem,** *70-Kenwyn Drive, Neasdon London, U.K.*
- **Muhammad Yaseen Rasool,** *Tootal Drive Post Office No.2 Tootal Road, Salford Greater, Manchester M-5 2FX England.*
- **Mr. Habib Qureshi,** *18 Canterbury LN. Tamarac, FL 3319-2404 USA*
- **Amjad Ali Shah,** *17-MAIL M. DE FONTENAY 93120 LA COURNEUVE FRANCE*
- **Muhammad Saleem,** *Socrties 157 MD 13671 MENIDI ATHENS GREECE Ph:0300-946661054*

ناشر:

مرکز فروغ علم وادب ومکتبہ محمودیہ ۱۷۳۰-الف، گلستان کالونی فیصل آباد، پاکستان

Ph:041-784890 Mob. 0300-9664749

فہرست خلفاء

۱۔ مفکر اسلام بقیۃ السلف حجۃ الخلف عالم الکتاب والسنۃ امیر تحریک خلافت اسلامیہ ابوزین پیر سید محی الدین محبوب حنفی قادری کاظمی بن محدث ہزاروی مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ محبوب آباد شریف حویلیاں ہزارہ ضلع ایبٹ آباد

۲۔	محترم سید ارشاد حسین شاہ قادری محمودی	لاہور
۳۔	محترم قاضی شبیر احمد قادری محمودی	لاہور
۴۔	محترم قاضی محمد حسین قادری محمودی	لاہور
۵۔	محترم فیضیاب خان قادری محمودی	لاہور
۶۔	محترم منصور علی شاہ قادری محمودی	لاہور
۷۔	محترم مولانا ملیک الرحمن قادری محمودی خطیب جامع شاہ محمد غوث	لاہور
۸۔	محترم علامہ محمد ابراہیم صائم چشتی قادری محمودی	فیصل آباد
۹۔	محترم سید محمد امین علی شاہ نقوی قادری محمودی	فیصل آباد
۱۰۔	محترم میاں امام علی قادری محمودی	فیصل آباد
۱۱۔	محترم سید خورشید حسین شاہ قادری محمودی	سیالکوٹ
۱۲۔	محترم کرنل محمد شفیع صاحب قادری محمودی	سیالکوٹ
۱۳۔	محترم مولانا عبدالکریم قادری محمودی	سیالکوٹ
۱۴۔	محترم محمد یسین قریشی قادری محمودی	راولپنڈی
۱۵۔	محترم ممتاز الٰہی قادری محمودی	راولپنڈی

۱۶۔	محترم حافظ قاری محمد رضا قادری محمودی فاضل مدینہ یونیورسٹی	راولپنڈی
۱۷۔	محترم قاری خوشی محمد الازہری قادری محمودی	اسلام آباد
۱۸۔	محترم صوبیدار فضل داد قادری محمودی	جہلم
۱۹۔	محترم حاجی شیر دل قادری محمودی	جہلم
۲۰۔	محترم مفتی عزیز اللہ قادری محمودی	دینہ جہلم
۲۱۔	محترم مولوی سلطان عالم قادری محمودی	جہلم
۲۲۔	محترم مفتی سید شبیر احمد غازی راجوروی قادری محمودی	راولاکوٹ آزاد کشمیر
۲۳۔	محترم علامہ محمد فاضل قادری محمودی	آزاد کشمیر
۲۴۔	محترم سید حیات علی شاہ قادری محمودی	کوہاٹ
۲۵۔	محترم حافظ قاری محمد علی قادری محمودی	میانوالی
۲۶۔	محترم اللہ یار قادری محمودی	میانوالی
۲۷۔	محترم محمد شریف قادری محمودی	بدوملہی
۲۸۔	محترم صوبیدار میجر محمد صادق قادری محمودی	سرگودھا
۲۹۔	محترم گل محمد قادری محمودی	سرگودھا
۳۰۔	محترم صوبیدار عبدالحق قادری محمودی	خوشاب
۳۱۔	محترم غلام نبی قادری محمودی	گجرات
۳۲۔	محترم حاکم علی قادری محمودی	بھکر
۳۳۔	محترم سکندر خاں صاحب قادری محمودی	علاقہ چھچھ

۳۴ـ	محترم سید پھول شاہ قادری محمودی	[illegible]
۳۵ـ	محترم سید غلام محمد شاہ قادری محمودی	ٹل
۳۶ـ	محترم عبادت علی قادری محمودی	[illegible]
۳۷ـ	محترم سید علی شاہ قادری محمودی	[illegible]
۳۸	محترم حاجی محمد شفیع قادری محمودی	محمود آباد کراچی
۳۹ـ	محترم حاجی امیر احمد قادری محمودی	[illegible]
۴۰ـ	محترم حاجی امیر احمد قادری محمودی	حسن ابدال
۴۱ـ	محترم سید سلطان محمود کاظمی قادری محمودی	غلہ منڈی ساہیوال
۴۲ـ	محترم حاجی محمد دین قادری محمودی	اومرشرفو واہ کینٹ
۴۳ـ	محترم میاں ظاہر شاہ عثمانی قادری محمودی	سوات
۴۴ـ	محترم حاجی محمد شفیع بغدادی قادری محمودی	گوجرانوالہ
۴۵ـ	محترم سید جلیس شاہ قادری محمودی	حویلیاں شریف
۴۶ـ	محترم سید سکندر شاہ قادری محمودی	موہلن شریف
۴۷ـ	محترم سید محمد شاہ قادری محمودی	کیہالہ
۴۸ـ	محترم مولانا عبدالحمید قادری محمودی	سلہٹ (بنگلہ دیش)
۴۹ـ	محترم بابا محمد شفیع قادری محمودی	حیدرآباد (سندھ)
۵۰ـ	محترم مفتی عبداللطیف قادری محمودی	ٹھٹھہ سندھ
۵۱ـ	محترم سید مشتاق احمد شاہ قادری محمودی	میرا [illegible]
۵۲ـ	محترم سید قاری بزرگ شاہ قادری محمودی	چترال

۵۳۔	محترم حکیم محمود احمد قادری محمودی	نوشہرہ
۵۴۔	محترم علامہ سید ریاض حسین شاہ قادری محمودی	راولپنڈی
۵۵۔	محترم شیخ عبدالکریم کردی قادری محمودی	بغداد شریف عراق
۵۶۔	محترم سید محمود حسین شاہ قادری محمودی	فتح پور لیہ
۵۷۔	محترم ڈاکٹر سلطان محی الدین قادری محمودی	کورنگی کراچی
۵۸۔	محترم علامہ قربان نظامی قادری محمودی	لاہور
۵۹۔	محترم علامہ قاضی اسرار الحق حقانی قادری محمودی	راولپنڈی
۶۰۔	محترم کرنل اصغر علی شاہین قادری محمودی	امین آباد گجرات
۶۱۔	محترم زمان علی قادری محمودی	مظفر آباد
۶۲۔	محترم شائق الخیری قادری محمودی	کراچی
۶۳۔	محترم ڈاکٹر بیرسٹر علامہ محقق پیر سید عبدالقادر شاہ جیلانی فاضل مدینہ یونیورسٹی قادری محمودی	پنج بھانہ راولپنڈی
۶۴۔	محترم ڈاکٹر محمد یوسف قادری محمودی	کوہاٹ
۶۵۔	محترم میاں محمد بلخی حنفی قادری محمودی	افغانستان

حضرات کا صحابہ کرام کے گستاخ محدث ہزاروی کا خلیفہ ہونا فقیر کے دعویٰ کی دلیل
کہ جس طرح وہ سب یار سے کل مجموعی مراد لیتا ہے اور بعض صحابہ کو تبرا کرتا ہے یہ
اس کے خلفاء ہونے کی وجہ سے کل مجموعی مراد لیتے ہیں اور جن جن صحابہ کرام سے
کو بغض ہے ان کو اس نعرہ کی صورت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فہرست سے نکال کر سادہ
م کو دھوکہ دے کر عقیدہ اہل سنت میں ڈنڈی مارتے ہیں۔

ل دوم ۲:

ں کے باوجود اگر کوئی ان کا حامی اس بات پر مصر ہو کہ یہ کل مجموعی مراد نہیں لیتے تو وہ
کی یہ گستاخیاں انٹرنیٹ پر دیکھ بھی سکتا ہے اور سن بھی سکتا ہے کہ یہ لوگ تبرا باز ہیں
بہ کرام رضی اللہ عنہم کے گستاخ ہیں پھر کس منہ سے سب یار کہتے ہیں؟

منکرین حق چار یار کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخیاں

ابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گستاخ ٹولہ نے اپنی خباثت کے اظہار کیلئے ایسے ایسے الفاظ کہے جو زبان
لانے کو جی نہیں چاہتا لیکن ان کے فریب کے اظہار کیلئے مجبوراً ذکر کیئے دیتا ہوں کچھ
رصہ قبل ایک کتابچہ نعرہ حیدری نامی چھپا جس میں لکھا گیا ہے کہ " فضلیت کسی گنہگار کو
ی دی جا سکتی ہے جیسا صحابی ہے گہنگار ہو کر بھی ساری امت سے افضل ہے"۔(۱) اور
لاتفاق ساری امت سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں تو یہاں پر حضرت ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ کو گنہگار کہا گیا ہے تو یہ شان صحابہ کی تنقیص نہیں تو اور کیا ہے؟ اور یہی لوگ
لیتے ہیں کہ (معاذ اللہ) ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چڑی بھی نہیں ماری تو ان کا پھر بھی پہلا نمبر اور
یدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ہزاروں کافر مارے ہیں تو ان کا پھر بھی چوتھا نمبر ہے (حالانکہ

(۱) نعرہ حیدری ص ۹ مطبوعہ قادریہ جیلانیہ پبلیکشنز

خود مولا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان عالی شان ہے کہ جو مجھ کو چوتھا خلیفہ نہ مانے اس پر اللہ کی لعن
تو یہ لعنت بھی تو آپ نے ہی برداشت کی ہے) (معاذ اللہ) یہ گستاخی نہیں تو کیا ہے؟ یہ
کافریب ہے کیونکہ یہ آسمان کذب وافتریٰ کے بدر منور ہیں اور بعد میں لکھا ہے کہ "ہم
صحابہ کرام کی بے حرمتی کی گئی جن کی شان میں فرق لایا گیا ہم تو انکو تحفظ مہیا کر
ہیں۔[1]

اور تعجب یہ ہے کہ ان کے ہاں تحفظ کس بلا کا نام ہے کیا یہ تحفظ فراہم کرتے ہو تم ص
کرام رضی اللہ عنہم کو کہ ایک کتاب لکھی گئی جس کا نام "امام حسن اور خلافت راشدہ ہے" جس
صفحہ نمبر ایک سو نوے پر بڑا زور دے کر یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ سیدنا امام حسن مجتب
زہر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دی ہے اور اسی کتاب میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے متعلق
اپنی دریدہ دہنی اور خبث باطنی کا اظہار کیا گیا ہے۔

1- نبی کا غیر نبی کے ساتھ تقابل اور غیر نبی کی برتری کا دعویٰ :

کوئی ایسا نبی آپ کی اطلاع میں ہے کہ جس کے زمانے میں کفر بالکل نہ ہوا ہو؟ اگر آپ
اطلاع میں ہو تو ممکن ہے میری اطلاع میں نہیں ہے۔ آدم علیہ السلام بھی اپنی اولاد میں کفر دیکھ
گئے، ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ومرسلین میں سے کسی نبی یا کسی رسول کے زمانے میں
کبھی مٹا نہیں۔ یار جو کام نبیوں میں سے کسی نبی نے نہ کیا ہو اگر اولادِ فاطمہ کا ایک آدمی
کے دکھلا دے تو ماننا تو پڑے گا کوئی چیز تو ہے۔ امام مہدی آخر الزمان جب آئیں گے تو پو
روئے زمین سے کفر مٹے گا کہ نہیں؟ کسی چھوٹے مرتبے والے سے بھی کوئی بڑا کام ر
لے لے کیا اختلاف ہے۔

(1) نعرہ حیدری ص ٦ مطبوعہ قادریہ جیلانیہ پبلیکشنز

-صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر رشوت خوری کا الزام:

ر کے دورِ حکومت میں دھونس دھکے کے ذریعے لوگوں کو مار پیٹ کے اور پیسے دے کے
۔۔۔ جو نصیحتیں کرتے تھے امام حسین کربلا میں نہ جائیں ہر ایک نے ایک ایک لاکھ درہم
ہوا تھا۔ یہ نہیں بتاتے تھے ہم نے پیسے لیے ہوئے ہیں کہتے تھے تم نہ جاؤ۔ ان کی ڈیوٹی
ں تھی؟ دوشِ رسول کا شاہسوار ہے خطرہ قبول کرتا ہے ساتھ خطرہ قبول کرو۔

3-جمیع صحابہ کرام بالخصوص خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی توہین:

ب نعروں کے ذریعے پلہ برابر کرتے ہو۔ نہیں، علی کی شجاعت لاؤ تو پھر علی کے برابر
رے لاؤ۔

4-جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین:

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَینَ عَلِیٌ؟ اگر نظر آتا ہو تو پھر پوچھتے ہیں کہاں ہے؟-----
نظر کیوں نہیں آرہے تھے؟ نمبر بنانے کے لیے کئی لوگ آگے تھے پر اب جان دینے کا
وقت ہے۔----اَینَ عَلِیٌ؟ علی کہاں ہے؟ واہ میرے مصطفیٰ! جان دینے کے وقت
سب سے پہلے جس کا نام نبی کی زبان پر آیا اس کا نام علی ہے۔

5-سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی توہین:

فرمایا اَینَ عَلِیٌ؟ علی کہاں ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے وہاں اور لوگ آگے آگے تھے مگر یہ
موت کا وقت تھا اس لیے علی کے خون کی ضرورت پڑی۔ کوئی دوسرا لمبے قد والا وہاں کام نہ
آسکا۔ سمجھ آئی یہ بات!

6- حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم اور حضرت سیدہ ام کلثوم بنتِ حضر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے نکاح کا انکار:

نکاحِ ام کلثوم: نسائی شریف کے اندر حدیث ہے جس ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر فار رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا وہ اور علی کی بیٹی تھی، وہ اور ام کلثوم تھی کیونکہ وہ 55ھ میں اس کا بیٹ تھا اس کو بھی شہید کیا گیا تھا اور اس ماں کو بھی شہید کیا گیا تھا جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پڑھایا تھا لیکن جو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام کلثوم تھی اس کا نکاح کربلا شریف بعد حضرت جعفر طیار کے تین بیٹوں کے ساتھ ہوا ہے یکے بعد دیگرے۔ اس کا ذکر حضر علامہ زرقانی نے زرقانی شرح مواہب اللدنیہ کے اندر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پہلے بیٹے ساتھ شادی ہوئی وہ فوت ہو گیا، دوسرے بیٹے کے ساتھ شادی ہوئی وہ فوت ہو گیا تیسرے بیٹے کے ساتھ شادی کرنے لگے تو میں بڑی پریشان تھی، جنابِ سیدہ کہتی ہیں کلثوم، کہ میری ساس کہے گی بڑی منحوس لڑکی ہے جس سے بھی اس کی شادی کرتے ہیں مر جاتا ہے۔ واقعہ یہ ہوا تھا کہ ان کی جو ساس تھیں ناں پہلے جعفر طیار کی اہلیہ محترمہ تھی جب ان کی شہادت عمل میں آئی تو ان کا نکاح حضرتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پڑھا گیا جب ان کا وصال ہو گیا تو اس کے بعد جنابِ حیدرِ کرار کے ساتھ ان کا نکاح ہوا پھر یہ سوتیلی ما بھی لگیں اور یہ ساس بھی لگیں۔ تیسرے ایک کے ساتھ بھی آپ کا نکاح ہوا۔ اب صاحبزادی ام کلثوم کے نام سے تھی کسی اور علی کی وہ تو شہید ہو گئی ہے 55ھ میں اور اس جنازہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پڑھایا ہے تو پھر یہ ام کلثوم جو حضرت حیدرِ کرار کی صاحبزادی ہے اس کا تو خاندان میں رشتہ ہوا تھا ان رشتوں کے ساتھ ہوا ہے اگر اس جگہ و 55ھ میں شہید ہو گئی ہو اور اس کا جنازہ پڑھالیا گیا ہو تو وہ کون سی ام کلثوم ہو گی جس کا بعد میں نکاح ہوا حضرتِ حیدرِ کرار کے بھتیجوں کے ساتھ؟ معلوم ہوا یہ خود ساختہ سٹوریاں ---بڑی سے بڑی کتاب میں لکھا--- کون کون سی بات بڑی سے بڑی کتاب میں نہیں

ں گئی؟ یزید کو جنتی بڑی سے بڑی کتاب نے نہیں کہا؟ کیا یزید جنتی ہے؟ اگر ایسا لعنتی
ں ہو سکتا ہے پھر تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا پھر تو دوزخ بنائی کس کے لیے گئی؟

۔حضرت سیدہ امِ کلثوم بنتِ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کے حضرت سیدنا
ر فاروقِ اعظم کے ساتھ نکاح کے حوالے سے شدید گستاخانہ بیان:

لے کہا کہ تم اپنی بیٹی کو سنوار کے میرے پاس بھیجو اگر مجھے پسند آگئی تو میں کر لوں گا تو
ضرت حیدرِ کرار نے نکاح سے پہلے اپنی بیٹی کو سنوار کے بھیجا۔ یہ جتنے امِ کلثوم کے نکاح کا
ار کرنے والے ہیں ہم ان سے کہیں گے تم اپنی بیٹیوں کا یہ تجربہ کراؤ گے ہمیں جو حضرت
لی مرتضیٰ کی بیٹی کا تجربہ بتاتے ہو کہ ان کو بنا سنوار کے بھیجا، حضرت عمر نے ان کو زانو پر
ٹھایا، ان کے بوسے لیے، گلے سے لگایا، ان کی پنڈلی ننگی کر کے پکڑی تو انہوں نے کہا کہ تو
میر المومنین نہ ہوتا مار کے میں تیری ناک توڑ دیتی اور دوسرا جملہ ہے لَتَمَسْتُ
عَيْنَكَ میں تیری آنکھیں نکال دیتی۔ اگر کوئی شائستہ بات کی ہوتی تو وہ یہ بات کہتیں؟
واپس آ کے کہتی ہیں اَرْسَلْتَ اِلٰی شَیْخٍ سُوْءٍ ایک بڑے بدتر بوڑھے کی طرف تم نے مجھے بھیجا
ہے۔ یہ نکاح سے پہلے کی روداد ہے۔

8-حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر دھوکہ دہی و جھوٹ اور خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم
پر باغِ فدک غصب کرنے کا الزام:

علامہ بدرالدین عینی نے عمدۃ القاری شرح بخاری کے اندر اس (مروان) کی ہسٹری لکھتے
ہوئے لکھا ہے کہ حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو اور اس کے باپ کو شہر بدر کیا تھا اور
خلفاء کو حکم دیا تھا کہ جو میرے بعد خلیفہ ہو گا اس کو ایک فرسنگ اور دور کرے گا۔ یہ حکم کا
بیٹا ہے مروان بن حکم۔ یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا سگا چچازاد ہے اور پھر حضرت سیدہ عائشہ

رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جو قرآن مجید میں آتا ہے ناں شجرۂ ملعونہ، شجرۂ ملعونہ جو ہے یہ مروان
اور مروان کا باپ ہے اور خبیث ابنِ خبیث ابنِ خبیث کوئی سات پشتوں تک حضرت
نے اس کا ذکر کیا ہے۔ علامہ بدرالدین عینی نے اس کا ذکر کیا ہے کہ یہ خبیث بن خبیث
خبیث ہے اور یہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا چچازاد لگتا تھا۔ جس وقت ان کی خلافت کا زمان
اس کو یہ واپس لے آئے۔ صحابہ کرام اس پر معترض ہوئے، انہوں نے کہا اس کو کی
واپس لے آئے ہو؟ انہوں نے کہا سرکار کا مجھ سے تنہائی میں وعدہ تھا میں اس کو واپس
لوں گا۔ انہوں نے کہا اگر وعدہ تھا تو قوم کو بتلایا کیوں نہیں؟ آپ کے سوا کسی اور کو پتہ کی
نہیں؟ لیکن تاہم صحابیٔ رسول ہیں ان کے بارے میں کوئی ایسی بات کہنا حرام ہے، نہ ہمار
مذہب میں درست ہے۔ اس کو بیٹی بھی دی اور وہ باغِ فدک جو حضرت سیدہ خاتون جنت
نہیں دیا گیا تھا وہ اس کو دیا گیا۔ خاتونِ جنت کی محرومی کی کوئی قانونی وجہ ہوئی ہو گی لیکن ا
کو دیئے جانے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ عمر بن عبدالعزیز نے پھر اہل بیت کو وہ باغ واپس
تھا۔ عمر بن عبدالعزیز کے پاس کیسے آیا تھا؟ چونکہ اس بدبخت کے پاس وہ آیا تھا ناں،
عبدالعزیز صاحب محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ عزیزیہ کے اندر لکھا ہے کہ اہل بی
کی محبت کو زندہ رکھنے کے لیے مروان پر لعنت بھیجنا ضروری ہے یہ فتاویٰ عزیزیہ کے ان
موجود ہے یعنی جو ملعون ہے اہل بیت کے کاغذات میں یہ اس آدمی کا نام ہے۔

9- حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر دھوکہ دہی و جھوٹ اور خلفاءِ ثلا
رضی اللہ عنہم پر باغ فدک غصب کرنے اور اسلامی قانون سے نابلد ہونے کا الزام:

وہ (ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) اکیلی Two-third of Islam کی جاننے والی ہیں
انہوں نے فرمایا یہ (مروان) ملعون بن ملعون بن ملعون ہے، صاحبِ روح المعانی ـ
بَعْدَ ذٰلِکَ زَنِیْم اس کی تفسیر ایک ایسی تفسیر لکھی ہے جو میں اس وقت بیان نہیں کر سکتا۔ جت

لم حضرات ہیں صبح نکال کے دیکھیں۔۔۔ دنیا کا ذلیل ترین کام ہے جو اس آدمی کے
ہے، جب یہ (حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ) واپس لے آئے اس کو اس وقت صحابہ کرام
نے پوچھا کہ آپ ان کو کیوں واپس لے آئے جب سرکار نے ان کو نکالا بھی تھا اور ہر
کو حکم دیا تھا اس کو دور کرنا۔ تو انہوں نے جواب میں ارشاد فرمایا حضرت عثمان غنی
نے کہ سرکار نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا میں نے درخواست کی تھی سرکار نے وعدہ فرمایا
کہ میں انہیں واپس بلالوں گا، لیکن اس کے راوی اکیلے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ ہیں، اب
یفہ رسول ہیں ان کے بارے میں نہ کوئی کمزور رائے ہم قائم کر سکتے ہیں نہ کوئی بری بات
سکتے ہیں لیکن صحابہ کرام نے اس پر بڑا جھگڑا رکھا کہ آپ کو یہ حق نہیں تھا ان کو واپس
تے، اگر سرکار نے وعدہ کیا تھا تو سرکار کی زندگی میں دہراتے اور اگر نہیں دہرایا تھا تو کچھ
ن کے وصال کے بعد آپ سے پہلے دو خلافتیں گزری ہیں ان کے زمانے میں کیوں نہیں
ہرایا۔ بہر حال یہ صحابہ کرام اور خلفاءِ راشدین کی باہمی گفتگو ہے اس بارے میں ہم حصہ
ار نہیں ہیں۔ ہم نے تو وہ سرکار کی زبانِ مبارک کی جو اطلاع ہے **ما ضر عثمان**
ماعمل بعد الیوم عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے نبی پاک علیہ السلام کے مشن کی وہ خدمت کی ہے اس
کے بعد عثمان کچھ بھی کرے تو عثمان کا کچھ نہیں بگاڑا جا سکتا، تو وہ سرکار کے اس اختیار کو ہم
تسلیم کرتے ہیں اس لیے اس بارے میں کوئی مزید بات نہیں کرتے۔ اس کو بلا کے بھی
لائے اور اس کو بیٹی کا رشتہ بھی دیا، اس کے بعد علامہ بدرالدین عینی نے اس بات کا ذکر کیا
کہ جو باغِ فدک نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے جنابِ خاتونِ جنت نے مانگا تھا مولا مرتضیٰ
ان کے ساتھ تھے ان کو کہا گیا تھا کہ اسلامک لاء کی رولنگ (ruling) یہ ہے، اس پر بھی
محدثین کو کافی اختلاف ہوا کہ رولنگ کا سب سے بڑا جاننے والا تو حضرت علی مرتضیٰ ہے،
قانونِ وراثت کے تو سارے فیصلے وہ کرتے رہے ہیں، ان کو کیوں پتا نہیں؟

10- حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر طعنہ زنی:

بُلعُوْ میمیری گردن، ان کو دوسرے کی گردن کا تو صرفہ نہیں تھاناں، میری یہ گردن
دی جاتی، یہ کس کے سامنے بیان کر رہے ہیں؟ مروان کے سامنے کر رہے ہیں، کہتے
لَوْشِئْتُ اَنْ اُسَمِّیَ فُلَانٍ وَ فُلَانٍ وَ فُلَانٍ لَفَعَلْتُ اگر میں چاہتا کہ میں نام لوں
وہ فلاں شخص ہے وہ فلاں شخص ہے یعنی نبی پاک علیہ السلام کے خاندان کے دشمنوں،
کریمین کے عداوت پرستوں اور خاندانِ نبوت کے خون آشاموں کے نام اگر میں لینا
تو میں بڑی آسانی سے لے سکتا تھا لیکن وَ اَمَّا الْاٰخَرْ فَلَوْ بَثَثْتُهٗ لَقُطِعَ الْبُلْعُوْمُ اگر
تمہارے سامنے وہ دوسرا علم بیان کر دوں تو میری حلق کاٹ دی جائے۔ یار! بات
کرنے کی تو تھی پر کر نہ سکے ڈر حلقوم کے کٹنے کا تھا۔

11- حضرت سیدنا ابو ہریرہ و حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہما کو غیر معیا
انسان ہونے کا طعنہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یا حضرت شاہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کو مجرم گردانے کا حق نہیں ہ
کیونکہ بات کے دو پہلو ہوتے ہیں؛ ایک رخصت، ایک عزیمت۔ جو نچلے سے نچلا درجہ
کا ہوتا ہے اس کا نام ہے رخصت، اس پر وہ عمل کر گئے لیکن معیاری بندہ اپنے معیار
مطابق خرید و فروخت کرتا ہے۔ کہا تم رخصت پر عمل کر سکتے ہو تم سرکار کی گردِ را
چومنے والے ہو، میں سرکار کی زبان چومنے والا ہوں اس لیے میں رخصت پر عمل نہیں
سکتا میں عزیمت پر عمل کروں گا۔

12- افضلیتِ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا انکار:

جنہیں گود میں لے کے بیٹھیں وہ افضل یا جو صرف جوتے چومیں وہ افضل ہیں؟ سمجھ آر
ہے یہ بات؟ جو سرکار کو اٹھا کے چلیں ان کو زیادہ عزت ملی یا جن کو سرکار اٹھا کے چلیں؟

1-افضلیت دینی ضرورت کی چیز نہیں:

تاب (زبدۃ التحقیق) ہے اور اللہ کے فضل و کرم سے میں امید کرتا ہوں کہ اس کو کوئی
یدی نقطۂ نگاہ سے چیلنج نہیں کر سکے گا۔ اس کتاب کے اندر اس پر بحث کی ہے کہ افضیت
دینی کوئی ضرورت بھی ہے کہ نہیں۔ یہ دینی ضرورت کی چیز نہیں ہے، نہ قبر میں سوال
گا نہ قیامت کے دن، کون افضل ہے؟ افضلیت ضروریاتِ دین میں سے نہیں ہے۔
ون کس سے کتنا افضل ہے" اس پر گفتگو ہے اور کوئی کتاب اہل سنت کی کتب کے سوا
ں میں پیش نہیں کی۔

14-نبی کریم ﷺ کی ساس حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا اور سسر حضرت سیدنا بوسفیان رضی اللہ عنہ کی شدید توہین:

پ کو یہ بھی بڑی حیرت ہوتی ہوگی کہ (حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا) رہنے والی مکے کی ہیں، مدینے
یں کیا تلاش کرتی پھرتی ہیں؟ احد کی جنگ تھی یہ تو مدینہ طیبہ میں ہوئی تھی۔ آرمی آئے تو
ئے یہ کس لیے آئی تھیں؟ یہ سیرت کا ایک بڑا تلخ باب ہے عربوں کی یہ عادت تھی کہ
جتنے بزدل مرد ہیں ان کو اگر لڑانا ہو تو ان کی بیگم ساتھ لے جاؤ جس کتے کی بھونکڑیں نی
عادت نئیں ناں روٹی کی سل کری تے درختے نال ٹنگی سٹو بھونکی بھونکی مری گیسی، جس
جنڑیں کی کلیوں دس جتیاں ماری کنو تے اف نہ ناں کرے بوہٹی نے سامنڑیں کد ـــ
گل ـــ او جنڑاں نہ سمجھیں جے کدے ایہہ گل ہووے، کیہہ سمجھیا ای بوہٹی تکنڑی
پئی، ایہہ بزدلاں جنڑیاں کی کھلانڑیں نا طریقہ ایہہ آ روٹی سلی کے ٹنگی سٹو۔ (جس کتے کو
بھونکنے کی عادت نہیں روٹی کو سوراخ کر کے درخت کے ساتھ لٹکا دو بھونک بھونک کر مر
جائے گا۔ جس مرد کو تنہائی میں دس جوتے مار لو تو اُف تک نہ کرے بیوی کے سامنے اگر
بات ـــ ایسا ہو جائے تو مرد نہ سمجھنا، کیا سمجھے ہو، بیوی دیکھ رہی ہے، بزدل مردوں کو
کھڑا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ روٹی کو سوراخ کر کے لٹکا دو۔

15- حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر تبرا بازی کا بھونڈا الزام:

ایک مسئلہ آپ کا رہ گیا ہو گا کہ جناب امیر معاویہ کا جو سلسلہ ہے تبرا بازی کا اس کا نا
شرائطِ صلح طے کرنا نہیں ہے نہ کوئی اصلاح کرنا نہ کوئی اپنا مؤقف بیان کرنا ہے بلکہ
چالیس میں آپ نے تبرا شروع کیا جو لگاتار صدی کے خاتمے تک جاری رہا اور حضر
بن عبد العزیز نے اس کو آکر کے بند کیا۔ یہ خطبہ ان اللہ یامر بالعدل والاحس
ایتاء ذی القربی یہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس جگہ اس کو eplacement
ہے لیکن ہم چونکہ اہل سنت و جماعت میں سے ہیں جنابِ امیر معاویہ کو برا بھلا نہیں کہ

16- حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اہل بیت کو گالیاں دینے کا بے الزام:

سب سے مراد یہ لعن طعن بھی ہے یعنی جو اس کی شان کے لائق نہ ہو، اس کو اذ
پہنچائے، اس کا جو معتقد اور سننے والا ہے سن کے اس کو اذیت پہنچے، یہ سب کے معنی میں
ہے۔

سوال (منجانب مزمل شاہ): اس کا آغاز جو منبر پر ہوا مولائے کائنات کے خلاف
آپ کی اولاد کے خلاف یہ کب ہوا؟ کس نے کیا؟

جواب: یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابتداً شروع کیا۔ مگر جس وقت حضرت
حسن رضی اللہ عنہ سے صلح ہوئی سابقہ ان معاملات کو یہ بات دھوتی ہے۔ اگر اس کے بعد کسی
کیا ہے تو یہ اس کا اپنا عمل ہے۔ صلح کے وقت یہ ساری باتیں طے ہوئی تھیں کہ آپ نے ا
کے بعد کوئی سب و شتم بھی نہیں کرنا، جنابِ حیدرِ کرار شیر خدا کے حامیوں کے خلاف کو
بات نہیں کرنی، ان کو کوئی اذیت نہیں پہنچانی اور جہاں جہاں وہ کہیں ہیں ان کو کوئی د

پہنچانا، اہواز کے علاقے سے اتنا ہمیں رائلٹی کے طور پر دینا وغیرہ وغیرہ یہ کافی شرائط
ں طے ہوئی تھیں، یہ ہے کہ آپ نے اپنے بعد اپنا کوئی متولی یا اپنا crown prince
بنانا، ولی عہد نہیں بنانا، یہ باتیں اس وقت طے ہوئی تھیں۔ (مزمل شاہ پھر سوال
ہے) ولی عہد تو مقرر کیا ناں انہوں نے؟

ب: اس کے بارے میں وہ ایک اور شق نکال لیتے ہیں کہ انہوں نے کہا "میری زندگی
نہیں بنانا" حالانکہ یہ "میری زندگی" کا لفظ متنازعہ فیہ ہے، یہ ہے کہ نہیں ہے، مگر یہ کہ
طبقہ کہتا ہے کہ میری زندگی میں نہیں بنانا، چونکہ حضرت امام حسن کے وصال کے بعد
ں نے بنایا لہٰذا اس کی خلاف ورزی نہیں ہوئی مگر یہ محل نظر ہے اس پر اتفاق کرنا
ل ہے۔

1-صحابہ وتابعین پر شیعیت وتفضیل کا الزام:

لے شیعہ صحابہ وتابعین تھے شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ اثناء عشریہ میں لکھا ہے کہ
حابہ وتابعین پہلے شیعہ تھے جو حضرت حیدرِ کرار کے ساتھ تھے اور ان میں ایک طبقہ وہ تھا
و حضرت حیدرِ کرار کو باقیوں سے افضل سمجھتا تھا۔

18-امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی طہارت کا انکار اور غیر انبیاء کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برابری کا دعویٰ:

آیت اتر چکی بعد میں سرکار نے تفسیر کر دی، اب جناب لغت کا سہارا لے کر کے معنی میں
تبدیلی نہیں کی جا سکتی۔ ثبوت: جب خود صاحبِ تفسیر تفسیر کر دے، اب اہل بیت تو کئی
قسم کی ہے، جو سرکار کے خادم ہیں واثلہ بن الاسقع اَلَسْتُ مِنْ اَھْلِ بَیْتِکَ
یَارَسُوْلَ اللّٰہِ یارسول اللہ! کیا میں آپ کی اہل بیت میں سے نہیں ہوں؟ فرمایا نَعَم جی ہاں تو

میری اہل بیت میں سے ہے، لیکن کس معنیٰ میں؟ خادم کی حیثیت سے، سَلْمَانُ مِنَّا اَھْ
الْبَیْتِ حضرت سلمان فارسی ہم اہل بیت میں سے ہے، حضور کی ازواج لغت کے اعتبار سے
حضور کی اہلِ بیت ہیں یقیناً حضور کی ازواجِ مطہرات اہل بیت میں سے ہیں، سرکارِ دوعا
نے پگڑی کے رشتہ داروں کو جو بنی ہاشم ہیں سب کو اپنی اہل بیت کہا، لیکن وہ کس معنے میں
اہل بیت ہیں؟ حرمتِ صدقہ میں اور خمس میں شریک ہونے میں، صرف ان دو چیزوں میں
شریک، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ
اَزْوَاجُہٗ اُمَّھَاتُھُمْ ان کو ماؤں کا درجہ ملا ہے صرف اس وجہ سے کہ سرکار کے گھر میں ہیں
سرکار کی ازواج ہیں۔ سمجھے ہو بات! لیکن یہ جو اہل بیت ہیں یہ پانچ چیزوں میں شریک ہیں
علامہ رازی نے کہا ہے کہ آلِ محمد جو ہے یہ پانچ چیزوں میں یُسَاوُوْنَہٗ سرکار کے برابر ہیں
یہ لفظ بولے ہیں انہوں نے امام رازی نے، اگرچہ میں یہ بولنے کی جرأت نہیں کرتا۔ ا
رازی نے کہا یہ پانچ چیزوں میں یہ آلِ محمد جو ہے یہ سرکار کے ساتھ برابر ہے۔ کس چیز میں
کہا پہلی بات صلاۃ میں یہ شریک ہیں۔ کہا کس طرح؟ کہا اللھم صل علی محمد
علیٰ آلِ محمد نماز کے اندر جو آل آتا ہے وہ یہی آل مراد ہے، یہ رازی لکھتے ہیں،
دوسرا سلام میں سرکار کے ساتھ یہ برابر کے شریک ہیں، کہتے ہیں کیسے؟ اَلسَّلَا
عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ بھی ہے اور وَسَلَامٌ عَلٰی آلِ یَاسِیْن یہ بھی ہے، سلام میں بھی
برابر کے شریک ہوئے۔ تیسرا تطہیر میں کہتے ہیں یہ برابر کے شریک ہیں، اگر امام رازی کے
نزدیک اہل بیتِ تطہیر میں ازواج بھی ہوتیں تو ان کو بھی کہتے وہ شامل ہیں، انہوں نے
کہا اہل بیتِ تطہیر میں صرف یہ پانچ شخصیتیں ہیں جو شامل ہیں۔ اس کے بعد فرمایا اور کس
چیز میں؟ کہا حرمتِ صدقہ میں بھی سرکار کے ساتھ برابر کے شریک ہیں، باقی جن کے لیے
صدقہ حرام ہوا جب خمس بند کر دیا گیا صدقہ حلال ہو گیا، کہاں ان کا صدقہ بند ہونے کے بعد
بھی ان کے لیے صدقہ حلال نہیں ہوا خمس بند ہو گیا صدقہ پھر بھی حلال نہیں ہوا، وہاں ا
کے لیے temporarily بند ہوا تھا، ایک cause تھی اس کی، ان کی cause تطہ

ہے، تطہیر ہمیشہ قائم رہے گی اس لیے صدقاتِ واجبہ ہمیشہ ان کے لیے ممنوع ہیں۔ سمجھ آ گئی ہے؟اور آخری چیز کہا کہ یہ محبت میں یہ خاندان یہ پانچ حضور کی ذات پاک کے ساتھ یہ چاروں برابر کے شریک ہیں، کس طرح؟ کہا قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ سرکار کی محبت واجب ہے اس لیے قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى انہوں نے کہا محبت میں یہ خاندان شریک ہے۔ صلاۃ میں شریک ہونا ایک، سلام میں شریک ہونا دو، حرمتِ صدقہ میں شریک ہونا تین، تطہیر میں شریک ہونا سرکار کے ساتھ چار اور محبت میں شریک ہونا پانچ۔

19-جگر گوشۂ حیدرِ کرار حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ پر رشوت خوری کا الزام اور حضرت حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ اور آپکی اہلیہ حضرت سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا و حضرت خولہ حنفیہ رضی اللہ عنہا کے لیے wheel کے رذیل لفظ کا گستاخانہ استعمال:

اب جناب یہ پہلی smuggling جو کی تھی وہ جناب حیدرِ کرار کے ایک بیٹے تھے محمد بن الحنفیہ یہ اس کنیز کے بطن سے تھے کہ جو جنگِ یمامہ مسیلمۃ الکذاب کے خلاف لڑی گئی تھی ان سے وہ صاحبزادے پیدا ہوئے تھے اور اکثر و بیشتر جنگوں میں جنابِ حیدرِ کرار کا بھی ساتھ دے دیا اور کربلا والی جنگ میں یہ زندہ خیر و عافیت سے تھے امامِ عالی مقام کے ساتھ انہوں نے ساتھ نہیں دیا تھا یزید سے بیعت کی تھی اور کثیر رقم بھی وصول فرمائی تھی۔ جب یزید سے بیعت کر لی تو لوگ بڑے پریشان ہوئے کہ بیٹا علی کا ہو یزید سے بیعت کرلے انوکھی بات ہے۔ انہوں نے کہا دراصل یہ بات ہے کہ یہ دونوں wheel اس کے work نہیں کرتے ناں۔ بیٹا فاطمہ کا ہو گا سر نیزے پہ بھی چڑھے گا لیکن یزید پلید کو کبھی تسلیم نہیں کرے گا۔ ان کا نام محمد تھا ان کے متعلق یزیدیوں نے جب بیعت اس نے کی ناں تو فوراً مشہور کر دیا یہ امام مہدی ہے اور کہا یہ شیعہ نے مشہور کر دیا یہ امام مہدی ہے۔

20-شعارِ اہل سنت "نعرۂ تحقیق حق چار یار" کی مخالفت :

آپ کو یاد ہو گا کہ آج سے چند روز پہلے مجھے نعرۂ تحقیق سے اختلاف ہوا۔ کس وجہ سے اختلاف ہوا؟ اس وجہ سے نہیں ہوا کہ نعرۂ علی کو کوئی روکتا ہے یا نہیں روکتا، میں نے کہا اس میں ہر حالت میں ان دو باتوں میں سے ایک بات پائی جاتی ہے؛ یا بغضِ صحابہ یا بغضِ اہل بیت۔ کیوں؟ اگر خلیفہ سمجھ کے کرتے ہو تو امامِ حسن خلیفہ نہیں ہیں؟ وہ جو تیس برسوں والی حدیث ہے کہ میرے بعد خلافت تیس برس رہے گی حضرت امامِ حسن کو شامل نہ کریں تو تیس برس پورے بنتے نہیں۔ اگر خلافت کے لیے آپ ان کا نام استعمال کریں کہ وہ تیس ڈالیں تو بنتی ہے۔ ہیں؟ تیس سال پورے کرنے کے لیے تو امامِ حسن کا نام آپ استعمال کریں جب خلافت کا نعرہ آئے تو پانچ کیوں نہ کہیں، حق پانچ یار، اگر خلیفہ سمجھ کے کہتے ہیں تو، اور اگر صحابہ کی عظمت اور تقدس کو تحفظ دینا چاہتے ہو تو حق سب یار کہو تاکہ اس میں جنابِ امیر معاویہ بھی آئیں۔ یہ آج سے چند روز پہلے کا اختلاف ہے کہ نہیں؟ ہیں؟ یہ بات اس کا اختلاف ہوا تھا یہ اولڈھم کے مقام پر ہوا تھا۔ ہاں یہ آج کی بات نہیں میرا خیال ہے پندرہ سولہ روز پہلے۔ میں نے کہا اگر آپ خلفاء کی خلافت کا نعرہ لگانا چاہتے ہو حق پنج یار کہو کہ حضرت امامِ حسن کی خلافت کو بیچ میں نہ ڈالو تو نبی پاک علیہ السلام کی وہ حدیث کہ میرے بعد تیس برس خلافت رہے گی وہ پوری نہیں ہوتی اور وہ حدیث صحیح ہے محدثین نے اس پر کوئی کلام نہیں کیا اور اسی بنیاد پر خلافتِ راشدہ کو تیس برس تک اسی سے مانتے ہیں۔ شیعہ کے مقابلے میں یہی حدیث پیش کی جاتی ہے کہ یہ تیس کی جو روایت ہے اس سے صدیق اکبر ص کی پہلی خلافت بنتی ہے۔ ہم حضرت امامِ حسن اور جنابِ حیدرِ کرار کی خلافت کو Valid قرار دیں تو وہ بیچ میں ڈالیں تو تیس بنتی ہے اگر وہ بیچ میں ڈالیں نہ تو تیس نہیں بنتے۔ اس وجہ سے ان کی خلافت کو بھی validate اسی حدیث سے کیا جاتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ سنی ہو کر خلافت کو validate کرتے وقت تو حضرت امامِ حسن کی خلافت بیچ میں ڈالیں میٹھا میٹھا ہڑپ ہڑپ کڑوا کڑوا تھو تھو۔۔۔۔ ادھر تو تیس کا نام لے کر پوری

رتے ہو خلافت تو امامِ حسن کا نام کیوں نہیں لیتے ہو۔ اگر نعرۂ تحقیق خلافت کی غرض سے
گاتے ہو حق پنج یار کہو تا کہ پانچویں خلیفہ کا ذکر آئے۔ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تحفظ مہیا کرنا
چاہتے ہو، یہ اولڈ ھم کے مقام پر ہوئی ہے یا نہیں؟ دھڑ نے سے یہ بات ہوئی کہ نہیں؟ کافی
دیر تک اس پر گفتگو ہوئی، میں نے کہا پھر حق سب یار کہو۔ یہ چار یار صرف حق ہوں گے
باقی باطل ہوں گے؟ اگر خلافت کے اعتبار سے کہو تو وہی خلافتِ راشدہ ان پانچ پر ختم ہوتی
ہے اور اگر صحابہ کو تحفظ دینا چاہتے ہو تو حق سب یار کہو۔ یہ لفظ ہیں میرے، تاکہ امیر
معاویہؓ بھی اس میں آئیں جو متنازع فیہ شخصیت بنادی گئی ہے۔ وہ متنازعہ فیہ شخصیت ہوں
گے تو اللہ کی بارگاہ میں ہوں گے، صحابہ کی بارگاہ میں ہوں گے۔

21-حضرت سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جھوٹ منسوب کرتے ہوئے اصحابِ صحاح ستہ کی توہین:

حضرت والیٔ بغداد اپنی کتابوں میں حدیثیں روایت کرتے ہوئے ان ائمہ میں سے کسی ایک
کا نام نہیں لیتے، ہاں، یہ جتنے آپ کو صحاح ستہ وغیرہ والے نظر آتے ہیں ایک کا بھی نام نہیں
لیتے۔ آپ سے پوچھا گیا "آپ ان کا نام نہیں لیتے؟" انہوں نے کہا" مجھ سے کم استعداد
کے آدمی ہیں، میں ان کا نام لے کر اپنی کتاب کو خراب کردوں! میرا نام ان سے زیادہ وزنی
ہے۔"

22-حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر اہل بیت کے ساتھ سوتیلی ماں والا سلوک کرنے کا الزام:

اور جو حضرت مفتی صاحب نے ذکر کیا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ صحتِ حدیث میں شدت
التزام کے ساتھ ثقہ راویان کا انتخاب کرتے ہیں اور جس آدمی کا ضبط بھی کامل ہو، جس
آدمی کی صحبت بھی اپنے شیخ کے ساتھ کامل ہو اس آدمی کی حدیث لیتے ہیں مگر امام بخاری

رحمۃ اللہ علیہ نے اہل بیت کے بارے میں سوتیلی ماں والا سلوک کیا ہے۔ یہ جو حدیثِ قسطنطنیہ ہے اس کے بارے میں محدثین کی خدمتِ عالیہ میں انتہائی ادب سے عرض کروں گا کہ مجھے یہ سوچ کے بتلاؤ اس کا راوی کون ہے؟ اس کی راوی امِ حرام ہے۔ محدثین میں ان کا درجہ کیا بنتا ہے؟ حضرت امِ حرام کا کوئی درجہ محدثین کے طبقے میں نہیں بنتا، بہت کمزور راویہ ہے اور پھر وہ بیان کہاں کرتی ہیں؟ اس سلسلۂ تعلیمات میں پوری بخاری میں ایک ہی روایت ہے اور وہ دمشق جا کے لی ہے۔ ایک حدیث کے لیے انہوں نے سفر کیا ہے اور کیا یزید کے لیے ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ امِ حرام کون ہیں؟ مدینہ طیبہ کی رہنے والی، حدیث کیا ہے کہ اول جیش من امتی یغزون مدینة قیصر مغفورلهم سب سے پہلی جماعت کہ جو شہر قیصر پر حملہ کرے گی وہ بخشی ہوئی ہے۔ یزید کو جنتی کہنے کے لیے انہوں نے یہ ساری تدبیر کی ہے۔ اس کا نام ہے حدیثِ قسطنطنیہ، حدیثِ مغفور لھم۔ دیکھنا یہ ہے کس نے روایت کی ہے؟ اس کی راویہ حضرت امِ حرام ہیں۔ رہنے والی کہاں کی ہیں؟ مدینہ طیبہ کی۔ مدینہ طیبہ میں آ کر کے کسی نے ان سے یہ حدیث لی ہے یا جا کر کے دمشق؟ کہا دمشق جا کر کے انہوں نے یہ حدیث پیش کی ہے۔ محدثین کے نزدیک فضائل ہوں یزید کے، راوی ہوں سارے دمشقی، محدثین کے نزدیک قابلِ احتجاج ہے؟ پھر یہ کہنا کہ بخاری صاحب نے بڑی مہربانی فرمائی ہے اچھا کیا ہو گا مہربانی کی ہو گی لیکن اولادِ رسول کے ساتھ تو انہوں نے باقاعدگی سے وہ سارے اقدامات کیے ہیں جو نہیں کرنے چاہئیں تھے۔

23- حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر یزید کی حمایت کا الزام:

آیئے! حدثنا، کتنے افسوس کی بات ہے کہ امام بخاری نے اس پورے ملک میں جا کر کے کوئی دوسری حدیث روایت نہیں کی، صرف ایک روایت کی ہے۔ کس دور کا آدمی ہے؟ بندہ تیسری صدی کا ہے، حکومت اس وقت کس کی ہے؟ عباسیوں کی ہے، عباسیوں کی حکومت میں یزید کی فضیلت کی ضرورت کیا پڑی تھی؟ بات اصل میں یہ تھی جو کام یزید نے کیا تھا،

مسلمان اس کو کافر کہتے تھے اور اس پر لعنت کرتے تھے، وہ کام عباسیوں نے لاکھ مرتبہ کیا تھا، اگر وہ ایک مرتبہ لعنتی تھا تو یہ لاکھ مرتبہ لعنتی تھے۔ اس وجہ سے ان کو ضرورت تھی پہلے اس کے case کو justify کیا جائے۔ اس کی کیا وجہ ہو گی امام بخاری کا استاد ہے امام احمد بن حنبل، جو غوث الثقلین کا امام ہے، اس کی حدیث کو candalize نہ کیا جائے؟ پانچ جلدوں کی کتاب مسند امام احمد بن حنبل، استاد کی حیثیت زیادہ معتبر ہے، لاکھ میں سے ایک آدمی ایسا نہیں ملے گا جو کہے اگر ایک لاکھ بخاری ملایا جائے تو ایک امام احمد بن حنبل بنتا ہے، جب وہ آدمی معتبر ہے اس آدمی نے درے کھائے ہیں کلمۂ حق کہہ کے، امام بخاری بھی اس زمانے میں بغداد میں موجود ہے اس نے کیوں نہیں کہا میرا بھی یہی عقیدہ ہے۔

شیریں سے گرچہ کوہکن بازی نہ لے سکا پر سر تو دے سکا
کس منہ سے کرتے ہو دعویٰ عشق سودا تم سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

سمجھ میں آئی یہ بات! کاش میرا گلا ٹھیک ہوتا، لیکن بہر حال جیسی بھی حالت میں ہوں بات آپ کو سمجھ آرہی ہے۔ ان کے ہاتھ مضبوط کرتے ہو؟ جن کو روکنے کی تمہاری ڈیوٹی تھی ان کے آلۂ کار بنے ہو؟

24-امامِ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ پر بغضِ اہل بیت کا الزام:

جلد نمبر 16 ہے، اتفاق سے صفحہ نمبر 16 ہے، اس صفحے پر یہ حوالہ ہے، اوپر کی دس بارہ سطریں چھوڑ کے نیچے یہ حوالہ ہے، جنابِ حیدرِ کرار کی حدیث پر تفصیلی بحث ہے کہ یہ حدیث کمزور ہے لیکن سامنے والے صفحے پر علامہ بدرالدین عینی نے اس بحث کو چھیڑا اور اس کے اندر حضرت عبداللہ ابنِ عباس کے حوالے سے بھی اور حضرت عبداللہ ابنِ عمر کے حوالے سے بھی دونوں حدیثیں بیان کیں، ایک ابنِ ماجہ کے اندر بیان کی ایک ترمذی کے

اندر بیان کی اور دونوں بیان کر کے ان پر کوئی گفتگو نہیں کی، حدیث وہی ہے اس پر نہیں کہ
کمزور، اِدھر نام علی کا تھا بغضِ علی کی وجہ سے وہ نام چھیڑ گئے۔

25-گستاخِ رسول دیوبندی مولوی قاری طیب کی سیادت کا اقرار اور حجۃ الاسلام امامِ غزالی رحمۃ اللہ علیہ پر ناصبیت کا الزام:

قاری طیب صاحب یہ سادات میں سے ہیں انہوں نے بھی یہ لکھا ہے کہ امام غزالی ناصبی ہیں۔

26-حجۃ الاسلام امامِ غزالی، امام ابنِ جوزی و شاہ عبد العزیز محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہم پر ناصبیت و بغضِ اہلِ بیت کا الزام:

جن لوگوں نے اس پر لعنت نہیں کی یا اس کو کافر نہیں کہا، کہا کہ اس پر خلافت منعقد ہو گئی تھی ان کا نام ناصبی ہے ہماری اپنی زبان میں، یعنی حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا کے خلاف اور امام حسین کے مخالف دھڑے کا نام ہے ناصبی، تو جو لوگ یزید کی حمایت کا جملہ بولتے ہیں اہلِ سنت میں ان کا شمار نہیں ہوتا، ان کا شمار ناصبیہ میں ہوا کرتا ہے۔ اور بہت سارے لوگوں نے بڑی موٹی موٹی کتابیں لکھی ہیں اور صوفی بن بیٹھے ہیں، یہ بڑی پرانی چور بازاری چلی آرہی ہے۔ جس وقت لوگوں نے دیکھا یہ آدمی بڑا بے ایمان ہے گمراہ ہے اس نے فوراً فقیر ہونے کا دعویٰ کیا، تصوف پر کتابیں لکھنی شروع کر دیں، تصوف پھیلانا شروع کر دیا، محض اس دھوکے کو عام کرنے کے لیے کہ میں تو باقاعدہ صوفی ہوں، درویش ہوں، اہل اللہ ہوں، اور کتابیں باقاعدہ لکھی ہیں اور یہ کتابیں لکھنے کا کام ابنِ تیمیہ جیسے آدمی نے بھی کیا تصوف کی کتابیں، تصوف کے منکرین میں پہلا آدمی سمجھا جاتا ہے اس آدمی کو۔ ابنِ قیم نے

وف پر بڑی کتابیں لکھی ہیں، جب ان کو یار سول اللہ کا منکر کہا گیا تو پھر ابنِ قیم نے جلاء
فہام میں جابجا اس بات کا ذکر کیا کہ فلاں فلاں بزرگوں نے یارسول اللہ کہا تھا اور یارسول
ند کہہ کے درود پڑھتے تھے، پھر تصوف پر بھی بڑی کتابیں لکھیں اور ابنِ جوزی نے سرکارِ
داد کی قبر شریف کے بارے میں کہا کہ میں نے ان کی ہڈیاں نکال کے دریا میں بہادی ہیں
ب کس لیے سلام کے لیے آتے ہو، اس آدمی نے بھی بعد میں جب جوتے پڑے، شکل
ل گئی، اور ناٹے قد کا تھا، سر موٹا سا تھا، گردن چھوٹی سی تھی، قد ناٹا سا تھا، رنگ کالا تھا،
نگ اور بھی سیاہ پڑ گیا، داڑھی کو رنگنے کے لیے کوئی چیز لگائی تو داڑھی بھی جھڑ گئی اور
ورت بھی بدل گئی، اس سے بہت گھبرایا اور۔۔۔ جس کے سہارے اس نے یہ ساری
تمیزیاں کی تھیں وہ بھی اور یہ بھی، ان سے کوئی ایسا کام برا ہوا کہ گدھے پر سوار کر کے
نہ کالا کر کے بغداد شریف میں پھرایا گیا اور بعد والے مولانا ۃ اللہ علیہ ۃ اللہ
علیہ سب کتابوں میں لکھتے یعنی جوں جوں اہل بیت کا منکر اپنے جوبنوں پر آئے تو پیچھے
ۃ اللہ علیہ کی مشین لگا دیتے ہیں تاکہ اس کی کوئی برائی ظاہر نہ ہو، تو اس نے بھی تصوف پر
کتابیں لکھی ہیں، تقریباً یہ ساری کتابیں تصوف کی ہیں جو ان لوگوں نے لکھی ہیں۔ یہ امام
غزالی صاحب جو ہیں یہ بھی ان کتابی مولویوں میں سے ہیں جنہوں نے وقت پر حضرت امام
حسین کی مخالفت کا دم بھی بھرا۔ احیاء العلوم جو بڑی مشہور، صوفیاءِ کرام میں مشہور مانی جاتی
ہے اس کے اندر موجود ہے کہ یزید کو برا نہیں کہنا چاہیے یزید ٹھیک آدمی تھا اس پر خلافت
منعقد ہو گئی تھی۔ انہوں نے کتابیں وغیرہ جو لکھی ہیں ناں سمجھا بہت بڑا تیر مارا ہے پیچھے بھی
کافی لوگ۔۔۔ مگر آج تک ان کا کوئی مرید دیکھا ہے زندگی میں؟ ان کے سلسلۂ طریقت کا
کوئی نام آپ کی اطلاع میں ہے؟ جو کاغذی قسم کے پیر ہوتے ہیں ان کے آگے سلسلے نہیں
چلتے۔۔۔ امام غزالی کا مرید بھی کبھی آپ نے دیکھا ہے؟ ان کے سلسلۂ طریقت کا کوئی نام

ہے؟ بیماری یہی ہے کہ امام حسین کے مخالف دھڑے کے آدمی ہیں۔۔۔۔۔یزید
بارے میں اہل علم کے ایک طبقے نے کہا کہ اس پر لعنت درست ہے۔ کیوں درست ہے
اس وقت وہ کافر ہو گیا جب اس نے حضرت امام حسین کے قتل کا حکم دیا۔ یہ ایک inch
of case ہے۔ ایک طبقہ کہتا ہے کہ اس نے نہ قتل کا حکم دیا ہے جو تمہارے ہاں اس
تکفیر کی بنیاد ہے وہی نہیں ہے، اس نے کوئی حکم نہیں دیا۔ جو امام غزالی ہیں وہ بھی ا
دعوے کے مدعیوں میں سے ہیں کہ یہ بات ثابت نہیں ہے، یہ حاشیے میں لکھا ہے
عبدالعزیز صاحب نے، شاہ عبدالعزیز صاحب جی اچھی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں ناں، اس
وہ کہتے ہیں کہ جناب اس کا تو امر کرنا ثابت نہیں ہے۔ اب یہ ثابت کرنا کہ اس نے حکم
ہے یہ فیصلہ طلب بات ہے۔ اس جگہ ایک طرف حضرت علامہ تفتازانی ہوں اور ایک
طرف کوئی اور مولوی صاحب ہوں کیا قیمت بنے گی اس کی؟ اس جگہ آپ فرماتے ہیں علا
تفتازانی و اتفقوا علی جواز اللعن علی من قتلہ او امر بہ او اجازہ کہتے ہیں اس
پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ جس آدمی نے امام حسین کو قتل کیا اس پر لعنت اور لعنت
معنی یہ ہے کہ سوائے کافر کے نام لے کے کسی کو لعنت بھیجنی درست نہیں ہے اور من رای
منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع
فبقلبہ فذلک اضعف الایمان جو آدمی کسی بدی کو دیکھے چاہیے کہ اس کو ہاتھ سے
روکے اگر ہاتھ سے نہیں روک سکتا تو زبان سے تو برا کہے، یزید کے ساتھ لڑ نہیں سکتا یزید پر
لعنت تو بھیج دے۔ یہ جنہوں نے کہا نہ بھیجنے اور چپ رہنے میں کوئی مضائقہ نہیں یہ تمہاری
ماں کی عزت پر حملہ ہوا ہوتا پھر دیکھتے کیسے چپ رہتے ہو۔ ہیں؟ یہ حسین پر حملہ ہوا ہے اس
لیے تمہیں سستا نظر آتا ہے۔

27-سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتراض:

تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کیے
آدھے سے بنے حسن آدھے سے حسین

ے ایک حد تک اختلاف ہے اس وجہ سے میں سوچ رہا تھا میں کہوں مثل شے غیر شے ہوتی ہے اور اجزاءِ شے غیر شے نہیں ہوتے۔ حسنین کریمین اجزائے رسول ہیں۔ میرا سر چکر مانے لگا تھا مثل شے غیر شے ہوتی ہے۔ تمثیل نے دو حصے کیے کا مطلب یہ ان کا غیر تھے۔ رآن مجید کی اندرونی شہادت بتاتی ہے فجعلوا له من عباده جزء ا جس وقت شرکین نے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہا تو ربِ کریم نے کہا کہ انہوں نے خدا کے اجزاء بنا لیے ہیں یعنی اولاد کو جزوِ ذات۔۔۔ اس کو کہتے ہیں اشارۃ النص، تو مقصودِ کلام جزو ظاہر نہیں رتا بلکہ یہ بتانا تھا کہ اولاد اس کی ہو سکتی ہے جو متجزی ہو تو جزوِ شے غیر شے نہیں ہوا کرتی ثل شے غیر شے ہوا کرتی ہے۔

28-توہینِ علماء پر مشتمل نعرہ کی بے ہودہ تعریف :.

جب بیل کھینچتے کھینچتے جوڑوں میں بیٹھ جاتا ہے ناں تو اس کا زمیندار اس کو اٹھانا چاہتا ہے، اس (بیل) کو پتہ چل گیا ہے کہ بہت کوشش کر کے دیکھی ہے آگے چلنے کا فائدہ کچھ نہیں ہے بیٹھ جانے کا فائدہ ہے، اس کی دم پہ دانت سے کاٹتا ہے زمیندار، اس وقت وہ مرتے مرتے بھی اٹھ جاتا ہے۔ یہ نعرہ جو ہے ناں جس وقت مولوی تقریر میں رہ جائے ناں اس وقت نعرہ لگایا جائے تو یوں سمجھیں کہ دم پہ کسی نے کاٹ لیا ہے۔

29-نماز روزہ کو ریسلنگ (Wrestling) کہہ کر ارکانِ اسلام کی توہین کا ارتکاب :

مولانا فیض احمد صاحب گولڑوی مدظلہ العالی ودامت برکاتہم العالیہ اپنی تحریر میں لاتے ہیں کہ چونکہ فضائل اہل بیتِ کرام موہوبی ہیں ہے میں ملے ہوئے ہیں یہ کسب میں نہیں، یہ Wages نہیں ہیں یہ Gift ہیں اس لیے کوئی شخص ریاضات ومجاہدات سے خونِ نبوی کی تاثیر وفیوض وبرکات کو نہیں پہنچ سکتا۔ بات پلے پڑی یا نہیں پڑی؟ یعنی نمازوں روزوں کی محنت سے، اس ریسلنگ (Wrestling) سے کوئی چاہے کہ اولادِ رسول کے برابر ہو جائے خواجہ گولڑوی کے بیان کے مطابق نہیں ہو سکتا۔

30-آیت کا حشر کر کے قرآنِ مجید کی شدید توہین :

انہوں نے (یعنی شیر اہل سنت علامہ مفتی محمد عابد جلالی مدظلہ نے مناظرۂ راولپنڈی میں) آیتیں دو پیش کیں، ایک آیت پیش کی ایک حدیث، تو آیت کا جو حشر کیا ہم نے کہ وہ معنی ہی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کی یہ کتاب ہے اور اللہ تعالیٰ کی مقدس آیت ہے اس کا تم نے وہ ترجمہ کیا ہے جس کے ہم نے پرخچے اڑا کے رکھ دیے ہیں اور آیتِ مکرم کے اصلی معنی پوری طرح واضح کر کے آپ کے سامنے چھوڑ دیے ہیں۔

مذکورہ بالا گستاخیاں اس ویب سائٹ پر ملاحظہ کی جا سکتیں ہیں

www.youtube.com/fikrerazapakistan

www.youtube.com/thezulfiqaar

31-سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی گستاخی:

موصوف نے لکھا:

"حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جتنے کھرے آدمی تھے اتنے تجارتی میدان میں کھوٹے آدمی بھی تھے"۔(1)

سختی کی وجہ:

کچھ حضرات کو فقیر حقیر پر یہ شکوہ ہے کہ اس کتاب میں انداز بڑا سخت ہے طعن و تشنیع سے کام لیا گیا ہے تو نہایت مودبانہ التماس ہے کہ اس گستاخ ٹولہ کی مذکورہ گستاخیاں دیکھ اور سن کر فقیر کی غیرت ایمانی یہ گوارہ نہیں کرتی کہ ان کے بارے میں نرم لہجہ رکھا جائے۔ ہاں ہم کسی کو یہ نہیں کہتے کہ آپ نرمی کرتے ہیں سختی کریں لیکن بدمذہب فرقوں، صحابہ کرام کے گستاخوں اور اہل بیت کے دشمنوں سے نرمی برتنا سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کی فکر نہیں ہے۔

فکر اعلیٰ حضرت:

ایک مرتبہ صدر الافاضل فخر الاماثل حضرت علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے جب آپ سے کہا کہ حضور کی کتابوں میں وہابیوں اور دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے عقائد باطلہ کا رد ایسے سخت الفاظ میں ہوا کرتا ہے کہ آج کل جو تہذیب کے مدعی ہیں وہ چند سطریں دیکھتے ہیں حضور کی کتابوں کو رکھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کتابوں میں گالیاں بھری ہیں اس طرح وہ حضور کے دلائل، براہین کو بھی نہیں دیکھتے اور ہدایت سے محروم رہ جاتے ہیں

(1) تاجدار صداقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ص۳۱ قادریہ جیلانیہ پبلیکشنز

لہذا حضور نرمی اور خوش بیانی کے ساتھ وہابیوں اور دیوبندیوں کا رد فرمائیں تو نئی روشنی کے دلدادہ جو اخلاق و تہذیب والے کہلاتے ہیں وہ بھی آپ کی کتابوں کے مطالعہ سے مشرف ہوں اور حضور کے لاجواب دلائل دیکھ کر ہدایت پائیں تو حضرت صدر الافاضل کی یہ بات سن کر آبدیدہ ہوگئے اور فرمایا میری تمنا تو یہ تھی کہ احمد رضا کے ہاتھ میں تلوار ہوتی اور احمد رضا کے آقا و مولیٰ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی گردنیں ہوتیں اور اپنے ہاتھ سے ان گستاخوں کے سر قلم کرتا اور اس طرح گستاخی اور توہین کا سدباب کرتا لیکن تلوار سے کام لینا تو اپنے اختیار میں نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے قلم عطا فرمایا ہے تو میں قلم سے ان بے دینوں کا شدت کے ساتھ اس لئے رد کرتا ہوں تاکہ حضور اقدس ﷺ کی شان میں بدزبانی کرنے والے کو اپنے خلاف شدید رد دیکھ کر مجھ پر غصہ آئے تو پھر جل بھن کر مجھے گالیاں دینے لگے اور میرے آقا و مولیٰ ﷺ کی شان میں گالیاں بکنا بھول جائیں اس طرح میرے آباء و اجداد کی عزت آبروئے حضور ﷺ کی عظمت کے لئے سپر بن جائے۔(1)

قبلہ عالم فاتح قادیانیت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

فرمایا کفار کا مومنین کے ساتھ جنگ کرنا در حقیقت اتنا مضر نہیں جتنا کہ بد اعتقاد لوگوں کی تقریر و تحریر۔۔۔۔جو شخص اسلام کا دعویٰ کرے اور محراب میں منبر پر کھڑے ہو کر واعظانہ صورت میں ناصحانہ آیات و احادیث پڑھ کر بے جا تاویلوں اور حیلہ بازیوں سے اہل اسلام کے عقیدوں میں خلل پیدا کرے تو ایسے شخص کا ضرر بہت زیادہ ہے کیونکہ اس کی زبان کا ڈھنگ روح اور ایمان کیلئے ایک خطرناک اژدہا ہے جس سے متاع اسلام برباد ہوتی ہے صحبت بد کا اثر برے کام کرنے سے بھی برا ہوتا ہے ہم سے تو ایسی فقیری نہیں ہو سکتی کہ عقائد اسلامیہ متواترہ پر ایسے حملوں کے وقت خاموش بیٹھ کر تماشا دیکھا کریں اور ہم ایسے فقر سے ہزار دل سے بیزار ہیں جو عین مداہنت اور بے غیرتی ہے۔(2)

(1) مفتی اعظم ہند ص ۱۶۸ مطبوعہ شبیر برادرز لاہور
(2) ملفوظات مہریہ ص ۱۱۸ مطبوعہ گولڑہ شریف

ے مشورہ دینے والوں کو بندہ ناچیز کی یہی گذارش ہے کہ:

مجھے تو سب ہی کہتے ہیں کہ رکھ نیچے نظر اپنی
انہیں کوئی کیوں نہیں کہتا نہ نکلو تم عیاں ہو کر

ذی عقل انسان اس بات کو جانتا ہے کہ مذکورہ بالا باتیں صحابہ کو تحفظ مہیا کرنے والی نہیں
ں کی شان میں گستاخیاں ہیں۔ لہذا جس طرح روافض مذکورہ دعوے میں جھوٹے ہیں اسی
رح حق سب یار کے متعلق یہ کہنے میں کہ ہم سب صحابہ مراد لیتے ہیں بھی جھوٹے ہیں۔

فتی عبد الرزاق بھترالوی کے قلم سے:

سب صحابہ کے حق ہونے یعنی کسی کے صحابی ہونے کا تو اہل سنت کو تو کوئی انکار نہیں لیکن سب صحابہ کا ایک درجہ ثابت نہیں کیا جاسکتا، رافضیوں کا یہ کہنا کہ نعرہ تحقیق کے جواب میں حق سب یار کہا جائے کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ وہ بھی تو سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برابر نہیں سمجھتے بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب سے افضل مانتے ہیں پھر عجیب دورنگی ان کی یہ کہ ادھر کہتے ہیں کہ حق چار یار نہ کہو "بلکہ حق سب یار کہو" اور ادھر حضرت امیر معاویہ اور حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہما کی شان کو نہیں مانتے تو کس منہ سے اہلسنت کو عقیدہ حقہ سے پھیرنے کے لیے مشورہ دیتے ہیں کہ "حق سب یار کہو"۔ (1)

(1) نجوم الفرقان زیر آیت ان اللذین آمنوا ثم کفروا ثم آمنوا

سب صحابہ کہہ کر عوام کو دھوکہ دینا روافض کا پرانا طریقہ ہے:

الحاج ابو داؤد محمد صادق صاحب رضوی یوں رقم فرماتے ہیں کہ:

نکتہ نمبر5 : میں شیعہ حضرات نے ڈنڈی ماری ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے برگزیدہ صحابہ کرام اور امہات المومنین رضی اللہ عنہم کا ادب واحترام اور تعظیم و تکریم پوری ام مسلمہ کیلئے واجب ہے دیکھئے برگزیدہ صحابہ کے جملہ پر شیعہ نے خلفاء راشدین کے ذکر اعراض کیا ہے برگزیدہ صحابہ شیعہ حضرات کے نزدیک صرف وہی چار پانچ ہیں جن خود صحابہ سمجھتے ہیں۔ اس سے طاہر صاحب نے اہل سنت کے عقیدہ خلافت بلا فصل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے انحراف کیا ہے اور شیعہ اپنا عقیدہ محفوظ رکھنے میں کامی ہوئے ہیں امہات المومنین کے بارے میں بھی شیعہ کا اپنا مخصوص عقیدہ ہے جو ان کتابوں میں مرقوم ہے۔ (1)

قارئین آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جس طرح یہ باقی باتوں میں شیطان کے مرید ہیں اسی طر یہ سب یار کے نعرہ میں بھی اس کی جانشینی کو نبھاتے ہوئے اپنی مذموم کوشش کو کامیا بنانا چاہتے ہیں لیکن مذکورہ بحث سے یہ بات پایا ثبوت کو پہنچتی ہے کہ یہ حق سب یار کہنے جھوٹے ہیں اور یہ اپنی اس مکاری میں کامیاب نہیں ہو سکتے کیونکہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ سگ ابھی زندہ ہیں جو روافض کی سبائیات کا پردہ چاک کر کے ان کی اصل صورت عوام ا سنت کے سامنے آشکار کرتے رہیں گے۔

یہ رضا کے نیزہ کی مار ہے ۔۔۔۔ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے ۔۔۔۔ کہ یہ وار وار سے پار ہے

---

(1) خطرہ کی گھنٹی ص ۲۶۳ مطبوعہ مکتبہ رضائے مصطفی چوک دار السلام گوجرانوالہ

بچہ میں یہ بھی کہا گیا کہ اگر خلفاء سمجھ کر نعرہ لگاتے ہیں تو حق پنج یار ہونا چاہئے۔ کیونکہ
ام حسن علیہ السلام بھی خلیفہ برحق ہیں"۔

ں بات تو یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت نعرہ تحقیق سے خلفاء مراد ہی نہیں لیتے نہ چار کی ہی
انیت کہ کوئی جاہل مرکب اعتراض کرے لہذا جب اہل سنت حق چار یار سے دونوں
لب مراد ہی نہیں لیتے تو اعتراض کیسے؟ پھر کیا دلیل اور کیا اس کا وزن؟ وہی وزن جو پانی
ے بلبلے کا ہے اور یہی حیثیت انکی دلیل کی ہے۔ کیونکہ حق چار یار کا وہی مطلب ہے جو ابتدأ
ر کر دیا گیا کہ چار یار سب صحابہ سے افضل ہیں وہ بھی ترتیب وار اسی سے ضمنی طور پر بالتبع
ں کی خلافت بالترتیب کے حق ہونے کا بھی اعلان ہو جاتا ہے۔

ر ہم اہل سنت و جماعت کو تو امام حسن مجتبیٰ کی خلافت کے حق ہونے کا انکار ہی نہیں ہے
ن اصطلاحی طور پر ان کے اوپر یار کا اطلاق درست نہیں بلکہ وہ تو ولد رسول اور نواسہ
سول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہری حیات سے پردہ فرمایا تو اس وقت
پ کی عمر مبارک پونے چھ سال تھی۔ تو نواسہ اور بیٹا یار نہیں ہوتے۔

ہلاء اس وجہ سے پنج یار کی تبلیغ کرتے ہیں کہ ان کی عقل پر پردے ہیں جسکی وجہ سے یہ
لد اور یار میں فرق نہیں کر سکتے۔ یہ صرف یہاں نہیں انہوں نے تو کہیں بھی یار اور ولد
ں فرق نہیں کیا جیسا کہ "اخبار جہاں" کے ایک انٹرویو سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ لہذ
ن پر گلہ نہیں یہ ولد اور یار کا فرق کیا جانیں۔ فتأمل۔

قبلہ عالم گولڑوی فاتح مرزائیت سید الاولیاء پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے حق چار یار کا نعرہ اور پنج یار کا رد:

خلفاء اربع (چار یاروں) اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہم کا زمانہ تیس سال ہے جس پر خلافت رحمت کا خاتمہ ہو گیا۔ (1)

آپ نے خلفاء اربعہ چار یاروں کا ذکر کر کے امام حسن رضی اللہ عنہ کا علیحدہ ذکر فرمایا خلفاء خمسہ (پانچ یار) نہیں کہا لہذا تفضیلی رافضیوں کی دلیل کا قلع قمع ہو گیا کہ اگر خلیفہ مراد ہو تو پنج یار کہنا چاہیے۔ اصل میں ان کا یہ حربہ جاہل سنیوں کو رافضی بنانے کا ہے۔

اہل سنت تو کسی خلیفہ راشد کے منکر ہی نہیں بلکہ ہم خلیفہ راشد سیدنا امیر معایہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کو بھی مانتے ہیں چہ جائیکہ امام حسن کی خلافت راشدہ کا انکار کیا جائے۔ اعلحضرت فاضل بریلوی سے پوچھا گیا۔

عرض: خلافت راشدہ کس کس کی خلافت تھی؟

ارشاد: ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، مولا علی، امام حسن، امیر معاویہ، عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہم کی خلافت راشدہ تھی اور اب سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کی خلافت خلافت راشدہ ہو گی۔ (2)

سوال: تفضیلی رافضیوں کا اعتراض ہے کہ نعرہ تحقیق حق چار یار حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو خلافت سے نکالنے کے لیے لگایا جاتا ہے اس لیے یہ درست نہیں۔

(1) تصفیہ مابین سنی وشیعہ ص۸ مقام اشاعت گولڑہ شریف
(2) ملفوظات اعلحضرت حصہ سوم ص۲۸۸ احمد رضاء بریلوی کتب خانہ کراچی

جواب: اہل سنت وجماعت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ راشد مانتے ہیں حق چار یار کا مطلب ترتیب وار چار خلفاء کی افضلیت ہے نہ کہ خلفاء کہ امام حسن کو خلافت راشدہ سے نکالنے کے لیے یہ نعرہ لگایا جاتا ہو۔

تفضیلی رافضی نعرہ تحقیق سے روکنے پر یہ دلیل دیتے ہیں کہ اگر تم حق چار یار سے خلافت مراد لیتے ہو تو حق پنج یار کہنا چاہیے کیونکہ امام حسن بھی خلیفہ راشد ہیں اور اگر تم حق چار یار سے حق صحابی مراد لیتے ہو تو سب صحابہ حق ہیں لہذا حق سب یار کہو۔

حق چار یار کا مطلب:

یہ ہے کہ چار یاروں کی فضیلت حق ہے ترتیب وار ہے اور جو فضیلت اللہ تعالیٰ نے ان چاروں کو جس ترتیب سے دے رکھی تھی رب تعالیٰ نے وہی ترتیب ان کی خلافت میں بھی رکھی۔

حق چار یار کہنے کا عجیب فائدہ:

جب حق چار یار کہنے سے چار خلفاء راشدین کی فضیلت ترتیب وار کے ثبوت کا اقرار واعلان کیا جاتا ہے تو ضمناً خود بخود ان کی خلافت کے ترتیب وار ہونے کا اقرار واعلان بھی پایا جاتا ہے اور رافضی حضرات کے عقیدہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلا فصل کا رد بھی ہو جاتا ہے۔ لہذا جب حق چار یار سے اہل سنت وجماعت دونوں مطلب مراد ہی نہیں لیتے تو اعتراض کیسے اور ان کی دلیل کا کیا مطلب اور کیا وزن؟ ان کی دلیل پانی کے بلبلے سے کچھ زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔

حق چار یار سے روکنے کا مطلب:

روافض حضرات اس لیے حق چار یار کہنے سے روک رہے ہیں کہ جب حق چار یار کہا جائے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ چار خلفاء راشدین کی فضیلت ترتیب وار ہے یعنی پہلے حضرت ابو بکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان غنی اور پھر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہم حق چار یا رکہنے سے رافضیوں کا مقصد پورا نہیں ہوتا کیونکہ وہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب سے افضل مانتے ہیں یہ تو اتفاقی امر ہے کہ اللہ تعالی نے ان کی خلافت میں بھی ان کی افضیلت کے مطابق ہی ترتیب رکھ دی۔[1]

اعتراض: نعرہ تحقیق دیوبندیوں کی ایجاد ہے سنی حضرات نعرہ تحقیق کیوں لگائیں مولوی مظہر چکوالی کی ایجاد ہے جو دیوبندی تھا؟

جواب: اگر یہ دیوبندی کی ایجاد ہے تو ہمیں اس سے بہت بڑا فائدہ حاصل ہو رہا ہے ادھر کہتے ہو کہ نعرہ رسالت بدعت ہے تو ادھر کبھی نعرہ تحقیق لگا رہے ہو کبھی "تاج و ختم نبوت" کا نعرہ لگا رہے ہو اگر یہ جائز ہیں تو نعرہ رسالت بھی جائز ہے۔

اور حق چار یار میں رافضیوں کا بھی رد ہے کہ وہ خلفاء ثلاثہ کے منکر ہیں اور خارجیوں کا بھی ہے کہ وہ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے منکر ہیں لہذا حق چار یار سنیوں کا نعرہ ہے اس یا تو رافضی جلتا ہے یا خارجی کو فالج کا درد پڑتا ہے۔

(1) نجوم الفرقان زیر آیت ان الذین آمنوا ثم کفروا ثم آمنوا الخ

رۂ تحقیق کے جواب حق چار یار پر مزید اعتراضات کے جوابات

تراض: نعرۂ تحقیق کا جواب جب "حق چار یار" دیا جائے تو اس میں "حق" خبر ہے "چار یار" مبتدا ہے اور خبر مبتدا سے پہلے لائی گئی ہے حالانکہ خبر کا مرتبہ مبتدا سے موخر تا ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ "تقدیم ماحقه التاخير يفيد الحصر" کہ جس کا مرتبہ خر ہو اسے مقدم کر دینا فائدہ حصر کا دیتا ہے، لہٰذا "حق چار یار" میں حق پہلے کہنے سے نی یہ نکلے کہ صرف یہی چار حق ہیں اور کوئی حق پر نہیں ہے حالانکہ سب صحابہ کرام حق یں چار کو حق کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں باقیوں کو نکالنے میں مضائقہ ہے اور "حق" خبر "چار یار" مبتدا پر مقدم کرنے میں "حق" کا چار یار میں حصر ہو جاتا ہے اور یہ باقی صحابہ ام رضی اللہ عنہم سے حق کی نفی کر دیتا ہے کیونکہ حصر کا یہی مطلب ہے کہ اپنے محصور کے اندر س چیز کو ثابت کر لے غیر سے اس کی نفی کرے اور یہ باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حق میں ت گستاخی ہے لہٰذا نعرۂ تحقیق کا جواب حق چار یار کی بجائے حق سب یار ہونا چاہئے؟

جواب: جواب سے پہلے بطور تمہید عرض ہے کہ قصر کا لغوی معنی ہے حبس یعنی بند کرنا ر بلغاء کی اصطلاح میں قصر نام ہے "تخصيص شيء بشيء بطريق مخصوص"۔(1)

یعنی ایک شیء کو دوسری شیء کے ساتھ ایک مخصوص طریقے سے خاص کرنا۔

مختصر المعانی کی شرح دسوقی میں اس عبارت کی شرح کرتے ہوئے اور اس میں مذکورہ شیء

(1) مختصر المعانی باب القصر ص ۱۸۲ مطبوعہ المیزان لاہور

اول اور شیء ثانی کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''ای تخصیص موصوف بصفة او صفة بموصوف فالباء داخلة علی المقصوروالشیء الاول ان ارید به الموصوف کان المراد بالشیء الثانی الصفة والعکس وذالک لان التخصیص یتضمن مطلق النسبة المستلزمة لمنسوب ومنسوب الیه فان کان المخصص منسوبا فهو الصفة وان کان منسوبا الیه فهو الموصوف والمراد بتخصیص الشیء بالشیء الاخبار بثبوت الشیء الثانی للشیء الاول دون غیره فالقصر مطلقا یستلزم النفی والاثبات''۔[1]

موصوف کو صفت کے ساتھ خاص کرنا یا صفت کو موصوف کے ساتھ خاص کرنا پس باء مقصور پر داخل ہے اور شیء اول سے اگر موصوف مراد ہو تو شیء ثانی سے صفت مراد ہو گی اور اگر شیء اول سے صفت مراد ہو تو شیء ثانی سے موصوف مراد ہو گا اور شیء اول وثانی میں ایک سے موصوف اور دوسری سے صفت اس لئے مراد لی ہے کہ تخصیص مطلق نسبت کو متضمن ہے جو کہ منسوب اور منسوب الیہ کو مستلزم ہے پس اگر مخصص منسوب ہوا تو وہ صفت ہو گی اور اگر منسوب الیہ ہوا تو وہ موصوف ہو گا اور ایک شیء کی دوسری شیء سے تخصیص سے مراد اس بات کی خبر دینا ہے کہ ایک شیء دوسری شیء کیلئے ہی ثابت ہے کسی اور کیلئے ثابت نہیں ہے پس قصر مطلقا نفی اور اثبات کو مستلزم ہے۔

یعنی قصر میں مطلقا دو دعوے ہوتے ہیں ایک ایجابی اور دوسرا سلبی۔ ایجابی یہ کہ یہ چیز [illegible] چیز کے لئے ثابت ہے اور سلبی یہ کہ یہ چیز اس کے علاوہ (جس کیلئے ثابت ہے) کسی اور [illegible] ثابت نہیں ہے۔

---

(1) شروح التلخیص جلد ۲ ص ۱۶۶ باب القصر

قسام قصر:

مر دو قسم ہے:

۱۔ حقیقی ۲۔ اضافی

صر حقیقی یہ ہے کہ جس چیز کو دوسری میں بند کیا ہے وہ نفس الامر میں بھی اسی میں
صور ہو اور اس کے علاوہ قطعا اور کی طرف متجاوز نہ ہو جیسے "ماخاتم الانبیاء والرسل الا محمد
" ﷺ یعنی ختم نبوت اور ختم رسالت حضرت محمد ﷺ میں ہی محصور ہے کسی اور کیلئے
طعا ثابت و متجاوز نہیں ہے۔

صر اضافی یہ ہے کہ جو چیز کسی دوسری چیز میں بند ہے اور اس کے غیر کی طرف متجاوز
یں اس کا عدم تجاوز کسی مخصوص شیء کی بہ نسبت ہو اگرچہ اس مخصوص شیء کے علاوہ
ی اور شیء کی طرف اس کا تجاوز ممکن ہو، چنانچہ علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ مختصر
لمعانی میں ارشاد فرماتے ہیں:

"لان تخصیص الشیء بالشیء اماان یکون بحسب الحقیقة وفی نفس الامر بان لایتجاوزه الی غیره اصلا وهو الحقیقی او بحسب الاضافة الی شیء آخر بان لایتجاوزه الی ذالک الشیء وان امکن ان یتجاوزه الی شیء آخر"۔[1]

قصر کا دو قسموں حقیقی اور اضافی میں حصر اس لئے ہے کہ ایک شیء کی دوسری شیء کے ساتھ
تخصیص یا تو بحسب حقیقت یعنی نفس الامر میں ہوگی بایں طور کہ وہ شیء جو دوسری میں بند
ہوئی ہے اس کے علاوہ کسی اور کی طرف قطعا متجاوز نہ ہو تو وہ قصر حقیقی ہوگا یا ایک شیء کی
دوسری شیء کیساتھ تخصیص کسی اور شیء کی بہ نسبت ہوگی بایں طور کہ شیء مقصود اپنے

(۱) مختصر المعانی باب القصر ص ۱۸۳ مطبوعہ المیزان لاہور

مقصود علیہ کے علاوہ اس خاص شیء کی طرف متجاوز نہ ہوگی اگرچہ اس کیلئے اپنے مقصود علیہ سے اس خاص شیء کے علاوہ کسی اور شیء کی طرف تجاوز ممکن ہے۔

پھر قصر حقیقی ہو یا اضافی ہر ایک دو دو قسم ہے:

۱۔ قصر الموصوف علی الصفۃ

۲۔ قصر الصفۃ علی الموصوف

قصر الموصوف علی الصفۃ کے متعلق علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ مختصر المعانی میں ارشاد فرماتے ہیں:

"هو ان لايتجاوز الموصوف من تلك الصفة الى صفة اخرى لكن يجوز ان تكون تلك الصفة لموصوف آخر"۔ (1)

یعنی قصر الموصوف علی الصفۃ یہ ہے کہ موصوف جس صفت میں بند کیا گیا ہے اس سے کسی اور صفت کی طرف متجاوز نہ ہو لیکن یہ جائز ہے کہ وہ صفت جس میں یہ موصوف بند ہے اس کے علاوہ کسی اور موصوف کے لئے بھی ثابت ہو۔

پس موصوف جس صفت میں بند کیا گیا ہے اگر اس سے کسی اور صفت کی طرف بالکل متجاوز نہ ہو اگرچہ اس خاص صفت کے علاوہ کسی اور صفت کی طرف متجاوز ہو یہ قصر الموصوف علی الصفۃ اضافی ہے لیکن ان دونوں صورتوں میں صفت کیلئے جائز ہے کہ وہ اس موصوف کے علاوہ کسی اور موصوف کی صفت بن سکے جیسے "مازید الا قائم" کہ اس میں زید موصوف کو صفت قیام میں بند کر دیا گیا ہے لیکن صفت قیام زید میں بند نہیں ہے۔

اور قصر الصفۃ علی الموصوف یہ ہے کہ

"ان لايتجاوز تلك الصفة عن ذالك الموصوف الى

(1) مختصر المعانی باب القصر ص ۱۸۳ مطبوعہ المیزان لاہور

موصوف آخر لکن یجوز ان یکون لذالک الموصوف صفات اخر"۔[1]

ر الصفۃ علی الموصوف یہ ہے کہ وہ صفت اس موصوف سے جس میں بند ہے کسی اور
صوف کی طرف متجاوز نہ ہو لیکن یہ جائز ہو کہ اس موصوف کیلئے اور صفات ہوں جیسے
اقائم الازید" نہیں کھڑا مگر زید یعنی صفت قیام زید ہی میں بند ہے اس کے علاوہ کسی
ر کیلئے ثابت نہیں ہے اگرچہ زید کیلئے قیام کے علاوہ اور صفات سے متصف ہونا جائز ہے۔
اں بھی صفت کو جس موصوف میں بند کیا گیا ہے اگر اس کے علاوہ کسی اور موصوف کی
رف قطعاً متجاوز نہ ہو تو یہ قصر الصفۃ علی الموصوف حقیقی ہے جیسے "ماخاتم الانبیاء والرسل الا
ر" صلی اللہ علیہ وسلم کہ صفت ختم نبوت ورسالت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں محصور ہے کسی اور کی
رف بالکل متجاوز نہیں ہے جیسا کہ گذر چکا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفت ختم نبوت کے
اوہ اور صفات مثلاً شفاعت وغیرہا سے بھی متصف ہیں اور اگر صفت جس موصوف میں بند
ہے اس سے کسی خاص موصوف کی طرف متجاوز نہ ہو اگرچہ اس خاص موصوف کے علاوہ
ی اور کی طرف متجاوز ہو تو یہ قصر الصفۃ علی الموصوف اضافی ہے جس کی مثال "ماقائم الا
ید" گذر چکی ہے کہ قیام جو کہ زید میں بند ہے یہ مثلاً عمرو اور بکر کی طرف متجاوز نہیں جو
ہ خاص موصوف ہیں ان کے علاوہ خالد وغیرہ کی طرف اس کا تجاوز جائز ہے لیکن دونوں
مورتوں میں موصوف اس صفت کے علاوہ اور صفات سے متصف ہو سکتا ہے۔ پھر قصر
قیقی موصوف کا صفت میں ہو یا صفت کا موصوف میں دو قسم ہے:

۱۔ قصر حقیقی تحقیقی یعنی غیر ادعائی
۲۔ قصر حقیقی ادعائی یعنی غیر تحقیقی

---

(1) مختصر المعانی باب القصر ص ۱۸۳ مطبوعہ المیزان لاہور

قصر الموصوف علی الصفۃ حقیقی تحقیقی یہ ہے کہ موصوف کو جس صفت میں بند کیا ہے اس کے
علاوہ دیگر تمام صفات کی اس سے نفی ہو اور نفس الامر میں بھی اس کیلئے اس ایک صفت کے
علاوہ کوئی اور صفت نہ ہو قصر کی اس قسم کا پایا جانا محال ہے کیونکہ کوئی ایسا موصوف نہیں کہ
جس کی فقط ایک ہی صفت ہو اور وہ اسی میں بند ہو اس کے علاوہ کسی اور صفت کی طرف
متجاوز نہ ہو اور اس کے علاوہ ہر صفت کی اس سے نفی ہو کیونکہ یہ ارتفاع نقیضین کو مستلز
ہے جو کہ محال ہے اور جو محال کو مستلزم ہو وہ خود بھی محال ہوتا ہے ہاں یہ قصر ادعائی طور پ
ہو سکتا ہے بہر صورت قصر الموصوف علی الصفۃ حقیقی کی دو قسمیں ہوئیں:

اول: حقیقی غیر ادعائی دوم: حقیقی ادعائی

اول معدوم ہے اور اس کا پایا جانا محال ہے اور دوسری موجود ہے۔ اسی طرح قصر الصفۃ علی
الموصوف حقیقی تحقیقی یعنی غیر ادعائی یہ ہے کہ صفت کو جس موصوف میں بند کیا ہے اس
کے علاوہ دیگر تمام چیزوں سے اس کی نفی ہو اور نفس الامر میں بھی وہ صفت اسی ایک
موصوف میں محصور ہو جیسے "ماخاتم الانبیاء والرسل الا محمد " ﷺ جیسا ک
مذکور ہو چکا ہے اور قصر کی یہ قسم ادعائی طور پر بھی ہو سکتی ہے وامثلته کثیرة۔ الحاصل
قصر کی یہ دونوں قسمیں کلام میں پائی جاتی ہیں۔

اور قصر اضافی، قصر الموصوف علی الصفۃ یا قصر الصفۃ علی الموصوف ہر ایک تین تین قسم ہے:

۱۔ قصر افراد ۲۔ قصر قلب
۳۔ قصر تعیین

اس تمہید کے بعد ہم جوابا عرض کرتے ہیں کہ نعرہ تحقیق کے جواب "حق چار یار" پر مذکو
اعتراض قواعد بلاغت سے جہالت پر مبنی ہے کیونکہ معترض نے یہ سمجھا کہ خبر کی مبتداء پ
تقدیم، خبر کے مبتداء میں حصر کا فائدہ دیتی ہے حالانکہ یہ خیال بالکل باطل ہے کیونکہ خبر ک

تداء پر تقدیم خبر کے مبتداء میں محصور ہونے کا قطعا فائدہ نہیں دیتی اور نہ ہی اس کا کوئی
ئل ہے اور نہ ہی اس قسم کا کوئی قاعدہ ہے اور یہ جو قاعدہ بیان کیا ہے کہ "تقدیم
احقه التاخیر یفید الحصر" تو اس میں ہرگز یہ بات نہیں ہے کہ خبر کو مبتداء پر
قدم کریں تو خبر کے مبتداء میں بند ہونے کا فائدہ حاصل ہوتا ہے بلکہ قاعدہ میں تو یہ بیان
یا گیا ہے کہ جس چیز کا مرتبہ موخر ہو خواہ وہ خبر ہو یا معمولات فعل میں سے کوئی ہو اسے
قدم کر دینا حصر کا فائدہ دیتا ہے لیکن کس چیز کے کس چیز میں حصر کا فائدہ؟ اس امر کی
ضاحت قاعدے میں نہیں ہے۔

پس اولاً ہم یہ کہتے ہیں کہ علمائے بلاغت کے ہاں مطلقاً یہ قاعدہ ہی مختلف فیہ ہے جیسا کہ
سوقی شرح مختصر المعانی میں ہے:

"قوله تقديم ماحقه التاخير ہذا يشمل تقديم بعض معمولات الفعل على بعض كتقديم المفعول على الفاعل دون الفعل وفى افادته القصر كلام والمرجح عدم الفائدة"۔[1]

تقدیم ماحقه التاخیر الخ یہ قاعدہ بعض معمولات فعل کی دوسرے بعض پر تقدیم کو بھی شامل ہے جیسے مفعول کی فاعل پر تقدیم نہ کہ فعل پر پس اس تقدیم کے حصر کا فائدہ دینے میں اختلاف ہے اور راجح مذہب فائدہ نہ دینا ہے۔

اور الاتقان فی علوم القرآن میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كاد اهل البيان يطبقون على ان تقديم المعمول يفيد

---

(1) دسوقی جلد نمبر۲ ص ۲۰۲

الحصر سواء كان مفعولا او ظرفا او مجرورا و لهذا قيل في اياك نعبد واياك نستعين معناه نخصك بالعبادة والاستعانة وخالف في ذالك ابن الحاجب فقال في شرح المفصل الاختصاص الذي يتوهمه كثير من الناس من تقديم المعمول وهم واستدل على ذالك بقوله فاعبد الله مخلصا له الدين ثم قال بل الله فاعبد واعترض ابوحيان على مدعى الاختصاص بنحو افغير الله تامرونى اعبد وردصاحب الفلك الدائر الاختصاص بقوله كلا هدينا ونوحا بدينا من قبل وهو اقوى مارد به واجيب بانه لايدعى فيه اللزوم بل الغلبة وقد يخرج الشيء عن الغالب"۔[1]

قریب ہے کہ اہل بیان اس بات پر متفق ہوں کہ معمول کی تقدیم خواہ وہ مفعول ہو یا ظرف یا مجرور، حصر کا فائدہ دیتی ہے اسی لئے "اياك نعبد واياك نستعين" کے متعلق کہا گیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ ہم تجھے عبادت اور استعانت کے ساتھ خاص کرتے ہیں، اس بات میں ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ نے مخالفت کی ہے وہ شرح مفصل میں فرماتے ہیں کہ یہ اختصاص جو کثیر لوگوں کو معمول کی تقدیم سے متوہم ہوا ہے یہ محض وہم ہے اور اس پر وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے استدلال کرتے ہیں۔ "فاعبد الله مخلصا له الدين" (پس تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اس حال میں کہ تو دین کو اس کے لئے خالص کرنیوالا ہے) اور دوسرے مقام پر فرمایا "بل الله فاعبد" (بلکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر) اور ابوحیان نے بھی اختصاص کے دعویداروں پر رب تعالیٰ کے اس فرمان مقدس سے اعتراض کیا ہے "افغير الله تامرونى اعبد" (پس کیا تم غیر اللہ کی عبادت کا مجھے حکم دیتے ہو) اور صاحب الفلک الدائر نے رب تعالیٰ کے

(1) الاتقان ملخصا ص ۵۲ جلد دوم

اس فرمان سے اختصاص کا رد کیا ہے یعنی "کلا ہدینا ونوحا ہدینا من قبل" (سب کو ہم نے ہدایت دی اور نوح علیہ السلام کو اس سے پہلے ہدایت دی) اور تقدیم معمول سے حصول اختصاص کے رد کی یہ سب سے قوی دلیل ہے اور قائلین اختصاص کی طرف سے اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ تقدیم معمول کی صورت میں ہم لزوم اختصاص کا دعویٰ نہیں کرتے بلکہ دعویٰ اس امر کا ہے کہ تقدیم معمول کی صورت میں غالبا اختصاص ہوتا ہے اور جو امر غالب واکثر ہو اس سے کبھی کبھی شیء خارج بھی ہو جاتی ہے۔

پس ثابت ہوا کہ تقدیم ماحقہ التاخیر کا مفید حصر ہونا متفق علیہ امر نہیں ہے بلکہ اس میں اختلاف ہے اور جن کے ہاں یہ قاعدہ مسلمہ ہے وہ بھی اس کے کلیہ ہونے کے قائل نہیں ہیں بلکہ اس قاعدہ کے اکثریہ ہونے کے قائل ہیں اور ثانیا خبر کی مبتدا پر تقدیم کا مفید حصر ہونا تو بالخصوص مختلف فیہ امر ہے۔ چنانچہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ الاتقان کے اندر ہی ارشاد فرماتے ہیں:

"ذکر ابن الاثیر وابن النفیس وغیرہما ان تقدیم الخبر علی المبتداء یفید الاختصاص وردہ صاحب الفلک الدائر بانہ لم یقل بہ احد وھو ممنوع فقد صرح السکاکی وغیرہ بان تقدیم مارتبتہ التاخیر یفیدہ ومثلہ بنحو تمیمی انا"۔(1)

ابن اثیر اور ابن نفیس وغیرہما نے ذکر کیا ہے کہ خبر کی مبتداء پر تقدیم اختصاص کا فائدہ دیتی ہے اور صاحب الفلک الدائر نے اس کا رد کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے مگر یہ بات درست نہیں

(1) الاتقان جلد۲ ص ۵۱

ہے کیونکہ سکاکی وغیرہ نے صراحت کی ہے کہ جس کا رتبہ موخر ہو اس کو مقدم کر دینا حصر کا فائدہ دیتا ہے اور اس کی مثال انہوں نے "تمیمی انا" سے دی ہے یعنی میں تمیمی ہونے میں بند ہوں قیسی وغیرہ نہیں ہوں۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ بالا ارشاد سے واضح ہوا کہ خبر کی مبتداء پر تقدیم کا مفید حص
ہونا بالخصوص ایک اختلافی امر ہے بعض اس کے قائل ہیں اور بعض اس کے قائل نہی
لیکن جو لوگ خبر کی مبتداء پر اس تقدیم کو مفید حصر مانتے ہیں وہ بھی سبھی اس بات پر اتفا
رکھتے ہیں کہ خبر کی مبتداء پر یہ تقدیم، مبتداء کے خبر میں بند ہونے کا فائدہ دیتی ہے اس خ
کے مبتداء میں بند ہونے کا ہرگز فائدہ نہیں دیتی۔ اور علامہ سکاکی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی مذکو
مثال یعنی "تمیمی انا" جسے انہوں نے خبر کی مبتداء پر تقدیم کے مفید حصر ہونے پر بطو
دلیل پیش کیا ہے جس طرح اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ خبر کی تقدیم حصر کا فائدہ دیتی ہ
ساتھ اس بات کو بھی ثابت کرتی ہے کہ خبر کی تقدیم مبتداء کے خبر میں حصر کا فائدہ د
ہے نہ کہ خبر کے مبتداء میں حصر کا کیونکہ "تمیمی انا" میں "تمیمی" جز ہے جو کہ "انا
مبتداء پر مقدم ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ میں تمیمی ہونے میں بند ہوں قیسی یا طائی ہونے
طرف متجاوز نہیں ہوں اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں ہے کہ تمیمی ہونا صرف مجھ میں ہی بن
ہے میرے علاوہ کوئی اور تمیمی ہی نہیں اور یہ معنی ظاہر ہے کہ مبتداء کے خبر میں منحص
ہونے پر دلالت کرتا ہے نہ کہ خبر کے مبتداء میں منحصر ہونے پر۔

اور مواہب الفتاح شرح تلخیص المفتاح میں اس قاعدے کے تحت یہی مثال دیکر اس بات
کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے چنانچہ صاحب مواہب الفتاح فرماتے ہیں:

"ومنہا ای من طرق القصر التقدیم ای تقدیم ماحقه التاخیر مثل تقدیم الخبر علی المبتداء والمعمولات مثل المفعول والمجرور والحال علی العامل کقولک فی قصره ای قصر الموصوف علی الصفة تمیمی انا بتقدیم

الخبر علی المبتداء فیفید قصر المتکلم علی التمیمیۃ لایتعدہا الی القیسیۃ مثلاً"۔[1]

اور طرق قصر میں تقدیم ماحقہ التاخیر بھی ہے جیسے خبر کی مبتداء پر تقدیم اور معمولات مثلاً مفعول مجرور اور حال کی عامل پر تقدیم جیسے موصوف کے صفت پر قصر کی صورت میں خبر کو مبتداء پر مقدم کرتے ہوئے ترا قول "تمیمی انا" پس اس خبر "تمیمی" کی مبتداء (انا) پر تقدیم نے اس بات کا فائدہ دیا کہ متکلم تمیمی ہونے میں محصور ہے مثلاً قیسی کی طرف متجاوز نہیں ہے۔

یعنی "تمیمی انا" میں "تمیمی" (خبر) کا مرتبہ "انا" (مبتداء) سے موخر تھا اور اصل میں "انا تمیمی" تھا پس جب خبر (تمیمی) کو مبتدا (انا) پر مقدم کیا تو اس سے حصر کا فائدہ حاصل ہوا لیکن یہ مبتدا (انا) کے خبر (تمیمی) میں حصر کا فائدہ حاصل ہوا نہ کہ اس کے برعکس کا۔

اسی طرح مختصر المعانی باب احوال المسند میں ہے:

"اما تقدیمہ ای المسند فلتخصیصہ بالمسند الیہ ای لقصر المسند الیہ علی المسند علی ماحققناہ فی ضمیر الفصل لان معنی قولنا تمیمی انا ھو انہ مقصور علی التمیمیۃ لایتجاوزہا الی القیسیۃ"۔[2]

مسند (جز) کی مسند الیہ (مبتداء) پر تقدیم مسند کی مسند الیہ کے ساتھ بایں معنی تخصیص کیلئے کی جاتی ہے کہ مسند الیہ مسند میں بند ہے جیسا کہ ضمیر

(1) شروح التلخیص جلد۲ ص ۲۰۲ باب القصر
(2) مختصر المعانی باب احوال المسند ص ۱۶۴ المیزان لاہور

فصل میں ہم نے اس کی تحقیق کی ہے کیونکہ ہمارے قول "تمیمی انا"
کا معنی یہ ہے کہ وہ مسند الیہ (انا یعنی متکلم) تمیمیۃ میں بند ہے تمیمیۃ سے
مثلاً قیسیۃ کی طرف متجاوز نہیں ہے۔

اور اس کی شرح دسوقی میں ہے:

"فهو من قصر الموصوف على الصفة قصر اضافيا"۔[1]

مسند کی مسند الیہ پر تقدیم سے جو مسند الیہ (مبتداء) کا مسند (خبر) پر قصر ہوتا ہے یہ
الموصوف علی الصفۃ ہے اور یہ قصر اضافی ہے یعنی نہ یہ قصر حقیقی تحقیقی یعنی غیر ادعائی
کیونکہ ایسا قصر الموصوف علی الصفۃ محال ہے جیسا کہ تمہید میں مذکور ہو چکا ہے اور نہ ہی یہ
الموصوف علی الصفۃ حقیقی غیر تحقیقی یعنی ادعائی ہے بلکہ یہ قصر الموصوف علی الصفۃ اض
ہے۔

اور علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے مختصر المعانی میں ہی اپنے مذکورہ بالا ارشاد کے
تقسیم المسند علی المسند الیہ کی مزید مثالیں ارشاد فرمائیں اور اس کے بعد ارشاد فرمایا:

"فجميع ذالک من قصر الموصوف على الصفة دون العكس"۔[2]

ان تمام مثالوں میں موصوف (مسند الیہ) کا صفت (مسند میں حصر ہے) اس کا عکس
صفت (خبر) کا موصوف (مبتداء) میں یہ حصر نہیں ہے۔

اس کی شرح دسوقی اور مطول کے حاشیہ چلپی میں ہے:

"قوله دون العكس اى لان الحمل على العكس
يستدعى جعل التقديم لقصر المسند على المسند اليه

---

(1)
(2) مختصر المعانی باب احوال المسند ص ۱۶۴ المیزان لاہور

والقانون انه لقصر المسند الیه علی المسند"۔ [1]

شارح (علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول دون العکس (کہ اس کے برعکس نہیں ہوگا) یہ اس لئے ہے کہ اس کے برعکس پر حمل کرنا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ مسند کی مسند الیہ پر تقدیم مسند کو مسند الیہ میں بند کرنے کیلئے ہو جائے حالانکہ قانون یہ ہے کہ مسند (خبر) کی مسند الیہ (مبتداء) پر تقدیم مسند الیہ (مبتداء) کو مسند (خبر) میں بند کرنے کیلئے ہوتی ہے۔
اور دسوقی میں ہی مذکورہ بالا ارشاد کے چند سطور بعد ارشاد فرماتے ہیں:

"ان التقدیم عندہم موضوع لقصر المسند الیہ علی المسند لالقصر المسند علی المسند الیہ"۔ [2]

مسند کی مسند الیہ پر تقدیم بلغاء کے ہاں بیشک وضع ہی اس لئے ہوئی ہے کہ مسند الیہ (مبتداء) کا مسند (خبر) میں حصر ہو نہ اس لئے کہ مسند کا مسند الیہ (مبتداء) میں حصر ہو۔

الحاصل: جو لوگ اس قاعدے یعنی "تقدیم ما حقہ التاخیر یفید الحصر" کو تسلیم ہی نہیں کرتے ان کے ہاں تو "حق چار یار" میں خبر مقدم کرنے کی صورت میں کسی کا کوئی بھی حصر ثابت نہیں ہوتا اور جو لوگ اس قاعدے کو تسلیم کرتے ہیں ان کے ہاں بھی جب حق چار یار کہا جائے تو حق (خبر) کا چار یار (مبتداء) میں حصر ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس کے برعکس "چار یار" کا "حق" (خبر) میں حصر ثابت ہوتا ہے کیونکہ ان کے نزدیک خبر کو مبتداء پر مقدم کرنیکی صورت میں خبر کا مبتداء میں حصر ثابت نہیں ہوتا بلکہ مبتداء کا خبر میں حصر ثابت ہوتا ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے۔

---

(1) شروح التلخیص باب احوال المسند جلد ۲ ص ۱۱۳، حاشیہ چلپی علی المطول ص ۳۵۳
(2) دسوقی جلد ۲ ص ۱۱۳ باب تقدیم المسند علی المسند الیہ

مزید بر آں نعرہ تحقیق کا جواب "حق چار یار" ہونے کی صورت میں ایک اور قاعدہ بھی اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ یہاں حق (خبر) کا چار یار (مبتداء) میں ہر گز حصر مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ حق (خبر) نکرہ ہے یہ معرفہ (مثلاً الحق) نہیں ہے اور متکلم خبر کو نکرہ لا کر اس بات کو واضح کرتا ہے کہ میں نے خبر کے مبتداء میں حصر کا ہر گز ارادہ نہیں کیا ہے جیسا کہ مختصر المعانی میں ہے:

"واما تنکیرہ ای تنکیر المسند فلارادۃ عدم الحصر والعھد الدال علیھما التعریف کقولک زید کاتب وعمرو شاعر"۔[1]

مسند کو نکرہ لانا عدم حصر وعہد کے ارادہ کی بناء پر ہوتا ہے اور حصر وعہد پر مسند کی تعریف دلالت کرتی ہے جیسے تیرا قول زید کاتب وعمرو شاعر۔

اور اس کی شرح دسوقی میں ہے:

"قولہ فلارادۃ الخ ای فلارادۃ افادۃ عدم الحصر ای فلارادۃ المتکلم افادۃ السامع عدم حصر المسندفی المسند الیہ وعدم العھد والتعیین فی المسند حیث یقتضی المقام ذالک وقولہ الدال علیھما التعریف ای لانہ اذا ارید العھد عرف بال العھدیۃ او الاضافۃ وان ارید الحصر عرف بال الجنسیۃ لما سیاتی من ان تعریف المسند بال الجنسیۃ یفید حصرہ فی المسند الیہ وقولہ زید کاتب الخ ای حیث یراد مجرد الاخبار بالکتابۃ والشعر لاحصر الکتابۃ فی زید والشعر فی عمرو ملخصا"۔[2]

---

(1) مختصر المعانی باب احوال المسند ص ۱۵۷ المیزان لاہور
(2) شروح التلخیص ج ۲ ص ۹۱

ماتن کے قول "فلارادة عدم الحصروالعهد" (عدم حصر وعہد کے ارادے کی بناء پر) سے مراد عدم حصر وعہد کے افادے کا ارادہ ہے یعنی مسند کو متکلم نکرہ اس لئے لاتا ہے کہ اس کا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے مخاطب کو اس بات کا فائدہ پہنچائے کہ مسند کا مسند الیہ میں حصر نہیں ہے اور نہ ہی مسند میں کوئی عہد و تعیین ہے کیونکہ وہ مقام اسی بات کا مقتضی ہوتا ہے اور شارح صاحب کا یہ کہنا کہ حصر وعہد پر مسند کی تعریف دلالت کرتی ہے یہ اس لئے کہ جب عہد مراد ہوتا ہے تو الف لام عہدی سے یا اضافت سے اسے معرفہ لایا جاتا ہے اور اگر مسند کا مسند الیہ میں حصر مقصود ہو تو اسے الف لام جنسی کے ساتھ معرفہ کر کے لایا جاتا ہے جیسا کہ عنقریب آجائیگا کہ مسند کو الف لام جنسی کے ساتھ معرفہ لانا اس کے مسند الیہ میں حصر کا فائدہ دیتا ہے اور ماتن صاحب کا اس کی مثال میں زید کاتب اور عمرو شاعر کہنا یعنی دونوں جملوں میں کاتب اور شاعر کو جو کہ مسند ہیں نکرہ لانا اس لئے ہے کہ متکلم کا ان دونوں جملوں میں مقصود زید اور عمرو کے لئے محض کاتب ہونے اور شاعر ہونے کی خبر دینا ہے کتابت کو زید میں اور شعر کو عمرو میں بند کرنا مقصود نہیں ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ معترض کا نعرہ تحقیق کے جواب "حق چاریار" پر مذکورہ قاعدے یعنی "تقديم ماحقه التاخيريفيدالحصر" کی بناء پر یہ اعتراض کرنا کہ اس میں "حق" (خبر) کی "چاریار" (مبتداء) پر تقدیم "حق" کے "چاریار" میں حصر کا فائدہ دیتی ہے جس سے لازم آتا ہے کہ حق انہیں چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بند ہے اور یہی چار صحابہ کرام حق پر ہیں اور کوئی حق پر نہیں حالانکہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حق پر ہیں پس نعرۂ تحقیق کے جواب میں "حق چاریار" کی بجائے "حق سب یار" کہنا چاہئے، متعدد وجوہ سے باطل ومردود ٹھہرا۔

اولاً: اس لئے کہ مذکوہ قاعدہ یعنی "تقدیم ماحقه التاخیر یفید الحصر" چونکہ متفق علیہ نہیں ہے۔ لہذا جنہیں یہ قاعدہ تسلیم ہی نہیں ان کے ہاں تو حق چار یار کہنے میں کسی قسم کا کوئی حصر ثابت ہی نہیں ہوتا۔

ثانیاً: اس لئے کہ جو لوگ اس قاعدے کو تسلیم کرتے ہیں وہ بھی اسے "قاعدہ کلیہ" تسلیم نہیں کرتے بلکہ "قاعدہ اکثریہ" تسلیم کرتے ہیں اور قاعدہ اکثریہ ہر جگہ جاری نہیں ہوتا پس ہم کہتے ہیں کہ ان لوگوں کے مذہب پر بھی یہ قاعدہ "حق چار یار" میں جاری نہیں ہے کہ جس سے یہاں کسی قسم کا حصر ثابت ہو۔

ثالثاً: اس لئے کہ اگر بالفرض قاعدہ مذکورہ کا حق چار یار میں جاری ہونا تسلیم کر بھی لیا جائے تو قاعدہ یہ نہیں کہ خبر کی مبتداء پر تقدیم، خبر کے مبتداء میں حصر کا فائدہ دیتی ہے بلکہ اس کے برعکس قاعدہ یہ ہے کہ خبر کی مبتداء پر تقدیم مبتداء کے خبر میں حصر کا فائدہ دیتی ہے پس اس قاعدہ کی رو سے حق چار یار کہنے کی صورت میں حق کا چار یار میں بند ہونا لازم نہ آیا بلکہ چار یار کا حق کے اندر حصر ثابت ہوا اور یہ قصر الموصوف علی الصفۃ ہے اور یہ قصر حقیقی تحقیقی بھی نہیں کہ ایسا قصر الموصوف علی الصفۃ محال ہے جیسا کہ تمہید میں گذر چکا ہے بلکہ یہ قصر اضافی ہے پھر یا تو اضافی قلبی ہے اور یہ رافضیوں کے رد کیلئے ہے جو کہ چار یار کی اس ترتیب خلافت اور ترتیب افضلیت کو باطل سمجھتے ہیں پس اہل سنت وجماعت نے ان کے اس باطل عقیدے کا رد کرنے کیلئے حق چار یار کا نعرہ لگا کر اس بات کا اظہار کیا کہ ان چار یار کی یہ ترتیب خلافت وترتیب افضلیت قطعا صفت باطل سے متصف نہیں بلکہ اس کے بجائے صفت حق میں ہی بند ہے اور یہ چاروں خلفاء کرام اسی ترتیب خلافت وترتیب افضلیت میں حق پر ہی ہیں نہ کہ باطل پر اور یا پھر یہ قصر الموصوف علی الصفۃ اضافی قصر تعیین ہے اور جو لوگ ان چاروں خلفاء

کرام کی اس ترتیب خلافت وترتیب افضیت میں شک اور تردد میں مبتلا تھے کہ آیا یہ ترتیب حق ہے یا باطل ان کا رد کرتے ہوئے یہ نعرہ لگایا گیا کہ یہ چاروں خلفاء کرام رضی اللہ عنہم اس ترتیب خلافت وترتیب افضلیت کے اعتبار سے صفت حق میں محصور ہیں اس کے برعکس صفت باطل کی طرف قطعا متجاوز نہیں ہیں اور اس سے خارجیوں کا بھی رد ہو گیا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ برحق نہیں مانتے اور اس مقام پر قصر الموصوف علی الصفۃ تحقیقی ادعائی بھی ہو سکتا ہے یعنی ان چاروں خلفاء کرام رضی اللہ عنہم سے صفت حق کے علاوہ باقی جمیع صفات کی نفس الامر میں حقیقۃ نفی تو نہیں مگر ان کی صفت حق کے دوسری صفات مادحہ پر غلبہ ظاہر کرنے کیلئے ادعاءً انہیں صفت حق میں ہی محصور کر دیا گیا۔

رابعاً: اس لئے کہ تنکیر مسند والا قاعدہ بھی ثابت کرتا ہے کہ حق چار یار کہنے کی صورت میں حق کا چار یار میں قطعا حصر مراد نہیں لیا جا سکتا جیسا کہ سابقا مذکور ہو چکا ہے۔

خامساً: اس لئے کہ اگر معترض کے بقول نعرۂ تحقیق کا جواب ”حق چار یار“ کی بجائے ”حق سب یار“ ہو اور ”حق چار یار“ سے ممانعت ان کے مذکورہ قاعدہ کو اس انداز سے بیان کرنے کی وجہ سے ہو کہ حق چار یار میں خبر (حق) کی تقدیم نے خبر (حق) کے مبتداء (چار یار) میں حصر کا فائدہ دیا ہے تو اس طرح قاعدہ بیان کرنے سے جیسے حق چار یار پر اعتراض لازم آتا ہے ”حق سب یار“ پر بھی وہی اعتراض لازم آئے گا کہ پھر تو حق تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اندر ہی بند ہو گیا اور لازم آیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ انبیاء کرام علیہم السلام، اولیاء کرام، ائمہ مجتہدین اور دیگر تمام مومنین میں سے کوئی بھی حق پر یعنی سچا مومن نہ ہو کیونکہ تمہارے اس طرح قاعدہ بیان کرنے سے یہاں بھی خبر (حق) کا مبتداء

(سب یار) میں حصر ہو چکا ہے اور اس کا بطلان تو اظہر من الشمس ہے لہذا
نفسہ حق سب یار بھی اسی صورت میں درست ہو سکتا ہے جب کہ مذکو
قاعدے کا وہی مفہوم لیا جائے جو کہ بلغاء کے ہاں درست ہے کہ خبر کی مبتداء
تقدیم نے مبتداء کے خبر میں حصر کا فائدہ دیا ہے اور یہ قصر الموصوف علی الص
اضافی ہے اور مطلب یہ ہے کہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حق پر ہی ہیں اور کو
صحابی باطل پر نہیں ہے پس اس طرح جیسے حق سب یار درست ہو گا حق چار یا
بھی درست ہو گا مگر نعرہ تحقیق کے جواب میں حق چار یار ہی متعین ہو گا کیونکہ
اگرچہ تمام صحابہ کرام صفت حق میں ہی محصور ہیں اور باطل کے شائبہ سے بھ
پاک ہیں مگر نعرۂ تحقیق سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مطلقاً صفت حق میں حص
ظاہر کرنا مقصود نہیں بلکہ رافضیوں اور خارجیوں کا رد کرنے کیلئے ان چاروں
خلفاء کرام رضی اللہ عنہم کے ترتیب افضلیت و ترتیب خلافت کے لحاظ سے صفت حق
میں حصر کو ظاہر کرنا مقصود ہے اور ظاہر ہے کہ اس امر کا تعلق خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم
سے ہی ہے پس نعرۂ تحقیق سے جو کچھ مقصود ہے اس لحاظ سے اس کا جواب
صرف حق چار یار ہی درست ہو گا اور اس کا مطلب یہ ہو گا کہ یہ چاروں صحابہ
کرام یعنی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان ذوالنورین
رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جس ترتیب سے خلیفہ بنے ہیں اسی ترتیب سے
خلیفہ ہونے کے لحاظ سے اور اسی ترتیب سے امت میں افضل ہونے کے اعتبا
سے صفت حق میں ہی محصور ہیں باطل کا ان میں شائبہ تک نہیں ہے۔

سادساً: اس لئے کہ بالفرض بقول معترض مذکورہ قاعدے کا یہی معنی تسلیم کر لیا جائے
کہ خبر کی مبتداء پر تقدیم خبر کے مبتداء میں حصر کا فائدہ دیتی ہے اگرچہ بلغاء کے
ہاں ایسا کوئی قاعدہ نہیں اور یہ محض معترض کی اختراع یا جہالت ہے تو پھر بھی
نعرۂ تحقیق کے جواب حق چار یار پر مذکورہ اعتراض لازم نہیں آتا کیونکہ حق

چار یار میں حق سے مراد مطلقاً حق نہیں بلکہ "ترتیب خلافت اور ترتیب افضلیت کے اعتبار سے حق" مراد ہے اور یہ مقید حق والی صفت انہیں خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم میں محصور ہے کسی اور کی طرف متجاوز نہیں اور اس مقید حق کے خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم میں حصر سے باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مطلقاً حق کی نفی لازم نہیں آتی اور اگر بالفرض حق چار یار میں حق سے مراد مطلقاً حق لیا جائے اور خبر کا مبتداء میں حصر مراد ہو تو اس صورت میں حصر حقیقی تحقیقی نہ ہو گا بلکہ حصر حقیقی ادعائی ہو گا جس سے دوسرا اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مطلقاً حق کی نفی لازم آئیگی اور حق چار یار کا مطلب یہ ہو گا کہ اگرچہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صفت حق سے متصف ہیں لیکن ان پر چاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس صفت حق میں شان اس قدر ظاہر اور بلند وبالا ہے کہ گویا یہ صفت حق ان میں ہی بند ہے۔

سابعاً: اگر معترض تمام علماء بلاغت کے خلاف خبر کی مبتداء پر تقدیم سے خبر کا ہی مبتداء میں حصر مراد لے اور اسی ضد پر اڑا رہے کہ یہ قصر الصفة علی الموصوف حقیقی تحقیقی ہے اور حق سے بھی مطلقاً حق مراد لینے پر اصرار کرلے اور حق چار یار کا معنی یہ کرلے کہ صرف یہی چار صحابہ کرام حق پر ہیں یعنی سچے مومن ہیں اور کوئی صحابی حق پر یعنی سچا مومن نہیں ہے تو اگرچہ اس بات کو ہم متعدد وجوہ سے غلط ثابت کر چکے ہیں لیکن اگر وہ اسی پر مصر ہے تو بعینہ یہی اعتراض اس کے بیان کردہ متبادل جواب "حق سب یار" پر بھی ہو گا پس فما جوابہ فهو جوابنا۔ واللہ اعلم بالصواب

اعتراض ا:

نعرۂ تحقیق کا جواب اگر "حق چار یار" ہو تو اس میں "چار" عدد ہے اور یہ سور قضیہ ہے کیونکہ اعداد بھی "کل" اور "بعض" کی طرح سور قضیہ ہوتے ہیں یہ بات حمد اللہ کے

ص ۳۷ پر موجود ہے اور سور قضیہ وضع واضع میں وضع ہی اس لئے کیا گیا ہے کہ جس کے اول میں آئے اور جو چیز اس کے اندر محصور کرے غیر سے اس کی نفی کرے اس لئے اسے محصورہ بھی کہتے ہیں اور مسورہ بھی۔ محصورہ اس لئے کہتے ہیں اس بات کا حصر لازم آتا ہے پس جب کہیں گے "حق چار یار" تو اس میں "چار" کا لفظ بطور سور قضیہ کے واقع ہوا ہے پس قاعدے کے مطابق "حق" کا ان چار میں حصر ہو گیا کہ صرف یہی چار حق ہیں اور کوئی حق پر نہیں حالانکہ سب صحابہ کرام حق ہیں صرف یہی چار حق نہیں ہاں یہ سب حق والوں کے سردار ہیں ہمیں اس سے کوئی اختلاف نہیں باقیوں کو نکالنے سے اختلاف ہے اس لئے ہم کہتے ہیں کہ "حق سب یار" کہنا بمقابلہ "حق چار یار" کہنے کے زیادہ صحیح ہے۔

الجواب: معترض کے مذکورہ اعتراض کا خلاصہ اور اس کی دلیل کا حاصل یہ ہے کہ "حق چار یار" قضیہ محصورہ ہے کیونکہ اس میں اسم عدد "چار" سور قضیہ ہے اور قضیہ محصورہ محمول کے موضوع میں حصر پر دلالت کرتا ہے کیونکہ سور قضیہ کی واضع نے وضع ہی حصر کیلئے کی ہے اور یہ بات معترض کے اس قول "پس جب کہیں گے حق چار یار" تو اس میں "چار" کا لفظ بطور سور قضیہ کے واقع ہوا ہے پس قاعدے کے مطابق "حق" کا ان چار میں حصر ہو گیا کہ صرف یہی چار حق ہیں اور کوئی حق پر نہیں سے بالکل واضح ہے جس کا مختصر اور آسان جواب یہ ہے کہ قضیہ محصورہ میں محمول کا موضوع میں حصر نہیں ہوتا یہ معترض کی محض جہالت ہے یا دجل وفریب ہے بلکہ قضیہ محصورہ میں موضوع کے افراد کا کلاً یا بعضاً حصر یعنی احاطہ ہوتا ہے ورنہ لازم آئے گا کہ مثلاً "کل انسان حیوان" (حیوان کا ثبوت ہے انسان کے ہر ہر فرد کیلئے) کہنے سے "حیوان" کا انسان میں حصر ہو جائے اور انسان کے علاوہ باقی تمام حیوانات مثلاً فرس، غنم، بقر وغیرہا سے حیوان کی نفی ہو جائے حالانکہ ہر ذی شعور پر اس کا بطلان واضح ہے مگر ہم اس پر قدرے تفصیل سے گفتگو کریں گے تاکہ قارئین کرام کو اس بارے میں فائدہ تامہ حاصل ہو اور اس کے ساتھ ساتھ معترض کی جہالت وبطالت اور دجل وفریب کے بھی خوب پول کھل جائیں اور یہ بات اچھی طرح واضح

و جائے کہ معترض نے اپنے اعتراض میں اگرچہ حوالہ "حمد اللہ" کا دیا ہے مگر حمد اللہ کی عبارت کو سمجھنا تو کجا یہ تو منطق کی ابتدائی کتب مثلاً مجموعہ منطق و مرقات وغیرہ کو بھی نہیں سمجھ پایا یا پھر جان بوجھ کر اس نے دھوکے اور دجل و فریب سے کام لیا ہے پس یہاں بھی اولا بطور تمہید عرض ہے۔

تمہید:

قضیہ کی تعریف :

قضیہ علمائے منطق کے ہاں ایسے قول سے عبارت ہے جو صدق و کذب کا احتمال رکھتا ہو یا اس کے قائل کو اس میں سچا یا جھوٹا کہا جا سکتا ہو چنانچہ مرقات میں ہے:

"القضية قول يحتمل الصدق والكذب وقيل هو قول يقال لقائله انه صادق فيه اوكاذب"۔[1]

قضیہ وہ قول ہے جو صدق و کذب کا احتمال رکھتا ہے اور یوں بھی کہا گیا ہے کہ قضیہ ایسا قول ہے جس کے قائل کے بارے میں یہ کہا جا سکے کہ وہ اس قول میں سچا ہے یا جھوٹا ہے۔

اقسام قضیه: قضیہ دو قسم ہے:

۱۔ قضیہ حملیہ

۲۔ قضیہ شرطیہ

چنانچہ سلم العلوم میں اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"والقضية ان حكم فيها بثبوت شيء لشيء او نفيه عنه

---

(1) مرقاة ص ۶۳

فحملية والا فشرطية"۔[1]

قضیہ میں اگر ایک چیز کا دوسری چیز کیلئے ثبوت یا ایک چیز کی دوسری چیز
سے نفی کا حکم کیا گیا ہو تو وہ قضیہ حملیہ ہے ورنہ قضیہ شرطیہ ہے۔

پس اگر قضیہ حملیہ میں ایک چیز کا دوسری چیز کیلئے "ثبوت" کا حکم ہو تو وہ قضیہ حملیہ موجب
ہے اور اگر ایک چیز کی دوسری چیز سے "نفی" کا حکم ہو تو وہ قضیہ حملیہ سالبہ ہے موجبے کی
مثال جیسے "زید قائم" (قیام کا ثبوت زید کیلئے) اور سالبے کی مثال جیسے "زید لیس بقائم"
(قیام کا سلب ہے زید سے) قضیہ حملیہ میں محکوم علیہ کو موضوع کہتے ہیں اور محکوم بہ کو محمول
چنانچہ مذکورہ مثالوں میں "زید" موضوع ہے اور "قائم" محمول ہے۔

موضوع کے لحاظ سے قضیہ حملیہ کی اقسام:

اس لحاظ سے قضیہ حملیہ چار قسم ہے:

۱۔ قضیہ شخصیہ یا مخصوصہ ۲۔ قضیہ طبعیہ
۳۔ قضیہ مہملہ ۴۔ قضیہ محصورہ

کیونکہ قضیہ حملیہ کا موضوع یا تو جزئی حقیقی اور شخص معین ہو گا یا کلی ہو گا بصورت اول قضیہ
شخصیہ اور مخصوصہ ہے جیسے "زید قائم" (قیام کا ثبوت ہے زید کیلئے) اور بصورت ثانی
دو حال سے خالی نہیں کہ حکم موضوع کی نفس ماہیت پر ہو گا یا افراد پر اگر نفس ماہیت پر ہو
پس اگر ماہیت من حیث ہی ہی یعنی لابشرط شیء پر ہو جسے مطلق الشیء سے بھی تعبیر کیا جاتا
ہے تو یہ قضیہ حملیہ مہملہ قدمائیہ ہے جیسے الانسان فی خسر بشرطیکہ "الانسان" پر الف

(1) سلم العلوم ص ۱۱۸

لام جنسی ہو اور حکم ماہیت من حیث ہی ہی پر ہو اور اگر وہ ماہیت من حیث الاطلاق والعموم یعنی بشرط لاشیء ملحوظ ہو جسے الشیء المطلق سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے تو یہ قضیہ حملیہ طبعیہ ہوگا جیسے الانسان نوع۔ اور اگر حکم افراد پر ہو پس اگر افراد موضوع کی کمیت بیان نہیں کی گئی تو یہ قضیہ حملیہ مہملہ عند المتاخرین ہے جیسے الانسان فی خسر بشرطیکہ ''الانسان'' پر الف لام عہد ذہنی کیلئے ہو اور اگر افراد کی کمیت کلا یا بعضا بیان کر دی گئی ہو تو یہ قضیہ حملیہ محصورہ اور مسورہ ہے جیسے کل انسان حیوان اور بعض الحیوان انسان چنانچہ سلم العلوم مع شرحہ لبحر العلوم میں ہے:

''الموضوع ان كان جزئيا فالقضية شخصية ومخصوصة وان كان كليا فان حكم عليه بلازيادة شرط من العموم والخصوص مهملة عند القدماء وان حكم عليه بشرط الوحدة الذبنية فطبعية الفرق بين موضوع الطبعية والمهملة ان المهية ربما يلاحظ من حيث الاطلاق لابان يكون الاطلاق قيدا فى الملحوظ فيه بل قيدا له فى اللحاظ فقط فهى من بذه الحيثية لا يسرى اليها احكام الافراد اصلا لانها احكام بالنظر الى الخصوصية وربما يلاحظه من حيث ہى مع قطع النظر عن العموم والخصوص والاطلاق والتقييد لافى اللحاظ ولا فى الملحوظ ويجرى فيه احكام العموم والخصوص والاطلاق والتقييد فالمهية بالاعتبار الثانى موضوع المهملة وبالاعتبار الاول موضوع الطبعية ويعبر عنه بالمهية من حيث الاطلاق وبشرط الوحدة الذہنية ومن حيث العموم وبذه عبارات وعنوانات والمعنون واحد وان حكم على افراده اى على الكلى من حيث السريان فى الافراد فان بين كمية افراد الموضوع كلا او بعضا فمحصورة وسورة ومابه البيان اى بيان الكمية يسمى سورا وان لم يبين كمية الافراد فمهملة عند المتاخرين اعلم ان القدماء لم يعتبروہا لان اعتبار الجزئية يغنى عن اعتبارہا

لکن ما فعله المصنف احسن فمن ثم قالوا انها تلازم الجزئية"۔[1]

اگر قضیہ حملیہ کا موضوع جزئی حقیقی ہو تو وہ قضیہ شخصیہ اور مخصوصہ ہے اور اگر کلی ہو پس اگر موضوع پر حکم نفی موضوع پر کوئی شرط یعنی عموم وخصوص کو زائدہ کئے بغیر لگایا گیا ہو تو وہ قضیہ عند القدماء مہملہ ہے اور اگر موضوع پر حکم وحدت ذہنیہ کی شرط کے ساتھ ہو تو یہ طبعیہ ہے قضیہ طبعیہ اور مہملہ عند القدماء کے موضوع کے درمیان فرق یہ ہے کہ ماہیت کبھی من حیث الاطلاق ملحوظ ہوتی ہے مگر بایں معنی نہیں کہ اطلاق اس میں "ملحوظ" کے اندر قید بنے بلکہ وہ اس کیلئے فقط لحاظ میں قید ہوتا ہے پس جب ماہیت بایں طور ملحوظ ہو تو احکام افراد اصلا اس کی طرف جاری نہیں ہوتے کیونکہ یہ ایسے احکام ہیں جو بنظر خصوصیت ہوتے ہیں اور کبھی ماہیت لحاظ اور ملحوظ دونوں میں عموم وخصوص اور اطلاق وتقیید کے اعتبار سے قطع نظر کرکے من حیث ہی ہی ملحوظ ہوتی ہے پس جب ماہیت بایں طور ملحوظ ہو تو اس میں عموم وخصوص اور اطلاق وتقیید کے احکام جاری ہوتے ہیں پس ماہیت باعتبار ثانی قضیہ مہملہ (عند القدماء) کا موضوع ہوتی ہے اور باعتبار اول قضیہ طبعیہ کا موضوع بنتی ہے اور اسے (جب قضیہ طبعیہ کا موضوع ہو تو) ماہیت من حیث الاطلاق اور ماہیت بشرط الوحدۃ الذہنیۃ اور ماہیت من حیث العموم سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہ تمام (مختلف) عبارات وعنوانات ہیں مگر معنون ایک ہی ہے اور اگر حکم کلی کے افراد پر ہو یعنی حکم تو کلی پر ہی ہو مگر بایں حیثیت کہ اس (کلی) کے افراد میں سریان ہے پس اگر موضوع کے افراد کی کمیت کلا یا بعضا بیان کر دی گئی ہو تو وہ قضیہ محصورہ اور مسورہ ہے اور جس سے (موضوع کے افراد کی)

(1) بحر العلوم علی سلم العلوم ملخصا ص۱۳۹

کمیت بیان کی گئی ہے اس کا نام سور ہے اور اگر موضوع کے افراد کی کمیت بیان نہیں کی گئی تو وہ قضیہ مہملہ عند المتاخرین ہے جان لو کہ متقدمین نے اس قضیہ کا اعتبار نہیں کیا کیونکہ جب (محصورہ میں) جزئیہ کا اعتبار کر لیا تو اس نے اس کا اعتبار کرنے سے بے نیاز کر دیا لیکن مصنف (صاحب سلم العلوم) کا فعل مستحسن ہے اس لئے انہوں نے کہا ہے کہ یہ (قضیہ مہملہ عند المتاخرین) قضیہ (محصورہ) جزئیہ کو متلازم ہے۔

جس طرح متقدمین نے مہملہ عند المتاخرین کا علیحدہ اعتبار نہیں کیا بلکہ محصورہ جزئیہ میں مندرج قرار دیا ہے اسی طرح متاخرین نے بھی مہملہ قدمائیہ کا علیحدہ اعتبار نہیں کیا بلکہ اسے قضیہ طبعیہ میں داخل مانا ہے چنانچہ شمس العلماء علامہ عبد الحق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ مرقات کی اس عبارت "ان کان الحکم فیہا علی نفس الحقیقۃ تسمی القضیۃ طبعیۃ" (اگر قضیہ حملیہ میں حکم موضوع (کلی) کی نفس حقیقت پر ہو تو اس کا نام قضیہ طبعیہ رکھا گیا ہے) کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"المراد من نفس الحقیقۃ اعم من ان یکون من حیث ہی ہی او من حیث العموم فیدخل المہملۃ القدمائیۃ فی الطبعیۃ"۔ (1)

نفس حقیقت سے مراد عام ہے کہ حقیقت من حیث ہی ہی ہو یا من حیث العموم پس مہملہ قدمائیہ بھی قضیہ طبعیہ میں داخل ہو گا۔

اور حمد اللہ شرح سلم العلوم میں ہے:

"یمکن العذر للقدماء بان القضایا تختلف وتتنوع بحسب اختلاف المصداق ومصداق مہملۃ المتاخرین والجزئیۃ واحد فلیس فی اعتبارہا مع اعتبار الجزئیۃ فائدۃ

(1) شرح شمس العلماء عبد الحق علی المرقات ص۱۱۶

معتد بها وللمتاخرين بادخال المهملة القدمائية في الطبعية فانه يمكن الاصطلاح في الطبعية بانها ماحكم فيها على الطبعية اما من حيث هي هي او مقيدة بالعموم وكلام البعض"۔ [1]

متقدمین (جنہوں نے مہملہ عند المتاخرین کا اعتبار نہیں کیا) کا یہ عذر ممکن ہے (کہ وہ یوں کہیں کہ قضایا کا مختلف ہونا اور متنوع ہونا اختلاف مصداق کے حساب سے ہوتا ہے اور مہملہ عند المتاخرین اور محصورہ جزئیہ کا مصداق ایک ہی ہے پس محصورہ جزئیہ کا اعتبار کر لینے کے بعد اس (مہملہ عند المتاخرین) کا علیحدہ اعتبار کرنے میں کوئی معتد بہا فائدہ نہیں ہے اور متاخرین (جنہوں نے مہملہ قدمائیہ کا اعتبار نہیں کیا) کیلئے یوں عذر ممکن ہے کہ وہ مہملہ قدمائیہ کو قضیہ طبعیہ میں داخل مانتے ہیں کیونکہ قضیہ طبعیہ میں یوں اصطلاح قائم کرنا ممکن ہے کہ وہ قضیہ حملیہ جس میں حکم موضوع کی طبیعت پر ہے یا تو یہ حکم طبیعت من حیث ہی ہی پر ہے اور یا پھر طبیعت پر یہ حکم اس حال میں ہے کہ وہ عموم کی قید کے ساتھ مقید ہے اور بعض کی کلام (جیسے قطب الدین رازی کی کلام شرح شمسیہ قطبی) میں اور میر سید شریف کی کلام حاشیہ شرح شمسیہ (میر قطبی) میں اس امر پر دلالت بھی کرتی ہے۔

صاحب سلم العلوم نے اپنے مذکورہ بیان میں قضیہ حملیہ کی موضوع کے لحاظ سے تقسیم میں متقدمین اور متاخرین دونوں کا مذہب جمع کیا ہے اور خالص متاخرین کے مذہب کے مطابق قضیہ حملیہ کی یہ تقسیم دیگر کتب منطق میں ہے چنانچہ شرح تہذیب میں ہے:

---

(1) ككلام قطب الدين الرازى والسيد الشريف في شرح الشمسية وحاشيته شريف خان على حمد لله ص٣١ دال عليه ايضا حمد الله شرح سلم العلوم ص ٣١

"ان الموضوع اما جزی حقیقی کقولنا ہذا انسان او کلی وعلی الثانی فاما ان یکون الحکم علی نفس حقیقۃ ہذا الکلی وطبیعتہ من حیث ہی ہی او علی افرادہ وعلی الثانی فاما ان یبین کمیۃ افراد المحکوم علیہ بان یبین ان الحکم علی کلہا او علی بعضہا او لایبین ذالک بل یہمل فالاول شخصیۃ والثانی طبعیۃ والثالث محصورۃ والرابع مہملۃ"۔[1]

قضیہ حملیہ کا موضوع یا تو جزئی حقیقی ہو گا جیسے ہمارا قول "ہذا انسان" (یہ انسان ہے) اور یا پھر کلی ہو گا بصورت ثانی (جبکہ موضوع کلی ہو) حکم یا تو اس کلی کی نفس ماہیت و نفس طبیعت من حیث ہی ہی پر ہو گا یا اس کے افراد پر بصورت ثانی (جب کہ حکم کلی کے افراد پر ہو) محکوم علیہ (موضوع) کے افراد کی کمیت بیان کر دی گئی ہو گی بایں طریق کہ یہ بیان کر دیا گیا ہو گا کہ حکم موضوع کے کل افراد پر ہے یا بعض پر یا اسے بیان نہیں کیا گیا بلکہ اسے مہمل رکھا گیا ہو گا پس اول قضیہ شخصیہ ہے اور دوم طبعیہ سوم محصورہ اور چہارم مہملہ ہے۔

قضیہ محصورہ کی اقسام:

قضیہ محصورہ چار قسم ہے:

۱۔ موجبہ کلیہ	۲۔ موجبہ جزئیہ
۳۔ سالبہ کلیہ	۴۔ سالبہ جزئیہ

شرح شمس العلماء علی المرقات میں ہے:

"المحصورات اربع لان الحکم فیہا اما بالایجاب او بالسلب وعلی التقدیرین اما علی کل الافراد او علی

---

(1) شرح تہذیب لعبد اللہ یزدی

بعضها فان حكم بالايجاب على كل الافراد فموجبة كلية وان حكم بالايجاب على بعضها فموجبة جزئية وان حكم بالسلب على كلها فسالبة كلية وان حكم بالسلب على بعضها فسالبة جزئية"۔(1)

محصورات چار قسم ہیں کیونکہ قضیہ محصورہ میں حکم ایجابا ہوگا یا سلبا ہوگا اور دونوں تقدیر پر یا تو کل افراد پر ہوگا یا بعض افراد پر پس اگر حکم ایجابا ہو اور کل افراد پر ہو تو وہ موجبہ کلیہ ہے اور اگر حکم ایجابی بعض افراد پر ہو تو موجبہ جزئیہ ہے اور اگر حکم سلبا ہو اور کل افراد پر ہو تو سالبہ کلیہ ہے اور اگر حکم سلبی بعض افراد پر ہو تو وہ سالبہ جزئیہ ہے۔

سور قضیہ: جو چیز قضیہ محصورہ میں موضوع کے افراد کی کمیت بیان کرے اور اس کے افراد کا کلا یا بعضا احاطہ کرے اسے قضیہ محصورہ کا سور کہتے ہیں چونکہ قضایا محصورات چار ہیں پس ان میں سے ہر ایک کا سور علیحدہ علیحدہ ہے چنانچہ سلم العلوم میں ہے:

"المحصورات اربع الموجبة الكلية وسورها كل ولام الاستغراق والموجبة الجزئية وسورها بعض وواحد والسالبة الكلية وسورها لاشیء ولاواحد ووقوع النكرة تحت النفى والسالبة الجزئية وسورها ليس كل وليس بعض وبعض ليس وفى كل لغة سوريخصها"۔(2)

قضایا محصورات چار ہیں موجبہ کلیہ اور اس کا سور "کل" اور "لام استغراق" ہے اور موجبہ جزئیہ اور اس کا سور "بعض" اور "واحد" ہے اور سالبہ کلیہ اور اس کا سور "لا شیء" اور "لاواحد" اور نکرہ کا تحت النفی

---

(1) شرح شمس العلماء على المرقات ص ۱۱۸
(2) سلم العلوم ص ۱۲۸

واقع ہوناہے اور سالبہ جزئیہ اور اس کا سور ''لیس کل'' اور ''لیس بعض''
اور ''بعض لیس'' ہے اور ہر لغت میں (اسی طرح کے) سور ہیں جو اسی
لغت کے ساتھ خاص ہیں۔

ں تمہید کے بعد ہم کہتے ہیں کہ نعرۂ تحقیق کے جواب میں بولا جانے والا قضیہ ''حق چار یار'' رض اگر قضیہ محصورہ ہی ہو اور اس میں اسم عدد چار سور قضیہ ہی ہو تب بھی ''حق'' کا ں ''چار'' کے اندر حصر لازم نہیں آتا کیونکہ قضیہ محصورہ تمام متقدمین و متاخرین کے دیک بالاتفاق ایسا قضیہ ہے جس میں حکم کا تعلق موضوع کے افراد سے ہوتا ہے پھر بعض ے نزدیک یہ حکم بالذات موضوع کے افراد پر ہی ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک موضوع ں طبیعت پر ہوتا ہے مگر اس حیثیت سے کہ وہ افراد میں جاری ہے بہر حال قضیہ محصورہ ں حکم کا تعلق موضوع کے افراد سے ضرور ہوتا ہے اور ساتھ ان افراد کی کلا یا بعضا کمیت ھی بیان کی گئی ہوتی ہے اور یہی اس قضیہ کو ''محصورہ'' کہنے کی وجہ ہے کہ اس میں افراد وضوع کا کلا یا بعضا حصر یعنی احاطہ ہوتا ہے قضیہ محصورہ کو قطعا اس لئے محصورہ نہیں کہا جاتا کہ اس میں محمول کا موضوع میں حصر ہوتا ہے جیسا کہ معترض کا زعم باطل ہے اور اسی طرح سور قضیہ کو بھی واضع نے قطعا اس لئے وضع نہیں کیا کہ جس کے اول میں آئے اور جو چیز اس کے اندر محصور کر لے غیر سے اس کی نفی کرے یعنی جب موضوع کے شروع میں آئے تو محمول کو موضوع میں بند کر دے اور غیر موضوع سے اس کی نفی کر دے یہ معترض کا ایک من گھڑت مسئلہ ہے اور قواعد منطق سے جہالت پر مبنی ہے یا پھر اس نے جان بوجھ کر دھوکہ دہی سے کام لیا ہے مگر حقیقت یہی ہے کہ سور قضیہ کو واضع نے اس لئے وضع کیا ہے کہ وہ موضوع کے افراد کی کمیت بیان کرے اور ان کا کلا یا بعضا احاطہ کرے اور یہ بات منطق کی چھوٹی بڑی تقریبا تمام کتابوں میں موجود ہے معترض نے حمد اللہ تو در کنار اگر مجموعہ منطق بھی سمجھ کر پڑھی ہوتی تو ایسی بات ہرگز منہ سے نہ نکالتا مجموعہ

منطق میں ہی موجود رسالہ میزان المنطق میں ہے:

"فموضوعها ان كان كليا فان بين فيها مقدار افراد الموضوع سميت محصورة ومسورة واللفظ الدال عليه يسمى سورا"۔ (1)

قضیہ حملیہ کا موضوع اگر کلی ہو پس اگر اس قضیہ میں موضوع کے افراد کی مقدار (کلا یا بعضا) بیان کی گئی ہو تو اس کا نام محصورہ اور مسورہ رکھا گیا ہے اور جو لفظ موضوع کے افراد کی مقدار پر دلالت کرے اس کا نام سور رکھا گیا ہے۔

اور مجموعہ منطق میں ہی موجود ایک اور رسالے "الجوہرۃ المضیہ فی شرح الدرۃ البہیہ للشیخ عبدالحق الدہلوی" میں ہے:

"والقضية الحملية ان لم يكن الموضوع شخصا ولانفس الحقيقة فمحصورة ومسورة ان بين فيها كمية الافراد اى قدر الافراد فيها كلا او بعضا سميت محصورة لحصر افراد موضوعها و المسورة مشتقة من سور البلدة كما انه يحيط به كذالک اللفظ الدال على كمية الافراد يحصرها"۔ (2)

قضیہ حملیہ کا موضوع اگر شخص معین اور نفس حقیقت نہ ہو تو اگر اس میں افراد موضوع کی کمیت بیان کی گئی ہے تو وہ محصورہ اور مسورہ ہے یعنی اگر اس میں موضوع کے افراد کی کلا یا بعضا مقدار بیان کی گئی ہے تو اس کا نام محصورہ ہے کیونکہ اس کے موضوع کے افراد کا حصر یعنی احاطہ کیا گیا ہے

(1) مجموعہ منطق ص ۶۸
(2) مجموعہ منطق ص ۱۲۷

اور (مسورہ نام ہونے کی وجہ یہ کہ) سور مشتق ہے "سور البلد" (شہر کی فصیل) سے تو جیسے فصیل شہر، شہر کا احاطہ کئے ہوئے ہوتی ہے۔ اسی طرح افراد موضوع کی کمیت پر دلالت کرنے والا لفظ (سور قضیہ) افراد موضوع کا حصر احاطہ کئے ہوئے ہوتا ہے۔

میں موجود مشہور رسالہ "ایساغوجی" کی شرح "البیان الشافی" میں ہے:

"وجیه تسمیه قضیه محصوره ومسوره اینکه محصوره برائے حصر کردن افراد موضوع ومسوره برائے اشتمال بر سور وسورماخوذ است از سور البلد که قلعه رامی گویند واین سور اصطلاحی که داخل می شود بر محصوره ایضا احاطه می کند افراد موضوع را کلا وبعضا"۔[1]

قضیہ محصورہ اور مسورہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اسے افراد موضوع کا حصر یعنی احاطہ کرنے کی وجہ سے محصورہ اور سور پر مشتمل ہونے کی وجہ سے مسورہ کہتے ہیں اور لفظ سور سور البلد سے ماخوذ ہے جو کہ قلعہ کا نام ہے اور یہ سور اصطلاحی جو کہ قضیہ محصورہ پر داخل ہوتا ہے بھی موضوع کے افراد کا کلا اور بعضا احاطہ کرتا ہے۔

مرقات میں علامہ فضل امام خیر آبادی ارشاد فرماتے ہیں:

"الذی یبین به کمیة الافراد من الکلیة والبعضیة یسمی سورا وہو ماخوذ من سور البلد"۔[2]

---

(1) البیان الشافی فی حل ایساغوجی ص ۱۴
(2) مرقات ص ٦٦

وہ امر جس سے موضوع کے افراد کی کلا یا بعضا مقدار بیان کی جائے اس کا نام سور ہے اور وہ سور البلد (فصیل شہر) سے ماخوذ ہے۔

اور اس کی شرح "ہدیہ شاہجہانیہ" میں ہے:

"یعنی چنانکه فصیل حاصر ومحیط بلده بود همچنین این لفظ دال بر کمیت احاطه کننده وحصر نمائنده افراد موضوع است"۔ (1)

جیسے فصیل شہر، شہر کا حصر اور احاطہ کرنے والی ہوتی ہے اسی طرح یہ لفظ جو افراد موضوع کی کمیت پر دلالت کرتا ہے موضوع کے افراد کا احاطہ کرنے والا اور انہیں گھیرنے والا ہوتا ہے۔

مجموعہ منطق میں ہی موجود علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور و متداول در رسالہ تہذیب المنطق کی شرح فارسی میں علامہ جمال الدین محمد بن محمود حسنی شہر ستا فرماتے ہیں:

"واگر حکم برنفس حقیقت نکرده باشند بلکه حکم بر افراد کرده باشند اگر بیان کمیت افراد کرده باشند کلا یا بعضا یعنی گفته باشند که (حکم) بر هر ایک از افراد است یا بر بعضے از افراد است این قضیه را محصوره می گویند ومسوره نیز می گویند اما آنکه محصوره اش می گویند بواسطه آن که حصر افراد کرده است اگرچه بطریق تعداد نکرده اما بطریق کلیة وبعضیة کرده واما آنکه مسوره اش می گویند بواسطه آنکه مشتمل بر سور است وسور آن چیز است که بآن بیان کمیة افرد کلا یا بعضا کنند

(1) ہدیہ شاہجہانیہ شرح مرقات میزانیہ ص ۵۴

مثل لفظ کل وبعض وایں سور را از سور بلد گرفته اند
ہمچناں حصار شہر احاطه شہر می کند ایں لفظ نیز
احاطه افراد کرده"۔[1]

اگر قضیہ حملیہ میں (موضوع کی) نفس حقیقت پر حکم نہ ہو بلکہ (اس کے) افراد پر حکم ہو اگر افراد کی کمیت کلا یا بعضا بیان کی گئی ہو یعنی یہ بیان کیا گیا ہو کہ حکم موضوع کے افراد میں سے ہر ایک فرد پر ہے یا ان میں سے بعض افراد پر ہے تو اس قضیہ کو محصورہ کہتے ہیں اور مسورہ بھی کہتے ہیں اسے محصورہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس نے موضوع کے افراد کا حصر داحاطہ کیا ہوا ہوتا ہے اگرچہ اس کا یہ احاطہ گنتی کے اعتبار سے تو نہیں ہوتا مگر کلیت اور بعضیت کے اعتبار سے ضرور ہوتا ہے اور اسے مسورہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ سور پر مشتمل ہوتا ہے اور سور ایسی چیز کا نام ہے جس کے ساتھ موضوع کے افراد کی کلا یا بعضا کمیت بیان کی جاتی ہے جیسے لفظ کل اور لفظ بعض اور یہ سور سور البلد (فصیل شہر) سے ماخوذ ہے جیسے فصیل شہر، شہر کا احاطہ کئے ہوئے ہوتی ہے اسی طرح اس لفظ نے موضوع کے افراد کا احاطہ کر رکھا ہوتا ہے۔

اور اسی تہذیب المنطق کی مشہور و متداول اور برصغیر پاک وہند کے تقریبا تمام مدارس اسلامیہ میں سبقا پڑھائی جانے والی عبد اللہ یزدی کی تحریر کردہ عربی شرح میں ہے:

"لابد فی کل من تلک المحصورات الاربع من امر یبین
کمیة افراد الموضوع یسمی ذالک الامر بالسور اخذ من
سور البلد اذ کما ان سور البلد محیط به کذالک ہذا الامر
محیط بما حکم علیه من افراد الموضوع"۔[2]

---

(1) شرح تہذیب فارسی ص ۵۱
(2) شرح تہذیب ص ۸۳

محصورات اربعہ میں سے ہر ایک کے اندر ایک ایسے امر کا ہونا ضروری ہے جو اس کے موضوع کے افراد کی مقدار بیان کرے اس امر کا نام سور رکھا گیا ہے یہ سور البلد سے ماخوذ ہے کیونکہ جیسے سور البلد (فصیل شہر) شہر کو محیط ہوتی ہے اسی طرح یہ امر بھی موضوع کے ان افراد کا احاطہ کرنے والا ہوتا ہے جس پر حکم لگایا جاتا ہے۔

معروف درسی کتاب قطبی میں ہے:

"واللفظ الدال علیہا ای علی کمیة الافراد یسمی سورا اخذ من سور البلد کما انہ یحصر البلد ویحیط بہ کذالک اللفظ الدال علی کمیة الافراد یحصرہا ویحیط بہا فان بین فیہا کمیة افراد الموضوع سمیت القضیة محصورة ومسورة اما انہا محصورة فلحصر افراد موضوعہا واما انہا مسورة فلاشتمالہا علی السور"۔ (1)

جو لفظ افراد موضوع کی کمیت پر دلالت کرتا ہے اس کا نام سور ہے اور یہ سور البلد (شہر کی فصیل) سے ماخوذ ہے جس طرح فصیل شہر، شہر کا حصر واحاطہ کرتی ہے اسی طرح افراد موضوع کی کمیت پر دلالت کرنے والا لفظ ان افراد کا حصر واحاطہ کرتا ہے پس اگر قضیہ میں موضوع کے افراد کی کمیت بیان کردی گئی ہو تو ایسے قضیے کا نام محصورہ اور مسورہ رکھا جاتا ہے محصورہ اس لئے کہ یہ اپنے موضوع کے افراد کا حصر واحاطہ کئے ہوئے ہوتا ہے اور مسورہ اس لئے کہ یہ سور پر مشتمل ہوتا ہے۔

مراۃ الشروح شرح سلم العلوم میں ملا مبین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وان حکم فیہا ای فی القضیة علی افرادہ ای افراد

(1) قطبی شرح شمسیہ ص ۱۵۱

الموضوع فان بين كمية الافراد اى كون الحكم على كل الافراد او بعضها بلفظ يدل على بيانها من الكل الافرادى او البعض كذالک فمحصورة اى فهذه القضية يسمى محصورة لحصر افراد الموضوع بالمبين لكميتها ومسورة لاشتمالها على السور المبين الكمية ومابه البيان اى ما يبين به هذه الكمية يسمى سورا ماخوذ من سور البلد وهو ما يحيطها ولما كان هذا محيطا للافراد كلها او بعضها يسمى به"۔ (1)

اگر قضیہ حملیہ میں حکم موضوع کے افراد پر ہو پس اگر اس کے افراد کی کمیت بیان کر دی گئی ہو یعنی اس میں حکم کا کل افراد موضوع پر ہونا یا بعض پر ہونا کل افرادی یا اس طرح بعض افرادی میں سے کسی لفظ کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہو جو کہ بیان افراد پر دلالت کرتا ہے تو وہ قضیہ محصورہ ہے یعنی اس قضیے کا نام محصورہ رکھا گیا ہے کیونکہ اس میں ایسی چیز کے باعث افراد موضوع کا حصر واحاطہ پایا جاتا ہے ہے جو ان کی کمیت بیان کرتی ہے اور وہ قضیہ مسورہ بھی ہے کیونکہ وہ افراد موضوع کی کمیت بیان کرنے والے سور پر مشتمل ہے اور وہ چیز جس کے ساتھ افراد موضوع کی یہ کمیت بیان کی جاتی ہے ہے اس کا نام سور رکھا گیا ہے اور یہ سور البلد (فصیل شہر) سے ماخوذ ہے اور سور البلد (فصیل شہر) وہ ہے جس نے شہر کا احاطہ کر رکھا ہو اور چونکہ یہ (سور قضیہ) بھی کل افراد موضوع یا بعض افراد موضوع کو محیط ہوتا ہے اسی لئے اس کا بھی یہی (سور) نام رکھا گیا ہے۔

الغرض قضیہ محصورہ کا ایک ایسا قضیہ ہونا جس میں حکم افراد موضوع پر ہوتا ہے خواہ

(1) مراۃ الشروع علی سلم العلوم حصہ دوم ص ۳۳

بالذات ہو بالواسطہ ماہیت اور اس کا ایک ایسے امر پر مشتمل ہونا جو افراد موضوع کا کلا
بعضا حصر یعنی احاطہ کرتا ہے جسے سور کہا جاتا ہے اور سور قضیہ کو واضع کا فقط افراد موضوع
کے حصر واحاطے کیلئے ہی وضع کرنا نہ اس لئے کہ وہ محمول کو موضوع میں بند کردے او
غیر موضوع سے اس کی نفی کردے اور قضیہ محصورہ کا نام "محصورہ" ہونے کی وجہ بھی فقط
یہی ہونا کہ اس میں افراد موضوع کا حصر یعنی احاطہ پایا جاتا ہے نہ یہ کہ اس میں محمول کا
موضوع میں حصر ہوتا ہے یہ ایک ایسا امر ہے جو مناطقہ کے ہاں متفق علیہ ہے جس پر بیسیوں
حوالہ جات پیش کئے جاسکتے ہیں مگر ہم نے فقط درسی اور متداول کتابوں کے حوالہ جات پر
اکتفاء کیا تاکہ واضح ہو جائے کہ یہ بات علماء تو درکنار مبتدی طلباء سے بھی پوشیدہ نہیں ہے
مگر نہ جانے بزعم خویش مفکر اسلام کیوں اس سے ناآشنا ہے۔

پس ثابت ہو گیا کہ اگر بالفرض بقول معترض "حق چار یار" کہنے سے "حق" کا ان چار کے
اندر حصر ہو جاتا ہے جس سے باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حق کی نفی لازم آجاتی ہے کیونکہ یہ
امر اس وقت ثابت ہو سکتا ہے جب قضیہ محصورہ "محمول" کے "موضوع" میں حصر کا
فائدہ دے حالانکہ یہ بات سرے سے ہی باطل ہے اور نہ ہی علمائے منطق میں سے کوئی اس
کا قائل ہے۔

مگر تحقیق یہ ہے کہ نہ تو حق چار یار قضیہ محصورہ ہے اور نہ اسمائے اعداد چار وغیرہ سور قضیہ
ہو سکتے ہیں بلکہ یہ قضیہ شخصیہ ہے یا مہملہ جس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر اسے محصورہ تسلیم کر
لیا جائے تو ظاہر ہے کہ یہ موجبہ کلیہ ہو گا یا موجبہ جزئیہ کیونکہ سالبہ تو مطلقا ہو ہی نہیں سکتا
اور موجبہ کلیہ کا سور کل افرادی ہوتا ہے یا جو لفظ کل افرادی کے معنی پر مشتمل ہو کل
مجموعی اور کل مخفف یا کل بمعنی کلی موجبہ کلیہ کا سور نہیں ہو سکتے اور اسی طرح موجبہ جزئیہ
کا سور بعض افرادی ہوتا ہے یا جو لفظ بعض افرادی کے معنی پر مشتمل ہو بعض مجموعی موجبہ
جزئیہ کا سور نہیں ہو سکتا اور بعض کلی سرے سے ہوتا ہی نہیں اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات
نہیں بلکہ یہ علم منطق کا ایک متفق علیہ مسئلہ ہے اور کتب منطق میں خوب مشرح ہے کہ کل

قسم ہے:

کل افرادی
کل مجموعی
کل بمعنی کلی یا مخفف کلی

ل افرادی: وہ ہے جس سے اس کے مدخول کے افراد مراد ہوں جیسے کل انسان
ئی حقیقی، انسان کا ہر ہر فرد جزئی حقیقی ہے جیسے زید بکر و عمرو غیرہم۔

ل مجموعی: وہ ہے جس سے اس کے مدخول کا مجموعہ مراد ہو جیسے کل انسان
ف الوف، تمام انسانوں کا مجموعہ بیشمار ہے۔

ل مخفف کلی: وہ ہے جس سے اس کے مدخول کی ماہیت مراد ہو جیسے کل
سان نوع ای الانسان الکلی نوع یعنی ماہیت انسان نوع ہے۔

ر یہی حال بعض کا ہے مگر بعض صرف دو قسم ہے:
۔ بعض افرادی
۔ بعض مجموعی

عض کلی نہیں ہوتا اور وہ کل اور بعض جو قضیہ محصورہ کا سور بنتے ہیں وہ "کل" اور "بعض"
فرادی ہوتے ہیں اس کے علاوہ کوئی اور نہیں ہوتے چنانچہ شمس العلماء وعلامہ عبدالحق خیر
آبادی رحمۃ اللہ علیہ شرح مرقات میں فرماتے ہیں:

"ان الکل یطلق علی ثلاثة معان الاول الکلی الافرادی
ای کل واحد واحد الثانی الکل المجموعی ای الکل من
حیث ہو کل الثالث الکلی وہو مالا یمنع نفس تصورہ

عن وقوع الشركة فيه والفرق بين المفهومات الثلثة انه يصدق على الاول انه شخص واحد بخلاف الثانى والثالث اذا الثانى مجموع الاشخاص والثالث ليس بشخص اصلا وعلى الثانى انه يتمكن من حل الف من مثلا ولايصدق على الباقيين وعلى الثالث انه لايخلو عن احد الكليات الخمس وايضا الثالث جزء للاول والاول للثانى والمغائرة بين الكل والجزء ظاہر وايضا الثالث ينقسم الى الجزئيات والثانى الى الاجزاء والجزئيات غير الاجزاء اذا عرفت ہذا فاعلم ان المعتبر فى القياسات والعلوم ہو المعنى الاول اذ لوكان المعتبر احد المعنيين الاخيرين يلزم ان لاينتج الشكل الاول فضلا عن سائر الاشكال اذ على تقدير اعتبار احد المعنيين الاخيرين لم يتعد الحكم من الاوسط الى الاصغر كما ہو مشروح فى شرح المطالع واما الثانى فالقضية المشتملة عليه شخصية عند البعض ضرورة ان مجموعه الاشخاص لايحتمل التعدد ومهملة عند البعض زعما منهم ان لفظ كل عنوان الموضوع وليس بسور ولعل الحق ماقيل انه ان كان ما يضاف اليه لفظ كل امرا شخصيا فالقضية شخصية نحو كل زيد حسن وان كان كليا فمهملة ومايشتمل على الثالث فطبعية لان الموضوع من حيث اعتبار الكلية موضوع القضية الطبعية"۔[1]

"کل" کا اطلاق تین معانی پر ہوتا ہے پہلا کل افرادی یعنی کل واحد واحد (ہر ایک ایک) دوسرا کل مجموعی یعنی مجموع من حیث المجموع۔ تیسرا کل بمعنی کلی اور وہ یہ ہے کہ جس کا نفس تصور اس میں وقوع شرکت سے مانع نہ ہو اور ان تینوں مفہومات کے درمیان فرق یہ ہے کہ مفہوم اول پر یہ

(1) شرح شمس العلماء على المرقات ص ۱۲۰

بات صادق آتی ہے کہ وہ شخص واحد ہے (یعنی یوں کہا جا سکتا ہے کہ کل واحد واحد شخص واحد) بر خلاف ثانی اور ثالث کے (یعنی نہ یہ کہہ سکتے ہیں المجموع من حیث ہو مجموع شخص واحد) اور نہ ہی یہ کہہ سکتے ہیں (الکل ای ما لایمنع نفس تصوره عن وقوع الشرکة فیه شخص واحد) کیونکہ ثانی مجموعہ اشخاص ہے اور ثالث سرے سے شخص ہی نہیں اور مفہوم ثانی پر یہ بات صادق آتی ہے کہ وہ ہزار من (سیر) اٹھانے پر قادر ہے اور باقی دونوں پر یہ بات صادق نہیں آتی (یعنی یوں کہا جا سکتا ہے کہ "المجموع من حیث ہو مجموع یتمکن من حمل الف من مثلا" اور یوں نہیں کہہ سکتے کہ "کل واحد واحد یتمکن من حمل الف من" اور نہ ہی یوں کہہ سکتے ہیں "الکلی ای ما لایمنع نفس تصوره عن وقوع الشرکة فیه یتمکن من حمل الف من" اور تیسرے مفہوم پر یہ بات صادق آتی ہے کہ وہ پانچ کلیوں میں سے کسی نہ کسی ایک سے خالی نہیں (یعنی یوں کہہ سکتے ہیں "مالایمنع نفس تصوره عن وقوع الشرکة فیه لایخلو عن احد الکلیات الخمس اور دوسرا فرق یہ ہے کہ مفہوم ثالث جزء ہے اول کا اور اول جزء ہے ثانی کا اور کل اور جزء کے درمیان مغائرت ظاہر ہے اور تیسرا فرق یہ ہے کہ مفہوم ثالث جزئیات کی طرف منقسم ہوتا ہے اور مفہوم ثانی اجزاء کی طرف اور جزئیات، اجزاء کا غیر ہوتی ہیں جب تم یہ پہچان چکے تو جان لو کہ قیاسات اور علوم میں معتبر "کل" کا پہلا معنی ہی ہوتا ہے کیونکہ اگر باقی دونوں معانی میں سے کوئی معتبر ہو تو لازم آئے گا کہ شکل اول (جو کہ بدیہی الانتاج ہے) بھی نتیجہ نہ دے چہ جائے کہ باقی اشکال کیونکہ دوسرے دونوں معانی میں سے کسی کا اعتبار کرنے کی صورت میں (اکبر کا) حکم حد اوسط (کے واسطے) سے اصغر کی طرف متعدی نہیں ہوتا جیسا کہ شرح مطالع میں یہ امر مشروح ہے رہا کل [illegible] معنی تو جو قضیہ اس پر مشتمل ہو وہ [illegible] کے نزدیک تو شخصیہ ہوتا

ہے بوجہ بدیہی ہونے اس بات کے کہ مجموعہ اشخاص کا تعدد کا احتمال نہیں رکھتا اور بعض کے نزدیک مہملہ ہے کیونکہ ان کا گمان یہ ہے کہ لفظ "کل" موضوع کا عنوان ہے یہ سور قضیہ نہیں ہے اور امید ہے کہ حق بات وہی ہے جو اس طرح بیان کی گئی ہے کہ اگر لفظ کل کا مضاف الیہ امر شخصی ہوا تو قضیہ شخصیہ ہوگا جیسے کل زید حسن اور اگر اس کا مضاف الیہ کوئی امر کلی ہوا تو وہ قضیہ مہملہ ہے اور (کل مستعمل در معنی) ثالث پر مشتمل قضیہ، طبعیہ ہے کیونکہ موضوع کلیت اعتبار کرنے کی حیثیت سے قضیہ طبعیہ کا موضوع ہوتا ہے۔

مرقات کی فارسی شرح ہدیہ شاہجہانیہ میں ہے:

"وسور الموجبة الكلية كل كه افراديست نه كل كلى وكل مجموعى چرا كه قضيه كه مصدر بكل كلى بود طبعيه بود مثل كل انسان نوع وہرچه بركل مجموعى اشتمال دارد اگر مدخولش جزئى حقيقى ست شخصيه بود مثل كل زيد حسن وكل الدمان ماكول واگر مدخولش كلى است مهمله است مثل كل انسان لايسعه ہذه الدار وكدامى ازيں بر دو برائے حصر افراد نيست زيرا كه در اول حكم بر افراد نباشد تابحصرآں چه رسد ودر ثانى حصر اجزا است نه حصر افراد"۔ (1)

قضیہ موجبہ کلیہ کا سور "کل" ہے جو کہ افرادی ہے نہ کل مخفف کلی اور نہ ہی کل مجموعی کیونکہ یہ قضیہ کل مخفف کلی کے ساتھ مصدر ہو وہ طبعیہ ہوتا ہے جیسے کل انسان نوع (انسان جو کہ کلی ہے نوع ہے) اور جو قضیہ کل مجموعی پر مشتمل ہو اگر اس کا مدخول جزئی حقیقی ہو تو وہ شخصیہ ہوگا

---

(1) ہدیہ شاہجہانیہ شرح مرقات میزانیہ ص۵۵

جیسے کل زید حسن (زید کا مجموعہ اجزاء حسین ہے) اور کل الرمان ماکول (معین انار کا مجموعہ اجزا ماکول ہے) اور اگر کل مجموعی کا مدخول کوئی امر کلی ہے تو وہ قضیہ مہملہ ہے جیسے کل انسان لایسعه بذه الدار (تمام انسانوں کے مجموعے کی یہ دار گنجائش نہیں رکھتا) اور ان ہر دو کل (کل کلی اور کل مجموعی) میں سے کوئی بھی موضوع کے افراد کے احاطے کیلئے نہیں ہے کیونکہ پہلے (کل کلی) میں حصر افراد تو درکنار سرے سے افراد پر حکم ہی نہیں اور دوسرے (کل مجموعی) میں حصر اجزاء ہے نہ کہ حصر افراد۔

حاشیہ حسن عطار علی شرح ایساغوجی لشیخ الاسلام زکریا الانصاری رحمہما اللہ تعالیٰ میں ہے:

"السور فی الموجبة الكلية كل ای الدال علی كمية الافراد حتی تكون القضية محصورة لانه لو بين كلية الموضوع المجموعية كقولنا كل الرمان ماكول وكذا يقال فی البعض ای البعضية الافرادية فان دل علی البعضية المجموعية كقولنا بعض الرمان ماكول لاتسمی القضية محصورة بل شخصية او مهملة قطعا علی ماقال المحقق الطوسی فی شرح الاشارات"۔(1)

اور موجبہ کلیہ میں سور "کل" ہے یعنی ایسا کل جو کمیت افراد پر دلالت کرنے والا ہو تاکہ وہ قضیہ محصورہ ہو سکے کیونکہ اگر اس نے موضوع کی کلیت مجموعیہ بیان کی جیسے ہمارا قول ہے "کل الرمان ماکول" (معین) انار کا مجموعہ کھائی جانے والی چیز ہے اور اسی طرح "بعض" میں بھی یہی کہا جائے گا کہ وہ بعضیت افرادیہ پر دلالت کرنے والا ہو پس اگر

(1) حاشیہ شیخ حسن عطار علی شرح شیخ الاسلام زکریا الانصاری علی ایساغوجی ص ۸۰

اس نے (موضوع کی) بعضیت مجموعیہ پر دلالت کی جیسے ہمارا قول بعض الرمان ماکول (معین) انار کا بعض مجموعہ کھائی جانے والی چیز ہے تو اس کل اور بعض مجموعی پر مشتمل قضیہ کا نام محصورہ نہ ہو گا بلکہ وہ قطعی طور پر قضیہ شخصیہ ہو گا یا مہملہ جیسا کہ محقق طوسی نے شرح اشارات میں کہا ہے۔

میر ایساغوجی اور اس کے حاشیہ الحاشیۃ الجدیدہ میں ہے:

"والسور في الموجبة الكلية لفظ الكل بمعنى الكل الافرادى الذى ہو لشمول الافراد بمعنى كل واحد واحد لا الكل المجموعي الذى ہو لشمول الاجزاء بمعنى المجموع من حيث ہو مجموع نحو كل الرمان ماكول ولا الكل الذى ہو مخفف الكلى نحو كل انسان نوع اى الكلى الذى ہو الانسان نوع وذالک لان القضية المشتملة على الكل المجموعي ليست بمحصورة بل ہى شخصية لامتناع صدق موضوعها على كثيرين ذہنا وخارجا لان الرمان فى المثال المذكور امر مشخص وہو ما وقع عليه الاكل المخصوص فهو لايحتمل الاشتراک والقضية المشتمل على الكل المخفف طبعية"۔[1]

اور موجبہ کلیہ میں سور ایسا لفظ کل ہے جو بمعنی کل افرادی ہو جو کہ احاطہ افراد بمعنی کل واحد واحد کیلئے ہوتا ہے نہ کہ کل مجموعی جو کہ شمول اجزاء بمعنی مجموع من حیث المجموع کیلئے ہوتا ہے جیسے کل الرمان ماکول اور نہ ہی وہ کل جو کہ کلی کا مخفف ہوتا ہے جیسے کل انسان نوع یعنی کلی جو کہ انسان ہے وہ نوع ہے اور وہ اس لئے کہ کل مجموعی پر مشتمل قضیہ

---

(1) الحاشية الجديدة على ميرايساغوجي ص۱۰۵

محصورہ نہیں ہوتا بلکہ وہ شخصیہ ہوتا ہے کیونکہ اس کے موضوع کا ذہناً اور خارجاً کثیرین پر صدق ممتنع ہوتا ہے کیونکہ مذکورہ مثال میں الرمان (انار) ایک مشخص امر ہے یعنی وہ جس پر اکل مخصوص واقع ہے پس وہ اشتراک کا احتمال نہیں رکھتا اور جو قضیہ کل مخفف کلی پر مشتمل ہو وہ طبعیہ ہوتا ہے۔

حاشیہ جدیدہ کی تقریر سے یہ بات واضح ہوئی کہ کل مجموعی پر مشتمل قضیہ مطلقاً شخصیہ ہوتا ہے خواہ کل مجموعی کا مدخول امر کلی ہو یا جزئی حقیقی۔ چنانچہ مفتی عبد اللہ ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ جدیدہ پر اپنی تعلیقات میں اس بات پر روشنی دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں

"لان مدخول الکل المجموعی اما جزئی فالقضیة شخصیة لامحالة او کلی فالحکم علی کل افراده من حیث الاجتماع والمجموع من حیث ہو مجموع منحصر فی فرد واحد غیر محتمل للتعدد اصلا وہو المعنی من الشخصیة فما قیل ان مدخوله ان کان امرا کلیا فالقضیة مهملة لیس علی ماینبغی" (1)

کل مجموعی پر مشتمل قضیہ محصورہ نہیں ہوتا بلکہ شخصیہ ہوتا ہے کیونکہ کل مجموعی کا مدخول یا تو جزئی حقیقی ہوگا پس لامحالہ ایسا قضیہ شخصیہ ہوگا یا پھر اس کا مدخول کلی ہوگا پس حکم بحیثیت مجموعی اس کے تمام افراد پر ہوگا اور مجموع من حیث المجموع فرد واحد میں ہی بند ہوتا ہے یہ تعدد کا بالکل احتمال نہیں رکھتا اور یہی معنی شخصیہ کا ہے پس یہ جو کہا گیا ہے کہ اگر اس کا مدخول امر کلی ہو تو وہ قضیہ مہملہ ہے یہ کوئی مناسب بات نہیں ہے۔

قطبی میں ہے:

"فان کان الحکم فیها علی کل الافراد فهی کلیة اما موجبة وسورها کل ای کل واحد واحد لا الکل

---

(1) تعلیقات المفتی عبد الله التونکی علی الحاشیة الجدیدة ...

المجموعی"۔[1]

پس اگر قضیہ محصورہ میں حکم موضوع کے کل افراد پر ہو تو وہ کلیہ ہے پھر یا تو موجبہ ہے اور اس کا سور "کل" ہے یعنی (کل افرادی بمعنی) کل واحد واحد نہ کہ کل مجموعی۔

اور اس کے حاشیہ دسوقی میں ہے:

"قوله لا الكل المجموعی ای الهيئة المجتمعة لانه من قبيل الشخصية"۔[2]

شارح کے اس قول کہ قضیہ محصورہ موجبہ کلیہ کا سور کل مجموعی نہیں ہوتا کا مطلب یہ ہے کہ اس کا سور ایسا کل نہیں ہوتا جو ہیئت مجتمعہ کے معنی میں ہو کیونکہ یہ شخصیہ کے قبیلے سے ہے۔

اور قطبی کے ہی حاشیہ عبدالحکیم سیالکوٹی میں ہے:

"سور الموجبة الكلية الكل الافرادی الذی يشمل الافراد لاالكل المجموعی الذی ہو عبارة عن شمول الاجزاء فان القضية المشتملة عليه شخصية لامتناع صدقه على كثيرين ذہنا وخارجا وماقيل ہی مہملة فوہم ملخصا"۔[3]

موجبہ کلیہ کا سور کل افرادی ہوتا ہے جو کہ (موضوع کے) افراد کا احاطہ

(1) قطبی
(2) شروح الشمسیہ ج ۲ ص ۲۱
(3) حاشیہ عبدالحکیم علی القطبی وعلی حاشیۃ المیر علی القطبی ص ۱۹۴، شروح الشمسیہ ج ۲ ص ۲۲

کرتا ہے نہ کہ کل مجموعی جو شمول اجزاء سے عبارت ہے پس بیشک وہ قضیہ جو کل مجموعی پر مشتمل ہو، شخصیہ ہوتا ہے کیونکہ اس کا ذہنا اور خارجا کثیرین پر صدق ممتنع ہے اور یہ جو کہا گیا ہے کہ وہ (کل مجموعی پر مشتمل قضیہ) مہملہ ہوتا ہے یہ وہم ہے۔

زیر کندیا شرح سلم العلوم میں ہے:

''ان الكل على ثلاثة اقسام الاول ان الكل يطلق بمعنى الكلى وہو الذى يعبر عنه بالكلى ويراد به الطبعية من حيث العموم والمنعقدة منه قضية طبعية مثل كل انسان نوع اى الكلى الذى ہو الانسان نوع والثانى الكل بمعنى الكل المجموعى وہو الذى يعبر بالمجموع ويراد به مجموع من الافراد من حيث ہو مجموع وشىء واحد نحو كل انسان لايسعه ہذه الدار اى مجموع جميع افراد الانسان لايسعه ہذه الدار والثالث الكل بمعنى الكل الافرادى وہو الذى يعبر عنه بكل فرد ويعنى به كل فرد من افراد الموضوع بالاستقلال والفرق بين المفهومات الثلاثة ظاہر كما عرفته آنفا والمعتبر فى القياسات والعلوم ہو المعنى الثالث دون الاولين لان القضية المشتملة على كل واحد منهما ليست مفتجة فى الشكل الاول الذى ہو بديہى الانتاج فضلا عن سائر الاشكال مثل زيد انسان وكل انسان نوع ينتج زيد نوع وہو كاذب وزيد انسان وكل انسان لايسعه ہذه الدار فزيد لايسعه ہذه الدار وہو كاذب والمشتمل عليه اى على المعنى الثالث ہى المحصورة لان الحكم فيها على الافراد مع بيان كميتها وكلما ہو كذالک فهى المحصورة واما الاولى اى القضيته التى اشتملت على المعنى الاول فطبعية لان الحكم فيها على الطبعية من حيث العموم وكلما ہو كذالک فطبعية والثانية اى القضية التى اشتملت على المعنى الثانى شخصيته ان كان

المضاف اليه للكل جزئيا مثل كل زيد حسن لان مجموع اجزاء الشخص شخص وكلما حكم فيها على الشخص فهى شخصيته او مهملة ان كان المضاف اليه للكل كليا مثل كل انسان لا يسعه ہذه الدار لان المجموع من حيث المجموع وانكان شيئا واحدا فى الواقع لكن يحتمل الزيادة والنقصان عند العقل فيحتمل التعدد ولم يبين كمية الافراد فصارت مهملة ففيه رد على الفاضل اللاہورى والعلامة التفتازانى لان الفاضل اللاہورى قال بان القضية المشتملة على المعنى الثانى شخصية مطلقا سواء كان المضاف اليه للكل جزئيا او كليا لان المجموع من حيث المجموع شىء واحد وشخص فصارت القضية المشتملة عليه شخصية والعلامة التفتازانى حكم بان القضية المشتملة على المعنى الثانى مهملة مطلقا سواء كان المضاف اليه للكل جزئيا او كليا لان المجموع من حيث المجموع شىء واحد لكن يحتمل الزيادة عند العقل فيحتمل التعدد عنده ولم يبين فيها كمية الافراد فصارت القضية المشتملة عليه مهملة وجه الرد ان مجموع الافراد يحتمل الزيادة والنقصان عند العقل لعدم انحصارہا عنده فظہر عدم صحة قول الفاضل اللاہورى ومجموع الاجزاء للشخص لايحتملها عنده لانحصارہا عنده فظہر عدم صحة حكم العلامة التفتازانى والتى اشتملت على البعض المجموعى فمهملة لان البعض المجموعى متعدد ولم يبين فيها كمية الافراد فصارت مهملة ففيه اشارة الى ان البعض على قسمين احدہما افرادى والآخر مجموعى كما ان الكل على ثلاثة اقسام۔[1]

(1) تحریر تنديا شرح مسلم العلوم مدرسہ دوم ص ۱۸

"کل" تین قسم ہے اول کل بمعنی کلی اور وہ وہ ہے جسے کلی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس سے طبیعت من حیث العموم مراد لی جاتی ہے اور اس سے منعقد ہونے والا قضیہ طبعیہ ہوتا ہے جیسے کل انسان نوع یعنی کلی جو کہ انسان ہے وہ نوع ہے اور دوم کل بمعنی کل مجموعی اور وہ وہ ہے جسے مجموع کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے اور اس سے مجموع افراد مراد لئے جاتے ہیں اس حیثیت سے کہ وہ مجموع ہیں اور شیء واحد ہیں جیسے "کل انسان لایسعه ہذه الدار" یعنی تمام انسانوں کے مجموعے کی یہ گھر گنجائش نہیں رکھتا اور تیسری قسم کل بمعنی کل افرادی ہے اور وہ وہ ہے جسے کل فرد کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے اور اس سے موضوع کے افراد میں سے ہر ہر فرد بالاستقلال مراد لیا جاتا ہے اور ان تینوں مفہومات کے درمیان فرق ظاہر ہے جیسا کہ تم ابھی پہچان چکے ہو اور قیاسات اور علوم میں صرف تیسرا معنی معتبر ہے پہلے دونوں معتبر نہیں ہیں کیونکہ پہلے دونوں میں سے ہر ایک پر مشتمل قضیہ شکل اول میں بھی نتیجہ نہیں دیتا جو کہ بدیہی الانتاج ہے چہ جائے کہ باقی اشکال جیسے زید انسان وکل انسان نوع تو نتیجہ آئے گا زید نوع اور یہ نتیجہ کاذبہ ہے اور زید انسان وکل انسان لایسعه ہذه الدار تو نتیجہ آئے گا زید لایسعه ہذه الدار اور یہ نتیجہ بھی کاذبہ ہے اور کل بمعنی ثالث پر مشتمل قضیہ محصورہ ہوتا ہے کیونکہ اس میں حکم موضوع کے افراد پر ہوتا ہے اور ساتھ ان افراد کی کمیت بھی بیان کر دی گئی ہوتی ہے تو جو اس قسم کا قضیہ ہو وہ محصورہ ہوتا ہے اور پہلا یعنی جو قضیہ کل بمعنی اول پر مشتمل ہو وہ طبعیہ ہے کیونکہ اس میں حکم طبیعت من حیث العموم پر ہوتا ہے اور جب وہ قضیہ ایسا ہے تو طبعیہ ہے اور دوسرا یعنی وہ قضیہ جو کل بمعنی ثانی پر مشتمل ہو وہ شخصیہ ہے جبکہ کل کا مضاف الیہ جزئی ہو جیسے کل زید حسن کیونکہ کسی شخص کے اجزاء کا مجموعہ ایک شخص ہے اور جب کسی

قضیہ میں حکم شخص پر ہو تو وہ شخصیہ ہوتا ہے یا پھر (کل بمعنی ثانی پر مشتمل قضیہ) مہملہ ہے جبکہ کل کا مضاف الیہ کلی ہو جیسے کل انسان لایسعہ ہذہ الدار کیونکہ مجموعہ من حیث المجموع اگرچہ فی الواقع شیء واحد ہی ہے لیکن عند العقل اس میں زیادتی اور نقصان کا احتمال موجود ہے پس اس میں تعدد افراد کا احتمال پایا گیا اور چونکہ کیت افراد بیان نہیں کی گئی پس یہ قضیہ مہملہ ہوا اور اس میں فاضل لاہوری (عبدالحکیم سیالکوٹی) اور علامہ تفتازانی رحمہا اللہ تعالیٰ کا رد کیا گیا ہے کیونکہ فاضل لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو قضیہ کل بمعنی ثانی پر مشتمل ہو وہ مطلقاً شخصیہ ہوتا ہے خواہ اس میں "کل" کا مضاف الیہ جزئی ہو یا کلی کیونکہ مجموع من حیث المجموع شیء واحد ہے اور شخص ہے پس اس پر مشتمل قضیہ شخصیہ ہوا اور علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے کل بمعنی ثانی پر مشتمل قضیہ پر مطلقاً مہملہ ہونے کا حکم لگایا تھا خواہ اس کل بمعنی ثانی کا مضاف الیہ جزئی ہو یا کلی کیونکہ مجموع من حیث المجموع اگرچہ شیء واحد ہے لیکن عند العقل اس میں زیادتی کا احتمال ہے پس اس میں عند العقل احتمال تعدد پایا گیا اور چونکہ کیت افراد بیان نہیں ہوئی پس اس کل پر مشتمل قضیہ مہملہ ٹھہرا اور وجہ رد یہ ہے کہ چونکہ مجموعہ افراد، عند العقل زیادتی اور کمی کا احتمال رکھتا ہے کیونکہ عقل کے ہاں ان کا انحصار نہیں ہے پس فاضل لاہوری کے قول کی عدم صحت ظاہر ہوگئی اور چونکہ مجموعہ اجزاء شخص عند العقل کمی وزیادتی کا احتمال نہیں رکھتا کیونکہ عند العقل ان کا انحصار ہے پس علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی عدم صحت بھی ظاہر ہوگئی اور جو قضیہ "بعض" مجموعی پر مشتمل ہو وہ مہملہ ہے کیونکہ مجموعی متعدد ہیں اور کیت افراد اس میں بیان نہیں کی گئی پس یہ قضیہ مہملہ ہوا اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ "بعض" دو قسم ہوتا ہے (۱) بعض افرادی (۲) بعض مجموعی (بعض کلی نہیں ہوتا) جس طرح کہ "کل" تین قسم ہوتا ہے۔

ب منطق کی مذکورہ تصریحات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ تمام علمائے
طق کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قضیہ محصورہ اگر موجبہ کلیہ ہو تو اس کا سور وہ "کل" ہے
و افرادی ہو یا جو امر کل افرادی کے معنی پر مشتمل ہو کل مجموعی اور جو امر کلی مجموعی کے
عنی پر مشتمل ہو اور اسی طرح کل بمعنی کلی ہر گز اس کے سور نہیں ہو سکتے اور قضیہ محصورہ
گر موجبہ جزئیہ ہو تو اس کا سور وہ "بعض" ہوتا ہے جو افرادی ہو یا اس کا سور وہ امر ہو سکتا
ہے جو بعض افرادی کے معنی پر مشتمل ہو بعض مجموعی اور جو امر بعض مجموعی کے معنی پر
شتمل ہو ہر گز اس کا سور نہیں ہو سکتے اس مسئلہ میں کسی منطقی کو قطعاً کوئی اختلاف نہیں ہے
ور کل بمعنی کلی پر مشتمل قضیہ طبعیہ ہوتا ہے یہ بھی ایک اتفاقی مسئلہ ہے اس میں بھی کسی
کو کوئی اختلاف نہیں۔ یہی حال بعض مجموعی کا ہے یعنی جو بعض "مجموع بعض الافراد" کے
معنی میں ہوتا ہے اس پر مشتمل قضیہ مہملہ ہوتا ہے اس امر میں بھی کوئی اختلاف مذکور
نہیں بلکہ بحر العلوم علامہ عبد العلی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح سلم العلوم میں اس کے متفق
علیہ امر ہونے کی صراحت فرمائی ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

"والقضية التی اشتملت علی البعض المجموعی مهملة اتفاقا"۔[1]

اور وہ قضیہ جو بعض مجموعی پر مشتمل ہو بالاتفاق مہملہ ہے۔

ہاں اگر اختلاف ہے تو کل مجموعی پر مشتمل قضیہ میں ہے اس میں تین اقوال ہیں ایک قول یہ ہے کہ کل مجموعی پر مشتمل قضیہ مطلقاً مہملہ ہوتا ہے خواہ اس کا مضاف الیہ جزئی حقیقی ہو یا کلی ہو یہ علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کا مختار ہے جیسا کہ تحریر کندیا کے حوالہ سے بیان ہو چکا ہے دوسرا قول یہ ہے کہ اس پر مشتمل قضیہ مطلقاً شخصیہ ہوتا ہے خواہ اس کا مضاف

(1) بحر العلوم شرح سلم العلوم ص ۱۴۴

الیہ جزئی حقیقی ہو یا کلی ہو اور یہ علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی، علامہ محمد بن غلام محمد صاحب حاشیہ جدید ملا میر ایساغوجی اور مفتی عبد اللہ ٹونکی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ کا قول ہے ان کے ارشادات بھی مذکور ہو چکے ہیں۔

اور تیسرا قول صاحب سلم العلوم علامہ محب اللہ بہاری، شارحین سلم اور دیگر محققین رحمۃ اللہ علیہم کا ہے کہ اگر کل مجموعی پر مشتمل قضیہ میں "کل" کا مضاف الیہ کوئی ایسا امر ہے جو کہ کلی ہے تو وہ قضیہ مہملہ ہے اور اگر اس کا مضاف الیہ کوئی امر جزئی ہے تو پھر یہ قضیہ شخصیہ ہے تحریر لندیا شرح سلم العلوم اور شرح شمس العلماء علی المرقات کے حوالہ سے یہ بات بھی بالتفصیل گزر چکی ہے۔ حمد اللہ نے بھی شرح سلم العلوم میں اسی تیسرے قول کو مختار قرار دیتے ہوئے اور اس کی تائید کرتے ہوئے اسے اشبہ بالحق کہا ہے چنانچہ حمد اللہ میں ہے:

"قوله والثانية شخصية او مهملة اعلم ان بعضهم ذهب الى انها شخصية مطلقا وبعضهم الى انها مهملة مطلقا فاشار المصنف الى ان الحكم الكلي من كل منهما خطاء وهو الاشبه فان المضاف اليه للفظ الكل ان كان جزئيا فالقضية شخصية ككل زيد حسن فان مجموع اجزاء زيد ليس الا زيدا وانكان كليا فالقضية مهملة لان مجموع الانسان بحيث لايشذ عنه شيء وان كان منحصرا في شخص لكنه يحتمل الزيادة والنقصان فيحتمل التعدد عند العقل وهو مدار الكلية"۔[1]

اور کل بمعنی ثانی یعنی کل مجموعی پر مشتمل قضیہ شخصیہ ہوتا ہے یا مہملہ۔ جان لو کہ بعض علمائے منطق (علامہ سیالکوٹی وغیرہ) اس طرف گئے ہیں

(1) حمد اللہ شرح سلم العلوم ص۳۹

کہ کل مجموعی پر مشتمل قضیہ مطلقاً شخصیہ ہوتا ہے اور بعض مناطقہ (علامہ تفتازانی وغیرہ) اس کے مطلقاً مہملہ ہونے کی طرف چلے گئے ہیں پس مصنف (علامہ محب اللہ بہاری) نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ فریقین میں سے ہر ایک کا حکم کلی لگا دینا (یعنی اسے مطلقاً شخصیہ کہہ دینا یا مطلقاً مہملہ کہہ دینا) خطا ہے اور یہی بات اشبہ بالحق ہے کیونکہ لفظ کل کا مضاف الیہ اگر جزئی ہے تو قضیہ شخصیہ ہے جیسے کل زید حسن (مجموعہ اجزائے زید حسین ہے) پس بیشک زید کے اجزاء کا مجموعہ بھی تو زید ہی ہے (جو کہ جزئی حقیقی ہے) اور اگر اس کا مضاف الیہ کلی ہو تو وہ قضیہ مہملہ ہے کیونکہ (ہمارے قول کل انسان لایسعه ہذه الدار میں) بیشک انسانوں کا مجموعہ بایں حیثیت کہ اس سے کوئی بھی باہر نہ ہو اگرچہ (خارج میں) ایک ہی شخص میں بند ہے لیکن یہ مجموعہ کمی اور زیادتی کا احتمال رکھتا ہے پس عقل کے ہاں اس میں تعدد کا احتمال ہے اور یہی کلیت کی مدار ہے (اور کمیت افراد کا بیان نہ کیا جانا اس کے مہملہ ہونے کی مدار ہے)۔ الغرض کسی منطقی نے قطعاً یہ نہیں کہا کہ کل مجموعی پر مشتمل قضیہ، محصورہ بھی ہو سکتا ہے کلیہ ہو یا جزئیہ اور نہ ہی کسی نے بعض مجموعی پر مشتمل قضیے کے متعلق محصورہ ہونے کا قول کیا ہے۔

پس ثابت ہوا کہ حق چار یار کا قضیہ محصورہ ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ اس میں اسم عدد "چار" سور قضیہ ہو اور اسم عدد چار کا سور قضیہ ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ اسمائے اعداد کل یا بعض افرادی کے معنی پر مشتمل ہوں اگر ان کا کل یا بعض افرادی کے معنی میں ہونا ثابت نہ ہو سکا تو یہ ہرگز سور قضیہ نہیں ہو سکتے۔ حالانکہ تحقیق یہ ہے کہ اسمائے اعداد کل یا بعض افرادی کے معنی میں ہوتے ہی نہیں بلکہ مجموعہ کے معنی میں ہوتے ہیں اور کل یا بعض مجموعی پر مشتمل قضیہ قطعاً محصورہ نہیں ہوتا جیسا کہ بالتفصیل گزر چکا ہے یہی وجہ ہے کہ جمہور مناطقہ نے اسمائے اعداد کو اسوار قضیہ میں شمار نہیں کیا صرف علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے

انہیں اسوار قضیہ میں ذکر کیا ہے مگر محققین نے ان کی اس بات کو قبول نہیں کیا اور اس کی سخت تردید کی ہے کیونکہ خود علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی یہ بات تسلیم ہے کہ قضیہ محصورہ موجبہ کلیہ کا سور کل افرادی ہوتا ہے کل مجموعی نہیں ہوتا چنانچہ سعدیہ شرح شمسیہ میں جہاں لفظ اثنین اور ثلاثہ کو اسوار قضیہ میں شمار کیا ہے اسی میں ایک سطر قبل اس بات کی صراحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وسور الموجبة الكلية لفظ كل الافرادی لا المجموعی"۔ (1)

موجبہ کلیہ کا سور لفظ کل افرادی ہے کل مجموعی نہیں۔

اور یہی حکم بعض کا ہے کہ بعض افرادی ہی موجبہ جزئیہ کا سور ہو سکتا ہے مجموعی نہیں ہو سکتا تو انہوں نے انہیں یعنی اسمائے اعداد کو بمعنی افرادی سمجھتے ہوئے اسوار قضیہ میں شمار کیا ہے مگر چونکہ عند التحقیق اسمائے اعداد کا بمعنی افرادی ہونا ثابت نہیں ہو سکا اس لئے محققین نے ان کی اس بات کا رد کر دیا ہے حتی کہ خود حمد اللہ (جس کا حوالہ معترض نے دیا ہے) کے نزدیک بھی اسمائے اعداد کا اسوار قضیہ میں سے ہونا یقینی طور پر ثابت نہیں ہے بلکہ یہ ایک محل تامل ہے اور ایک کمزور موقف ہے یہ بات حمد اللہ کی عبارت سے بالکل واضح ہے اور شارحین حمد اللہ نے تو اعداد کے اسوار قضیہ میں سے ہونے کا قول رد ہی کیا ہے چنانچہ ہم حمد اللہ کی اصل عبارت ذکر کرتے ہیں پھر اس کی اغراض کی تقریر کرتے ہیں تاکہ اس مسئلہ میں حمد اللہ کا موقف پوری طرح واضح ہو جائے اور اس کے ساتھ ساتھ معترض کی جہالت اور دجل و فریب کی بھی اچھی قلعی کھل جائے۔

(1) سعدیہ شرح شمسیہ ص ۳۱

...مد اللہ کی اصل عبارت:

"قوله وسورہا کل ولام الاستغراق وقد عد ایضا نحو الاثنین والثلثة من الاسوار قال بعض الاذکیاء وفیه نظر لان المعتبر فی المحصورات الکل والبعض الافرادیان دون المجموعیین علی ماصرحوا به ولو کان الامر کما ذکره لکان قولنا سبعون رجلا حاملون لهذا الحجر منافیا لقولنا کل رجل منهم لیس حاملا لهذا الحجر مع انه لیس منافیا له انت تعلم انه لایبعدان یقال ان الکل والبعض کما انهما یستعملان تارة فی معنی المجموعی وتارة فی معنی الافرادی وبهذا المعنی یعدان من السور کذالک الاعداد فانها تستعمل باستعمالین ایضا فانها قد تستعمل بمعنی المجموع من حیث المجموع کما فی ہذا المثال وقد تستعمل بمعنی الکل الافرادی ایضا کما فی قوله جائنی سبعون رجلا فانه بمعنی جاء نی کل واحد واحد من السبعین وعدہا من السور اذا استعمل بهذا الاستعمال فتامل"۔(1)

حمد اللہ کی عبارت کے اغراض:

حمد اللہ کی عبارت "وقد عد ایضا نحو الاثنین والثلثة من الاسوار" (مثلاً دو اور تین کو بھی اسوار قضیہ میں شمار کیا گیا ہے) کا مطلب حمد اللہ کے بین السطور یوں مرقوم ہے کہ "ان اسماء العدد عدت من الاسوار" یعنی اسمائے عدد اسوار قضیہ میں شمار کئے گئے ہیں اور حمد اللہ کی اس عبارت سے غرض سلم العلوم میں علامہ محب اللہ بہاری رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول "وسورہا کل ولام الاستغراق" (موجبہ کلیہ کا سور کل اور الف لام

(1) حمد اللہ شرح سلم العلوم ص ۳۰

استغراقی ہے) پر اعتراض کرنا ہے۔ اعتراض کا حاصل یہ ہے کہ صاحب سلم کی عبارت اسوار قضیہ کے بیان میں ناقص ہے کیونکہ اس نے اسمائے اعداد کو اسوار قضیہ میں ذکر نہیں کیا حالانکہ یہ بھی اسوار قضیہ میں شمار کئے گئے ہیں۔ شروح حمد اللہ مثلاً مصباح الدجی شرح حمد اللہ، ازالۃ الخفاء شرح حمد اللہ، فتح اللہ شرح حمد اللہ اور رفع الغواشی شرح حمد اللہ میں حمد اللہ کی اس عبارت کی یہی غرض بیان کی گئی ہے، پھر شارحین حمد اللہ کا اس بات میں اختلاف ہے کہ جن کے نزدیک اسمائے اعداد اسوار قضیہ میں سے ہیں آیا یہ موجبہ کلیہ کا سور ہیں یا موجبہ جزئیہ کا؟ فاضل علامہ عماد الدین البکنی نے حمد اللہ پر اپنے حاشیہ میں اسمائے اعداد کو موجبہ جزئیہ کا سور قرار دیتے ہوئے کہا ہے:

"وقوله سبعون رجلا حاملون لهذا الحجر موجبة جزئية على مذهبه"۔ (1)

حمد اللہ کا قول سبعون رجلا حاملون لهذا الحجر (ستر مرد اس پتھر کو اٹھانے والے ہیں) اس کے مذہب کے مطابق موجبہ جزئیہ ہے۔

اور رفع الاشتباہ شرح حمد اللہ، فتح اللہ شرح حمد اللہ، رفع الغواشی شرح حمد اللہ اور ازالۃ الخفاء شرح حمد اللہ میں بھی اسی کو اختیار کیا گیا ہے چنانچہ رفع الاشتباہ میں ہے:

"قوله وقد عد ايضا نحو الاثنين الخ اى عدد اسماء العدد من اسوار الجزئية كما قال الفاضل العماد"۔ (2)

حمد اللہ کے قول وقد عد نحو الاثنین الخ کا مطلب یہ ہے کہ اسمائے اعداد کو اسوار جزئیہ میں شمار کیا گیا ہے جیسا کہ فاضل عماد نے کہا ہے۔

---

(1) حمد الله ص ۳۷ حاشيه نمبر ۱۶
(2) رفع الاشتباه شرح حمد الله ص ۵۲

اللہ شرح حمد اللہ میں ہے:

"قوله قد عد نحو الاثنين الخ اى قد عد بعض الفضلاء سائر اسماء الاعداد من اسوار الموجبة الجزئية لانها تدل على بعض افراد الموضوع كلفظ بعض وواحد كقولنا ثلثة رجال ضاربون فان الرجال تحتها افراد وہى ثلثة واربعة وغيره ذالک فالثلثة من بعض الافراد فكان كلام المصنف فى بيان اسوار الموجبة الجزئية قاصرا لبقاء بذا القسم عنها ويمكن دفعه بان المصنف فى صدر بيان الاسوار التى ہى مما اتفق العلماء عليها واسماء الاعداد مما اختلفوا فى عدہا من الاسوار"۔(1)

ر اللہ کے قول قد عد نحو الاثنین الخ سے مراد یہ ہے کہ بعض فضلاء نے تمام اسمائے اعداد موجبہ جزئیہ کے اسوار میں شمار کیا ہے کیونکہ یہ موضوع کے بعض افراد پر دلالت کرتے یں جیسے لفظ بعض اور واحد ہے جس طرح کہ ہمارا قول ثلثة الرجال ضاربون (مارنے کا بوت ہے مردوں میں سے تین کیلئے) پس بیشک الرجال کے تحت کئی افراد ہیں جیسے تین یار وغیر ذالک پس ثلثہ (تین) مردوں کے افراد میں سے بعض ہوئے پس صاحب سلم کا لام موجبہ جزئیہ کے اسوار کے بیان میں ناقص ہے کیونکہ ان اسوار کی یہ قسم ان میں بیان نہیں ہوئی اور اس اعتراض کا جواب یوں بھی ممکن ہے کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ فقط انہیں اسوار کے بیان کے درپے ہیں جن کے سور قضیہ ہونے پر تمام علماء کا اتفاق ہے اور اسمائے اعداد کو اسوار قضیہ میں شمار کرنے میں علماء کا اختلاف ہے۔

رفع الغواشی شرح حمد اللہ میں ہے:

"فاسماء الاعداد لو كانت اسوارا فانها تكون من اسوار

---

(1) فتح اللہ شرح حمد اللہ ص ۱۱۱

الجزئية الایجابية او السلبية"۔[1]

اسمائے اعداد کا اگر اسوار قضیہ میں سے ہونا ثابت ہو جائے تو وہ موجبہ جزئیہ یا سالبہ جزئیہ کے اسوار میں سے ہوں گے۔

ازالۃ الخفاء شرح حمد اللہ میں ہے:

"وقد عد ایضا نحو الاثنین الخ ہذا اعتراض علی المصنف بان فی عبارته قصورا لان من اسوار الموجبة الجزئية اسماء العدد وكلام المصنف غير شامل لها فكان فی كلامه وبيانه قصور"۔[2]

یعنی حمد اللہ کا قول قد عد نحو الاثنين الخ مصنف پر اعتراض ہے کہ مصنف عبارت میں کوتاہی ہے کیونکہ موجبہ جزئیہ کے اسوار میں سے اسمائے اعداد بھی ہیں مصنف کی کلام انہیں شامل نہیں ہے پس مصنف کی کلام اور اس کے بیان میں نقص ہے۔ اور ان کے علاوہ حمد اللہ کے دیگر شارحین مثلاً استاذ زمن علامہ احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ مفتی عبد اللہ ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اسماء اعداد کو موجبہ کلیہ کے سور شمار کیا ہے اور لوگوں نے ان کو موجبہ جزئیہ کا سور کہا تھا انہوں نے انکار دکیا ہے چنانچہ علامہ احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ حمد اللہ پر اپنی تعلیقات میں حمد اللہ کے اس قول "وقد تستعمل بمعنى الكل الافرادى ايضا كما فی قوله جاء نی سبعون رجلا فانه بمعنى جاء نی كل واحد واحد من السبعين" سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ہذا صریح فی ان من جعل اسماء العدد من الاسوار انما

(1) رفع الغواشی شرح حمد الله ص ۱۰۵
(2) ازالة الخفاء شرح حمد الله ص ۲۱۳

جعل من اسوار الکلیۃ کما یدل تعرضه فی شرح اسوار الکلیۃ فما قال مولنا العماد من انہا من اسوار الموجبۃ الجزئیۃ علی مذہبه لیس علیه الاعتماد "۔[1]

حمد اللہ کا یہ (مذکورہ بالا) قول اس امر کے بیان میں صریح ہے کہ جس نے اسمائے اعداد کو اسوار قضیہ میں شمار کیا ہے اس نے انہیں محصورہ کلیہ کے اسوار میں شمار کیا ہے حمد اللہ کا اسوار کلیہ کی شرح میں اسماء اعداد سے تعرض پکڑنا خود اسی امر پر دلالت کرتا ہے پس جو کچھ مولانا عماد الدین الکنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اسمائے اعداد اس کے مذہب پر موجبہ جزئیہ کے اسوار میں سے ہیں یہ کوئی قابل اعتماد بات نہیں ہے۔

اسی طرح مفتی عبد اللہ ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ نے حمد اللہ پر اپنی تعلیقات میں فرمایا ہے:

"ان الاعداد انما ہی اسوار الموجبۃ الکلیۃ وہو الظاہر من ذکر الشارح العلام ایاہا تحت سور الموجبۃ الکلیۃ "۔[2]

بیشک (اسمائے) اعداد موجبہ کلیہ ہی کے اسوار ہیں اور یہ بات شارح علام کے ان کو موجبہ کلیہ کے سور (کے بیان) کے تحت ذکر کرنے سے ظاہر ہے۔

پھر صاحب رفع الاشتباہ نے علامہ احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل کا جواب دیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اسمائے اعداد موجبہ جزئیہ ہی کے سور ہوتے ہیں موجبہ کلیہ کے سور نہیں ہوتے۔ (والتفصیل فی رفع الاشتباہ فرجع الیه)۔

---

(1) تعلیقات علامہ احمد حسن علی حمد اللہ ص ۵۵
(2) تعلیقات مفتی عبد اللہ ٹونکی علی حمد اللہ ص ۴۵

اور "قال بعض الاذکیاء وفیہ نظر۔۔ الی قولہ لیس منافیا لہ" سے ح
اللہ کی غرض بعض الاذکیاء کے قول سے مذکورہ اعتراض کا جواب دینا ہے اور ساتھ ا
بات کا رد کرنا ہے کہ اعداد بھی سور قضیہ ہوتے ہیں۔ بعض الاذکیاء سے بعض شارحین ح
اللہ نے محقق میر زاہد ہروی رحمۃ اللہ علیہ مراد لئے ہیں۔

جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ اسمائے اعداد اسوار قضیہ میں سے نہیں ہو سکتے کیونکہ اسوار قض
میں جو کل اور بعض معتبر ہیں وہ کل اور بعض افرادی ہوتے ہیں مجموعی نہیں ہوتے مناط
نے اپنی کتب میں اس بات کی صراحت کی ہے (ہم اس مسئلہ میں ان کی تصریحا
بالتفصیل پہلے نقل کر چکے ہیں) جبکہ اسمائے اعداد کل یا بعض مجموعی کا معنی دیتے ہیں کل
بعض افرادی کے معنی میں استعمال نہیں ہوتے کیونکہ اگر ان کا استعمال کل یا بعض افراد
کے معنی میں ہوتا تو ان دو قضیوں یعنی "سبعون رجلا حاملون لہذا الحجر" (س
مرد اس پتھر کو اٹھانے والے ہیں) اور "کل رجل منہم لیس حاملا لہذا الحج
(ہر ایک مردان ستر میں سے اس پتھر کو اٹھانے والا نہیں ہے) کے درمیان ضرور منافا
ہوتی حالانکہ ان میں منافات نہیں ہے منافات اس لئے ضروری تھی کہ قضیہ اول یع
"سبعون رجلا حاملون لہذا الحجر" میں اسم عدد "سبعون" کو جب سور قضیہ ش
کیا جائے گا تو یہ علی اختلاف القولین کل یا بعض افرادی کے معنی میں ہو گا پس اس وقت
قضیہ محصلہ موجبہ کلیہ یا موجبہ جزئیہ ہو گا جبکہ دوسرا قضیہ یعنی "کل رجل منہم لیس
حاملا لہذا الحجر" موجبہ کلیہ معدولۃ المحمول ہے اور موجبہ کلیہ محصلہ یا موجبہ جزئ
محصلہ اور موجبہ کلیہ معدولۃ المحمول میں تناقض نہیں ہو سکتا کیونکہ دونوں قضیے (موجبہ کلی
محصلہ یا موجبہ جزئیہ محصلہ اور موجبہ کلیہ معدولۃ المحمول) موجبے ہیں اور تناقض کیلئے ایجا
وسلب میں اختلاف ضروری ہے لیکن ان میں منافات ضرور ہو گی کیونکہ اسم عد
"سبعون" کو سور قضیہ قرار دینے کی صورت میں قضیہ اول یعنی "سبعون رجل
حاملون لہذا الحجر" کا معنی یہ ہو گا کہ "ستر مردوں میں سے ہر ایک مرد کیلئے اس پتھ

اٹھانے کا ثبوت ہے" اور قضیہ ثانی یعنی "کل رجل منہم لیس حاملا لہذا
حجر" کا معنی یہ ہوگا کہ ستر مردوں میں سے ہر ایک مرد کیلئے اس پتھر کے نہ اٹھانے کا
ت ہے۔ اور اٹھانے کے ثبوت اور نہ اٹھانے کے ثبوت میں منافات ظاہر ہے۔ حالانکہ
دونوں قضیوں میں منافات نہیں ہے کیونکہ اگر کوئی ایسا پتھر ہو کہ جسے ستر آدمی اکٹھے
کر تو اٹھا سکتے ہوں لیکن ان میں سے ہر ایک اکیلا اکیلا نہ اٹھا سکتا ہو تو ایسے پتھر کے متعلق
یہ کہا جائے کہ "سعبون رجلا حاملون لہذا الحجر" (ستر مرد اس پتھر کو
انے والے ہیں) "وکل رجل منہم لیس حاملا لہذاالحجر" (اور ہر ایک مرد
ستر میں سے اس پتھر کو اٹھانے والا نہیں ہے) تو ان دونوں قضیوں میں قطعاً منافات نہ
گی بلکہ یہاں دونوں صادق ہونگے اور ان دونوں کا صدق اس بناء پر ہے کہ قضیہ اول میں
بعون رجلا سے اکٹھے ستر مرد مجموع من حیث المجموع مراد لئے گئے ہیں اور ظاہر ہے
یہ کل یا بعض مجموعی کا معنی ہے جس سے ثابت ہوا کہ اسمائے اعداد اسوار قضیہ میں سے
ہیں ہوتے اگر یہ اسوار قضیہ میں سے ہوتے تو مثال مذکور میں لفظ سبعون ہرگز کل یا بعض
موعی کے معنی میں استعمال نہ ہوتا بلکہ افرادی کے معنی میں استعمال ہوتا۔

ر انت تعلم انه لایبعد الخ سے حمہ اللہ کی غرض اپنی طرف سے بعض الاذکیاء کے
ذکورہ جواب کو رد کرنا ہے اور اسمائے اعداد کو اسوار قضیہ میں سے شمار کرنیوالوں کی تائید
رنا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ بات کچھ بعید نہیں کہ جس طرح کل اور بعض کا استعمال
دونوں طرح ہوتا ہے بمعنی افرادی بھی اور بمعنی مجموعی بھی اور بمعنی افرادی استعمال ہونے
کی صورت میں سور قضیہ ہوتے ہیں اور بمعنی مجموعی استعمال ہونے کی صورت میں سور قضیہ
نہیں ہوتے اسی طرح اسماء اعداد کا استعمال بھی دونوں طرح ہو سکتا ہے یعنی کبھی بمعنی مجموع
من حیث المجموع استعمال ہوتے ہیں جیسا کہ مثال سابق یعنی "سبعون رجلا حاملون
لہذا الحجر" میں ہے اور کبھی کل افرادی کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں جیسے اس قول
"جاء نی سبعون رجلا" (آئے میرے پاس ستر مرد) میں ہے کیونکہ یہ "جاء نی

کل واحد واحد من السبعین" (میرے پاس آنے کا ثبوت ستر مردوں میں سے ہر ایک ایک مرد کیلئے ہے) کے معنی میں ہے اور اسمائے اعداد کا اسوار قضیہ میں شمار کیا جانا ان کے اس بمعنی افرادی استعمال کے لحاظ سے ہے۔

اور آخر میں فتامل سے اس دلیل کی کمزوری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس میں دعوت تامل دی ہے کہ یہ دلیل قابل اعتراض ہے لہٰذا اسمائے اعداد کے سور قضیہ ہونے کا دعویٰ باطل ہو جائے گا۔ استاذ زمن علامہ احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ نے حمد اللہ پر اپنے حاشیہ میں حمد اللہ کے قول فتامل کی یہی غرض بیان کی ہے چنانچہ فرماتے ہیں :

"قوله فتامل لعله اشارة الى ان ہذا الرد ليس بشیء لان العدد على المشہور ہو مجموع الوحدات والہیءة الوحدانية وعلى تحقيق بعض الاذكياء ہو الوحدات المعروضة الوحدة واما الكثرة المحضة او كل واحد واحد من الوحدات فلاكما نص عليه السيد الزاہد فكيف يكون العدد بمعنى الكل الافرادی الذی ہو بمعنى كل واحد واحد فعلم ان لفظ سبعين فی ہذا المثال بمعنى الكل المجموعی غاية ما فی الباب ان مجیء المجموع انما يتصور بمجیء كل واحد واحد فمجیء كل واحد لازم لمجیء المجموع فہو مدلول التزامی وہو لايكون مستعملا فيه بل مفہوما تبعا وبالعرض دون قصد وبالذات"۔(1)

امید ہے کہ حمد اللہ کا قول فتامل اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ (یہ جو اس نے اسمائے اعداد کو سور قضیہ ثابت کرنے کے لئے "انت تعلم الخ" سے بعض الاذکیاء کی کلام کارد کیا ہے) اس کا یہ رد لا شیء محض ہے

(1) التعليقات على حمد الله ملخصا لملا احمد حسن كانپوری ص ۵۵

کیونکہ عدد قول مشہور کی بناء پر وحدات اور ہیئت وحدانیہ دونوں کے مجموعے کا نام ہے اور بعض اذکیاء کی تحقیق کے مطابق عدد ایسی وحدات سے عبارت ہے جو ہیئت وحدانیہ کی معروضہ ہوں اور ہیئت وحدانیہ انہیں عارض ہو فقط ''کثرت محضہ'' یا فقط ''وحدات میں سے ہر ایک ایک'' کا نام عدد نہیں جیسا کہ میر زاہد ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر نص فرمائی ہے پس عدد کل افرادی کے معنی میں کیونکر ہو سکتا ہے۔ جو کہ فقط ہر ایک ایک کے معنی میں ہوتا ہے پس معلوم ہوا کہ اس مثال (جاء نی سبعون رجلا) میں لفظ ''سبعون'' کل مجموعی کے معنی میں ہے غایۃ مافی الباب یہ کہ مجموع کا آنا ہر ایک ایک کے آنے کے ساتھ متصور ہوتا ہے پس ہر ایک کا آنا مجموع کے آنے کو لازم ہے پس وہ مدلول التزامی ہوا اور لفظ سبعون اس (کل افرادی) میں مستعمل نہیں ہے بلکہ وہ تبعا اور بالعرض مفہوم ہو رہا ہے نہ کہ قصدا اور بالذات۔

اسی طرح دوسرے شارحین حمد اللہ نے بھی حمد اللہ کی اس دلیل کو قابل اعتراض قرار دیتے ہوئے اس کا رد کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اسمائے اعداد کا اسوار قضیہ میں سے ہونا قطعا درست نہیں ہے چنانچہ مجاہد تحریک آزادی بطل حریت المعلم الرابع فی العلوم العقلیہ علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے لخت جگر شمس العلماء خاتم المحققین فی العلوم العقلیہ علامہ عبد الحق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز شرح حمد اللہ میں فرماتے ہیں:

"واورد علیه بعض الاعلام بما محصله ان القول باستعمال الاعداد تارة للمجموع وتارة لکل واحد واحد کلفظ الکل مخالف للعرف واللغة وبیانه ان العدد عبارة عن الکثرة مع الهیئة الصوریة او عنها من حیث انها معروضة للهیئة الصوریة وعلی کلا التقدیرین یکون العدد عبارة عن المجموع فلا معنی لاستعمالها بمعنی الکل الافرادی وما یقال قولنا جاء نی سبعون رجلا بمعنی

جاء نی کل واحد واحد من السبعین فهو فی ہذا المثال بمعنی الکل الافرادی ففیه انه لیس سبعون فی ہذا المثال بمعنی الکل الافرادی بل الکل الافرادی والمجموع قد یختلفان فی الحکم کما فی قولنا سبعون رجلا حاملون لهذا الحجر وقد یتحدان فیه کما فی ہذاالمثال فان ثبوت المجئ للمجموع انما ہو من جهة ثبوته لکل واحد واحد فهما متلازمان صدقا فی ہذا المثال لا ان لفظ سبعون فی ہذ االمثال لیس بمعنی الکل المجموعی"۔[1]

بعض علام نے حمد اللہ کی اس (مذکورہ) دلیل پر اعتراض کیا ہے اور اس کا رد کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ (اسمائے) اعداد کے لفظ کل کی طرح کبھی مجموع کے معنی میں استعمال ہونے اور کبھی "ہر ایک ایک" کے معنی میں استعمال ہونے کا قول عرف اور لغت دونوں کے خلاف ہے کیونکہ عدد یا تو "ہیئت صوریہ سمیت کثرت" کا نام ہے اور یا یہ نام ہے کثرت کا اس حیثیت سے کہ وہ ہیئت صوریہ کی معروضہ ہے (اور ہیئت صوریہ اس کثرت کو عارض ہے) پس دونوں طریق پر عدد مجموع سے عبارت ہو گا پس اس کے کل افرادی کے معنی میں استعمال ہونے کا کوئی معنی نہیں ہے اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ ہمارا قول "جاءنی سبعون رجلا" (آئے میرے پاس ستر مرد) یہ "جآءنی کل واحد واحد من السبعین" (میرے پاس آنے کا ثبوت ہے ستر مردوں میں سے ہر ایک مرد کیلئے) کے معنی میں ہے پس "سبعون" اس مثال (جاءنی سبعون رجلا) میں کل افرادی کے معنی میں ہے تو اس کا رد یہ ہے کہ سبعون اس مثال میں کل افرادی کے معنی میں نہیں ہے بلکہ کل افرادی

(1) شرح عبد الحق خیر آبادی علی حمد اللہ ص ۸۳

اور مجموع (من حیث المجموع) کبھی تو حکم میں مختلف ہوتے ہیں جیسے ہمارے قول سبعون رجلا حاملون لہذا الحجر (ستر مرد اس پتھر کو اٹھانے والے ہیں) میں ہے اور کبھی حکم میں متحد ہوتے ہیں جیسے اس مثال (جاء نی سبعون رجلا) میں ہے کیونکہ ستر کے مجموعے کیلئے آنے کا ثبوت یہ ان میں سے ہر ایک کیلئے آنے کے ثبوت کی جہت سے ہے پس وہ دونوں اس مثال میں صدقا متلازم ہیں نہ یہ کہ لفظ سبعون اس مثال میں کل مجموعی کے معنی میں ہی نہیں ہے۔

اس کے علاوہ دیگر شروح حمد اللہ مثلا مصباح الدجی شرح حمد اللہ ص۸۹، فتح اللہ شرح حمد اللہ ص ۱۱۲، حاشیہ اسد اللہ علی حمد اللہ ص ۳۷ اور حاشیہ مفتی عبد اللہ ٹونکی علی حمد اللہ ص۴۶ پر بھی اسمائے اعداد کے سور قضیہ ہونے پر حمد اللہ کی مذکورہ دلیل کا رد موجود ہے اور اکثر شارحین حمد اللہ کا موقف یہی ہے کہ حمد اللہ نے اپنے قول فتامل سے خود اپنی اس دلیل کے مردود ہونے کی طرف ہی اشارہ کیا ہے۔

علاوہ ازیں علامہ عبد الحق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مرقات میں بھی اس بحث کا ذکر کیا ہے اور وہاں بھی اس دلیل کا رد کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

"وقال بعضهم ان اسماء العدد نحو الاثنين والثلثة ايضا من الاسوار واعترض عليه بعض المدققين بان المعتبر فى المحصورات الكل والبعض الافراديان دون المجموعيين ولو كان الامر كما ذكر لكان قولنا سبعون رجلا حاملون لهذا الحجر منافيا لقولنا كل رجل منهم ليس حاملا لهذا الحجر مع انه ليس منافيا له واجيب عنه بان الكل والبعض كما انهما يستعملان تارة بمعنى المجموعى وتارة بمعنى الافرادى كذالک الاعداد فانها تستعمل استعمالين ايضا فقد تستعمل بمعنى المجموع من حيث ہو كذالک وقد تستعمل بمعنى

الکل الافرادی وعدوہ من السور اذا استعمل بہذا الاستعمال وفیہ نظر اذا العدد عبارۃ عن الکثرۃ مع الہیاۃ الصوریۃ او عنہا من حیث انہا معروضۃ للہیایۃ الصوریۃ وعلی التقدیرین یکون العدد عبارۃ عن المجموع فلا معنی لاستعمالہا بمعنی الکل الافرادی فان قلت قولنا جاء نی سبعون رجلا بمعنی جاء نی کل واحد واحد من السبعین فہو فی ہذا المثال بمعنی الکل الافرادی قلت لیس لفظ سبعون فی ہذا المثال بمعنی الکل الافرادی لا المجموعی بل الکل الافرادی والمجموعی قد یختلفان فی الحکم کما فی قولنا سبعون رجلا حاملون لہذا الحجر وقد یتحدان فیہ کما فی ہذا المثال فان ثبوت المجئ للمجموع انما ہو من جہۃ ثبوتہ لکل واحد واحد فہما متلازمان صدقا فی ہذا المثال لا ان لفظ سبعون فی ہذا المثال لیس بمعنی الکل المجموعی"۔[1]

بعض مناطقہ نے کہا ہے کہ اسمائے اعداد مثلاً دو اور تین بھی اسوار قضیہ میں سے ہیں بعض مدققین نے ان پر اعتراض کیا کہ محصورات میں معتبر کل اور بعض افرادی ہوتے ہیں مجموعی نہیں ہوتے اور اگر یہ امر ایسے ہی ہو جیسے ذکر کیا گیا ہے تو ہمارا قول "سبعون رجلا حاملون لہذا الحجر" (ستر مردوں کیلئے اس پتھر کے اٹھانے کا ثبوت ہے) ہمارے اس قول "کل رجل منہم لیس حاملا لہذا الحجر" ان ستر مردوں میں سے ہر ایک مرد کیلئے اس پتھر کے نہ اٹھانے کا ثبوت ہے) کے منافی ہو گا حالانکہ منافی نہیں ہے اور اس اعتراض کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ کل اور بعض جس طرح کبھی بمعنی مجموعی استعمال ہوتے ہیں اور کبھی بمعنی افرادی اسی طرح اعداد بھی دو طرح استعمال ہوتے ہیں کبھی

(1) شرح شمس العلماء علی المرقات ص ۱۱۹

بمعنی مجموع من حیث المجموع استعمال ہوتے ہیں اور کبھی بمعنی کل افرادی
اور ان کا انہیں اسوار قضیہ میں سے شمار کرنا اس وقت ہے جبکہ یہ اس
(دوسرے) استعمال کے ساتھ مستعمل ہوں مگر یہ جواب محل نظر ہے
کیونکہ عدد عبارت ہے "کثرت مع ہیئت صوریہ" سے یا "کثرت اس
حیثیت سے کہ وہ ہیئت صوریہ کی معروض ہے" اس سے اور ان ہر دو
تقدیر پر عدد مجموع سے عبارت ہوا پس اس کے کل افرادی کے معنی میں
استعمال ہونے کا کوئی مطلب نہ ہوا پس اگر تم یہ کہو کہ ہمارا قول جاء نی
سبعون رجلا (آئے میرے پاس ستر مرد) یہ جاء نی کل واحد
واحد من السبعین کے معنی میں ہے اور وہ (سبعون) اس مثال میں
کل افرادی کے معنی میں ہے تو میں اس کے جواب میں یہ کہوں گا کہ لفظ
سبعون اس مثال میں کل افرادی کے معنی میں ہو مجموعی کے معنی میں نہ
ایسی بات نہیں ہے بلکہ کل افرادی اور کل مجموعی کبھی حکم میں مختلف
ہوتے ہیں جیسے ہمارے قول "سبعون رجلا حاملون لهذا الحجر"
میں ہے اور کبھی حکم میں متحد ہوتے ہیں جیسے اس مثال (جاء نی
سبعون رجلا) میں ہے کیونکہ مجموع کیلئے آنے کا ثبوت ان میں سے ہر
ایک ایک کیلئے آنے کے ثبوت کی جہت سے ہے پس وہ دونوں اس مثال
میں صدقا متلازم ہیں نہ یہ کہ لفظ سبعون اس مثال میں کل مجموعی کے
معنی میں ہی نہیں رہا۔

علاوہ ازیں اسمائے اعداد کا کل یا بعض افرادی کے معنی میں استعمال ہونا اہل زبان کی طرف سے ان کے اس معنی میں استعمال ہونے کی روایت پر موقوف ہے حالانکہ اہل زبان نے ان کے اس استعمال کی کوئی روایت نہیں کی چنانچہ مفتی عبد اللہ ٹونکی رحمۃ اللہ حمد اللہ پر اپنے حاشیہ میں حمد اللہ کے اس قول "فانها تستعمل باستعمالين" کے

تحت فرماتے ہیں:

"اقول ہذا الاستعمال موقوف علی الروایة من اہل اللسان ولم توجد"۔[1]

میں کہتا ہوں یہ استعمال اہل زبان کی طرف سے روایت پر موقوف ہے جبکہ ایسی کوئی روایت موجود نہیں ہے۔

اسی طرح بحر العلوم علامہ عبد العلی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ شرح سلم العلوم میں فرماتے ہیں:

"وقد عد اسماء العدد ایضا منه وہذا انما یتم لو کانت افرادیة وہو فی حیز الخفاء عند اصحاب فن اللغة"۔[2]

بعض مناطقہ نے اسمائے اعداد کو بھی سوار قضیہ میں شمار کیا ہے مگر یہ بات تب تام ہو سکتی ہے جبکہ یہ افرادیہ ہوں حالانکہ ان کا افرادیہ ہونا فن لغت والوں کے ہاں محل خفاء میں ہے۔

پس مذکورہ بحث سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ اسمائے اعداد کسی صورت میں سور قضیہ ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے اور معترض کا حمد اللہ کے حوالہ سے انکار اسوا قضیہ میں سے ہونا ثابت کرنا یہ محض اس کی جہالت اور دھوکہ بازی ہے اگر حمد اللہ کے فرمان فتامل پر عمل کرتے ہوئے اس میں ذرا تامل سے کام لیا جائے تو انکا سور قضیہ نہ ہو خود حمد اللہ سے ہی ثابت ہو رہا ہے۔

---

(1) تعلیقات عبد اللہ ٹونکی علی حمد اللہ ص ۴۶
(2) بحر العلوم علی سلم العلوم ص ۱۴۳

حاصل:

یہ تحقیق کے جواب "حق چار یار" پر معترض کا یہ اعتراض کہ حق چار یار قضیہ محصورہ ہے اس میں اسم عدد "چار" سور قضیہ ہے کیونکہ اسمائے اعداد بھی سور قضیہ ہوتے ہیں یہ ن حمد اللہ میں موجود ہے اور سور قضیہ کو واضع نے فقط اسی لئے وضع کیا ہے کہ جس کے وع میں آئے اور جو چیز اس کے اندر محصور کرے غیر سے اس کی نفی کرے یعنی جب ضوع کے شروع میں آئے تو محمول کو موضوع میں بند کردے اور غیر موضوع سے اس نفی کردے اسے محصورہ کہنے کی یہی وجہ ہے کہ اس میں محمول کا موضوع میں حصر ہوتا ہے پس جب حق چار یار کہا جائے تو حق کا ان چار کے اندر حصر ثابت ہو جاتا ہے اور باقی ابہ کرام سے حق کی نفی ہو جاتی ہے یہ قابل اعتراض بات ہے پس حق سب یار کہنا بمقابلہ ن چار یار کہنے کے زیادہ صحیح ہے متعدد وجوہ سے باطل ومردود اور معترض کی جہالت طالت اور دجل وفریب کا آئینہ دار ہے۔

ولاً: اس لئے کہ جمہور مناطقہ کے نزدیک قضیہ حق چار یار قطعاً محصورہ نہیں اور نہ ہی ان کے نزدیک اسمائے اعداد سور قضیہ ہو سکتے ہیں اور عند التحقیق یہی مذہب حق ہے کیونکہ اسمائے اعداد کل یا بعض افرادی کے معنی میں نہیں ہوتے بلکہ کل یا بعض مجموعی کے معنی میں ہوتے ہیں اور سور قضیہ وہ کل اور بعض ہوتے ہیں جو افرادی ہوں یا اسی طرح جو امر ان کے معنی پر مشتمل ہو جس کی تفصیل سابقا مذکور ہو چکی ہے لہٰذا جو امر کل یا بعض مجموعی کے معنی پر مشتمل ہوگا اس کا وہی حکم ہوگا جو خود کل اور بعض مجموعی کا ہے اور کل مجموعی پر مشتمل قضیے میں تین مذہب ہیں علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی المعروف الفاضل اللاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ مطلقاً شخصیہ ہوتا ہے خواہ اس کا مدخول کلی ہو یا جزئی اور علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ مطلقاً مہملہ ہوتا ہے اور صاحب سلم العلوم اور دیگر محققین جن میں حمد اللہ بھی داخل ہے کے نزدیک اگر اس کا مدخول کلی

ہو تو مہملہ ہوتا ہے اور اگر اس کا مدخول جزئی ہو تو شخصیہ ہوتا ہے اور بعض مجموعی پر مشتمل قضیہ بحر العلوم علامہ عبد العلی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق بالاتفاق مہملہ ہوتا ہے پس اسمائے اعداد چونکہ جمہور کے نزدیک کل بعض مجموعی کے معنی میں ہوتے ہیں لہذا اگر کل مجموعی کے معنی میں ہوں تو ان پر مشتمل قضیہ کا وہی حکم ہوگا جو کل مجموعی پر مشتمل قضیہ کا ہے اور اگر بعض مجموعی کے معنی میں ہوئے تو بعض مجموعی پر مشتمل قضیہ والا حکم ہوگا پس اسمائے اعداد کے کل مجموعی کے معنی پر مشتمل ہونے کی تقدیر پر علامہ سیالکوٹی وغیرہ کے مذہب کے مطابق حق چار یار قضیہ شخصیہ ہوگا۔ اور علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ اسمائے اعداد کو اسوار قضیہ میں شمار کرتے ہیں اور ان پر مشتمل قضیہ کو محصورہ قرار دیتے ہیں لیکن عند التحقیق جب اسمائے اعداد کا بمعنی افرادی ہونا ثابت نہیں ہو سکا تو لامحالہ بمعنی مجموعی ہونگے اور کل مجموعی کے معنی میں ہونے کی صورت میں علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق حق چار یار کا قضیہ مہملہ ہونا لازم آئے گا اور صاحب سلم، حمد اللہ اور دیگر محققین کے مذہب کے مطابق بھی اسمائے اعداد کے کل مجموعی کے معنی پر مشتمل ہونے کی صورت میں حق چار یار قضیہ مہملہ ہی ٹھہرا کیونکہ اس میں چار کا مدخول یار ایک کلی امر ہے اور اگر اسمائے اعداد کو بعض مجموعی کے معنی پر مشتمل مانا جائے تو اس صورت میں حق چار یار بالاتفاق قضیہ مہملہ ہوا پس معترض کا یہ دعویٰ کہ حق چار یار قضیہ محصورہ ہے جمہور کے مذہب کے مطابق قطعاً باطل و مردود ٹھہرا اور نہ ہی اس میں کسی قسم کا کوئی حصر ثابت ہو سکا۔

ثانیاً: اس لئے کہ معترض کا اسمائے اعداد کو حمد اللہ کے حوالہ سے سور قضیہ ثابت کرنا بھی باطل و مردود ہے بلکہ اس کے برعکس حمد اللہ کی عبارت سے تو اسماء اعداد کے سور قضیہ ہونے کا رد ثابت ہوتا ہے کاش کہ معترض نے حمد اللہ کے قول

فتأمل پر عمل کرتے ہوئے اس میں کچھ تامل کیا ہو تا حمد اللہ کی عبارت کی تقریر میں یہ بات بالتفصیل آچکی ہے۔

ثالثاً: اس لئے کہ شارحین حمد اللہ اور دیگر محققین نے اسمائے اعداد کے سور قضیہ ہونے کے قول کا دلائل کے ساتھ پر زور رد فرمایا ہے پس جب مناطقہ کے ہاں یہ قول مردود ہو چکا ہے تو ایک مردود قول سے استدلال کرنا بذات خود مردود ہے جو قطعاً اثبات دعویٰ کو مفید نہیں ہو سکتا محققین کی اس امر میں تصریحات اور ان کے دلائل سابقاً مذکور ہو چکے ہیں۔

رابعاً: اس لئے کہ معترض کا سور قضیہ کی وضع کی یہ علت بیان کرنا کہ سور قضیہ کو واضع نے وضع ہی اس لئے کیا ہے کہ جس (موضوع) کے شروع میں آئے اور جو چیز (محمول) اس میں محصور کرے غیر (موضوع) سے اس کی نفی کرے، معترض کی قواعد منطق سے جہالت کی بدترین مثال ہے ایسی بات کوئی مبتدی طالبعلم بھی منہ سے نہیں نکال سکتا۔ کیونکہ تمام علمائے منطق کا اس بات پر اتفاق ہے اور چھوٹی بڑی تقریباً تمام کتب منطق میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ سور قضیہ کو واضع نے افراد موضوع کی کمیت بیان کرنے اور ان کا کلاً یا بعضاً احاطہ کرنے کیلئے وضع کیا ہے نہ کہ محمول کو موضوع میں بند کرنے کیلئے جیسا کہ معترض نے یہ مسئلہ گھڑ رکھا ہے اس پر بھی منطق کی چھوٹی بڑی کتابوں کے متعدد حوالہ جات گذر چکے ہیں معترض کو چاہئے کہ کم از کم مجموعہ منطق ہی کسی استاد سے صحیح سمجھ کر پڑھ لے۔

خامساً: اس لئے کہ معترض کا قضیہ محصورہ کے محصورہ ہونے کی یہ وجہ تسمیہ بیان کرنا کہ محصورہ کو محصورہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں محمول کا موضوع میں حصر ہوتا ہے پس جب حق چار یار کہا جائے تو حق کا چار کے اندر حصر ہو جاتا ہے بھی

معترض کی جہالت اور دجل وفریب کا ایک شاہکار ہے کیا کسی منطق کی کتاب میں
قضیہ محصورہ کی یہ وجہ تسمیہ لکھی ہوئی ہے؟ تمام کتب منطق میں تو اس کی یہ وجہ
تسمیہ بیان کی گئی ہے کہ اسے محصورہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں افراد موضوع
کا کلا یا بعضا حصر یعنی احاطہ پایا جاتا ہے اس پر ہم نے گذشتہ سطور میں متعدد کتب
منطق کے حوالہ جات پیش کئے ہیں کیا معترض یہ جرات رکھتا ہے کہ جو اس نے
من گھڑت "سور قضیہ کی وضع کی غرض" بیان کی ہے اور اسی طرح جو اس نے
من گھڑت "قضیہ محصورہ کی وجہ تسمیہ" بیان کی ہے اس پر کسی ایک بھی منطق
کی کتاب کا حوالہ پیش کر سکے یا خود ہی دلائل سے اس بات کو ثابت کر سکے۔

سادساً: اس لئے کہ اگر بقول معترض حق چار یار کو قضیہ محصورہ تسلیم کر بھی لیا جائے
اگرچہ عندالتحقیق یہ بات مردود ہے تو یہ اسمائے اعداد بمعنی افرادی تسلیم کرنے
کی تقدیر پر ہوگا پس یہ علامہ عماد الدین اللبکنی وغیرہ کے مذہب کے مطابق
"بعض افرادی" کے معنی میں ہوں گے اور موجبہ جزئیہ کا سور بنیں گے اور
علامہ احمد حسن کانپوری اور مفتی عبد اللہ ٹونکی کے مذہب کے مطابق یہ "کل
افرادی" کے معنی میں ہوں گے اور موجبہ کلیہ کا سور بنیں گے پس قضیہ حق چار
یار علامہ عماد الدین اللبکنی کے مذہب کے مطابق موجبہ جزئیہ ہوگا اور علامہ احمد
حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق موجبہ کلیہ ہوگا پس خواہ موجبہ کلیہ ہو
یا موجبہ جزئیہ ان میں سے کسی میں بھی محمول کا موضوع میں قطعاً حصر نہیں پایا
جاتا بلکہ موجبہ کلیہ میں افراد موضوع کی کمیت کلا بیان کی جاتی ہے اور موجبہ
جزئیہ میں افراد موضوع کی کمیت بعضا بیان کی جاتی ہے یعنی یہ بیان کیا جاتا ہے
کہ محمول کا حکم کل افراد موضوع پر ہے یا بعض پر یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ
موجبہ کلیہ میں محمول کل افراد موضوع میں بند ہوتا ہے اور افراد موضوع کے
غیر سے اس کی نفی ہوتی ہے یا موجبہ جزئیہ ہونے کی صورت میں محمول بعض

افراد موضوع میں بند ہے اور باقیوں سے اس کی نفی ہے جیسا کہ معترض کا خیال باطل ہے پس حق چار یار کو قضیہ محصورہ تسلیم کر لینے کی صورت میں بھی اس کی یہ غرض فاسد ہر گز پوری نہیں ہوتی کہ اس میں حق کا ان چار یار کے اندر حصر لازم آتا ہے اور باقی صحابہ کرام سے حق کی نفی لازم آتی ہے۔

سابعاً: اس لئے کہ معترض نے نعرۂ تحقیق کے جواب میں حق "چار یار" کہنے کی بجائے "حق سب یار" کہنے کو زیادہ صحیح کہا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ معترض کے نزدیک نعرۂ تحقیق کا جواب "حق چار یار" بھی صحیح ہے اور "حق سب یار" بھی لیکن حق سب یار زیادہ صحیح ہے جبکہ معترض کی سابقہ دلیل کی رو سے چونکہ معترض کے نزدیک "حق چار یار" کہنے سے حق کا چار یار میں حصر ہو جاتا ہے پس اس کے نزدیک اس قضیہ کا یہ معنی بنتا ہے کہ صرف یہی چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حق پر ہیں اور کوئی حق پر نہیں اور یہ بات قطعا درست نہیں مگر معترض اسے صحیح تسلیم کر رہا ہے تو اسے صحیح تسلیم کر کے گویا خود معترض نے اس بات کا اقرار کر لیا کہ صرف یہی چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حق پر اور کوئی حق پر نہیں (معاذ اللہ) پس معترض اس قضیہ کی رو سے جو الزام اہل سنت و جماعت پر لگانا چاہتا تھا وہ خود اپنے اوپر عائد کر لیا مگر اہل سنت و جماعت پر ہر گز یہ الزام عائد نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ حق چار یار میں حق کے چار یار کے اندر بایں معنی حصر کے قطعا قائل نہیں ہیں۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

اور اگر معترض یہ کہے کہ میں نے قضیہ حق چار یار کو اسی معنی میں صحیح کہا ہے جس میں یہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک صحیح ہے تو پھر تو اختلاف ہی ختم ہو جاتا ہے اب معترض کو اس شور و غوغے کا کیا فائدہ؟ اور نہ ہی اب اس کا یہ دعویٰ درست رہا کہ حق سب یار زیادہ صحیح ہے۔

ثامناً: اس لئے کہ معترض نے نعرۂ تحقیق کے جواب میں جب حق چار یار کی بجا
حق سب یار کو اختیار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ زیادہ صحیح ہے تو اس میں چونکہ ل
سب ہے اور یہ لفظ کل کا ترجمہ ہے پس اگر معترض اسے کل افرادی کے معنی
میں لیتا ہے اور اس قضیہ کو محصورہ موجبہ کلیہ قرار دیتا ہے تو چونکہ معترض کے
نزدیک سور قضیہ محمول کو موضوع میں بند کرنے کیلئے وضع کیا گیا ہے اور ا
کے نزدیک قضیہ محصورہ میں محمول موضوع کے اندر محصور ہوتا ہے ا
غیر موضوع سے اس کی نفی ہوتی ہے پس معترض کے اس من گھڑت اصو
کے مطابق لازم آئے گا کہ حق سب یار کہنے کی صورت میں حق صرف ا
صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہی بند ہو جائے اور ان کے علاوہ باقی تمام اہل حق
مثلاً انبیاء کرام ؑ اور اولیاء عظام وائمہ دین وغیرہم رحمہم اللہ سے حق کی نفی ہ
کیونکہ معترض کی مذکورہ دلیل کے پیش نظر حق سب یار کا یہی معنی بنتا ہے او
یہی حاصل نکلتا ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو حق پر ہیں اور کوئی حق پر نہیں
(معاذ اللہ) اور اگر معترض اپنے اختیار کردہ جواب حق سب یار میں لفظ سب ک
کل مجموعی کے معنی میں لیتا ہے پس اگر معترض کا وہی عقیدہ ہے جو اہل سنت
وجماعت کا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر ایک ایک صحابی بالاستقلال حق پر ہے اور
اس کے اظہار کیلئے یہ نعرہ لگانا چاہتا ہے تو یہ اس کے دعوے کو قطعاً مفید نہیں
کیونکہ یہ معنی کل افرادی کی صورت میں حاصل ہوتا ہے نہ کہ کل مجموعی کی
صورت میں۔ اور اگر اس کا یہ عقیدہ نہیں بلکہ اس کے برخلاف مجموع من حیث
المجموع کی حقانیت کا قائل ہے اور بالاستقلال ہر ایک ایک صحابی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو حق پر نہیں جانتا تو یہ سراسر اہل سنت وجماعت کے عقیدہ سے انحراف
ہے مزید برآں حمد اللہ اور دیگر محققین کی تصریح کے مطابق مجموع من حیث

المجموع میں جب عند العقل کمی وزیادتی کا احتمال ہونے کی وجہ سے تعدد ہے تو اس صورت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کسی بھی مجموعے کو لیکر حق سب یار کہا جا سکتا ہے خواہ وہ جمیع صحابہ کرام کا مجموعہ ہو یا بعض کا کیونکہ اس میں مجموعہائے صحابہ کی کمیت تو بیان ہی نہیں کی گئی اسی بناء پر تو علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے مطلقاً اور صاحب سلم اور دیگر محققین نے جب کل مجموعی کا مدخول کلی ہو تو اس پر مشتمل قضیہ کو مہملہ قرار دیا ہے پس اگر معترض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کسی مخصوص مجموعے کو ذہن میں رکھ کر حق سب یار کہتا ہے تو یہ سراسر عقیدۂ رافضیت کا اظہار ہے علاوہ ازیں ایک اور خرابی یہ کہ کل مجموعی کی صورت میں جب حق سب یار محققین کے مذہب کے مطابق بھی اور علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق بھی قضیہ مہملہ ہوا تو چونکہ قضیہ مہملہ اور محصورہ جزئیہ آپس میں متلازم ہیں کتب منطق مثلاً حاشیہ عبد الحکیم علی حاشیۃ الامیر علی القطبی سلم العلوم حمد اللہ اور دیگر شروح سلم اور حمد اللہ کی شرح عبد الحق خیر آبادی اور ان کے علاوہ متعدد کتب منطق میں اس بات کی تفصیل موجود ہے پس قضیہ مہملہ، محصورہ جزئیہ کے حکم میں ہوا اور محصورہ کلیہ و جزئیہ میں چونکہ معترض کے نزدیک محمول کا موضوع میں حصر ہوتا ہے لہٰذا معترض کے اس اصول کے تحت لازم آئے گا کہ حق سب یار کہہ کر وہ صحابہ کرام کے جس مجموعے کیلئے حق ثابت کرتا ہے اس مجموعے کیلئے تو حق ثابت ہو اور اس کے علاوہ باقی تمام مجموعہائے صحابہ اور دیگر تمام اہل حق سے حق کی نفی ہو تو بھلا ایسے عقیدے کے کفر وضلالت ہونے میں بھی کسی کو شک ہو سکتا ہے۔ نعوذ باللہ من سوء الاعتقاد

قضیہ حق چار یار پر ایک اور اعتراض کا جواب

اعتراض: گذشتہ بحث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر اسمائے اعداد کو اسوار قض میں شمار کر لیا جائے تو قضیہ "حق چار یار" میں دو مذہب ہیں:

۱۔ محصورہ موجبہ کلیہ

۲۔ محصورہ موجبہ جزئیہ

اور اگر اسمائے اعداد کو اسوار قضیہ میں شمار نہ کیا جائے تو پھر بھی دو مذہب ہیں۔

۱۔ قضیہ شخصیہ

۲۔ قضیہ مہملہ

پس اس قضیہ میں کل چار مذاہب ہوئے جبکہ ان چار میں سے جو مذہب بھی اختیار کیا جا نعرۂ تحقیق کے جواب میں "حق چار یار" کہنا درست نہیں بنتا۔ کیونکہ اگر اسے محصور موجبہ کلیہ قرار دیا جائے تو "حق" کا حکم جن کل افراد موضوع پر ہے وہ یہی چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اور اس قضیے کا مطلب یہ ہے کہ کل ان چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک ایک صحابی بالاستقلال حق پر ہے پس اس صورت میں ان چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے ت بالاستقلال حق ثابت ہو گیا لیکن باقیوں کیلئے چونکہ حق ثابت نہیں کیا گیا لہذا ان سے حق کی نفی لازم آئی اور یہ بات درست نہیں ہے اور موجبہ جزئیہ ہونے کی صورت میں معنی یہ ہو گا کہ چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک صحابی بالاستقلال حق پر ہے جو کل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض ہیں تو یہاں بھی بعض صحابہ کرام یعنی ان چار کیلئے ہی حق ثابت ہوا اور بقیوں سے اسی طرح حق کی نفی لازم آئی اور یہ بات بھی درست نہیں اور اگر اسمائے اعداد کو اسوار قضیہ میں شمار نہ کرتے ہوئے اسے قضیہ شخصیہ قرار دیا جائے تو اس صورت میں حکم

ں شخص معین پر ہو گا وہ یہی چار خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا مجموعہ ہے جو مجموع من حیث
موع مراد ہیں پس اس صورت میں دو خرابیاں لازم آئیں اول یہ کہ ان چار صحابہ کرام
ی اللہ عنہم میں سے ہر ایک کیلئے بالاستقلال حق ثابت نہ ہوا بلکہ مجموع من حیث المجموع
لیے حق ثابت ہوا اور دوم یہ کہ جب باقی صحابہ کرام کیلئے حق ثابت نہیں کیا گیا تو ان سے
ستور حق کی نفی لازم آئی اور اگر یہ قضیہ مہملہ ہو تو اس صورت میں حکم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
ے جس مجموعے پر ہو گا اس کا مصداق یہی چار خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم ہیں جو مجموع من حیث
مجموع مراد ہیں لہٰذا اس صورت میں بھی مذکورہ دونوں اعتراض لازم آئے پس اسمائے
عداد کو اسوار قضیہ میں شمار کر کے اسے محصورہ قرار دینے کی صورت میں تو ایک خرابی تھی
ہ باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حق کی نفی ہوتی تھی مگر تمہارے مختار کے مطابق جب اسمائے
اعداد کو اسوار قضیہ میں شمار نہ کیا گیا اور حق چار یار کو قضیہ شخصیہ یا مہملہ قرار دیا گیا تو دونوں
صورتوں میں دو دو خرابیاں لازم آئیں یعنی باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حق کی نفی بھی لازم
آئی اور ان چار کیلئے بالاستقلال حق ثابت بھی نہ ہوا۔

الجواب بتوفیق اللہ الوہاب:

قبل از جواب تمہیداً عرض ہے کہ بعض افراد کیلئے کسی حکم کا ثبوت باقیماندہ بعض سے اس حکم کی نفی پر دلالت نہیں کرتا جب تک کہ صراحۃً باقیماندہ بعض سے اس حکم کی نفی نہ کر دی جائے شمس العلماء علامہ عبد الحق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ حمد اللہ میں صاحب سلم کے اس قول "وسورہا بعض وواحد" (قضیہ موجبہ جزئیہ کا سور بعض اور واحد ہے) کی شرح کرتے ہوئے اس بات کی خوب وضاحت فرمائی ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

"اعلم ان الحکم علی البعض لاینافی الحکم علی الکل فان بعض الناس حیوان کما ان کلہم حیوان بل الحکم الکلی یصدق معہ الحکم الجزئی من غیر عکس ولذالک کان الجزئی اعم صدقا وزعم البعض ان تخصیص الحکم

بالبعض یدل علی کون الباقی بخلافه والا فلافائدة فی التخصیص ورده المحقق الطوسی فی شرح الاشارات بان ذالک لایجب ان یحکم علی امثاله انما الواجب ان یحکم علی ما یدل الکلام علیه بالقطع دون مایحتمله والحاصل ان صیغة المحصورة الجزئیة تدل علی الحکم الجزئی بالقطع مع احتمال الکلی ان لم یتعرض للباقی ومع عدم احتماله ان تعرض وذکر ان الباقی بخلافه "۔[1]

جان لو کہ بعض پر حکم کل پر حکم کے منافی نہیں ہوتا (پس مثلا بعض الانسان حیوان یعنی حیوان کا ثبوت ہے انسان کے بعض افراد کیلئے، کہنے سے اور بعض انسانوں کیلئے حیوانیت ثابت کرنے سے باقیوں سے حیوانیت کی نفی نہیں ہوگی) کیونکہ بعض انسان بھی حیوان ہیں جیسے کل انسان حیوان ہیں بلکہ حکم کلی کے ساتھ حکم جزئی ضرور صادق ہوتا ہے اس کے برعکس نہیں ہوتا (یعنی جہاں حکم جزئی صادق ہو وہاں کبھی تو ساتھ حکم کلی بھی صادق ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا مگر جہاں حکم کلی صادق ہو وہاں ساتھ حکم جزئی ضرور صادق ہوتا ہے) یہی وجہ ہے کہ جزئی صدق میں کلی سے اعم مطلق ہے (یعنی حکم جزئی اور حکم کلی میں صدقا منافات نہیں بلکہ عموم وخصوص مطلق ہے) اور بعض نے گمان کیا تھا کہ حکم کی بعض کے ساتھ تخصیص اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ باقیوں کا حکم اس کے برخلاف ہے ورنہ (بعض کے ساتھ) تخصیص کا کچھ فائدہ ہی نہیں مگر محقق طوسی نے شرح اشارات میں ان کا بایں طور رد کر دیا کہ اس قسم کے گمانوں پر حکم لگایا جانا ضروری نہیں بلکہ ضروری یہ ہے کہ ایسے امر پر حکم لگایا جائے جس پر کلام قطعی طور پر دلالت کرتی ہو نہ یہ کہ صرف اس کا احتمال ہی ہو (تو حکم لگا دیا جائے) حاصل کلام یہ ہے کہ قضیے محصورے

(۱) حاشیه عبدالحق علی حمد الله ص ۸۳

جزیئے کے صیغے کی حکم جزئی پر دلالت قطعی ہوتی ہے اور حکم کلی کا اس میں احتمال ہوتا ہے جب تک کہ باقیوں سے تعرض نہ ہو ہاں اس وقت حکم کلی احتمال نہیں ہوتا جب باقیوں سے تعرض کیا گیا ہو اور اس بات کا ذکر کر دیا گیا ہو کہ باقی ماندہ افراد کا حکم اس کے بر خلاف ہے۔

پس اس تمہید کے بعد ہم جواباً عرض کرتے ہیں کہ مذکورہ اصول کی روشنی میں یہ بات واضح ہو گئی کہ قضیہ حق چار یار میں اگرچہ حق کا صراحۃً ثبوت چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے ہے لیکن باقی ماندہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حق کی نفی پر اس قضیہ کی قطعاً کسی قسم کی کوئی دلالت نہیں بلکہ اگر باقیماندہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کسی قسم کا کوئی تعرض ہی نہ کیا جائے یعنی نہ تو ان سے حق کی نفی کیجائے اور نہ ہی ان کیلئے حق کو ثابت کیا جائے تو اس وقت بھی اس قضیے میں باقی ماندہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے حق کے ثبوت کا احتمال موجود ہے ہاں باقی ماندہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حق کی نفی اس وقت ہوتی ہے جب ان سے صراحۃً حق کی نفی کی جائے اور مثلاً یوں کہا جائے کہ باقیماندہ صحابہ کرام حق پر نہیں ہیں (معاذ اللہ) حالانکہ اہل سنت وجماعت میں سے کوئی شخص ایسا کہنا تو کجا ایسا خیال بھی نہیں کر سکتا اور اگر (معاذ اللہ) کوئی شخص ایسا عقیدہ رکھتا ہے تو وہ قطعاً اہل سنت وجماعت سے خارج ہے کیا کوئی شخص کسی ایسے سنی کی نشاندہی کر سکتا ہے کہ جو نعرہ تحقیق کے جواب میں حق چار یار کہنے کے ساتھ یہ بھی کہتا ہو کہ (معاذ اللہ) باقی صحابہ کرام حق پر نہیں ہیں بلکہ اس کے برعکس اہل سنت وجماعت کا عقیدہ تو یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ایک ایک صحابی بالاستقلال حق پر ہے اور اہل سنت وجماعت کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق یہ عقیدہ کچھ ڈھکا چھپا نہیں بلکہ ان کی کتب عقائد مثلاً شرح مواقف، شرح مقاصد، شرح عقائد جلالی، شرح عقائد نسفی، شرح فقہ اکبر، مسامرہ ومسائرہ المعتمد فی المعتقد، امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کے عقائد اہل سنت پر مشتمل متعدد مکتوبات، اعلیحضرت الشاہ احمد رضا خان تاجدار بریلی کی متعدد تصانیف اور دیگر ان گنت ائمہ اہل سنت وجماعت کی عقائد پر مشتمل کتابوں میں

ملاحظہ کیا جا سکتا ہے اور تمام اہل سنت وجماعت خود بھی اپنے اس عقیدے کا بر ملا اظہ
کرتے ہیں اور شروع سے ہی ببانگ دہل اپنے اس عقیدے کو بیان کرتے چلے آرہے ہیں
پس جب ایسی صورت حال میں ان کی طرف سے حق چار یار کا نعرہ بلند ہوتا ہے تو اب ا
نعرہ کی باقیماندہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حق کی نفی پر دلالت تو درکنار اس میں تو باقیما
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حق کی نفی کا احتمال اور وہم وگمان بھی نہیں رہتا بلکہ اس کے برعکس
باقیماندہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے بھی حق کا ثبوت ظاہر ہوتا ہے۔

پس اسمائے اعداد کا اسوار قضیہ میں سے ہونا جمہور مناطقہ کے تو مذہب کے ہی خلاف ہے ا
جن بعض منطقیوں نے انہیں اسوار قضیہ میں شمار کیا تھا پہلے ہم محققین کے دلائل کی روش
میں ان کے مذہب کو باطل ومردود ثابت کر چکے ہیں لیکن علی سبیل التنزل اگر ہم اسما
اعداد کو اسوار قضیہ میں شمار کر بھی لیں اور قضیہ حق چار یار کی علی اختلاف القولین محصو
موجبہ کلیہ یا محصورہ موجبہ جزئیہ مان ہی لیں تو پھر بھی یہ اعتراض قطعاً لازم نہیں آتا کہ
قضیہ باقیماندہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حق کی نفی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اس قضیہ ک
باقیماندہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حق کی نفی پر دلالت کہاں یہ تو ان سے حق کی نفی کا احتمال
بھی نہیں رکھتا یہاں تو معاملہ ہی برعکس ہے کہ باقی ماندہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حقانیت کا بھ
ظہور ہو رہا ہے جس پر اس نعرہ لگانے والے کا عقیدہ وحال دلالت کر رہا ہے اور اسی طرح
جب اسمائے اعداد کو اسوار قضیہ میں شمار نہ کیا جائے اور انہیں کل مجموعی یا بعض مجموعی ک
معنی میں لیا جائے اور اس قضیہ کو علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق
شخصیہ کہا جائے اور جمہور کے مذہب کے مطابق اسے مہملہ قرار دیا جائے تو بھی باقیماند
صحابہ کرام سے حق کی نفی کا اعتراض ختم ہو گیا اور باقی رہا یہ اعتراض کہ اسے قضیہ شخصیہ ی
مہملہ قرار دینے کی صورت میں ان چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے بالاستقلال حق ثابت نہیں
ہوتا بلکہ مجموع من حیث المجموع کیلئے ثابت ہوتا ہے حالانکہ ان چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں
سے ہر ایک بالاستقلال حق پر ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم پہلے حمد اللہ کی عبارت کی

ریر میں شارحین حمہ اللہ خصوصا علامہ عبد الحق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے بیان کر
ے ہیں کہ کل افرادی اور کل مجموعی کبھی حکم میں متحد بھی ہوتے ہیں جیسے جاءنی
بعون رجلا (آئے میرے پاس ستر مرد) میں ہے کیونکہ ستر کے مجموعے کیلئے آنے کا
ت ان میں سے ہر ایک ایک کیلئے آنے کے ثبوت کی جہت سے ہے پس جیسے اس مثال
ں کل مجموعی وافرادی صدقا متلازم ہیں اسی طرح حق چار یار میں بھی یہ دونوں صدقا
لازم ہیں کہ ان چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مجموعے کیلئے حق کا ثبوت ان میں سے ہر ایک
یک کیلئے بالاستقلال حق کے ثبوت کی جہت سے ہے پس اس وقت استغراقی مجموعی
ستغراقی افرادی سے مستنبط ہوگا جس طرح کہ رب تعالیٰ کے فرمان "کل الینا
جعون" میں ہے جیسا کہ علامہ نور محمد مدقق رحمۃ اللہ علیہ نے عبد الغفور کے حاشیہ میں اور سید
ستد رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مواقف میں اس امر کی تحقیق فرمائی ہے پس قضیہ حق چار یار بہر
ورت بالکل بے غبار ہے اس پر کسی قسم کا کوئی اعتراض لازم نہیں آتا۔

علمائے نحو کی تصریحات کہ عدد حصر پر دلالت نہیں کرتا:

یہاں تک علمائے بلاغت اور علمائے منطق کے ارشادات کی روشنی میں یہ بات خوب واضح ہوگئی کہ حق چار یار کہنے کی صورت میں حق کا ان چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اندر حصر لازم نہیں آتا اور نہ ہی باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حق کی نفی لازم آتی ہے بلکہ اس قضیہ میں تو باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حق کی نفی کا احتمال بھی نہیں پایا جاتا۔ اس کے بعد ہم علمائے نحو کے ارشادات سے یہ بات ثابت کرتے ہیں کہ عدد نہ تو حصر پر دلالت کرتا ہے اور نہ ہی حصر کیلئے اس کی وضع ہے یہ اداۃ حصر میں سے ہے ہی نہیں جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہو جائے گا کہ علمائے نحو کے نزدیک بھی قضیہ حق چار یار میں کسی قسم کا کوئی حصر نہیں ہے۔
علم نحو کی مشہور و متداول اور بنیادی کتاب "الکافیہ" میں امام النحو علامہ ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ

نے جب مفعول بہ کے عامل کے وجوباً حذف کے مواضع بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھ

"وقد يحذف الفعل لقيام قرينة وجوبا في اربعة مواضع"۔[1]
اور (مفعول بہ میں عامل) فعل کو بوقت قیام قرینہ چار مواضع میں وجوبا حذف کر دیا جاتا ہے۔

تو علامہ ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد "اربعۃ مواضع" سے وہم ہوتا تھا کہ شائد مفع
بہ کے عامل کے وجوبا حذف کے مواضع کا ان کے نزدیک انہی چار میں حصر ہے حالانک
بات درست نہیں کیونکہ مفعول بہ کے عامل کے وجوبا حذف کے مواضع کی تعداد چار
زیادہ ہے پس علامہ عبد الرحمن جامی قدس سرہ السامی نے اس وہم کا رد کرتے ہوئے کافی
مشہور ومعروف اور برصغیر پاک وہند کے تقریبا تمام مدارس اسلامیہ میں داخل نصا
شرح "الفوائد الضائیہ" المعروف شرح ملا جامی میں ارشاد فرمایا:

"تخصيصها بالذكر ليس للحصر بل لكثرة مباحثها"۔[2]
بالخصوص چار کو ذکر کرنا حصر کیلئے نہیں بلکہ ان کی کثرت مباحث کی بناء پر ہے۔

شارح جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ ارشاد کی تائید کرتے ہوئے اور اس بات پر دلیل دیتے ہو
کہ علامہ ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد "اربعۃ مواضع" سے مواضع حذف کا چار کے ان
حصر لازم نہیں آتا علم نحو کے بحر ذخار علامہ عبد الغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے شرح جامی پر عظ
وقیع حاشیہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

"ذكر الجمهور ان ذكر العدد لايقتضى الحصر"۔[3]
جمہور علماء نے یہ اصول بیان کیا ہے کہ عدد کا ذکر کرنا حصر کا تقاضا نہیں کرتا۔

---

(1) کافیہ ملخصا
(2) شرح ملاجامی ملخصا ص ۱۰۱
(3) حاشیہ عبدالغفور علی الجامی ص ۳۲۷

ی طرح شرح ملاجامی کی مشہور و معتبر شرح محرم آفندی میں شارح جامیؒ نے مذکورہ
ل کی تائید کرتے ہوئے اور اس امر کو خوب واضح کرتے ہوئے کہ عدد نہ تو الفاظ حصر میں
سے ہے اور نہ ہی اس سے حصر کا فائدہ حاصل ہوتا ہے، ارشاد فرماتے ہیں:

"تخصیصہا بالذکر ای ذکر المصنف بذہ المواضع الاربعۃ دون ماعداہا لیس للحصر لانہ لیس فی کلامہ ما یفید الحصر والعدد لایفیدہ لاتفاق الجمہور لعی ان العدد لایفید الحصرلانہ لیس من الفاظ الحصر علی ما بین فی موضعہ"۔(1)

بالخصوص ان چار مواضع کا ذکر یعنی مصنفؒ کا ان چار مواضع کو ہی ذکر کرنا اور باقیماندہ کو ذکر نہ کرنا حصر کیلئے نہیں ہے کیونکہ مصنفؒ کی کلام میں کوئی ایسا امر ہی نہیں جو حصر پر دلالت کرے اور عدد حصر کا فائدہ ہی نہیں دیتا کیونکہ جمہور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عدد حصر کا فائدہ نہیں دیتا کیونکہ یہ الفاظ حصر میں سے ہے ہی نہیں۔

اسی طرح شرح ملاجامی کے حاشیہ ملاعبد الرحمن میں ہے:

"تخصیصہا بالذکر لیس للحصر فان ذکر الاعداد عند الجمہور لیس للحصر فانہ لو قیل فی ہذا البیت عشرون رجلا لیس ذالک للحصر بل للتکثیر لانہ یصح وان کان فیہ اکثر من عشرین رجلا"۔(2)

بالخصوص چار کو ذکر کرنا حصر کیلئے نہیں کیونکہ اعداد کا ذکر جمہور کے نزدیک حصر کیلئے نہیں ہوتا پس اگر کہا جائے کہ بیشک اس گھر میں بیس

---

(1) محرم آفندی علی شرح الجامی جلد اول ص ۲۵۵
(2) حاشیہ ملاجمال وعبد الرحمن علی شرح الجامی ص ۱۵۱

مرد ہیں تو وہ (بیس کا عدد ذکر کرنا) حصر کیلئے نہ ہو گا بلکہ تکثیر کیلئے ہو گا کیونکہ اگر گھر میں بیس سے زیادہ مرد بھی ہوں تب بھی یہ کہنا درست ہے کہ گھر میں بیس مرد ہیں۔

پس ملا عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اگرچہ جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حق پر ہیں اور یقیناً ان کی تعداد چار سے کہیں زیادہ ہے لیکن اس کے باوجود چار کیلئے ثابت کرنا اور حق چار یار کا نعرہ لگانا بالکل درست ہے اس سے ان چار میں حق کا حصر اور باقیماندہ سے حق کی نفی لازم نہیں آتی۔

اسی طرح شرح ملا جامی کے حاشیہ ملا عصام الدین فاضل اسفرائنی میں ہے:

"ذکر الجمہور علی ان العدد لایفید الحصر فان قلت فی فائدة فی ذکرہ قلت لینضبط المذکور عند السامع ولاینفلت شیء"۔[1]

جمہور علماء کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ ان کا مذہب یہ ہے کہ عدد حصر کا فائدہ نہیں دیتا پس اگر تم یہ اعتراض کرو کہ پھر عدد کو ذکر کرنے کا فائدہ کیا ہے تو اس کا جواب دیتے ہوئے میں کہتا ہوں کہ عدد کو ذکر کرنے کا فائدہ یہ ہے تاکہ جو چیز ذکر کی گئی ہے وہ سامنے کے نزدیک منضبط ہو جائے اور کوئی شیء اس سے رہ نہ جائے۔

شرح ملا جامی کے حاشیہ علامہ محمد بن موسی البسنوی میں ہے جو کہ محرم آفندی کے ساتھ مطبوعہ ہے:

"تخصیصہا بالذکر لیس للحصر فان الجمہور علی ان العدد لایفید الحصر"۔[2]

---

(1) حاشیہ ملا عصام الدین اسفرائنی علی الجامی ص۱۰۰

(2) حاشیہ محمد بن موسی البسنوی علی ہامش محرم آفندی علی الجامی جلد اول ص ۳۶۵

ذکر میں چار کی تخصیص حصر کیلئے نہیں کیونکہ جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ عدد حصر کا فائدہ نہیں دیتا۔

لمائے نحو کی تصریحات سے یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ عدد نہ حصر کیلئے وضع کیا ہے اور نہ اس کی حصر پر دلالت ہے اور نہ ہی یہ الفاظ حصر میں سے ہے پس جب مولانا قدس سرہ السامی اور شرح ملا جامی کے شراح و محشیین ببانگ دھل اس بات کا اعلان رہے ہیں کہ صاحب کافیہ کے قول "ووجوبا فی اربعة مواضع" میں لفظ اربعہ) کا ذکر حصر کیلئے نہیں کیونکہ جمہور علماء اس بات پر متفق ہیں کہ عدد حصر پر دلالت کرتا تو نعرہ تحقیق کے جواب "حق چار یار" میں لفظ چار کس طرح حصر پر دلالت تا ہے۔

خر میں ہم اہل سنت و جماعت کے دو عظیم اماموں کی اس امر پر تصریح ذکر کرتے ہیں سے ظاہر ہو گا کہ قرآن و سنت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ عدد حصر پر دلالت نہیں

احمد قسطلانی شارح بخاری کا ارشاد:

حمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد الساری شرح بخاری میں بخاری شریف کے باب التفسیر کی شرح سورۂ رعد کی تفسیر کے دوران ارشاد فرماتے ہیں:

"ذکر خمسا وان کانت الغیب لایتناہی لان العدد لاینفی الزیادة"۔[1]

پانچ کا ذکر فرمایا اگرچہ غیب غیر متناہی ہیں یہ اس لئے کہ عدد زیادہ کی نفی نہیں کرتا۔

---

1 ارشاد الساری علی البخاری کتاب التفسیر بحوالہ الدولة المکیہ بالمادة الغیبیہ ص ۱۲۴

اعلیحضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیحضرت الشاہ احمد رضا خاں تاجدار بریلی قدس سرہ ال
ارشاد فرماتے ہیں:

"علی لقدیر افادہ العدد الحصر یلزم تنافی الاحادیث الصحیحۃ المقبولۃ کلھا غیر الائمۃ بوجوہ شتی"۔[1]

اگر یہ بات تسلیم کریں کہ عدد حصر کا فائدہ دیتا ہے تو صحیح احادیث جو کہ ساری کی ساری ائمہ کے ہاں مقبول ہیں متعدد وجوہ سے ایک دوسرے کی نفی کریں گی۔

پس ان دونوں جلیل القدر اماموں کے فرمان سے یہ بات خوب واضح ہو گئی کہ عدد میں
قسم کا کوئی حصر نہیں ہوتا اور قرآن وسنت سے بھی یہی اصول مفہوم ہو رہا ہے ورنہ
نصوص کا کئی وجوہ سے ایک دوسرے کی نفی کرنا لازم آتا ہے۔

پس معترض سے گذارش ہے کہ ذرا ہوش کے ناخن لے اور خواہ مخواہ معتقدات اہل
وجماعت پر بے جا اعتراضات کرنے سے باز آئے۔

---

(1) الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ ص ۱۲۶

باب دوم

قرآن کریم سے حق چار یار پر دلائل

چاریار رسول دے خاص سچے اچے امتاں وچہ سردار ہوئے
صفت انہاندی وچہ قرآن اچی حق خاص تے جانثار ہوئے
باطل توڑ کے موڑیا خلق تائیں حق دین دے خاص معمار ہوئے
باری باری سن گئے آزمائے چارے صبر، شکر وچہ سپہ سالار ہوئے
نبی آکھیا اے اصحاب میرے پہلے مرسلاں نال شمار ہوئے
میرے بعد انجام رسالتاں دے اے ہو دیونے دے حق دار ہوئے
سلسل وار چارے کردے رہے ایویں نبی پاک تھیں جیویں اظہار ہوئے
حیدر شاہ نے ضیاں چوہاں تائیں جیویں موماں وچہ بہار ہوئے

(علوم الاولیاء ص ۱۹ از سلطان العاشقین حضرت پیر حیدر شاہ صاحب گیلانی مست قلندر رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ دربار عالیہ پناگ شریف تحصیل و ضلع کوٹلی آزاد کشمیر)

سوال: کہا جاتا ہے کہ ۱۹۵۳ء سے پہلے نعرہ تحقیق کا کوئی اعلان لاؤ کوئی اشتہار لاؤ کسی کتاب میں دکھاؤ؟

جواب: حق چار یار کے نعرہ کو ۱۹۵۳ء کی ایجاد وہی شخص کہہ سکتا ہے جو تنگ نظر ہو اور اس کے مطالعہ میں کمی ہو کیونکہ اکابرین اہل سنت وجماعت نے اس موضوع پر درجنوں کتابیں تصنیف فرمائی ہیں مقام افسوس تو یہ ہے کہ ادھر آدمی علامہ، فہامہ بننے کا دعویدار بھی ہو اور ادھر اپنے اسلاف کی لکھی ہوئی کتابوں کے اسماء سے بھی ناآشنا ہو۔

منہ میں جو آتا ہے فی الفور کہہ دیتے ہیں
بات کہنے کی نہیں اور وہ کہہ دیتے ہیں

اکابرین اہل سنت میں سے غلام دستگیر نامی جو بہترین مضمون نگار، مصنف، شاعر، تاریخ گو، ماہر قانون وراثت اور ماہر علم الانساب تھے (غلام دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ اوصاف علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ نے "تذکرہ اکابر اہل سنت" کے صفحہ نمبر ۱۳ پر ذکر کیئے ہیں) نے ۱۹۴۵ء میں "مناقب خلفاء راشدین" کے نام سے کتاب لکھی جس میں چار یاروں کے فضائل بیان فرمائے۔ "کما سیجیء"

اسی طرح اکابرین اہل سنت میں سے حضرت علامہ مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۸۹۷ء) جن کے متعلق شرف ملت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "برصغیر پاک وہند میں کوئی مناظر آپ کا ہمسر نہ تھا۔ مناظرۂ بہاولپور وہ یادگار مناظرہ ہے جس میں آپ کو مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے مقابلہ میں زبردست کامیابی ہوئی۔ (۱)

(1) تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۳۰۸ مطبوعہ لاہور

آپ نے روافض وخوارج کے رد میں ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے
"ہدیۃالشیعتین منقبت چاریارمع حسنین"(۱۲۹۵ء) (۱)

علاوہ ازیں اکابرین اہل سنت میں سے سید میر محمد اسد اللہ شاہ بن اعلحضرت قبلہ مولانا مولوی سید میر احمد قادری بخاری ثم جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۳۷ء میں "فضائل چہار یار" کے نام سے روافض کے رد میں ایک کتاب لکھی۔

علاوہ ازین اکابرین اہل سنت نے روافض کے رد میں اس نام سے موسوم درجنوں کتب تحریر فرمائیں اس وقت بوجہ عجلت اور مانع اختصار تین کتابوں کا سرورق بمع سن اشاعت آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔ لیکن اس کے باوجود چمگادڑ اور الو کو دن کی روشنی میں سورج نظر نہ آئے تو اس میں سورج کا کیا قصور ہے۔

بقول شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ:

بروز گرنہ بیند شپرۂ چشم
چشمہ آفتاب راچہ گناہ

اور بقول کسے:

آنکھیں گر بند ہوں تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا

(1) تقدیس الوکیل ص ط مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور

محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم
تراهم رکعا سجدا
انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا

الحمد لله رب المشرقین ورب المغربین کہ رسالہ ... مقالہ المسمی بہ

هدیة الشیعتین

۱۲

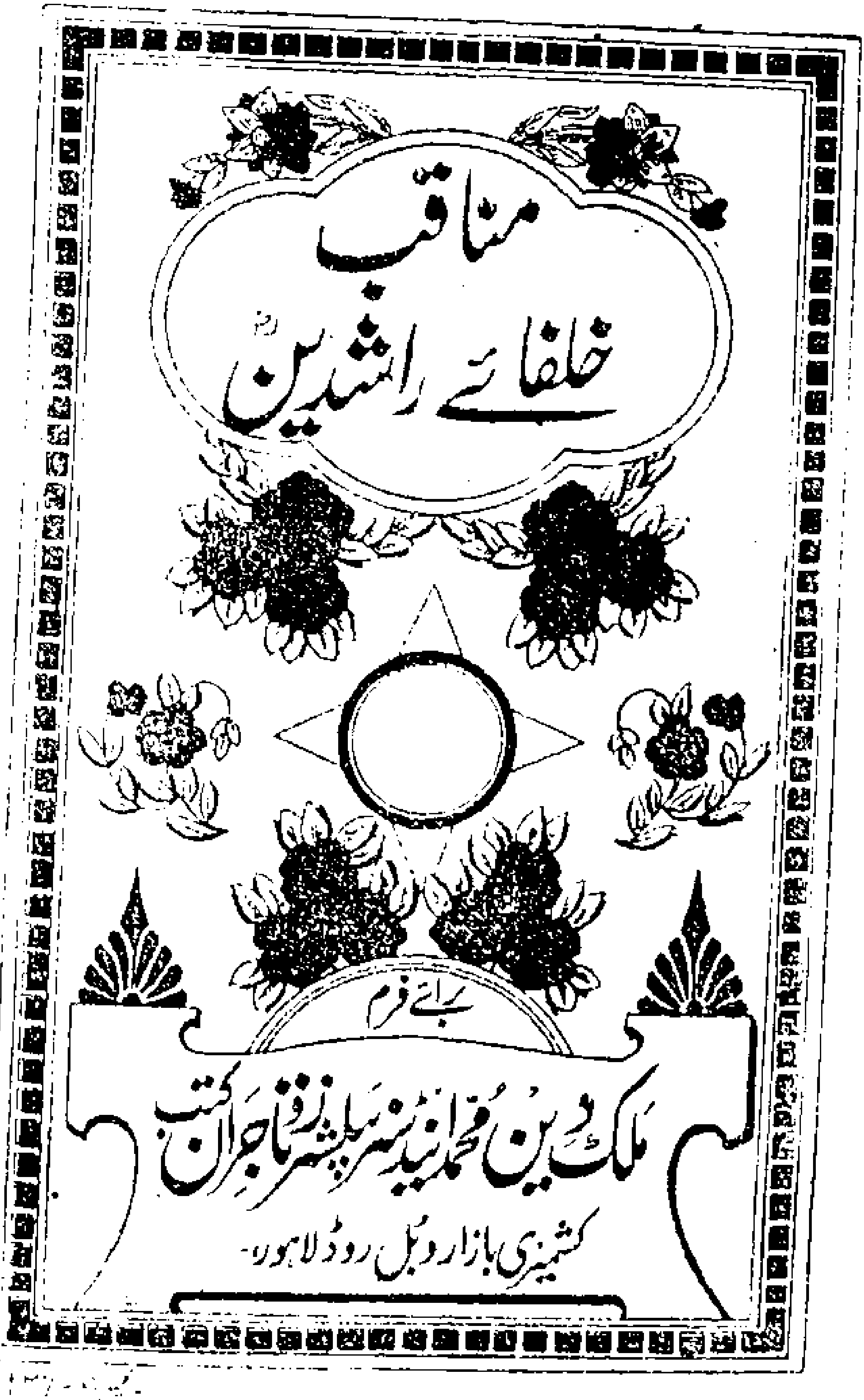
والملقب بہ

مناقب چار یار مع حسنین

۱۲۹۵

تالیف ضعیف عباد اللہ القدیر الفقیر غلام دستگیر الہاشمی القصوری کان اللہ لہ

در مطبع محمدی واقع لاہور طبع شد


مناقب
خلفائے راشدینؓ
برائے فرم
ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز و تاجران کتب
کشمیری بازار و بل روڈ لاہور۔

مناقب کے ہیں لائق چار گوہر   ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ

الحمد للہ کہ کتاب ہذا

موسوم بہ

مناقب خلفائے راشدینؓ

جس میں

قدیم و جدید نامی گرامی شعرا کا کلام حقیقت التیام مشتمل بر مناقب چار جلیل القدر صحابہ کرام نبی علیہ السلام جمع کیا گیا ہے اور یہ اس مضمون پر پنجاب میں پہلا مجموعہ ہے

مرتبہ

خادمِ صحابہ کرامؓ ابوالفضل پیر غلام دستگیر نامی لاہوری

بوائے فروخت

ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز و تاجران کتب اشاعت منزل بل روڈ لاہور
کشمیری بازار چوک سادھ کی

ملک محمد عارف منیجر ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز نے دین محمدی پریس لاہور میں چھپوا کر کشمیری بازار لاہور سے شائع کیا
قیمت ۱۲/ روپے

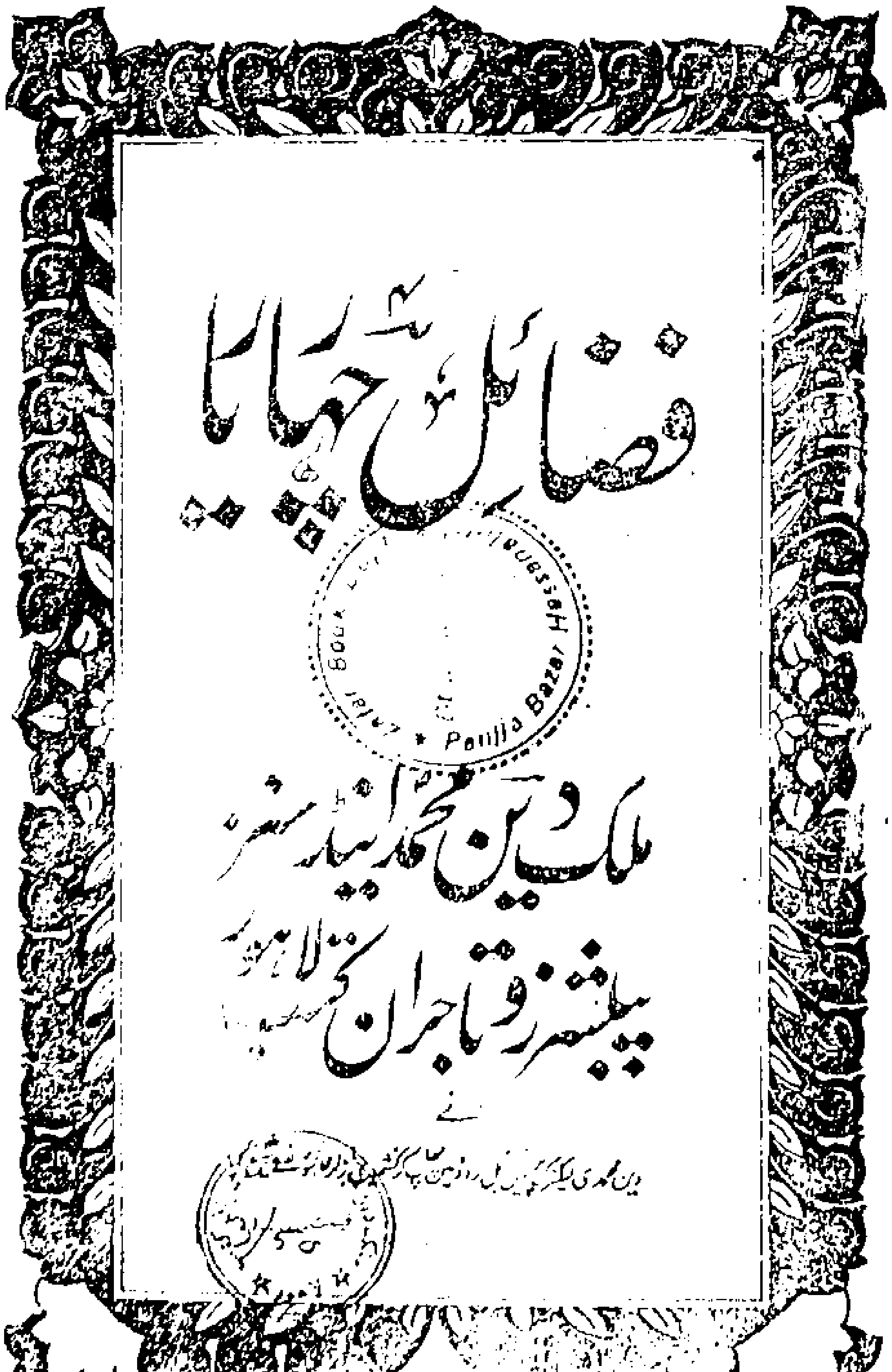
حوالہ بجویہ اسوۂ نبی علیہ السلام سے ثابت ہے کہ حضور نے حضرت حسان سے مجلس میں منقبت صدیق اکبرؓ سنی اور خوش ہوئے۔ (اس کا ترجمہ اس مجموعے میں تبرکاً شامل کر دیا گیا ہے) پس ثابت ہو گیا کہ مناقب صحابہؓ بیان کرنا باعث خوشنودی سرورِ کونین اور موجب برکت و ثواب ہے۔ جو مسلمان اس پر ہمیشہ عامل رہتے ہیں۔ چونکہ ایسی مجلسوں کا رواج پنجاب میں کم ہے۔ اس لئے اس طرف شعرائے اسلام کی توجہ بھی کم ہے۔ اگر یہ رواج عام ہو گیا تو مناقب نویس شاعر یہاں بھی پیدا ہو جائیں گے۔

میں نے حسب مشورہ مولانا عبدالمجید سالک مالک اخبار انقلاب کوشش کی ہے کہ ایسی نظمیں بزرگوں کی بنائیں جن میں نتیجہ خیز صحیح تاریخی واقعات مذکور ہوں۔ الحمدللہ میں اس میں بھی ایک حد تک کامیاب ہو گیا ہوں۔

امید ہے یہ مجموعہ شعرائے اسلام کی ترغیب کا موجب ہوگا اور تمام سنی بضرورت ہم چار جلد بھی پیش کر سکیں گے۔ چند ایک چیدہ نعتیں بھی تبرکاً شامل کی گئی ہیں اور بعض اس لئے بھی کہ ان کے سنانے ہی مناقب پڑھتے تھے۔

ابوالافضل غلام دستگیر نامی مکاندار چلہ بی بیاں لاہور
متولی اوقاف اشرف نزیل رتہ پیراں ضلع شیخوپورہ

شنبہ ۳ رمضان ۱۳۶۴ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۴۵ء


فضائل چہاریار
ملک دین محمد اینڈ سنز
پبلشرز و تاجران کتب لاہور
نے

بفضل ایزد منان خالق زمین و آسمان زین ماں از سنت
مؤلف ہیچمدان کتاب مستطاب بغرض افادہ پیروان المسمی بہ

تحفۂ ابرار
فی
فضائل چہار یار

برائے قوم

ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز تاجران کتب کشمیری بازار لاہور

مالکان

کتب خانہ دین محمدی میکلوڈ روڈ لاہور

فیروز پرنٹنگ ورکس ۱۱۹ سرکلر روڈ لاہور سے طبع کرا کر ملک دین محمد نے

حق چار یار کا ثبوت قرآن کریم سے

دلیل اوّل:

"ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبین والصدیقین والشہداء والصلحین وحسن اولئک رفیقا"۔[1]

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

وقال عکرمة ان النبیون ہہنا محمد ﷺ والصدیقون ابوبکر والشہداء عمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم۔[2]

عکرمہ کہتے ہیں یہاں نبیوں سے مراد محمد ﷺ ہیں صدیقوں سے مراد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور شہداء سے مراد حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں۔

(1) سورۃ النساء آیت ۶۹ پارہ ۵

(2) تفسیر بغوی سورۃ النساء آیت ۶۹، زاد المسیر آیت مذکور، الکشف والبیان عن تفسیر ال
ج ۳ ص ۳۴۲ دار احیاء التراث العربی بیروت

مذکور کی تفسیر میں سید محمود احمد آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

" ونقل بعض تلامذه مولانا الشيخ خالد النقشبندی قدس سره عنه انه قرر يوما ان مراتب الكمل اربعة نبوة وقطب مدارها نبيناﷺ ثم صديقتة وقطب مدارها ابو بكر الصديق رضی اللہ عنہ ثم شهادة وقطب مدارها عمر الفاروق رضی اللہ عنہ ثم ولاية وقطب مدارها على كرم الله وجهه وان الصلاح فى الاية اشارة الى الولاية فسأله بعض الحاضرين عن عثمانص فى اى مرتبة هومن مراتب الثلاثة بعد النبوة فقال انه رضی اللہ عنہ قدنال حظامن رتبة الشهادة وحظا من رتبة الولاية وان معنى كونه ذالنورين هو ذلک عندالعارفين "۔[1]

نا شیخ خالد نقشبندی قدس سرہ کے بعض تلامذہ نے ان سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے
دن تقریر میں فرمایا کہ مراتب کمال چار ہیں:

نبوۃ اور نبوۃ کے مدار کے قطب ہمارے نبی ﷺ ہیں۔
پھر صدیقیہ اور صدیقیت کے مدار کے قطب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔
(پھر شہادۃ ہے اور شہادت کے مدار کا قطب عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔
(پھر ولایت ہے اور ولایت کے مدار کے قطب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں۔

ر آیت کریم میں صالحین کا لفظ مذکور ہے اس سے اشارہ ہے ولایت کی طرف پس بعض
اضرین نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے متعلق سوال کیا کہ وہ نبوۃ کے بعد مراتب ثلاثہ
ں کسی مرتبہ پر ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مرتبہ شہادت سے

(۱) روح المعانی الجزء الخامس ص ۷۶ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

بھی حصہ پایا ہے اور مرتبہ ولایت سے بھی حصہ پایا ہے اور عارفین کے نزدیک ذوالنورین
یہ مطلب ہے یعنی دونوں طرف سے حصہ پانے کی وجہ سے ان کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔

صاحب تفسیر خازن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"والصديقين الصديق الكثيرالصدق فعيل من الصدق والصديقون هم اتباع الرسل الذين اتبعوهم على منها جهم بعدهم حتى الحقوابهم وقيل الصديق مع الذى صدق بكل الذين حتى لا يخالطه فى شك والمراد بالصديق فى هذه الايت افاضل اصحاب رسول ا كابى بكر فانه هو الذى سمى بالصديق من هذه الامت وهو افضل اتباع الرسل وقيل المراد بالنبيين ههنا محمد ﷺ وبالصديقين ابو بكر والشهدآء عمر وعثمان وعلى رضی اللہ عنہم "۔[1]

"والصدیقین" صدیق بہت زیادہ سچ بولنے والا کثیر الصدق اور "الصدیقون" وہ جو رسولوں کی اتباع کرنے والے ہیں، اور یہ وہ لوگ ہیں جو ان انبیاء کے بعد ان کے منہاج پر ان کی اتباع کرتے رہے ہیں، یہاں تک کہ ان کے ساتھ مل جاتے رہے، اور فرمایا "الصدیق" تمام دین میں سچائی ہے یہاں تک کہ اس میں شک وریب خلط ملط نہ ہو سکے اور اس آیت میں صدیقین سے مراد رسول اللہ ﷺ کے افاضل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پس ان کا نام ہی اس امت میں صدیق ہے اور وہ اتباع رسل میں افضل ہیں اور کہا گیا "النبیین" سے مراد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور "الصدیقین" سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور "الشہداء" سے مراد حضرت عمر و عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں۔

(1) تفسیر خازن جلد اول ص ۲۶۴

صدق ان کو ملا عدل ان کو ملا
وہ غنی ہو گئے یہ علی ہو گئے

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اور صاحب تفسیر خازن کی نقل کردہ تفاسیر سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ آیت مذکور کا مصداق اولی حق چار ہیں جب حق چار یار آیت قرآنی کا مصداق ہیں تو پتہ چلا کہ یہ نعرہ منزل من السماء اور قرآنی نعرہ ہے اور کامل وہی ہے جو حق چار یار کی محبت و سینے میں سما کر ان کے دامن کو مضبوطی سے تھام کر اہل سنت پر قائم و دائم ہے اور منکرین حق چار یار جن کی آنکھوں پر رافضیت کے پردے پڑھے ہوئے ہیں اور بظاہر اہل سنت کے ٹھیکیدار بن کر یہ کہتے پھرتے ہیں کہ یہ منزل من السماء نہیں اس سے بغض اہل بیت کی بو آتی ہے جو قادیانیوں کے پیسے پے پلتے ہوں اور صرف بھینسے کی طرح رینگھنا جانتے ہوں ان کے منہ سے ایسی ہی سبائیات کا اظہار ہوتا ہے تو چونکہ ان کے سینوں میں حق چار یار کا بغض ہے جس کی بنا پر یہ اسی قابل ہیں کہ عمر بھر پیٹتے رہیں اور بالآخر جہنم کا ایندھن بن جائیں۔

حق چار یار کے ثبوت پر قرآن کریم کی دوسری دلیل :

"ونزعنا ما فی صدورهم من غلٍ"۔ (1)
اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کینے تھے سب کھینچ لیئے۔ (2)

مذکورہ آیت کی تفسیر امام المفسرین حضرت عبد اللہ ابن عباس کی زبانی:

"عن عكرمة رضی اللہ عنہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ما فی قوله تعالى" ونزعنا ما فی صدورهم من غلٍ الآية قال اذا كان يوم القيامة يؤتى بسرير من ياقوته حمراء طوله عشرون

(1) سورة الحجرات پارہ ۱۴ آیت ۴۷
(2) ترجمہ کنزالایمان شریف

میلا فی عشرین میلا لیس فیه صدع ولاوصل معلق بقدرة الله تعالی فیجلس علیه ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ ثم یؤتی بسریر من یا قوته صفراء علی صفة السریر الاول فیجلس علیه عمر رضی اللہ عنہ ثم یؤتی بسریر من یاقوته خضراء علی صفة الاول فیجلس علیه عثمان رضی اللہ عنہ ثم یؤتی بسریر من یا قوته بیضاء علی صفة الاول فیجلس علیه علی رضی اللہ عنہ ثم یأمر الله الاسرة ان تطیر بهم فتطیر بهم الاسرة الی تحت ظل العرش ثم تسبل علیهم خیمة من الدررالرطب لوجمعت السموات السبع والا رضون السبع وکل ما خلق الله تعالی لکانت فی زاویة من زوایا تلک الخیمة ثم یر فع الیهم اربع کأسات کا س لابی بکر وکأس لعمر وکأس لعثمان وکأس لعلی رضی اللہ عنہم فیسقون وذلک قوله تعالی "ونزعنا مافی صدورهم من غل اخوانا علی سرر متقبلین ثم یأمر الله جهنم ان تمخض بامواجهاوتقذف الرافض" و الکافر علی وجهها فیکشف الله عن ابصارهم فینظرون الی منازل امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی الجنة فیقو لون هؤلاء الذین سعد بهم الناس ونحن شقینا ثم یردون الی جهنم"۔(1)

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی "ونزعنا ما فی صدورهم من غل (الآیه) " کے متعلق فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہو گا سرخ یاقوت سے بنا ہوا ایک تخت لایا جائے گا جس کا طول بیس (۲۰) میل ہو گا اس میں کوئی جوڑ وغیرہ نہیں ہو گا اسکی ترکیب اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے ہو گی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس تخت پر تشریف

(1) نورالابصار صفحه نمبر ۱۴۔۱۳دار المعارفة بیروت لبنان ۔ مکتبه اسامه بن زید نزهة المجالس ص۳۰۹ مکتبه فاروقیه پشاور

فرماہوں گے پھر زرد یاقوت سے بناہوا ایک اور تخت لایا جائے گا جو پہلے تخت کی طرح ہو گا اس پر سید نا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف فرماہوں گے پھر اسی طرح سبز یاقوت سے بناہوا ایک تخت لایا جائے گا اس پر سید نا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تشریف فرماہوں گے پھر اس طرح کا سفید یاقوت سے بناہو ایک تخت لایا جائے گا اس پر سید نا شیر خدا علی المرتضی رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہوں گے ۔ پھر اللہ تعالی ان چاروں تختوں کو اترنے کا حکم دے گا وہ چاروں تخت عرش کے سایہ میں اتریں گے پھر رونق بھرے موتیوں کا خیمہ ان پر لٹکایا جائے گا اور وہ خیمہ اتنا وسیع ہو گا کہ اگر سات آسمان اور سات زمینیں اور ساری مخلوق کو جمع کر دیا جائے تو اس خیمہ کے ایک کونہ میں سما جائیں پھر چار پیالے پیش کیئے جائیں گے ایک پیالہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے اور ایک پیالہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کیلئے اور ایک پیالہ سید نا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کیلئے اور ایک پیالہ حیدر کرار علی المرتضی رضی اللہ عنہ کیلئے ان پیالوں سے یہ حق چار یار نوش فرمائیں گے اس لئے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا "ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقبلین "پھر رب ذوالجلال دوزخ کو حکم دے گا کہ اپنے شعلوں کے جوش وخروش سے تمام روافض اور کفار کو باہر پھینک دے اور اللہ تعالی انکی آنکھوں سے پردے ہٹا دے گا وہ کافر اور روافض تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے مقامات جنت میں دیکھیں گے اور کہیں گے کہ ان (چار یاروں کی محبت والفت) کی وجہ سے لوگ نیک بخت ہو گئے اور ان (چار یاروں سے دشمنی اور نفاق) کی وجہ سے ہم بد بخت رہے ہیں پھر انکو جہنم میں واپس پھینک دیا جائے گا ۔ مذکورہ تفسیر قرآن کریم سے واضح ہے کہ جو حق چار یار کا منکر ہو اس کا ٹھکانا کیا ہے ؟لہذا ابھی وقت ہے حق چار یار کا انکار چھوڑ دو اور چار یار کے نعرہ کو عام کرو تاکہ کل تمہاری بھی خلاصی ہو سکے ۔ کیونکہ یہ روایت

حضور ﷺ کے عظیم صحابی عبد اللہ ابن عباس سے مروی ہے اور انہوں نے قرآن کی تفسیر فرمائی ہے جو کسی صورت میں بھی جھٹلائی نہیں جا سکتی تم کہاں تک حق چار یار کی مخالفت کرو گے یہ نعرہ تو قیامت میں بھی انشاء اللہ العزیز لگایا جائے گا۔

حق چار پر قرآن کریم سے تیسری دلیل:

"وعد الله الذين امنوا منكم وعملوا الصالحات ليستخلفنهم فى الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذى ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا، يعبدوننى لا يشركون بى شيئا ومن كفر بعد ذلک فاولئک هم الفسقون"۔[1]

اللہ نے وعدہ دیا انکو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسے ان سے پہلوں کو دی اور ضرور ان کے لئے جمادے گا ان کا وہ دین جو ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا میری عبادت کریں میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہی لوگ بے حکم ہیں۔[2]

ارشاد باری تعالیٰ "لیستخلفنهم "میں استخلاف یعنی خلیفہ بنانے کو حق سبحانہ وتعالیٰ نے طرف منسوب کیا ہے اور مہاجرین اولین میں سے بعض کو اپنا جانشین بنانے کا وعدہ فرمایا ہے کیو

(1) سورة النورآیت نمبر۵۵
(2) کنزالایمان

ںلاف کے معنی بادشاہ بنانا بھی ہیں اگر کسی گروہ میں سے ایک شخص کو بادشاہ بنادیا جائے تو اس کا
ئدہ سارے گروہ کو پہنچتا ہے۔(1)

ر یہاں مہاجرین میں سے خلفاء اربعہ مراد ہیں یعنی حضور ﷺ کے چار یار جن کا نعرہ اہل
ت وجماعت نعرہ تحقیق حق چار یار کی صورت میں لگاتے ہیں۔ کیونکہ آیت استخلاف میں
ن اوصاف کا ذکر کیا گیا وہ ان چاروں میں پائے جاتے ہیں۔ لہذا اس آیت کریم کا مصداق
ضور کے چار یار ہیں۔

یۃ مذکور کی وضاحت علامہ رازی کی طرف سے:

"دلت الاية على امامة الائمة الاربعة وذلک لانه تعالی وعدالذين امنواوعملواالصالحات من الحاضرين فی زمان محمدا وهو المراد بقوله ليستخلفنهم فی الارض كما استخلف الذين من قبلهم"۔(2)

یہ آیۃ کریمہ چار خلفاء (چار یار) کی امامت پر دلالت کرتی ہے اور یہ اس وجہ سے کہ اللہ
تعالیٰ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا تھا جو حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے اس وقت موجود
تھے اور ایمان لائے نیک اعمال کیے خدا تعالیٰ کا یہ کہنا کہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا
کہ ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اس سے یہی لوگ مراد ہیں۔

"فثبت بهذاصحة امامة الائمة الاربعة وبطل قول الرافضة الطاعنين على ابی بكر وعمر وعثمان. وعلى بطلان قول الخوارج الطاعنين على عثمان وعلی"۔(3)

---

(1) تصفیہ مابین سنی و شیعہ ص ۳ مقام اشاعت گولڑہ شریف
(2) تفسیر کبیر للامام فخرالدین رازی الجزء الثالث والعشرون ص۲۵ مطبوعہ بیروت
(3) تفسیر کبیر الجز الثالث العشرون ص۲۶ مطبوعہ بیروت

پس اس آیت کریمہ سے چاروں خلفاء چار یار کی امامت صحیح ثابت ہو جاتی ہے اور رافضی جو حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم پر طعن کرتے ہیں انکی بات باطل ہو گئی اور خارجی جو حضرت عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے خلاف زبان کھولتے ہیں انکی بات بھی باطل قرار پاتی ہے۔

پتہ چلا کہ حق چار یار کا نعرہ امام المفسرین امام فخر الدین رازی نے قرآن کریم سے ثابت ہے لہذا ان کا منکر قرآن کا منکر ہے اور ہے بھی یوں کہ یہ قرآن کریم کو مانتے ہی اگر مانتے تو حق چار یار کو بھی مانتے اور خلفاء ثلثہ پر طعن کر کے اپنی عاقبت خراب نہ کر

صاحب تفسیر قرطبی کی طرف سے آیت مذکور کی وضاحت:

"قال الضحاک فی کتاب النقاش ھذہ الایة تتضمن خلافة ابی بکر وعمر وعثمان وعلی لانھم اھل الایمان وعملوا الصالحات"۔ (1)

ضحاک نے کتاب النقاش میں فرمایا ہے کہ یہ آیت مقدسہ متضمن ہے سیدنا ابو بکر صدیق سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی اور سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہم کی خلافت کو کیونکہ وہ اہل ایمان ہیں اور انھوں نے اچھے عمل کیے۔ لہذا معلوم ہو گیا کہ صاحب تفسیر قرطبی کے نزدیک بھی اس آیت کریمہ سے مراد حق چار یار ہیں۔

تفسیر ابن کثیر سے وضاحت:

"فاما ھؤلاء فانھم یکونون من قریش یلون فیعدلون وقد وقعت بشارة بھم فی الکتب المتقدمة ثم لایشترط ان

(1) تفسیر الجامع لاحکام القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ ج٦ص٢٩٧مطبوعه دار احیاء التراث بیروت

یکونوامتتابعین بل یکون وجودھم فی الامة متتابعاو متفرقاوقد وجد منھم اربعة علی الولاء"۔[1]

حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ وہ حضرات جن کے خلیفہ بنانے کا اللہ تعالی نے ان سے وعدہ فرمایا ہے وہ قریش میں سے ہوں گے عدل وانصاف کرنے والے ہوں گے اور ان کے متعلق پہلی کتابوں میں بھی بشارات دی جاچکی ہیں پھر ان کیلئے پے درپے ہونا شرط نہیں بلکہ کچھ کی خلافت پے درپے ہوگی اور کچھ کی متفرق طور پر اور تحقیق ان خلفاء میں سے حضورا کے چار یار ہیں جو خلافت کر چکے ہیں۔

چار یار کی وضاحت حافظ ابن کثیر نے بھی کر دی ہے یہ نعرہ کتب متقدمہ میں بھی مذکور تھا اور انشاء اللہ قیامت تک لگتا رہے گا اور رافضیوں کے سینوں میں آگ کے شعلے جلاتا رہے گا۔

بحرالعلوم السمرقندی رحمۃ اللہ علیہ:

"یقال نزلت فی شان ابی بکروعمروعثمان وعلی رضی اللہ عنہم لیستخلفنھم یعنی:یکونوا خلفاء بعد رسول اللہ واحدا بعد واحد"۔[2]

یعنی کہا گیا ہے کہ آیت استخلاف حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہم کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ تاکہ اللہ تعالی ان کو خلیفہ بنائے یعنی وہ حضور علیہ السلام کے بعد یکے بعد دیگرے خلفاء ہوں گے۔

---

(1) تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص۵۶۹ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت
(2) تفسیر السمرقندی جلد ۲ ص۴۴۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

بحر العلوم کی وضاحت سے بھی یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ آیت استخلاف
مصداق حق چار یار ہیں۔

قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت:

سب کو وقتاً فوقتاً اوصاف موجود بہا کے ظاہر ہونے پر صاف صاف معلوم ہو گیا کہ آیت استخلاف وغیرہ میں موعود لھم بالخلافت اور مالک اوصاف مذکورہ فی النصوص یہی حضرات اربعہ (حق چار یار) رضی اللہ عنہم ہیں۔ واقعات پر غور کرنے سے ہر ایک کو معلوم ہو گیا کہ وعدہ استخلاف کے محقق اور موجود ہونے کے لئے (آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر موجودہ زمانہ تک) کوئی اور خلافت بغیر خلافت خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم مستحق نہیں۔ (۱)

حق چار یار کو آیت استخلاف کا مصداق تسلیم نہ کرنے کے مفاسد:

فاتح قادیانیت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آیت استخلاف کو اگر
خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کے حق میں نہ مانا جائے تو مفاسد ذیل کا سامنا ہوتا ہے۔

۱۔ خلف در وعدہ الہیہ یعنی معاذ اللہ حق سبحانہ وتعالی نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ (حسب اعتقاد شیعی) وسائر آئمہ کے ہاتھوں پر دین مرتضی وپسندیدہ کے قائم کرنے کا وعدہ فرما کر پھر اسے پورا نہ فرمایا اور مستخلفین موعودین کے بجائے ظالمین اور غاصبین دین غیر مقبول کی اشاعت کرتے رہے۔ حالانکہ قرآن شہادت دیتا ہے کہ کبھی وعدۂ خداوندی کے خلاف واقعہ نہیں ہوتا۔

---

(۱) تصفیہ ما بین سنی وشیعہ ص۴ قبلہ عالم گولڑوی مقام اشاعت گولڑہ شریف

حق سبحانہ وتعالیٰ کا اپنے افضل الانبیاء ﷺ کے دین سے ایسا برتاؤ کرنا جو دیگر انبیاء ومفضولین سے جائز نہیں رکھا گیا حالانکہ "لیظهره علی الدین کله" (تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کرے) اور انا له لحافظون" (بے شک ہم اس کے محافظ ہیں) اسی دین کے غلبہ اور محفوظ رکھنے کے لیے وارد ہو چکے ہیں یعنی وفات شریف نبوی ﷺ کے روز ہی قبل از تکفین وتدفین غضب وظلم شروع ہو گیا۔

حق سبحانہ وتعالیٰ کا پیشن گوئی مندرجہ آیت استخلاف میں (معاذ اللہ) جھوٹا اور کاذب ہونا۔

آنحضرت ﷺ کی تربیت اور تعلیمات اور آپ ﷺ کی صحبت مبارک کا (معاذ اللہ) اس قدر بے اثر و بے فیض ثابت ہونا کہ آپ ﷺ کے فوراً بعد سوائے چند اشخاص قلیل التعداد کے آپ ﷺ کے جمیع اصحاب مرتد ہو گئے۔ (نعوذ باللہ)

اگر خلفاء ث ثلاثہ غاصب وظالم ٹھہرائے جائیں تو سب روایات واردہ در مدح وثنائے مہاجرین اولین واہل بیعت شجرہ و انصار جو ان خلفاء ثلاثہ کے معاون وناصر تھے (معاذاللہ) بے معنی اور غلط ہوں گی۔ اور کلام الٰہی میں تدلیس ماننا پڑے گی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تدلیس سے منزہ ہے۔ ایسے ہی وہ آیات واحادیث جو بالخصوص شخصی طور پر فرداً فرداً ان خلفاء کے بارے میں ہیں وہ بھی غلط ہو جائیں گی۔ (۱)

---

(۱) تصفیہ ما بین سنی وشیعہ ص ۱۱ مطبوعہ گولڑہ شریف

جہلاء متوجہ ہوں:

بعض جہلاء اور ہٹ درم ذاکرین کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے۔ کہ حق چار یار کوئی قرآن آیت تھوڑی ہی ہے۔ تو فقیر ان سے اتنی بات پوچھ سکتا ہے کہ مفسرین کی تصریحات مطابق تو حق چار یار قرآن کی آیت سے ثابت ہے اور آفتاب گولڑہ نے تو یہاں تک دیا کہ اگر آیت استخلاف کا مصداق حق چار یار کو نہ مانا جائے تو اللہ تعالیٰ کی پیش گوئی کا ج اور کاذب ہونا لازم آتا ہے۔ لہذا ایسے جاہل ذاکرین کو چاہیے کہ رافضیت کا پردہ آنکھ سے ہٹا کر سنیت کی آنکھ سے دیکھیں تو انشاء اللہ حق چار یار قرآن کریم سے ثابت شدہ آئے گا۔

آیت کریمہ کی تفسیر آئمہ مفسرین کی زبانی کرنے سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی کہ چار یاروں کی تخصیص کرنا اور حق چار یار کا نعرہ لگانا قرآن کریم کا فیصلہ ہے۔ جیسا کہ گیا اور یہ کہنا کے حق چار یار قرآن کی آیت تھوڑی ہی ہے ان کا خیال پر ضلال ہے۔

اس زلف پہ پھبتی شب دیجور کی سوجھی
اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی

لہذا روافض ایران کا جو خمس بذریعہ برطانیہ لیتے ہیں اگر سارا بھی خرچ کر دیں تو حق چار یا نعرہ بند نہیں کروا سکتے کیونکہ اعلحضرت کے سگ زندہ ہیں اللہ تعالیٰ ان کی زبانوں سے یہ نع لگواتا رہے گا۔ لہذا ہم تو کہیں گے۔

صدیق ہیں جان صداقت کی فاروق ہیں شان عدالت کی
عثمان ہیں کان مروت کی حیدر کی ولایت کیا کہنا

ن چار یار پر قرآن کریم سے چوتھی دلیل:

”وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصھرا وکان ربک قدیراo“۔ (1)

اور وہی ہے جس نے پانی سے بنایا آدمی پھر اس کے رشتہ دار اور سسرال مقرر کیے اور تمہارا رب قدرت والا ہے۔ (2)

یت مذکور کی تفسیر حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے:

”وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اخبرنی جبرئیل قال یامحمد لما خلق الله آدم وادخل الروح فی صدره امرنی ان اخرج تفاحة من جنات عدن فاخرجتها وعصرتها فی حلق آدم خمس نقط فالنقطة لاولی خلقک منها والثانیة ابوبکر والثالثة عمروالرابعة عثمان والخامسة علی و هو قوله تعالی وھوالذی خلق من الماء بشرافجعله نسباوصھراوکان ربک قدیرا“۔ (3)

سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جبرئیل امین نے مجھے خبر دی ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی اور روح کو ان کے سینے میں داخل فرمایا تو مجھے حکم دیا کہ میں جنت عدن سے ایک سیب لے آؤں پس میں ایک سیب لے آیا اور اس سے آدم علیہ السلام کے حلق میں پانچ قطرے

---

(1) پارہ ۱۹سو الفرقان آیت ۵۴
(2) ترجمہ کنزالایمان
(3) نورالابصار ص ۱۴ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

نچوڑے پس پہلے قطرے سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدا فرمایا دوسرے قطرے سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تیسرے سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اور چوتھے سے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اور پانچویں سے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اور یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی وهوالذی خلق من الماء بشرا فجعله نسباوصهر اوکان ربک قدیرا۔ پس "بشر" اور "نسب" اور "صہر" سے مراد ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ (حق چار یار)

قرآن کریم سے حق چار یار کا ثبوت پیش کرنے کے بعد بھی اگر کوئی یہ کہے کہ حق چار یار ۱۹۵۳ء کی ایجاد ہے تو پھر ثابت ہوا کہ یہ قرآن کے منکر ہیں اور ان کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اصل قرآن پاک سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ لیکر آئیں گے جیسے یہ رافضی خبیث کہتے ہیں کہ کفر کو تاجدار کائنات ابھی ختم نہیں کر سکے البتہ اہل بیت کا ایک شخص آئے گا جو ختم کرے گا (معاذاللہ) تو وہ امام مہدی ہیں تمام انبیاء بلکہ خود قرآن کے متعلق بھی رافضیوں کا یہی عقیدہ ہے کہ قرآن کریم کے چالیس پارے ہیں جن میں سے دس سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بکری کھا گئی تھی اور موجودہ قرآن اصل نہیں بلکہ قرآن سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ لیکر آئیں گے۔ ماننا تو انکی قسمت میں نہیں مگر کم از کم عوام اہل سنت پر تو انکی اصلیت ظاہر ہو کہ یہ اصل میں کیا ہیں اور لبادہ کون سا اوڑھا ہوا ہے۔ فاضل بریلوی ان کی اصلیت کا پردہ چاک کرتے ہوئے حقیقی آئینہ یوں دکھاتے ہیں۔

ذیاب فی ثیاب لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

ق چاریار پر پنج تن پاک کی مناسبت سے قرآن کریم سے پانچویں دلیل:

"محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم تراهم ركعا سجدًا"۔

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے۔[1]

بت مذکور سے حق چاریار پر استدلال:

وقال بعضهم والذين معه يعنى ابا بكر اشداء على الكفار يعنى عمر رحماء بينهم يعنى عثمان تراهم ركعا سجدًا يعنى على رضوان الله عليهم اجمعين۔[2]

اس آیت مقدسہ کی تفسیر کرتے ہوئے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ والذين معه سے مراد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اشداء على الكفار سے مراد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں رحماء بينهم سے مراد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں تراهم ركعا سجدًا سے مراد مولی مشکل کشا سید علی المرتضی رضی اللہ عنہ ہیں۔

---

(1) ترجمہ کنزالایمان

(2) تفسیر سمرقندی ج ۳ ص۲۵۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ۔۔۔شرف المصطفی ج ٦ ص ۲۴ طبوعہ دار البشار الاسلامیہ ۔۔تفسیر نور العرفان ص۸۲۱ مطبوعہ نعیمی کتب خانہ گجرات ۔۔ تفسیر حسنات ج ٦ ص ۹۰ مطبوعہ ضیاء القرآن لاہور ۔۔ ملفوظات مہریہ ص ۱۱۲ مطبوعہ گولڑہ شریف ۔۔ ضائل چہاریار ص ۴۱ مطبوعہ لاہور ۔۔ غنیۃ الطالبین ص۱۶۲،۱۶۳ مطبوعہ دارلکتب العلمیہ بیروت ۔۔منقبت چاریار معہ حسنین غلام دستگیر قصوری ص۸۴ مطبوعہ لاہور۔

تاجدار گولڑہ رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت

خلفاء راشدین کی خلافت کی ترتیب کا لطیف استخراج:

حضرت فرماتے تھے کہ آیت " محمد رسول الله والذین معه اشدآء علی الکفار الخ " میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی ترتیب خلافت کی طرف واضح اشارہ ہے۔ چنانچہ "والذین معه" سے خلیفہ اول "اشدآء علی الکفار" سے حضرت خلیفہ ثانی رحماء بینهم سے حضرت خلیفہ ثالث اور تراهم رکعا سجدا الی اخره سے حضرت خلیفہ رابعہ کی صفات مخصوصہ کی طرف اشارہ ہے کیونکہ معیت اور صحبت میں صدیق اکبر کفار پر شدت میں حضرت عمر فاروق حلم و کرم میں حضرت عثمان غنی اور عبادت و اخلاص میں حضرت مولائے علی خصوصی شان رکھتے تھے۔ (1)

حق چار یار پر قرآن کریم سے چھٹی دلیل:

"ومثلهم فی الانجیل کزرع اخرج شطأه فأزره فاستغلظ فاستوی علی سوقه"۔

اور ان کی صفت انجیل میں جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی۔ (2)

(1) مہر منیر ص ۴۲۵،۴۲۴ مقام اشاعت گولڑہ شریف
(2) ترجمہ کنزالایمان شریف سورۃ الفتح۔آیت نمبر ۲۹ پارہ ۲۶

ت مذکور کی تفسیر امام المفسرین عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے:

"عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قوله تعالی ومثلهم فی الانجيل كزرع اخرج شطاه الزرع محمدا وشطوه ابو بكر فأزره عمر فاستغلظ بعثمان فاستوى بعلی رضی الله عنهم اجمعين۔(1)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ اللہ تعالی کے ارشاد گرامی مثلهم فی الانجيل كزرع اخرج شطاه کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ الزرع سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور شطوہ سے مراد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور فازرہ سے مراد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں اور فاستغلظ سے مراد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہیں فاستوی سے مراد سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ ہیں۔

رآن کریم کی چھٹی آیت مقدسہ سے بھی ثابت ہو گیا عبداللہ ابن عباس کی تفسیر سے کہ ت چار یار کا نعرہ ۱۹۵۳ء سے نہیں نکلا بلکہ قرآن کریم اور حدیث رسول اور اقوال صحابہ سے ابت ہے۔ ۱۹۵۳ء سے کہنے والا جاہل بھی ہے بدطینت اور ضال مضل بھی ہے۔

تیرے چاروں ہمدم ہیں یکجان ویکدل
ابو بکر وفاروق عثمان علی ہے رضی اللہ عنہم

---

(1) الرياض النضره حصه اول ص٥٦ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت ـــ غنية الطالبين ص ١٦٣ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت

حق چار یار پر قرآن کریم سے ساتویں دلیل:

"وجعلنا علی ذات الواح ودسر تجری باعیننا"۔[1]

اور بنایا ہم نے اسکو (نوح علیہ السلام کو سوار کیا کشتی پر) جو تختوں اور کیلوں والی تھی ہماری نگاہوں کے سامنے چلتی رہی۔

آیت مذکور کی تفسیر امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ:

"ذکر الکسائی فی کتابه(قصص الانبیاء)علیهم الصلوة والسلام ان نوحا علیہ السلام کان لما صنع فی السفینة شیئا تأکلها الارضة(دودةاودویبة تاکل الخشب ونحوه) لیلافشکا الی الله فاوحی الله تعالی الیه اکتب علیها عیونی من خلقی قال یارب وماعیونک من خلقک قال هم اصحاب نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکروعمروعثمان علی فکتبهم نوح علی جوانبهاالاربعة فحفظت"۔[2]

امام کسائی نے اپنی کتاب قصص الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام میں ذکر کیا ہے کہ بے شک نوح علیہ السلام جب کشتی بناتے تھے تو اسکو رات کے وقت کیڑا کھا جاتا تھا۔ جناب نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے نوح علیہ السلام اس کشتی پر میری مخلوق کے خاص اکابرین کے نام لکھ دو جناب نوح علیہ السلام نے عرض کی کہ اے رب ذوالجلال تیری مخلوق کے مخصوص اکابرین کون

(1) القمر آیت ۱۳ پارہ ۲۷
(2) نورالابصار صفحہ ۱۴ مطبوعہ بیروت۔۔۔ قصص الانبیاء ص ۴۴،۴۳ مطبوعہ شبیر برادرز لاہور

سے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وہ مصطفیٰ کریم ﷺ کے اصحاب ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم ہیں پس نوح علیہ السلام نے کشتی کے چاروں کناروں پر چار یاروں کے نام لکھ دیئے تو اللہ تعالیٰ نے ان چار یاروں کی برکت سے اس کشتی کی حفاظت فرمائی (یعنی اس کو کیڑے سے محفوظ فرما لیا)۔

یت مذکور کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ جس طرح کشتی کو کیڑے سے بچانے کیلئے چار یار کے م اس پر لکھنا ضروری ہیں اسی طرح اپنا ایمان بچانے کیلئے چار یار کی محبت کو دل میں سمانا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ محبت آتی ہی مومن کے دل میں ہے منافق تو اس سے چڑتا ہے ہذا اظہار ایمان اور رافضیوں کو جلانے کیلئے حق چار یار کا نعرہ لگانا ضروری ہے کیونکہ چار یار کا عرہ جناب نوح کے دور میں بھی لگ چکا ہے اور یہ نعرہ لگانا مسلمانوں کا کام ہے۔

حق چار یار پر قرآن کریم سے آٹھویں دلیل:

"والعصر ان الانسان لفی خسرہ الاالذین امنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق ۵وتواصوابالصبر"۔[1]

اس زمانہ محبوب کی قسم بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیئے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔[2]

سورۃ العصر کی تفسیر بزبان مصطفیٰ ﷺ:

"وفی تفسیر الخطیب یروی عن ابی ابن کعب انہ قال قرأت علی النبی ﷺ "والعصر"ثم قلت ما تفسیر ها

(1) سورۃ العصر پارہ نمبر۳۰
(2) ترجمہ کنزالایمان شریف

یارسول اللّٰہ: فقال والعصر قسم من اللّٰہ تعالی اقسم ربکم بآخر النهار"ان الانسان لفی خسر "ابو جهل " الا الذین امنوا ابوبکر وعملوالصالحات عمر وتو اصوا بالحق عثمان وتواصوا بالصبر علی"۔ [1]

تفسیر خطیب میں حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سورہ عصر کی تلاوت کی پھر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں) اس کی تفسیر کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ "والعصر" اللہ تعالی کی طرف سے دن کے آخری حصہ کی قسم ہے۔ "ان الانسان لفی خسر" سے مراد ابوجہل ہے۔ الا الذین امنوا" سے مراد ابوبکر ہیں "وعملوا الصالحات" سے مراد عمر فاروق ہیں "وتواصوابالحق" سے مراد عثمان غنی ہیں "وتواصوا بالصبر" سے مراد علی المرتضی رضی اللہ عنہم ہیں۔

اب فقیر نے قرآن کریم کی تفسیر صاحب قرآن سید العرب والعجم کی زبان سے نقل کی جس میں تاجدار کائنات نے صراحتا فرمادیا کہ الا الذین امنو سے لیکر آخر تک اس سے مرا اس سورۃ کا مصداق میرے چار یار ہیں ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم تو حق چار یار تو قرآ سے ثابت ہے۔

فقیر نے قرآن کریم کی آٹھ آیات سے حق چار یار کا ثبوت پیش کر دیا ہے۔ مگر کوئی یہ سمجھ کہ صرف یہی آیات حق چار یار پر بطور دلیل موجود ہیں۔ نہیں بلکہ اگر کوئی محبت سے دیکھ

(1) نورالابصار صفحه ۱۳۲ دارلمعافه بیروت لبنان۔۔۔ نزہته المجالس مکتبه فارقیه مله جنگ پشاور۔۔۔ الریاض النضره جز اول ص ۷۵ دار الکتب العلمیه بیروت ۔لبنان۔۔۔ تفسیر بحر العلوم سمرقندی ج ۳ ص ۵۰۹ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت

تو اسے پتہ چل جائے گا کہ کثرت نصوص قرآنیہ حق چار یار پر دلالت کرتی ہیں۔ اور آیات قرآنیہ سے حق چار یار کی صدا آتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

> "جیسا کہ سید الاولیاء آفتاب گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک نص کیا بلکہ بکثرت نصوص قرآنیہ واحادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام نہ صرف خلافت شیخین رضی اللہ عنہم بلکہ خلافت خلفاء اربع رضی اللہ عنہم پر شاہد ہیں"۔ (1)

اعلحضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے ایک تو یہ بات ثابت ہوگئی کہ حق چار یار پر بکثرت نصوص قرآنیہ موجود ہیں اور نصوص قرآنیہ کا منکر کون ہے یہ کسی سے چھپی ڈھکی بات نہیں اور خلفائے اربعہ کا لفظ استعمال کر کے یہ وضاحت فرمادی کہ حق چار کا نعرہ سنیوں کا نعرہ ہے اس سے روکنے والے سنی نہیں ہوسکتے۔

(1) تصفیہ ما بین سنی وشیعہ ص امطبوعہ گولڑہ شریف

باب سوم

حق چار یار

بزبان مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی احادیث نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حق چار یار کا ثبوت

ریث نمبر ا:

"عن عبد الله ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا مدینة العلم وابو بکر اساسها وعمر حیطانها وعثمان سقفها وعلی بابها لا تقولوا فی ابی بکر وعمر وعثمان وعلی الا خیر"۔ (۱)

مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور ابو بکر اس کی بنیاد ہیں اور عمر اسکی دیواریں ہیں اور عثمان اسکی چھت ہیں اور علی المرتضی رضی اللہ عنہم اس کا دروازہ ہیں تم 'ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم کے بارے میں سوائے خیر کے کچھ نہ کہو۔

حدیث مبارکہ میں تاجدار کائنات نے چار یار کا تذکرہ فرمایا لہذا ثابت ہوا کہ حق چار یار ۱۹۵۳ء سے نہیں چلا بلکہ یہ حدیث رسول سے مستفاد ہے۔

عارف کھڑی میاں محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

نے اسی حدیث کو بصورت شعر یوں نقل فرمایا ہے:

مسند الفردوسی اندر دیلمیؒ نے آندا
سرور عالم شاہ نبیاں ایہہ آیا فرماندا

(۱) مسند الفردوس۴۳ حدیث رقم ۱۰۵ ۔۔۔ مرقاۃ المفاتیح ملا علی قاری جلد ۱۱ ص ۲۵۳ مطبوعه مکتبه عثمانیه کانسی روڈ کوئٹه پاکستان ۔۔۔ نزہة المجالس ۔ عبد الرحمن صفوری شافعی حصه ثانی ص۳۰۵۔مکتبه فاروقیه محله جنگی پشاور۔۔۔ حواشی اشعةاللمعات لعبد الحکیم شرف قادری ج۷ص۴۵۸۔۔۔فتاوی بهربند ج۱ ص۱۲ ۔۔۔ مراۃ المناجیح ج۸ ص۲۷۲مطبوعه لاہور۔۔۔ مناقب خلفاء راشدین از غلام دستگیر نامی ص زمطبوعه لاہور۔۔۔تمهیدابوشکور سالمی رحمة الله تعالی علیه ص۳۶۵مبطوعه فرید بک سٹال لاہور۔۔۔ الصواعق المحرقه ص۳۴ مطبوعه کتب خانه مجیدیه ملتان۔۔۔ سخن رضا ص ۴۵۱ مطبوعه مکتبه دانیال لاہور۔۔۔میلاد خیرالانام للامام غزالی ص ۷۵ مطبوعه کرمانواله بک شاپ لاہور۔ المقاصد الحسنة ص ۲۲۲مطبوعه مرکزاہل سنت برکات رضا انڈیا۔ الفتح المبین ص۳۸ مطبوعه دار الفکر بیروت۔ اتحاف السادة المتقین ج۶ ص۲۲۴۔ کشف الخفا ج۱ ص ۲۳۵۔ تهذیب تاریخ دمشق ابن عساکر ج۳ ص ۳۸۔ الفتاوی الحدیثیة ص ۳۵۵ دار احیاء التراث العربی بیروت۔ اللآلی المصنوعة ج۱ ص۳۳۶۔ بتصرف قلیل حضرات القدس ج۱ ص ۳۰ مطبوعه قادری رضوی کتب خانه لاہور

شہر علم دا میں ہاں یارو ابوبکر بنیاداں
عمر دیوار تے چھت عثمان در حیدر شاداں[1]

حدیث مذکور کو مقدم کرنیکی وجہ:

اس حدیث رسول ﷺ کو سب سے مقدم کرنیکی وجہ یہ ہے کہ میں نے بعض رافضیوں
سنا ہے کہ انہوں نے حق چار یار کی مخالفت میں یہاں تک جرأت کر دی ہے کہ حدیث پا
صرف انا مدینہ العلم وعلی بابھا ہے کچھ لوگوں نے اپنی طرف سے تھمھ
چھتھا گھڑ رکھا ہے۔(نعوذباالله من هذه السبائیات)

حضرات ایک ہے حدیث مبارکہ کو صرف انا مدینہ العلم وعلی بابھا تک ذکر ک
اپنے موضوع کے متعلق بات کرنا یہ تو الگ رہا۔ لیکن حدیث مبارکہ کو جھٹلانا اس کا مذا
اڑانا اور یہ کہنا کہ یہ لوگوں نے اپنی طرف سے گھڑ رکھی ہے اور پھر انداز بھی گستاخانہ،
ان لوگوں نے حضور ﷺ کی یہ حدیث مبارکہ نہیں پڑھی کہ نبی کریم ﷺ فرمایا:

"ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب
الله وسنة نبیه"۔[2]

میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر تم انہیں مضبوطی سے تھامے
رہو گے تو گمراہ نہیں ہو گے ان میں ایک تو اللہ کی کتاب ہے۔ اور
دوسری سنت رسول اللہ ﷺ۔

تاریخ شاہد ہے کہ جب تک مسلمانوں نے کتاب وسنت سے قلبی رابطہ قائم رکھا اور ا
اہمیت وعظمت کو پیش نظر رکھا تو کسی فتنے کو سر اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی لیکن جب

---

(1) ہدایت المسلمین ص، مطبوعہ چودری برادرز دینہ
(2) موطا امام مالک۔ باب النھی عن القول فی القدر ص۰۲، ایضا مستدرک حاکم ج اص ۹۳

ں کوتاہ اندیشوں نے حدیث رسول ﷺ کو جھٹلانے اور اسکی شہ رگ کو کاٹنے کی
ت جسارت کی ہے۔ اسلامی نظام حیات کی برکات سے لوگ محروم ہو گئے ہیں۔ افسوس
امر کا ہے کہ ایسے خبیث الفطرۃ لوگ تاریخی واقعات کو بڑے کھلے دل کے ساتھ تسلیم
لیتے ہیں حالانکہ وہ معتبر اور متصل اسانید سے منقول نہیں ہوتے لیکن احادیث نبویہ
ﷺ کو نہیں مانتے جبکہ انکی اسانید معتبرہ اور متصلہ ہیں۔ تو منکرین حدیث کی عجیب دورنگی
کہ ادھر مصطفی کریم ﷺ کے ساتھ محبت کا دعوی بھی ہے۔ اور ادھر حدیث رسول
ﷺ کا انکار بھی۔ حدیث رسول ﷺ کو جھٹلانا، سنت رسول کا مذاق اڑانا مصطفی کریم
ﷺ کی گستاخی نہیں تو کیا ہے:

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

یث مذکور کو درجنوں اکابرین اہل سنت نے نقل کیا ہے جن میں صاحب مسند الفردوس
الصوفیا امام غزالی، محدث شہیر ملا علی قاری، امام اہل سنت علامہ ابو شکور محمد بن
السعید سالمی امام احمد بن حجر ہیتمی مکی (علامہ ابن حجر نے نہ صرف یہ کہ اس حدیث کو
ر کیا ہے بلکہ اس حدیث سے "فهذه صريحة في أن أبا بكر أعلمهم" کے الفاظ
ر کر کے افضل البشر بعد الانبیاء سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اعلم فی الصحابہ ہونے پر
تدلال بھی کیا ہے) عبد الرحمن صفوری شافعی، غلام دستگیر نامی، مفتی احمد یار خان
ی، علامہ عبد الحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ قابل ذکر ہیں ان اکابرین اہل سنت کی نقل کردہ
یث کو رد وہ شخص کرے جو عربی عبارت کا ایک صفحہ بھی صحت کے ساتھ پڑھنے کی
لاحیت نہیں رکھتا بلکہ عربی تو عربی رہی فتاویٰ رضویہ کی اردو عبارت کا ایک صفحہ سمجھنے سے
ی قاصر ہے۔ تو فیصلہ عوام کرلیں "جھوٹا کون اور سچا کون" کیونکہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ بڑے
ضح الفاظ میں فرمایا کرتے تھے:

ومن یترک الاٰثار قد ضل سعیه
وهل یترک الاٰثار من کان مسلما

جو شخص سلف صالحین کے نشان قدم کو چھوڑ دے اسکی محنت رائیگاں جاتی ہے۔ اور کیا کوئی مسلمان سلف صالحین کے آثار ونشانات کو چھوڑ سکتا ہے؟(1)

لاعلمی کا بہانہ:

اس بات کا بھی رد کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی کہے کہ مجھے یہ حدیث نہیں ملی میرے علم میں نہیں تھا اس لئے میں نے انکار کر دیا ہے۔ تو میں پوچھنا چاہوں گا کہ کیا حدیث کے متعلق یہ ضابطہ ہے کہ اگر کسی کے علم میں نہ ہو تو وہ شخص حدیث رسول کا انکار کر دے اور یہ کہہ دے بڑے طمطراق کے ساتھ کہ یہ لوگوں نے اپنی طرف سے گھڑر کھی ہے۔ کیونکہ حدیث کا ضروری علم رکھنے والا شخص اس بات سے بخوبی آگاہ ہے تو اس سے اتنی بات سمجھ آتی ہے کہ حضرت تو حدیث رسول ﷺ کا ضروری علم اور ذوق بھی نہیں رکھتے چہ جائیکہ محدث بن کر احادیث رسول ﷺ کا بڑے طمطراق سے انکار شروع کر دیں۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر کسی آدمی کی علمی استطاعت اتنی بھی نہیں کہ وہ مشکوۃ شریف کی اردو شرح بھی دیکھ سکے۔ کہ مفتی صاحب نے کیا لکھا ہے، تو ایسے شخص کیلئے مبلغ اور مفتی بنا تو بڑے دور کی بات ہے بلکہ اس کے لئے وعظ کرنا بھی حرام ہے۔ کیونکہ وہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے۔

جاہل مفتی یعنی مفت سے مفتی:

(1) قلائد الجواہر فی مناقب شیخ عبد القادر ص۲۱ تحت ادعیہ مطبوعہ شبیر برادرز لاہور

"عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ قال یخرج فی اخرالزمان قوم رؤسا جھّالایفتون الناس فیضلون و یضلون"۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آخری زمانہ میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو سردار اور جاہل ہوں گے وہ لوگوں کو فتوی دیں گے خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو گمراہ کریں گے۔ مفت کے مفتیوں کا حال حدیث مبارکہ سے واضح ہے۔

ولی مشکل کشاء سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا فرمان عالیشان:

"قال علی لقاص:أتعرف الناسخ من المنسوخ ؟قال لاقال هلكت وأهلكت"۔[2]

سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے قاص کو فرمایا کہ کیاتو ناسخ و منسوخ کی معرفت رکھتا ہے تو اس نے کہا نہیں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو خود بھی ہلاکت میں ہے اور دوسروں کو بھی ہلاکت میں ڈالنے والا ہے۔

سیدی و مولائی اعلحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ:

عرض! کیاواعظ کرنے والے کا عالم ہوناضروری ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایاغیر عالم کو وعظ کرنا حرام ہے اور اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ ہی عالم کی تعریف بیان فرمائی کہ عالم وہ ہے جو عقائد سے پورے طور پر

---

(1) کنزالعمال ج۱ ص۱۱۹
(2) الاتقان فی علوم القرآن ص ۵۱۷مطبوعه دارالکتاب العربی بیروت

واقف ہو اور مستقل ہو اور اپنی ضروریات کو کتاب سے نکال سکے بغیر کسی کی مدد کے۔[1]

مذکورہ بحث سے ثابت ہوا کہ ایسے ذاکرین جو کیسٹوں سے اپنی ضروریات نکالتے ہیں کتاب سے نکالنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ان کے لیے واعظ کرنا حرام ہے کیونکہ یہ "ضلوا فاضلوا" کا مصداق ہیں اور جب صورت یہ ہو تو منہ سے ایسی ہی بدحواسیاں نکلا کرتی ہیں۔

حق چار یار کا نعرہ تخلیق نور محمدی ﷺ کے وقت:

"وروی عن النبی ﷺ انه قال لابی بکر رضی اللہ عنہ یا ابا بکر خلقنی الله عزوجل من جوهرة من نور فنظر الیها الرب جل جلاله وتقدست اسماؤه وواقفنی بین یدیه فاستحییت منه فعرقت فسقط منی اربع نقط فخلقک یاابابکر من اول نقطة وخلق عمر من الثانیه وخلق عثمان من الثالثة وخلق علیا من الرابعة ۔فنورک یا ابا بکرونور عمروعثمان وعلی من نوری"۔[2]

صاحب نورالابصار بحوالہ الروض الفائق تاجدار کائنات ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھے نوری جوہر سے پیدا فرمایا پھر اس کی طرف اپنی نظر رحمت فرمائی اور مجھے اپنے حضور میں رکھا پس مجھے حیاء کی وجہ سے پسینہ آگیا اور مجھ سے چار قطرے گرے۔ اے ابو بکر رضی اللہ عنہ پہلے قطرے سے اللہ نے تجھے پیدا فرمایا دوسرے سے عمر رضی اللہ عنہ تیسرے سے عثمان غنی رضی اللہ عنہ چوتھے قطرے سے مولی علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو پیدا فرمایا

---

(1) ملفوظات ص۲۰مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا کراچی

(2) الروض الفائق نورالابصار ص۱۵مطبوعہ بیروت ـــ الصواعق المحرقہ ص ۸۳ مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان

پھر فرمایا اے ابو بکر تمہارا عمر فاروق کا عثمان غنی کا اور علی شیر خدا رضی اللہ عنہم کا نور میرے نور سے ہے۔

صدیق عکس حسن کمال محمد است
فاروق ظل جاہ وجلال محمد است
عثمان ضیائے شمع جمال محمد است
حیدر بہار باغ خصال محمد است

"وفی بحر العلوم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما لما خلق اللہ آدم ظہر فی ظہرہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم فکا نت الملائکۃ تقف خلفہ ینظرون الی نور محمدخاتم الانبیاء الذی اخرجہ من ظہرہ قال یارب اجعل نورہ بحیث اراہ فظہر فی سبابتہ ، فقال یارب ھل بقی فی ظہری من ھذا النور شئی؟قال نعم نور اصحابہ قال یارب اجعلہ فی بقیۃ اصابعی فجعل نور ابی بکر فی الوسطی ونور عمر فی البنصر ونور عثمان فی الخنصر ونور علی فی الابہام وکان آدم ینظرالی تلک الانوار تتلألا فی خلال اصابع یمینہ الی ان اکل من الشجرۃ وعوقب بذلک فنقل ذلک کلہ الی ظہرہ"۔(1)

اور بحر العلوم میں سیدنا حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور انکی پشت مبارک میں سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک ظاہر ہونے لگا تو ملائکہ ان کے پیچھے کھڑے ہو کر خاتم الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک کو دیکھنے لگے جو حضرت آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں ظاہر کیا گیا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب اس نور مبارک کو ایسی جگہ رکھ دے جہاں سے میں

(1) نور الابصار ص۱۵۔۱۶مطبوعہ بیروت

اسے دیکھ سکوں پس وہ نور انکی سبابہ یعنی انگشت شہادت میں ظاہر ہوا آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی اے رب ذوالجلال میری پشت میں اس نور سے کچھ نور باقی بھی رہا ہے۔ ارشاد ہوا ہاں انکے اصحاب کا نور (باقی ہے) عرض کی اے میرے پرورد گار اسے میری انگلیوں میں رکھ دے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نور کو درمیان والی انگلی میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نور کو اسکی ساتھ والی انگلی میں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نور کو سب سے چھوٹی انگلی میں اور سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے نور کو انگوٹھے میں ظاہر فرمایا۔ سیدنا آدم علیہ السلام ان نوروں کو دیکھا کرتے تھے اور یہ انوار ان کی دائیں ہاتھ کی انگلیوں میں چمکتے رہے حتی کہ شجر ممنوعہ سے تناول فرمانے پر تمام انوار دوبارہ آپکی پشت مبارک میں منتقل کر دیئے گئے۔

اس حدیث مبارکہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ چار یار کا نعرہ تو اسی وقت ک لگا تھا جب نور محمدی کی تخلیق ہوئی اور ان چار یاروں کے نور کو جناب آدم کی پشت میں ر گیا۔ اور یہ نور آدم علیہ السلام کی انگلیوں میں چمکتا رہا۔ اور حق چار یار کا پرچار ہوتا رہا ہے تو کیا آپکے نزدیک ۱۹۵۳ کے بعد کا واقع ہے۔ نہیں ہر گز نہیں تو پتہ چلا کہ چار یار کا تذکرہ بہ پہلے کا ہے جو کہے کہ ۱۹۵۳ء کے بعد کا ہے تو وہ کذاب ہے اور " لعنة الله عل الكاذبين "کے ضمرے میں آتا ہے۔ یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری سمجھتا ہو کے حق چار یار کے ٹھیکیدار اور پنج تن پاک کے گستاخ حضور کے نور کے ہونے کو بھی ملاحظ فرمالیں کہ حضور کا نور ہونا تو الگ بلکہ آپکے چار یار بھی نور ہیں۔

حق چار یار نوح علیہ السلام کے دور میں:

معارج میں ہے کہ جب نوح علیہ السلام کشتی تیار کرنے پر مامور ہوئے تو فرمان الٰہی پہنچا کہ ایک ہزار ایک سو بیس تختے ترتیب دیجئے اور ہر تختے پر ایک ایک نبی کا نام لکھ دیجئے حضرت نو

ؑ نے بموجب حکم الٰہی تمام تختوں پر انبیاء علیہم السلام کے نام لکھے، صبح اٹھ کر سب کو محو پایا،
بت حیران وپریشان ہوئے اور پھر دوسرے روز سب کے نام لکھے پھر محو پایا بہت مضطر
ئے کہ ہر روز محنت رائیگاں ہوتی ہے،وحی الٰہی آئی حکم ہوا کہ اے نوح علیہ السلام ان اسماء کو
رے نام سے ابتداء کرو اور ہمارے حبیب علیہ السلام پر ختم کرو، یہ نام محو ہونے سے محفوظ
یں گے،اس کے بعد آپ روزانہ کی پریشانی سے بچیں گے، چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے ایسا
کیا کہ سب سے پہلے نام الٰہی لکھا اور بعد ازاں حضور سید دوجہاں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
ام منقوش کیا،جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی منقوش فرما چکے،تو ملاء اعلیٰ نے نداوی
انوح الان قد تمت سفینتک "یعنی اے نوح علیہ السلام اب آپ کی کشتی تمام اور کامل
ئی، حضرت مولانا جامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں۔

زجودش گرنگشتے راہ مفتوح
بجودی کے رسیدے کشتی نوح

کشتی نوح کے تمام تختے جوڑ دیئے گئے تو آخر میں صرف چار تختوں کی جگہ باقی رہ گئی تو حضرت جبریل علیہ السلام سے مشورہ کیا کہ ان چار تختوں پر کن اسماء کو لکھا جائے، حضرت جبریل نے فرمایا اے شیخ امام الانبیاء سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چار دوست ہوں گے (ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم) ان تختوں پر ان کے نام لکھ دیئے جائیں، یہ چار نام اسلام کے درخشاں ستارے ہیں، ان اسماء کی برکت سے آفات سماوی سے محفوظ رہا جا سکتا ہے چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کی یہ عظیم الشان کشتی انبیاء کرام کے اسماء گرامی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام سے معمور ہو گئی، ان پاکیزہ ناموں کی برکت سے اس تاریخی طوفان سے نجات پائی۔[1]

(۱) مدارج النبوۃ ج۱

فائدہ: اس طرح اگر انسان اللہ تعالیٰ کی محبت اور انبیاء علیہم السلام کی تصدیق سرکار دوعالم ﷺ کی اتباع اور چار یار رسول کی الفت سے آراستہ نہ ہو گا اور اس کے دل پر یہ اسماء نقش نہ ہوں گے تو طوفان برزخ سے اپنے آپ کو سلامت نہیں لے جاسکے گا۔

حق چار یار کا نعرہ عرش پر:

"عن جعفر ابن محمد عن ابی عن جده قال قال رسول الله ﷺ الا انبئكم بما على العرش مكتوب قلنا بلى يا رسول الله ﷺ قال على العرش مكتوب لا اله الا الله محمد رسول الله ابوبكر الصديق عمر الفاروق عثمان الشهيد على الرضا"۔[1]

حضرت امام جعفر صادق بن محمد باقر اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں اس چیز کی خبر نہ دوں کہ عرش پر جو لکھا ہے ہم نے عرض کی یا رسول اللہ کیوں نہیں آپ نے فرمایا عرش پر لکھا ہوا ہے **لا اله الا الله محمد رسول الله**۔ ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان شہید، علی الرضا رضی اللہ عنہم۔

لیکن مسئلہ یہ ہے کہ عرش پر رافضیوں کا کیا کام کہ یہ حق چار یار وہاں پر لکھا ہوا دیکھیں کیونکہ یہ تو "اسفل السافلين" کی مصداق قوم ہے عرش پر جانا ہے تو سنیوں نے اور ... کر یہ نعرہ لگانا ہے کہ

چراغ و مسجد و محراب و منبر
ابو بکر و عمر عثمان و حیدر

(1) شرف المصطفیٰ ج ۶ ص۱۱۶ لابوسعد عبدالملک بن ابی عثمان متوفی ۴۰۶ھ مطبوعہ دارالبشائر الاسلامیہ ۔۔۔ ریاض النضرہ ص ۵۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حق چار یار کا نعرہ لواء الحمد پر:

"عن ابن عباس رضی اللہ عنہما سئل النبیا عن لواءِ الحمد فقال له ثلاث شقاق کل شق منهما ما بین السما ء والارض علی الثلثة الاولی مکتوب بسم الله الرحمن الرحیم وفاتحة الکتاب وعلی الثانیه لا اله الا الله محمد رسول الله وعلی الثالثة ابو بکر الصدیق عمر الفاروق عثمان ذوالنورین علی مرتضی"۔ (1)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لواء الحمد کے بارے میں سوال کیا گیا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کے تین پرت ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک کا گوشہ زمین و آسمان کے درمیان ہو گا پہلے پر بسم الله الرحمن الرحیم اور سورہ فاتحہ لکھی ہو گی دوسرے پر "لا اله الا الله محمد رسول الله" لکھا ہوا ہے اور تیسرے پر ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان ذوالنورین اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم (حق چار یار) لکھا ہوا ہے۔

حوض کوثر پر حق چار یار کا راج:

"روی عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ عن البنی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال ان لحوضی اربع ارکان رکن منه فی ید ابی بکروالثانی فی ید عمروالثالث فی ید عثمان والرابع فی ید علی رضی اللہ عنہم فمن احب ابا بکروابغض عمر لم یسقه ابو بکر ومن احب عمر وابغض ابا بکر لم یسقه عمر ومن احب عثمان وابغض علیا لم یسقه عثمان ومن احب علیا وابغض عثمان لم یسقه علی ومن احسن القول فی ابی بکر فقد اقام

(1) ریاض النضرہ ص ۵۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

الدین ومن احسن القول فی عمر فقد اوضح السبیل ومن احسن القول فی عثمان فقدا ستنار بنور رب العالمین ومن احسن القول فی علی فقد استمک بالعروۃ الوثقی ومن احسن القول فی اصحابی فھو مؤمن ومن اساء القول فی اصحابی فھو منافق"۔(۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک میرے حوض (کوثر) پر چار (طرف) پیالے ہوں گے ایک پیالہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہو گا اور دوسرا عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہو گا اور تیسرا عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہو گا اور چوتھا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہو گا۔ جو شخص ابو بکر رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتا ہو گا اور عمر رضی اللہ عنہ سے بغض تو ابو بکر رضی اللہ عنہ اسے نہیں پلائیں گے اور جو عمر رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتا ہو گا ار ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بغض عمر رضی اللہ عنہ اسے نہیں پلائیں گے اور جو عثمان رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتا ہو گا اور علی رضی اللہ عنہ سے بغض تو عثمان رضی اللہ عنہ اُسے نہیں پلائیں گے اور جو علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتا ہو گا اور عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض تو علی رضی اللہ عنہ اسے نہیں پلائیں گے، جس نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حق میں اچھی بات کی تو تحقیق اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اچھی بات کی تو اس نے سیدھی راہ کو واضح کیا اور جس نے عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق اچھی بات کی تو اس نے اپنے آپکو رب العالمین کے نور سے منور کر لیا اور جس نے علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اچھی بات کی تو اس نے دین کی مضبوط رسی کا سہارا لے لیا اور جس نے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اچھی بات کی وہ مؤمن ہے اور جس نے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں بری بات کی وہ منافق ہے۔

(۱) کنز العمال ـ ریاض النضرہ ص۵۳ــ شرف المصطفی ج۶ص۳۰ دارالبشائر الاسلامیہ، اسدالغابہ ص۸۸، تاریخ ابن عساکر ج۳۰ص۱۰۷ــ مصباح الظلام ص۱۱۵ مطبوعہ لاہورمصنف محمد بن موسی المراکشی متوفی ۶۸۲

س کوثر کے جام تو چار یاروں کے پاس ہوں گے وہ ملیں گے اہل سنت وجماعت کو کیونکہ
چار یار کو ماننے والوں کو ہی مل سکتے ہیں۔ اور منکرین تم پریشان نہ ہونا کیونکہ جنت کے
س میں ایک جگہ ہو گی جہاں پر رافضیوں اور دیگر بدمذہبوں کیلئے پیپ اور خون پیا ئ
نے کیلئے وافر مقدار میں موجود ہو گا۔ "مقدر اپنا اپنا۔۔۔نصیب اپنا اپنا"

ق چار یار اور سبق آموز واقعہ:

صباح الظلام میں ہے حضرت ابو عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سال حج کے لیے حرم کعبہ
ر پہنچا۔ معلوم ہوا کہ ایک شخص کو عرصہ گذر گیا ہے وہ پیاسہ نہیں ہوتا۔ میں اس کی
یارت کو حاضر ہوا اور اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں (رافضی شیعہ) تھا۔ ایک
ات میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت ہو گئی ہے اور لوگ پیاس سے مر رہے ہیں میں بھی
پیاس سے مارا مارا پھر رہا تھا پانی کی تلاش میں حوض کوثر پر پہنچا وہاں سیدنا ابو بکر وسیدنا عمر
وسیدنا عثمان وسیدنا علی رضی اللہ عنہم کا پہرہ تھا صرف وہی پانی پلانے پر مامور تھے۔ میں حسب عقیدہ
سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے حضور میں حاضر ہوا۔ لیکن آپ نے مجھے دیکھ کر منہ پھیر لیا اس
کے بعد میں اصحاب ثلاثہ کی خدمت میں گیا انہوں نے بھی روگردانی فرمائی اس کے بعد
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور عرض کی۔

> مجھے سخت پیاس نے گھیرا ہے اسی لئے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن انہوں نے بے رخی فرمائی ہے۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تمہیں کیسے پانی پلاتے جب کہ تو میرے صحابہ سے بغض رکھتا ہے۔ میں نے عرض کی کیا اب میری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں اور فرمایا تو سچے دل سے تائب ہو جا پھر میں تمہیں شرابا طہورا پلاؤں گا جس سے تجھے زندگی بھر پیاس نہ لگے گی میں اس وقت تائب ہوا آپ نے مجھے ایک پیالہ عنایت فرمایا میں نے وہ پیالہ پی

لیا۔ اس کے بعد مجھ سے پیاس کا نام ونشان بھی مٹ گیا۔ اب چاہوں تو پانی پی لوں ورنہ ضرورت نہیں رہی۔ [1]

"فاعتبروا یاُولی الابصار"

چار یاروں کی محبت صرف مؤمن کے دل میں ہوتی ہے:

"عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لايجتمع حب هؤلاء الاربعة الافی قلب مومن ابو بكر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم۔ وهكذا بتغير قليل"۔ [2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان حق چار یار کی محبت نہیں جمع ہو گی سوائے مؤمن کے دل میں (وہ چار یہ ہیں) ابو بکر وعمر اور عثمان وعلی رضی اللہ عنہم۔

حق چار یار کی مخالفت کرنے والا اللہ کا دشمن ہے:

"وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يحبهم يعنی الاربعة اولياء الله ويبغضهم اعداء الله"۔ [3]

(1) شواہدالحق ص ۲۶۳ مطبوعہ لاہور

(2) فی الصواعق المحرقه ص۱۲۵ مطبوعه کتب خانه مجیدیه ملتان۔۔شرف المصط ص۱۹ج۶ مطبوعه دارالبشائر الاسلامیه ۔۔طبرانی ج۱۱ص۷ ۶۳۔۔فضائل للامام احمد ص ۶۷۰،تاریخ عساکر ج ۳۹ ص ۱۲۶. حلية الاولياء ج ۱۱ص ۲۱۳۔ الفتح المبین ص ۴۴۔۵۰ مطبوعه دار الفکر بیروت. مس الشامین ج ۳ ص ۲۹ موسسة الرسالة بیروت. فضائل الخلفاء الراشدین لابی نعیم اصفهانی ص ۹ حدیث ۲۳۱. جامع الاحادیث رقم ۱۷۴۹۲، ۱۷۴۹۳. کشف الخفاء ج ۲ ص ۲۷۱ رقم ۳۱۰۶. کنز العمال ۳۳۱۰۳، ۳۶۰۰۵. جمع الجوامع رقم ۱۵۵۷. سبل الهدی والرشاد ج۱۱ ص ۲۴۲ دار الکتب العلمیه بیروت۔

(3) الریاض النضره ص۴۸ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان چاروں سے محبت کرنے والے اللہ تعالی کے دوست ہیں اور ان سے بغض رکھنے والے اللہ کے دشمن ہیں۔

پتہ چلا کہ حق چار یار کا نعرہ لگانے والے اللہ کے دوست اور حق چار یار سے منع کرنے والے اللہ کے دشمن ہیں۔

اور حدیث مذکورہ سے واضح ہوا کہ چار یار کی محبت مومن کے دل میں جمع ہوتی ہے اسی لئے مومن حق چار یار کا نعرہ لگاتے ہیں اور جو حق چار یار سے روکتے ہیں ان کے دل میں چار یار کی محبت نہیں جب چار یار سے محبت نہیں تو مومن نہیں کیا ہیں وہ فیصلہ روافض خود کر لیں اور جیسا کہ آئندہ حدیث سے بھی واضح ہے۔

حق چار یار سے بغض رکھنے والا فاجر:

"عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال له یا علی ان الله امرنی ان اتحذ ابا بکر وزیرا وعمر مشیرا وعثمان سندا وایاک ظهیرا انتم اربعة فقد اخذ الله میثاقکم فی ام الکتاب لا یحبکم الا مؤمن ولا یبغضکم الا فاجر انتم خلائف نبوتی وعقدة ذمتی وحجتی علی امة لاتقاطعوا ولاتدا بروا ولا تعا قوا"۔(1)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ بیشک اللہ تعالی نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنا وزیر بناؤں اور عمر رضی اللہ عنہ کو مشیر اور عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا

---

(1) الریاض النضره ص۴۸ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت، روح البیان ج۹ ص ۲ سورة الفتح آیت ۲۹ دار احیاء التراث العربی بیروت، جامع الاحادیث رقم ۲۶۱۳۴، ۳۴۹۸۹، کنز العمال ۳۳۰۶۹، ۳۶۰۰۳، جمع الجوامع رقم ۱۰۶۳

• سہارا بناؤں اور تمہیں اپنا مدد گار تم چار ہو (حق چار یار) اللہ تعالیٰ نے تم سے ام الکتاب (لوح محفوظ) میں وعدہ لیا ہے تمہارے ساتھ کوئی محبت نہیں کرے گا سوائے مومن کے اور تمہارے ساتھ کوئی بغض نہیں رکھے گا سوائے فاجر کے تم میرے نبوت کے خلیفہ ہو اور تم میری ذمہ داری (میرے وعدہ) کے پاسباں ہو اور تم میری امت کی حجت اور دلیل ہو آپس میں ایک دوسرے سے قطع تعلقی نہ کرنا، ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرنا ایک دوسرے سے دوری اختیار نہ کرنا۔

روافض سے پوچھا جائے کہ حق چار یار کو تو حضور نے اپنی امت کیلئے حجت اور دلیل قر
ہے اور تم انکی مخالفت کر رہے ہو چہ جائیکہ کہ انکو مانوان سے محبت کرو پھر انکو حجت
تسلیم کرو۔ ہاں البتہ یہ بات واضح ہے کہ امت اجابت تو انکو حجت مانتی ہے اور مانتی ر
حق چار یار کا نعرہ لگاتی رہے گی امت دعوت والے نہ مانیں تو انکی مرضی ہمارا اس م
نقصان ہے۔

بتا اے عقل انسانی حل کوئی اس معمے کا
عقل کچھ اور کہتی ہے رافضی کچھ اور کہتے ہیں

حق چار یار کی محبت نماز کی طرح فرض ہے:

"عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالی عزوجل افترض علیکم حب ابی بکر وعمر وعثما ن وعلی کما افترض علیکم الصلوۃ والزکاۃ والصوم والحج فمن ابغض واحدا منهم لم یقبل الله له

صلاة ولازكاة ولا صوما ولا حجا ويحشر من قبره الى النار"۔[1]

سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، اور مولی علی رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا تم پر ایسے فرض فرمادیا ہے جیسے نماز، زکوۃ اور حج فرض فرمایا ہے جس نے ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی بغض رکھا اللہ تعالی اسکی نماز، زکوۃ، روزہ اور حج قبول نہیں فرمائے گا اور اسے قبر سے اٹھا کر سیدھا دوزخ میں بھیجے گا۔

افض چار یار سے جلتے اس لئے ہیں کہ یہ ڈائریکٹ جہنم میں جانا چاہتے ہیں کیونکہ حوض کوثر ر تو چار یاروں کا راج ہو گا(کمامر) اور چار یار کے منکروں کو وہاں سے تو کچھ نہیں ملے گا۔

ترتیب افضلیت اور حق چار یار بزبان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم:

"عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ان الله اختار اصحابی على العٰلمين سوى النبيين والمرسلين واختارلى من اصحابی اربعة ابابكر وعمر وعثمان وعليا فجعلهم خير اصحابی وفی اصحابی كلهم خير واختا ر امتی على الامم واختار من امتی اربعة قرون الاول والثانی والثا لث والرابع"۔[2]

---

(1) الفتح المبین ص ۵۳ دار الفکر بیروت، نور الابصار ص۱۶مطبوعه بیروت --- الصواعق المحرقه ص ۸۱ مطبوعه کتب خانه مجیدیه ملتان، الشریعة ص ۴۳۱، مطبوعه دار الحدیث قاہرہ۔ الاسالیب البدیعه ص۲۶۴-۲۶۳ مطبوعه الحقیقه استنبول، محض الصواب فی فضائل امیر المومنین عمر بن الخطاب ج۳ ص ۹۳۱ المدینة المنورة، الریاض النضرة ص ۱۹۔ اصدق التصدیق ص ۲۰ مطبوعه جمعیت اشاعت اہل سنت کراچی۔

(2) الشفاء ج ۲ ص ۴۲، الریاض النضره ص۴۷ مطبوعه دار الحدیث العلمیه بیروت. مجمع الزوائد ج ۹ ص ۴۳۷ رقم ۱۶۳۸۳ قال ہیثمی رواة البزار ورجاله ثقات وفی بعضهم خلاف، بیان الوهم والایهام.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالی نے سب جہان والوں پر چن لیا ہے سوائے انبیاء و مرسلین کے اور میرے صحابہ کو اور ان میں سے چار (حق چار یار) کو میرے لئے چن لیا ہے یعنی ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کو اور میرے صحابہ سب ہی بہتر ہیں اور میری امت کو سب امتوں پر پسند فرما لیا ہے اور میری امت میں سے چار زمانوں کو پسند کر لیا ہے خلیفہ اول کا زمانہ اور دوسرے خلیفہ کے زمانہ اور تیسرے خلیفہ کے زمانہ اور چوتھے خلیفہ کے زمانہ کو۔

پتہ چلا کہ چار کا انتخاب اللہ تعالی نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے فرمایا ہے لہذا جو حق چار ی
سے روکتا ہے وہ خدا کے امر کردہ مسئلہ کو روکتا ہے وہ خدا کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہتا ہے ا
جو خدا سے مقابلہ کرے وہ کون ہے؟ وہ خدا کیساتھ مقابلہ کرنے والوں بڑوں بڑوں کیساتھ
کسی نہ کسی طرح ضرور تعلق رکھتا ہے۔ (فتامل)

یہ حدیث مبارکہ جب مناظرہ میں شفاء شریف کے حوالہ سے پیش کی گئی تو منکرین حق چا
یار کی طرف سے اس پر یہ اعتراض کیا گیا کہ امام ذہبی نے میزان الاعتدال میں اس حدیث
کو موضوع (من گھڑت) لکھا ہے۔ امام ذہبی لکھتے ہیں:

ج ۴ ص ۶۷۷ رقم ۲۲۴۱، فضائل الخلفاء الراشدين لابی نعیم الاصفهانی ص ۳۵۶ رقم ۲۸۸، تفسير قرطبی ج۱۶ ص ۲۹۷ تحت سوره فتحه أيت ۲۹ عن جابر مرفوعا صحيحا، كشف الاستار عن زوائد البزار ج ۳ ص ۱۳۴، تاریخ بغداد ج ۳ ض ۱۶۲ارقم ۱۲۰۷ترجمه محمد بن فارس بن محمد بن محمود، تهذیب الكمال ج۵ ص ۱۰۴ رقم ۳۳۳۶ ترجمه عبد الله بن صالح بن محمد، تهذیب التهذيب ج ۵ ص ۲۲۷، شرح مذاهب اہل السنة ابن شهين ج۱ ص ۲۴۳رقم ۱۵۷، اصول السنه ابن ابی زمنين ج۱ ص ۲۷۰ رقم ۱۹۱، موضع اوہام الجمع والتفريق لخطيب بغدادی ج ۲ ص ۳۰۴، ج ۲ ص ۳۱۲، الاصابه فی تمییز الصحابه ج ۱۴ ص ۱ وقال رجاله موثقون، تاريخ الاسلام لامام ذہبی ج۱۶ ص ۲۲۸، رياض النضرة ج۱ ص ۱۷، تاريخ دمشق ابن عساكر ج۲۹ ص ۱۸۴ ترجمه عبد الله بن صالح، معض الثواب فی فضائل امير المومنين عمر بن الخطاب لابن مبرد ج۱ ص ۲۳۹، منهاج القاصدين موفق الدين ص ۱۴ قلمی، الروض الانيق فی فضائل الصديق ج۱ ص ۳، فتح المغيث ج ۳ ص ۱۱۱ باب معرفة الصحابه رجاله موثقون، الخصائص الكبرى ج ۲ ص ۳۰۲، سبل الهدى ج۱۰ ص ۳۲۹، كتاب الشريعه لامام آجری۔

قد قامت القيامة على عبد الله ابن صالح بهذا الخبر الذي قال حدچنا نافع عن زبرة بن معبد عن سعيد بن المسيب عن جابر مرفوعا ان الله اختار اصحابى على العالمين سوى النبيين والمرسلين واختار لى منهم اربعة ابابكر وعمر وعثمان وعليا فجعلهم خير اصحابى وفى اصحابى كلهم خير

ے لکھتے ہیں:

قال النسائى حدث ابوصالح بحديث ان الله اختار اصحابى بهوموضوع

م نسائی فرماتے ہیں یہ روایت موضوع ہے من گھڑت ہے۔(1)

واب: آیئے اس حدیث مبارکہ کا جائزہ لیتے ہیں کہ حقیقت حال کیا ہے لیکن تفسیر سے ں اتنی بات کی وضاحت ضروری ہے کہ منکرین حق چار یار جھوٹ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے ونکہ مناظرہ میں اگرچہ حوالہ تو میزان الاعتدال کا ہی دیا تھا لیکن گلفشانی یہ فرمائی تھی کہ ام نسائی نے اسے موضوع کہا ہے جبکہ روداد مناظرہ میں ص۲۶ پر یہ لکھا ہے کہ امام ذھبی نے اسے موضوع کہا ہے جبکہ امام ذھبی نے اس روایت کی توثیق کی ہے موضوع نہیں کہا۔ جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے۔

حدیث مبارکہ کی سند:

کشف الاستار عن زوائد البزار ج۳ ص ۱۳۴ میں یہ حدیث مبارکہ اس سند کے ساتھ موجود ہے کہ حدثنا محمد بن رزق الله الكلواذانى واحمد ابن منصور واللفظ لمحمد قالا حدثنا عبد الله ابن صالح حدثنا نافع ابن يزيد حدثنى ابوعقيل زبرة بن معبد عن سعيد بن المسيب عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله ﷺ ان الله اختار اصحابى ـــــ الخ

(1) روداد مناظرہ ص۲۶ قادریہ جیلانیہ پبلی کیشنز

سند میں مذکور راویوں کا تعارف اور توثیق

۱۔ ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق البزار

امام دار قطنی نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے دیکھئے سیر اعلام النبلاء جز۱۳ ص ۱۶۵ رقم ۲۸۱ مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت مزید ترجمہ دیکھئے درج ذیل کتب میں:

۱۔ تاریخ بغداد ج ۴ ص ۳۳۴
۲۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۶۵۳
۳۔ لسان المیزان ج ۱ ص ۲۳۷
۴۔ العبر ج ۲ ص ۹۲
۵۔ الوافی بالوفیات ج ۷ ص ۲۶۸
۶۔ طبقات الحفاظ ص ۲۸۵
۷۔ شذرات الذہب ج ۲ ص ۲۰۹
۸۔ النجوم الزہرۃ ج ۳۰ ص ۱۵۷

۲۔ محمد بن رزق اللہ الکلواذانی ابو بکر

امام ابن حبان نے انہیں ثقات میں لکھا۔ (الثقات لابن حبان ج ۹ ص ۱۲۴ رقم ۱۵۵۴۴)
مزید ترجمہ درج ذیل کتب میں دیکھئے:
۱۔ اللباب ج ۳ ص ۲۶۶
۲۔ شذرات الذہب ج ۳ ص ۲۳۰

۳۔ العبر ج۳ ص ۱۶۰
۴۔ الوافی بالوفیات ج۳ ص ۷۰
۵۔ معجم البلدان ج۵ ص ۲۱۸

احمد ابن منصور بن سیار بن المعارک البغدادی الرمادی

امام ابن حبان نے انہیں الثقات میں شمار کیا ہے۔ (الثقات لابن حبان ج۸ ص ۴۱ رقم ۱۲۱۵)۔ مزید ترجمہ اور توثیق ملاحظہ ہو:

۱۔ الجرح والتعدیل ج۲ ص ۷۸
۲۔ تاریخ بغداد ج۵ ص ۱۵۱
۳۔ الانساب ج۶ ص ۱۶۳
۴۔ اللباب ج۲ ص ۳۶
۵۔ تہذیب الکمال ج۱ ص ۴۹۲
۶۔ تذہیب التہذیب ج۱ ص ۲۷
۷۔ تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص ۵۶۴
۸۔ میزان الاعتدال ج۱ ص ۱۵۸
۹۔ الوافی بالوفیات ج۸ ص ۱۹۲
۱۰۔ البدایہ والنہایہ ج۱۱ ص ۳۸
۱۱۔ تہذیب التہذیب ج۱ ص ۸۳
۱۲۔ طبقات الحفاظ ص ۲۵۱
۱۳۔ خلاصہ تہذیب الکمال ص ۱۳

۳۔ عبداللہ بن صالح بن محمد بن مسلم الجہنی ابو صالح کاتب اللیث

امام ابن حجر عسقلانی نے تقریب میں ان کو صدوق لکھا ہے (تقریب ج۱ص ۵۰۱رقم ۳۳۹۹)۔ مزید ترجمہ وتوثیق درج ذیل کتب میں دیکھئے:

۱۔ طبقات ابن سعد ج۷ ص۵۱۸

۲۔ تہذیب التہذیب ج۵ ص۲۵۶

۳۔ تاریخ الدوری ج۲ ص۳۱۳

۴۔ طبقات خلیفہ ص۲۹۷

۵۔ تاریخ الکبیر للبخاری ج۵ ص اترجمہ ۳۵۸ وج۹ ص ۵۵۲

۶۔ الکنیٰ لمسلم ص ۵۴

۷۔ تاریخ بغداد ج۹ ص۴۷۸

۸۔ سیر اعلام النبلاء ج۱۰ ص ۴۰۵

۹۔ المدخل الی الصحیح ص۸۱

۱۰۔ الکاشف ج۲ ترجمہ ۲۸۰۷

۱۱۔ السابق اللاحق ص ۲۵۶

۱۲۔ میزان الاعتدال ج۲ ص ۴۴۰رقم ۴۳۸۳

۱۳۔ تذکرۃ الحفاظ ج۱ ص۲۹۵

۱۴۔ شذرات الذہب ج۲ ص۵۱

۴۔ نافع بن یزید الکلاعی ابو یزید المصری

امام العجلی نے انہیں الثقات میں لکھا ہے۔ (الثقات العجلی ج۲ ص ۳۰۹رقم ۱۸۳۶) مزید ترجمہ وتوثیق درج ذیل کتب میں ملاحظہ ہو:

۱۔ تاریخ ابوزرعہ الدمشقی ص۲۲۸

۲۔ تہذیب التہذیب ج۱۰ص ۴۱۲
۳۔ تقریب التہذیب ج۲ص۲۹۶
۴۔ ثقات ابن حبان ج۹ص۲۰۹
۵۔ الجرح والتعدیل ج۸ص۴۸۵رقم۲۰۹۵
۶۔ تہذیب الکمال ج۲۹ص۲۹۶
۷۔ رجال صحیح مسلم لابن منجویہ ص ۱۸۳
۸۔ تاریخ الکبیر للبخاری ج۸ترجمہ ۲۲۸۰
۹۔ شذرات الذہب ج۱ص۲۶۶
۱۰۔ تذہیب التہذیب ج۴ص۹۱
۱۱۔ رجال بخاری للباجی ج ۲ص ۷۷۲
۱۲۔ طبقات ابن سعد ج۷ص۵۱۷

۵۔ زہرہ بن معبد بن عبد اللہ بن حشام ابو عقیل

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ امام ابو حاتم نے فرمایا: لاباس بہ مستقیم الحدیث۔(تہذیب الکمال ج۹ص۴۰۱رقم۲۰۰۸) مزید ترجمہ وتوثیق درج ذیل کتب میں ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ تہذیب التہذیب لابن حجر ج۳ص ۳۴۱
۲۔ شذرات الذہب ج۱ص ۱۹۲
۳۔ سیر اعلام النبلاء ج۶ص ۱۴۶
۴۔ اکمال مغلطائی ج ۲ص ۴۱
۵۔ الکاشف ج۱ص۳۲۶
۶۔ ثقات ابن حبان ج۱ص۱۳۹

۷۔ ثقات ابن شہین ترجمہ ۴۰۷
۸۔ الکنیٰ للمسلم ص ۷۹
۹۔ رجال البخاری للباجی ص ۶۳
۱۰۔ تاریخ الکبیر للبخاری ج ۳ ترجمہ ۱۴۷۶
۱۱۔ طبقات حلیفہ ص ۲۹۴
۱۲۔ تاریخ یحیٰی بروایۃ الدوری ج ۲ ص ۱۷۵

۶۔ سعید بن المسیب بن حزن بن ابی وہب سید التابعین

یہ بالاتفاق ثقہ ہیں دیکھئے تہذیب الکمال ج ۱۱ ص ۶۶ رقم ۲۳۵۸۔ مزید ترجمہ وتوثیق درج ذیل کتب میں ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ تاریخ یحیٰی بروایۃ الدوری ج ۲ ص ۲۰۷ رقم ۹۹
۲۔ ثقات العجلی ص ۱۹
۳۔ جامع الترمذی ج ۵ ص ۴۶ حدیث ۲۶۷۸
۴۔ ثقات ابن حبان ج ۲ ص ۱۶۲
۵۔ رجال صحیح مسلم لابن سنجویہ ص ۵۷
۶۔ رجال البخاری للباجی ص ۱۵۵
۷۔ معرفۃ التابعین ص ۱۴
۸۔ تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۸۴
۹۔ سیر اعلام النبلاء ج ۴ ص ۲۱۷

۷۔ جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ عنہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالاتفاق ثقہ ہیں۔

یہ حدیث کم از کم حسن کا درجہ رکھتی ہے:

اس حدیث مبارکہ کے متعلق جیسا کہ ما قبل ذکر کیا گیا کہ امام نسائی وغیرہ نے وضع کا حکم لگایا ہے اور اس وضع کے حکم میں انہوں نے سند میں جس راوی پر اعتراض کیا ہے وہ عبد اللہ ابن صالح ہیں اور بات صرف عبد اللہ ابن صالح کی نہیں بلکہ مختلف راویوں نے اس کی متابعت بھی کر رکھی ہے عبد اللہ ابن صالح کی ابن مریم نے متابعت کی ہوئی ہے۔ جب متابعت موجود ہے تو یہ روایت کم از کم حدیث حسن کا درجہ رکھتی ہے اور اس پر اعتراض کرنے والے المعترض کالاعمی کے مصداق ہیں۔ اور علمی استطاعت اتنی ہے کہ متابعت نظر ہی نہیں آتی اور اگر آجائے تو سمجھ ہی نہیں آتی لیکن اس کے باوجود ہم بڑھاپے کی وجہ سے موصوف کو معذور سمجھتے ہیں کیوں کہ کبھی کبھی بڑھاپے میں ایسے ہو جاتا ہے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

منکرین حق چار یار نے روداد مناظرہ میں اس حدیث اس پر وضع کا حکم امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا ہے جبکہ امام ذہبی نے تو اس حدیث کی توثیق فرمائی ہے آپ فرماتے ہیں:

قلت ومن انکر ما نقموا علی ابی صالح روایته عن نافع یزید عن زہرة عن معبد عن سعید بن المسیب عن جابر مرفوعا ان الله اختار اصحابی علی جمیع العالمین ـــالحدیث بطوله لکن قد تابعه علیه سعید ابن ابی مریم عن نافع رواة علی ابن داود القنطری ومحمد ابن الحارث العسکری عن ابن ابی مریم فتخلص ابوصالح۔

(المیزان ج۲ ص ۴۴۲)

امام ذہبی میزان الاعتدال میں رقمطراز ہیں کہ میں کہتا ہوں جن حضرات نے اس حدیث کا انکار کیا ہے انہوں نے جو اعتراض کیا ہے وہ ابوصالح پر ہے جو ابوصالح کی روایت نافع بن یزید سے ہے انہوں نے زہرہ بن معبد سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کی ہے: ان اللہ اختار اصحابی علی جمیع العالمین۔۔۔۔ اپنی طوالت کے ساتھ یہ پوری حدیث۔ لیکن ابوصالح کی متابعت سعید ابن ابی مریم نے کی ہے انہوں نے نافع سے روایت کی ہے اس کو علی بن داود قنطری نے اور محمد بن الحارث العسکری نے ابن ابی مریم سے روایت کی ہے اس کی تلخیص ابوصالح نے کی ہے۔

امام ذہبی صراحتاً فرمارہے ہیں کہ عبد اللہ ابن صالح کی ابن مریم نے متابعت کی ہے تو اس کے باوجود سارا زور لگا کر اس حدیث کو موضوع ثابت کرنا کس بات کی غمازی کرتا ہے مزید یہ کہ یہی حضرات جب حضور مولائے کائنات سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو مولود کعبہ ثابت کرنے کیلئے مغازی والی روایت پیش کرتے ہیں حالانکہ محدثین نے اس پر کذب کی جرح کی ہے جبکہ اس سند میں عبد اللہ ابن صالح کو اگر چہ مختلف فیہ مان بھی لیا جائے تو اس پر کذب کی جرح نہیں ہے بالفرض کسی جگہ کذب کا لفظ ہو بھی تو وہ خطا کے معنی میں ہے کیونکہ احمد بن عدی فرماتے ہیں کہ

ابوصالح عندی مستقیم الحدیث الا انه یقع فیه حدیثه غلط ولایتعمد الکذب

(الکامل فی الضعفاء ج۳ رقم ۴۳۹۳)

ابوصالح میرے نزدیک مستقیم الحدیث ہے مگر یہ کہ اس کی حدیث میں خطاوقوع اگرچہ ہے لیکن اس پر کذب کی تہمت پر اعتماد نہیں کیا جائے یعنی اس پر کذب کی جرح قابل قبول نہیں ہے تو طرفہ تماشہ یہ ہے کہ ایک سند طرف سند میں راوی پر کذب کی جرح موجود

ہونے کے باوجود اس کو قبول بھی کر لیا جاتا ہے اور دوسری طرف روایت کی سند میں راوی مستقیم الحدیث ہے اس پر کذب کی جرح بھی نہیں مزید بر آں اس کا متابع بھی موجود ہے لیکن صحابہ کرام کی شان میں حدیث ہونے کی وجہ سے اس کا انکار کر دیا جاتا ہے اور وضع کا حکم لگا دیا جاتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان لوگوں نے غیروں سے ادھار کھالیا ہے یہ اسی کا کرشمہ ہے۔ اور خود حضر کی تحقیق کا عالم یہ ہے کہ زبدۃ التحقیق میں ۷۰ سے ۸۰ فی صد احادیث موضوع لائے ہیں تو ایک طرف اتنے بلند بانگ دعوے اور دوسری طرف حقیقت حال دگرگوں یہ تماشہ کیا ہے بلکہ بڑھاپے میں تکلیف دینے والی بات ہے لیکن معذرت کے ساتھ اگر حضرت موضع اوہام الجمع والتفریق للخطیب بغدادی کو دیکھیں تو اس سے ساری پریشانی ہی دور ہو سکتی ہے کیونکہ وہاں اس حدیث میں اصل راوی ابن ابی مریم ہے اور عبد اللہ ابن صالح اس کے متابع ہیں دیکھئے:

ذکر علی بن داود القنتری اخبرنا القاضی ابوعمر القاسم ابن جعفر ابن عبد الواحد الهاشمی حدثنا ابوالعباس محمد ابن احمدابن الاثرم حدثنا علی ابن داود القنتری حدثنا ابن ابی مریم وعبد الله ابن صالح قالا حدثنا ـــــالخ

(موضع اوہام الجمع والتفریق للخطیب بغدادی ج۲ ص ۳۱۲)

مذکورہ بحث سے حقیقت حال بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ منکرین حق چار یار کا شور ڈالنا صرف لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے باقی حدیث مذکورہ موضوع نہیں ہے کم از کم بھی حسن کا درجہ رکھتی ہے جس سے کسی منصف مزاج شخص کو انکار نہیں جیسا کہ خود محدثین نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے۔

محدثین کرام کی توثیق:

امام ہیثمی مجمع الزوائد میں فرماتے ہیں:

رواۃ البزار ورجالہ ثقاۃ وفی بعضھم خلاف۔

(مجمع الزوائد ج۹ ص ۳۶)

امام ہیثمی فرماتے ہیں اس کو بزار نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں اور بعض میں اختلاف ہے۔

اور بزار میں مرقوم ہے:
والحدیث من اجلہ حسن
(بیان الوہم والایہام فی کتاب الاحکام ج۴ ص ۶۷۷)
یہ حدیث اس وجہ سے درجہ حسن میں ہے
صاحب تفسیر قرطبی فرماتے ہیں:
عن جابر مرفوعا۔ یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے۔

حق چار یار کی محبت پر مرنے کی دعا مانگو:

"عن محمد بن وزیر قال رأیت النبی ﷺ فی المنام فدنوت منہ فقلت السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ فقال لی وعلیک السلام یا محمد بن وزیر لک حاجۃ فقلت نعم یا رسول اللہ ﷺ انا رجل خفیف البضاعۃ کثیر العیال اریدان تعلمنی دعوات ادعو بھافی سفری وفی حضری واستعین بھا علی اموری فقال لی اقعد ھو ذا علیک ثلاث دعوات فادع بھا فی کل وقت شدۃ وفی دبر کل صلوۃ قال فقال لی قل یا قدیم الاحسان ویا

من احسانه فوق کل احسان ویا مالک الدنیا والا خرة ثم التفت فقال اجتهد ان تموت علی الاسلام والسنة وعلی حب هؤلاء هذ اابو بکر وهذا عمر وهذا عثمان وهذا علی فانه لا تمسک النار"۔[1]

محمد بن وزیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا میں نے آپ کے قریب ہو کر عرض کی السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ آپ نے مجھے فرمایا وعلیک السلام اے محمد بن وزیر تیری کوئی حاجت ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک غریب آدمی ہوں اور کثیر العیال ہوں لہذا میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے ایسی دعا سکھا دیں جس کے ساتھ میں سفر و حضر میں دعا کروں اور اس کے وسیلے سے میں اپنے کاموں میں مدد طلب کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جاؤ یہ تین کلمات ہیں۔ ان کے ساتھ ہر سختی کے وقت ہر نماز کے بعد دعا کرنا محمد بن وزیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو کہہ "یا قدیم الاحسان ویا من احسان فوق کل احسان ویا مالک الدنیا والاخرة" پھر آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کوشش کر کہ تیری موت اسلام و سنت پر ہو اور چاروں کی محبت پر ہو وہ چار (حق چار یار) ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم ہیں ان سے محبت کرنے والے کو آگ نہیں چھو سکے گی۔

تاجدار کائنات ﷺ تو فرمائیں کہ تمہاری موت ان چاروں کی محبت پر ہو لیکن بعض لوگ حق چار یار کی مخالفت کریں حق چار یار سے روکیں تو فیصلہ خود کر لیجئے کہ تاجدار کائنات ﷺ کی ماننی ہے یا عبد اللہ ابن سباء کی اولاد کی۔ اہل سنت و جماعت تو حضور ﷺ کی حدیث شریف مانیں گے۔ اور جلنے والے جلتے رہیں کیونکہ یہ تو قسمت قسمت کی بات ہے

(۱) الریاض النضرہ ص۵۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

اور اہل سنت انکو حق چار یار کا نعرہ لگا کر جلاتے رہیں کیونکہ شیطان اور اسکے کارندوں کو جلا
سنت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

حق چار یار کو جنت کی خوشخبری بزبان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم:

"عن ابی حذیفة رضی اللہ عنہ قال طلبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجدته حائط من حوائط المدینة نائما تحت شجرة اونخلة فکرهت ان اوقظه فوجدت عسیا فکسرته فاستیقظ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال لی ابشربالجنة والثانی والثالث والرابع قال فجاء ابوبکر رضی اللہ عنہ فاستاذن من وراء الحائط فرد السلام وبشره بالجنة ثم جاء عمر رضی اللہ عنہ ففعل مثل ذلک وبشره بالجنة ثم جاء عثمان رضی اللہ عنہ ففعل مثل ذلک وبشره بالجنة ثم علی رضی اللہ عنہ ففعل مثل ذلک"۔(۱)

حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کیا آپکو مدینہ طیبہ کے باغات میں سے ایک باغ میں ایک درخت یا کھجور کے نیچے آرام فرماتے ہوئے پایا مجھے یہ گوارہ نہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار کروں میں نے کھجور کے پتوں کو توڑا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا جنت کی بشارت ہو دوسرے کو تیسرے کو چوتھے کو پس سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے احاطہ کے پیچھے سے اجازت طلب کی مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب ارشاد فرمایا اور انہیں جنت کی بشارت دی پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے بھی ایسا کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی جنت کی بشارت دی پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے بھی ایسا ہی کیا

(۱) الریاض النضرة ص۵۲ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت

اور آپ ﷺ نے انہیں بھی جنت کی بشارت دی پھر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے بھی ویسا ہی کیا تو آپ ﷺ نے انہیں بھی جنت کی بشارت دی۔

حق چار یار کی آمد سے قبل جنت کی بشارت:

امام احمد بزار اور طبرانی نے اوسط میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے تشریف لے گئے اور آپ نے ان کے یہاں تشریف رکھی اور ہم بھی حضور ﷺ کے ساتھ بیٹھ گئے، آپ نے فرمایا، اب تمہارے پاس اہل جنت میں سے آئے گا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے، پھر فرمایا تمہارے پاس اہل جنت میں سے آئے گا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے، پھر فرمایا تمہارے پاس اہل جنت میں سے آئے گا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے پھر فرمایا تمہارے پاس اہل جنت میں سے آئے گا، اے خدا اگر تو چاہے تو وہ علی رضی اللہ عنہ ہوں گے، تو حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ آئے۔ (1)

حق چار یار جنت میں:

"عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ خرج من باب المدینة متکئا علی ابی بکر وشماله علی عمر وعثمان اخذ بطرف ثوبه وعلی بین یدیه فقال هکذا ندخل الجنة فمن فرق فعلیه لعنة الله"۔ (2)

---

(1) الخصائص الکبری ج۲ ص ۱۶۷ مطبوعه شبیر برادر لاهور
(2) الریاض النضرة ص۵۳ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت سچی حکایات حصه اول ص ۳۴۳ مطبوعه فرید بک سٹال

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے دروازہ سے نکلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر تکیہ لگایا ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بایاں ہاتھ مبارک حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر رکھا ہوا تھا اور سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھے مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی طرح ہم سب جنت میں داخل ہوں گے پس جو شخص ان میں فرق کرتا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

روافض ہی کی اتنی ہمت ہے کہ حق چار یار کی مخالفت کر کے اللہ تعالیٰ کی لعنت کو برداشت کریں اہل سنت وجماعت اس لعنت کے متحمل نہیں ہو سکتے۔

حق چار یار جنتی ہیں:

"عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال القائم بعدی فی الجنة والذی یقوم بعده فی الجنة والثالث والرابع فی الجنة یعنی ابابکر وعمر وعثمان وعلیا رضی اللہ عنہم"۔(1)

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرا جانشین جنتی ہے اور اس کے بعد جو جانشین ہوگا وہ جنتی ہے اور تیسرا اور چوتھا جنتی ہیں یعنی ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم۔

حدیث مذکور سے چار یار کا نعرہ اور تخصیص واضح ہے اس کے باوجود کوئی اس کی مخالفت کرے تو جہنم میں جائے، ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

---

(1) الریاض النضرہ ص ۵۴ مطبوعہ دارلکتب العلمیہ بیروت، الفتح الکبیر فی ضم الزیادة الی الجامع الصغیر ج ۲ ص ۲۸۹ رقم ۸۵۳۲ دار الفکر بیروت، الصواعق المحرقہ ص ۲۲۴، جامع الاحادیث رقم ۱۵۳۴۰، کنز العمال رقم ۳۳۱۰۷، سبل الھدی والرشاد ج ۱۱ ص ۲۴۳ دار الکتب العلمیہ بیروت

حق چار یار جنت میں داخل کرنے والے:

"عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ینادی مناد یوم القیامة من تحت العرش این اصحاب محمد فیؤتی بابی بکروعمروعثمان وعلی رضی اللہ عنہم فیقال لابی بکر قف علی باب الجنة فادخل من شئت برحمة الله ودع من شئت بعلم الله ویقال لعمربن الخطاب قف عندالمیزان فثقل من شئت برحمة الله وخفف من شئت بعلم الله ویکسی عثمان حلتین ویقال له البسهما فانی خلقتهما او ادخرتهما (لک)من حیث انشات خلق السموات والارض ویعطی علی بن ابی طالب عصا عوسج من الشجرة التی غرسها الله تعالی بیده فی الجنة فیقال دع الناس عن الحوض۔"[1]

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن عرش کے نیچے سے ایک نداء کرنے والا یہ نداء کریگا کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں پس حضرت ابو بکر صدیق عمر فاروق عثمان غنی علی المرتضی رضی اللہ عنہم کو لایا جائے گا پس سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا جائے گا کہ آپ جنت کے دروازے پر ٹھہر جائیں اور جسے چاہیں اللہ کی رحمت کے ساتھ داخل کریں اور جسے چاہیں اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ چھوڑ دیں یعنی داخل نہ کریں۔

(بعض نام نہاد سنی مترجمین جنہوں نے اعلحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مقابلہ کرنے کی کوشش کی تھی انہوں نے یہاں دع کا معنیٰ کیا ہے جسے چاہیں اللہ تعالیٰ کے علم کے

---

(۱) اخرجه الهندی کنزا لعمال، الصواعق المحرقه ص۸۷ مطبوعه کتب خانه مجیدیه ملتان. محض الصواب فی فضائل امیر المومنین عمر ابن الخطاب ج۳ ص ۱۰۰۰ جامعة الاسلامیه المدینة المنوره، الریاض النضره ص۳۰، کتاب الفوائد ج۱ ص ۱۰۷ رقم ۶۴، دار ابن الجوزی الریاض سعودیه۔

ساتھ بلائیں۔ اب جس آدمی کو اتنا علم نہیں کہ دع یہاں ودع یدع سے ہے یا دعا ید عو سے تو
اس نے کئی علوم کے موجد اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ کیساتھ کیا مقابلہ کرنا ہے)

اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کیلئے کہا جائے گا میزان کے پاس ٹھہر جائیں جسے یعنی جس
کے نامہ اعمال کو چاہیں اللہ کی رحمت کے ساتھ بھاری کریں اور جسے چاہیں اللہ کے علم کے
ساتھ ہلکا کر دیں اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کیلئے دو حلے لائے جائیں گے اور انہیں کہا جائے گا
دونوں پہن لیں میں نے دونوں کو تیرے لیئے اس وقت بنایا تھا جب آسمانوں اور زمین کو
پیدا کیا تھا اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو عصائے مزین عطا کیا جائے گا ایسا عصا مزین جو اس
درخت سے بنایا گیا ہو گا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے جنت میں لگایا تھا
آقا علیہ السلام کی حدیث بتاتی ہے کہ جنت میں داخل کرنے کی ڈیوٹی افضل البشر بعد الانبیاء
بالتحقیق سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہو گی۔ اور تم کہتے ہو کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (معاذ اللہ) چڑی
بھی نہیں ماری۔ وہاں کیا منہ دکھاؤ گے اور جنت کے پڑوس میں جاؤ گے۔

حق چار یار جنت میں لکھا ہوا:

"وروی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لما اسری بی الی السماء دخلت جنة عدن فاذا انا بشجرة خضراء علیها اوراق حمر مکتوب علی کل ورقة لا اله الا الله محمد رسول الله وعلی وجه الاخری ابوبکر الصدیق عمرالفاروق، عثمان الشهیدذوالنورین ،علی المرتضی رضی اللہ عنہم"۔[1]

مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا جب مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میں جب جنت عدن میں
داخل ہوا تو وہاں ایک سبز درخت دیکھا جس پر سرخ پتے تھے اور ہر پتے

(1) شرف المصطفی ص ۱۴ ج ۶ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت

پر لکھا ہوا تھا "لا اله الا الله محمد رسول الله" اور دوسری طرف لکھا ہوا تھا۔ ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان شہید ذوالنورین، علی المرتضی رضی اللہ عنہم۔

حق چار یار کی طینت مبارکہ:

"عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم خلق ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما من طین واحد وخلق عثمان وعلی رضی اللہ عنہما من طین واحد"۔ (1)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی ایک مٹی سے تخلیق فرمائی اور عثمان غنی اور علی المرتضی رضی اللہ عنہما کی تخلیق ایک مٹی سے فرمائی۔

حق چار یار بزبان مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم:

"عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر وزیری والقائم فی امتی وعمر حبیبی وینطق علی لسانی وعثمان منی وعلی رضی اللہ عنہم اخی وصاحب لوائی"۔ (2)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر میرا وزیر ہے اور میری امت میں قائم ہے اور عمر میرا حبیب ہے اور میری زبان پر بولتا ہے اور عثمان مجھ سے ہے اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم میرا بھائی ہے اور میرا علم بردار ہے۔

---

(1) ریاض النضرہ صفحہ ۵۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

(2) تاریخ ابن عساکر ج ۳۹ ص ۱۰۲ ــ ریاض النضرہ ص۴۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ــ کنزالعمال ج۵ ص ۶۲،۶۳ ــ شرف المصطفی ج۶ ص ۱۳ مطبوعہ دارالبشائر الاسلامیہ

حق چار یار کے اوصاف بزبان مصطفی ﷺ:

"وعن انس ابن مالک رضی اللہ عنہ قال صعد رسول اللہ ﷺ المنبر فحمد اللہ تعالی واثنی علیه ثم قال مالی اراکم تختلفون فی اصحابی اما علمتم ان حبی وحب ال بیتی وحب اصحابی فرضه اللہ تعالی علی امتی الی یوم القیامة ثم قال این ابو بکر قال هاناذایارسول اللہ قال ادن منی فضمه الی صدره وقبل بین عینیه ورأینا دموع رسول اللہ ﷺ تجری علی خده ثم اخذبیده وقال باعلی صوته یامعاشر المسلمین هذاابوبکرالصدیق رضی اللہ عنہ ہذا شیخ المهاجرین والانصار،ہذا صاحبی صدقنی حین کذبنی الناس وآوانی حین طردونی، واشتری لی بلا لامن ماله فعلی مبغضه لعنة اللہ ولعنة اللاعنین. واللہ منه برئ فمن احب ان یبرأ من اللہ ومنی فلیتبرأ من أبی بکرالصدیق رضی اللہ عنہ ولیبلغ الشاہد منکم الغائب،ثم قال له اجلس یاأبابکر فقد عرف اللہ ذلک لک)"۔

"ثم قال ا!(این عمر بن الخطاب فوثب رضی اللہ عنہ الیه عمر قال هاأناذا یا رسول اللہ فقال ادن منی فد نا منه فضمه الی صدره وقبل بین عینیه ورأینا دموع رسول اللہ ﷺ تجری علی خده ثم اخذ بیده و قال باعلی صوته یامعاشر المسلمین هذا عمربن خطاب رضی اللہ عنہ ،هذا شیخ المهاجرین والانصار هذا الذی أمرنی اللہ ان اتخذه ظهیراًومشیراً،هذا الذی أنزل اللہ الحق علی قلبه ولسانه ویده،هذاالذی ترکه الحق وماله من صدیق هذاالذی یقول الحق وان کان مرا هذای الذی لایخاف فی اللہ لومة لائم، هذاالذی یفرق الشیطان من شخصه هو سراج اهل

الجنة،فعلی مبغضہ لعنة اللہ ولعنة اللاعنین واللہ منہ بریٔ وانا منہ برء)"۔

"ثم قال این عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ؟فوثب عثمان رضی اللہ عنہ وقال ھاأناذایا رسول اللہ فقال ادن منی فدنا منہ فضمہ الی صدرہ وقبل بین عینیہ،ورأینا دموعہ تجری علی خدہ ثم اخذبیدہ وقال یامعاشرالمسلمین ھذا شیخ المھاجرین والانصار،ھذا الذی أمرنی اللہ ان أتخذہ سنداًوختناًعلی ابنتیی،ولوکان عندی ثالثة لزوجتھا ایاہ، ھذا الذی استحیت منہ ملائکة السماء،فعلی مبغضہ لعنة اللہ ولعنة اللاعنین)"۔

"ثم قال! (این علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ؟ فوثب الیہ وقال ھاانا ذا یارسول اللہ قال ادن منی فدنا منہ فضمہ الی صدرہ وقبل بین عینیہ ودموعہ تجری علی خدہ وقال بأعلی صوتہ یامعاشرالمسلمین ھذا شیخ المھاجرین والانصار،ھذا أخی وابن عمی وختنی،ھذالحمی ودمی وشعری، ھذاأبوالسبطین الحسن والحسین رضی اللہ عنہما سیدی شباب اھل الجنة،ھذا مفرج الکرب عنی، ھذا اسد اللہ وسیفہ فی أرضہ علی اعدائہ،فعلی مبغضہ لعنةاللہ ولعنةاللاعنین واللہ منہ بریٔ وانا منہ بریٔ فمن احب ان یبرأمن اللہ فلیبرأ من علی بن ابی طالب،ولیبلغ الشاھد منکم الغائب ثم قال أجلس یا أباالحسن فقد عرف لک ذلک"۔[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرماہوئے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر ارشاد فرمایا میں تمھیں

(۱) ریاض النضرہ ص۴۸،۴۹،۵۰مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔۔۔شرف المصطفیٰ ج۶ ص ۳۰،۳۱،۳۲ مطبوعہ دارالبشائر الاسلامیہ

اپنے اصحاب میں اختلاف کرتے ہوئے دیکھتا ہوں جب کے تم جانتے کہ میری اور میرے اہل بیت کی اور میرے اصحاب کی محبت اللہ تعالی نے میری امت پر قیامت تک فرض کر دی ہے۔

شان خلیفہ بلا فصل ظاہراً و باطناً افضل البشر بعد الانبیاء سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

پھر فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ کہاں ہیں انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہاں ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے قریب آؤ پھر آپ نے انہیں سینے سے لگایا اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو آپ کے رخساروں پر بہہ رہے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر بلند آواز سے فرمایا اے مسلمانوں کے گروہ یہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں یہ شیخ المہاجرین والانصار ہیں یہ میرے ساتھی ہیں انہوں نے میری اس وقت تصدیق کی جب لوگوں نے میری تکذیب کی اور اسوقت مجھے پناہ دی جب لوگوں نے مجھ سے منہ پھیر لیا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اپنے مال سے خرید کر آزاد کیا لہذا اس سے بغض رکھنے والے پر اللہ تعالی کی اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہو اور اللہ تعالی ایسے شخص سے بری ہے پس جو شخص پسند کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور مجھ سے بری الذمہ ہو وہ ابو بکر پر تبرا کرے اور تم میں سے موجود شخص غائب کو پہنچادے پھر فرمایا اے ابو بکر بیٹھ جاؤ بیشک اللہ تعالی تیرے لیے یہ جانتا ہے۔

شان مراد رسول، خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہاں ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی طرف متوجہ ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہاں

ہوں آپ ﷺ نے فرمایا میرے قریب آ جاؤ وہ قریب ہوئے تو آپ نے انہیں سینے سے لگا کر ان کی پیشانی کو چوما اور ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے آنسو رخساروں پر بہہ رہے تھے پھر آپ ﷺ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور بلند آواز سے فرمایا اے مسلمانوں کی جماعت! یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں شیخ المہاجرین والانصار ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کے میں اسے اپنا مددگار اور مشیر بناؤں یہ وہ شخص ہے جس کے قلب وزبان اور ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے حق اتارا ہے اس شخص نے اپنا حق چھوڑ دیا ہے اور اپنا پیارا مال دے دیا ہے یہ وہ شخص ہے کہ جو ہمیشہ حق کہتا ہے۔ اگرچہ وہ کڑواہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا اس کے رعب سے شیطان الگ ہو جاتا ہے اور یہ اہل جنت کا چراغ ہے پس اس سے بغض رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے اور اللہ تعالیٰ اور میں اس شخص سے بری ہیں۔

ان ہم زلف حیدر خلیفہ سوم سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ:

پھر فرمایا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کہاں ہیں پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں یہاں ہوں آپ ﷺ نے فرمایا ہے میرے قریب آؤ تو آپ نے ان کو سینے سے لگایا اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور ہم نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے آنسو رخساروں پر بہہ رہے تھے پھر آپ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے گروہ مسلمین یہ مہاجرین وانصار کے شیخ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں اسے اپنی سند اور دو بیٹیوں پر داماد بناؤں اور اگر میرے پاس تیسری بیٹی ہوتی تو اس کے نکاح میں دے دیتا اور یہ وہ شخص ہے جس سے ملائکہ

آسمان پر حیا کرتے ہیں اور اس سے بغض رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔

شان خلیفہ چہارم حیدر کرار مولیٰ مشکل کشاء سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ:

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہاں ہیں پس وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہاں ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے قریب آجاؤ وہ قریب ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سینے سے لگایا اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخساروں پر بہہ رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے فرمایا اے گروہ مسلمین یہ شیخ المہاجرین والانصار ہیں یہ میرا بھائی اور ابن عم اور داماد ہے یہ میرا گوشت، خون اور بال ہے یہ جنت کے جوانوں کے سردار حسن و حسین سبطین رضی اللہ عنہما کے باپ ہیں یہ مجھ سے مصیبتوں کو دور کرنے والا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا شیر ہے اور زمین میں اللہ تعالیٰ کے دشمنوں پر اللہ تعالیٰ کی تلوار ہے پس اس سے بغض رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ اور میں اس شخص سے بری ہوں اور تم میں سے جو حاضر ہے وہ غائب کو پہنچا دے پھر فرمایا اے ابوالحسن رضی اللہ عنہ بیٹھ جائیں بے شک اللہ تعالیٰ تیرے لیئے یہ جانتا ہے۔

حدیث مذکور میں چار یار کے منکروں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے چار بار الگ الگ لعنت کی گئی اور اس لعنت کو برداشت کرنا رافضی دل گردے کا ہی کام ہے۔ کیونکہ جب دین جاتا ہے تو حماقت آہی جاتی ہے اور عوام جانتی ہے کہ ایسا بدبخت، بے دین، منافق اور شقی القلب ٹول گمراہی کا پلندہ تو ہو سکتا ہے حق پر نہیں۔

حق چار یار کا تذکرہ آقا کریم ﷺ کی زبانی:

بسند صحیح ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ آ گئے، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: مرحبا: اس کو جو اپنے جان و مال سے مجھ کو ایثار کرتا ہے۔ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے تو فرمایا: مرحبا: میرے وزیر کو مرحبا، حق و باطل میں فرق کرنے والے پر، مرحبا: اس کو جس کے ذریعہ اللہ نے دین کو کامل کیا اور جس کے واسطے تمہارا نام مؤمنین رکھا۔ پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے تو فرمایا: مرحبا: میرے داماد کو، میری بیٹی کے شوہر کو، وہ جس کے لیے اللہ نے دو نور جمع کیے، وہ جو سعید اور شہید ہے، ویل (ہلاکت و جہنم) ہے اس کے قاتل کے لیے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو فرمایا: مرحبا: میرے بھائی اور میرے چچا کے بیٹے کو اور میرے بیٹے کے باپ کو اور میں اور وہ ایک ہی نور سے پیدا ہوئے۔[1]

حق چار یار کی شان بزبان مصطفی ﷺ:

"عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ رحم اللہ ابابکر رضی اللہ عنہ زوجنی بنته وحملنی الی دارالهجرة وصحبنی فی الغار واعتق بلالا من ماله رحم اللہ عمر رضی اللہ عنہ یقول الحق وان کا ن مرا ترکه الحق وماله من صدیق رحم اللہ عثمان رضی اللہ عنہ یستحیی منه الملاکة رحم اللہ علیا رضی اللہ عنہ اللهم ادر الحق معا حیث دار"۔[2]

---

(1) تمہید ابو شکور سالمی ص ۳۶۵ مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور

(2) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۳۔۔۔شرف المصطفی ص۱۲ ج ۶ مطبوعہ دارالبشائر الاسلامیہ ۔۔تاریخ ابن عساکر ج ۳۰ ص ۶۲،۶۳۔۔۔مشکوۃ باب مناقب العشرۃ ص ۵۶۵ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور، ازالۃ الخفاء ج۱ ص ۲۲۳

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مصطفی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ رحم کرے ابو بکر رضی اللہ عنہ پر جنھوں نے اپنی بیٹی کا میرے ساتھ نکاح کیا اور مجھے مقام ہجرت تک سواری پر سوار کیا اور غار میں میرے ساتھ رہے اور بلال رضی اللہ عنہ کو اپنے مال سے آزاد کیا، اللہ تعالیٰ رحم کرے عمر رضی اللہ عنہ پر جو حق بات کہتے ہیں اگر چہ (وہ حق بات) کڑوی ہی ہو، اور حق بات کہنے میں اکیلے ہوتے ہیں آپ کا اس میں کوئی دوست نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ رحم کرے عثمان رضی اللہ عنہ پر جن سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں اللہ تعالیٰ رحم کرے علی رضی اللہ عنہ پر اے اللہ وہ جہاں پھریں ان کے ساتھ حق کو پھیر دے۔

وضاحت حدیث:

سبحان اللہ یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہے ارشاد میرے پیارے مصطفی کریم ﷺ کا ہے جس سے واضح ہو رہا ہے کہ چار خلفاء راشدین میں مدارج و فضیلت ہیں جو ترتیب ہے قدرتی طور پر رب تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہی ترتیب ان کی خلافت میں بھی آگئی۔ (رحم اللہ ابابکر) اللہ تعالیٰ رحم کرے ابو بکر رضی اللہ عنہ پر فیه جواز الدعاء بالرحمة للاحیاء نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد سے پتہ چلا کہ زندہ شخص کیلئے رحمت کی دعا کرنا جائز ہے یعنی کہ زندہ شخص کے نام کے ساتھ رحمہ اللہ کہنا سنت نبوی ﷺ ہے اگر چہ ہمارے عرف میں فوت شدہ کے نام کے ساتھ ہی صرف رحمہ اللہ یا رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں (زوجنی ابنته) انہوں نے میرے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کیا یہ آپ کا عاجزانہ کلام ہے اور ایک احسان کا شکریہ ادا کر دیا ورنہ نبی کریم ﷺ کے بھی ان پر بہت احسانات ہیں صرف کلمہ پڑھانے کا ہی اتنا بڑا احسان ہے جس کا شکریہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ادا نہیں کر سکتے (وحملنی الی دارالھجرة) " ای علی بعیرہ ولو علی قبول ثمنه " مجھے انہوں نے اپنی سواری پر سوار کر کے مقام ہجرت تک پہنچایا نبی کریم ﷺ نے انہیں

اونٹنی کی قیمت (مراد ثمن) لینے پر مجبور کیا تھا انہوں نے ثمن آپکے ارشاد کے مطابق وصول بھی کیئے تھے پھر بھی آپ ﷺ نے ان کا شکریہ ادا کیا(وصحبنی فی الغار) "ای حین حجرنی الاغیار "وہ میرے ساتھ غار میں رہے جب دوسرے لوگوں نے مجھے چھوڑ دیا تھا(واعتق بلالا من ماله)"ای وجعله خادمالی فی ماله"اور انہوں نے اپنے مال سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کر دیا اور میرا خادم بنادیا(رحم الله عمر یقول الحق)"ای الصرف او القول الحق "اللہ تعالیٰ عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر رحم کرے ان کا ہر فیصلہ حق ہوتا ہے ان کی ہر بات حق ہوتی(وان کان مرّا)"ای ولو کان الحق الصرف او القول الحق ای صعبا علی الخلق"اگرچہ حق کڑوا ہوتا ہے یعنی حق بات مخلوق کو ماننی مشکل ہوتی ہے(ترکه الحق) استناف بیان (وماله من صدیق)جملة حالیة ای صیره قول الحق بهنده الصفة او خلده بهنده الحا له یہ نیا جملہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ بات کو حق کی طرف اس صفت سے پھیرنا اور اس میں کوئی دوست، مددگار بھی نہ ہو تو یہ ان کا ہی خاصہ ہے۔ یا دوسرا مطلب یہ ہیکہ حق بات کہنے میں وہ اکیلے ہوتے ہیں اس حال میں ان کا کوئی دوست نہیں ہوتا"وهی انه لا صدیق له اکتفاء برضاء الله ورسوله"یعنی وہ حق بات کہتے ہیں صرف اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی رضا کیلئے انہیں اس معاملہ میں کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ کوئی میرا حامی ومددگار نہیں۔ "والمعنی من صدیق تکون صداقته للمراعاة والمداراة لا مطلقا والا فله شک ان الصدیق کان صدیقا له"جس دوستی کی نفی ہے اس سے مراد کہ حق بات کی طرف پھرنے میں ان کو رعایت کرنے والے مہربانی کرنے والے رواداری رکھنے والے دوست کی ضرورت نہیں ہوتی مطلقاً دوست کی نفی نہیں کہ آپ کا کوئی دوست نہیں حالانکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (اور صحابہ کرام) آپ کے دوست تھے۔

دینی طلباء کرام توجہ فرمائیں:

(ترک)اس مقام میں یا تو بمعنی صیر کے استعمال ہے۔ اس صورت میں وماله من صديق مفعول ثانی ہے اور یا یہ بمعنی خلی کے استعمال ہے (علیحدہ ہونا) جب یہ معنی لیا جائے تو وماله من صديق مفعول سے حال ہے۔ (رحم الله عثمان تستحيى منه الملائكة) اللہ رحم کرے عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر ان سے فرشتے حیاء کرتے ہیں یہ جملہ واضح ہے وضاحت کی ضرورت نہیں (رحم الله عليا اللهم ادر الحق معه حيث دار) اللہ رحم کرے علی المرتضی رضی اللہ عنہ پر اے اللہ حق کو ان کے ساتھ چلا جہاں وہ چلیں (ادر) امر ہے (ادارة) سے اس کا معنی ہے(اصل الحق دائرا وسائر امعه) اے اللہ حق کو دائر کر اور ان کے ساتھ چلا۔[1]

حق چار یار اور آسمانی ڈول:

"عن سمرة بن جندب رضی اللہ عنہ ان رجلا قال يا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم انی رايت كان دلوا دلی من السماء فجاء ابوبكر رضی اللہ عنہ فاخذ بعراقيهافشرب شرباضعيفا ثم جاء عمر رضی اللہ عنہ فاخذ بعراقيها فشرب حتى تضلع ثم جاء عثمان رضی اللہ عنہ فاخذبعراقيها فانتشطت وانتضح منها عليه شئى فشرب حتى تضلع ثم جاء على رضی اللہ عنہ فاخذ بعراقيها فانتشطت"۔[2]

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے خواب دیکھا ہے گویا آسمان سے ایک ڈول لٹکا

(1) مرقاۃ ج۱۱ص۳۶۹
(2) الریاض النضرہ ص۵۶مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، ازالۃ الخفاء ج۱ ص ۴۰۲

یا گیا ہے پس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے اس ڈول سے تھوڑا سا پانی پیا پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے اس ڈول کو کھینچا اور سیر اب ہو کر پانی پیا پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے تو اس کی رسی پکڑ کر کھینچا اور اس پر کوئی چیز گر پڑی تو آپ نے بھی اس سے پیا اور سیر اب ہو گئے پھر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ آئے تو اس کی رسی پکڑ کر کھینچا تو وہ مضطرب ہو گئی۔ اور آپ نے بھی اس سے پانی پیا۔

حدیث مذکور میں چاروں خلفاء کی ترتیب اور افضلیت کی ترتیب کا ذکر ہے۔

یعنی چار یاروں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری حیات کے پردہ فرمانے کے بعد جس ترتیب سے افضلیت تھی اسی ترتیب سے خلافت بھی میسر آئی یہی اہل سنت کا نظریہ ہے حق چار یار ہے اور اسی وجہ سے اہل سنت حق چار یار کا نعرہ لگا کر رافضیوں کا رد کرتے ہیں۔

حق چار یار اور خلافت راشدہ:

"عن سفينة رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقول الخلافةمن بعدى ثلا ثون سنة ثم تكون ملكا قال امسک خلافة ابى بكر رضی اللہ عنہ سنتين وخلافة عمر رضی اللہ عنہ عشر سنين وخلافة عثمان رضی اللہ عنہ اثنتى عشرة سنة وخلافة على رضی اللہ عنہ ستاً"۔(۱)

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا میرے بعد خلافت تیس سال ہے پھر بادشاہت ہو گی فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی دو سال کی خلافت کو لازم پکڑو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی

(۱) الرياض النضره ص۵۵مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت

خلافت دس سال اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت بارہ سال علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی چھ سالہ خلافت کولازم پکڑ و۔

حدیث مذکور میں چار خلفاء یعنی حق چار یار کا تذکرہ ہے لیکن کوئی وہابی، نجدی یہ نہ سمجھے سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت خلافت راشدہ نہیں ہے۔ کیونکہ تیس سال سید نا حسن رضی اللہ عنہ کی چھ ماہ کی خلافت پر مکمل ہوتے ہیں لہذا وہ بھی خلیفہ راشد ہیں لیکن اتنی با ضرور ہے کہ ولد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یار نہیں۔ اور اسی ط سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد اور سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ بھی خلیفہ راشد ہیں ک قال فاضل بریلوی فی ملفوظات۔

حق چار یار اور امر خلافت:

"وعن ابی بکر الهذلی رضی اللہ عنہ عمن اخبره من الأشياخ ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر رضی اللہ عنہ کیف انت یا ابا بکر رضی اللہ عنہ ان ولیت الامر بعدی قال قبل ذلک اموت یا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال فانت یا عمر رضی اللہ عنہ قال عمر رضی اللہ عنہ هلكت اذا قال فانت یا عثمان رضی اللہ عنہ قال آکل فاطعم واقسم فلا اظلم قال فانت یا علی رضی اللہ عنہ قال آکل القوت واخفض الصوت واقسم الثمرة واحمى الجمرة قال كلكم سبيلى وسيرى الله عملكم"۔ (۱)

ابو بکر ہذلی رضی اللہ عنہ نے اپنے شیوخ سے جس چیز کی خبر دی ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ اگر میرے بعد تمہیں امر خلافت ملے تو اسکو کیسے سر انجام

(۱) الریاض النضرہ ص۵٦ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

دو گے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پہلے مجھے موت آجائے۔ آپ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ تم کیسے سرانجام دو گے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تب تو میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے عرض کی کھاؤں گا اور کھلاؤں گا اور تقسیم کروں گا اور بے انصافی نہیں کروں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ تم کیسے خلافت کو سرانجام دو گے تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر کھاؤں گا جس سے زندہ رہ سکوں آواز پست رکھوں گا پھلوں کو تقسیم کروں گا اور انگشت نمائی سے بچوں گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب عنقریب مجھے ملو گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال تمہیں دکھائے گا۔

اس حدیث سے بھی حق چار یار بالترتیب اور فضلیت کی طرف بالکل واضح الفاظ میں اشارہ ہے کہ چاروں کی خلافت بھی حق ہے اور فضیلت بھی حق ہے اور ہے بھی ترتیب وار اسی وجہ سے مشہور چشتی بزرگ سید السادات مقبول بارگاہ رسالت مآب حضرت میر سید عبد الواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

محبت بااین ہر چہارت نکو — زتفصیل شیخین کارت نکو
محبت بہر چار گر استوار — ولی فضل شیخین مفرط شمار
ورت فضل شیخین دردل کم است — بنائی تو در رفض مستحکم ست (۱)

یعنی ان چاروں سے محبت کرنا بھلائی ہے اور شیخین کو افضلیت دینے میں تیرے انجام کی بہتری ہے ان چاروں سے سچی محبت رکھ (تجھے چار یار کے نعرہ سے موت نہیں آنی چاہیے) لیکن شیخین کی فضلیت زیادہ مان اور اگر تیرے دل میں شیخین سے محبت کم ہے تو سمجھ لے کہ تیری بنیاد رفض میں مضبوط ہوتی چلی جارہی ہے۔

(۱) سبع سنابل ص۱۰ مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور

روافض:

اس بات کو اگر سرعام تسلیم نہ کریں لیکن اپنی جگہ خود تسلیم کریں گے کہ پہلے صرف سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف بکواس بازیاں اور پھر ترقی ہوئی اور حق چار یار کی مخالفت اور مزید برآں حضرت علی کو باطنی فضیلت دے دی اور ابھی پتہ نہیں یہ ابن سباء کی اولاد کیا کیا کرتب دکھائے گی اور کیسے کیسے روافض کے نئے شگوفے لائے گی۔

کہاں تک سنو گے کہاں تک سناؤں
رافضیوں کی خرافات کہاں تک بتاؤں

چار یاروں کے ہاتھوں میں کنکروں کی تسبیحات:

امام ابو شکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور و معروف کتاب تمہید ابو شکور سالمی جس کا درس حضور فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ دیتے تھے۔ اور یہ وہ شخصیت ہیں کہ جو حضور داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر ہے وہ داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جنکے بارے میں حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ اگر میں انکے دور میں ہوتا تو میرے پیر ہوتے اور میں ان کا مرید ہوتا۔

خوف خدا شرم نبی　　　یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

بہر حال وہ حدیث نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکر اٹھائے تو ان کنکریوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں تسبیح کی اور انکی تسبیح سنی جاتی تھی وہ یہ پڑھتی تھی "سبحان اللہ والحمد للہ" اللہ تعالیٰ پاک ہے اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کنکریاں رکھ دیں اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم ان کنکریوں کو اٹھاؤ جب انہوں نے کنکریوں

کو اٹھایا تو آپ کے ہاتھ میں کنکریوں نے تسبیح یعنی سبحان اللہ والحمدللہ کا ورد کیا اسی طرح حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں میں بھی تسبیح کرتی تھیں اس مجلس میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بھی تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ذر تم بھی اٹھاؤ جب انہوں نے اٹھائیں تو ان کے ہاتھ میں کنکریوں نے تسبیح نہیں کی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا بات ہے ان حضرات کے ہاتھوں میں کنکریوں نے تسبیح کی اور میرے ہاتھ میں تسبیح نہیں کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر تم ان چاروں کے برابر ہونا چاہتے ہو؟(1)

امام ابو شکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو ان چاروں کی محبت جمع نہ ہوگی مگر مومن کے دل میں اور جس کے دل میں ان کی محبت نہ ہوگی وہ منافق ہے جو ان سے محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ مجھ سے بغض رکھے گا یہ چاروں مومنوں کے دنیا و آخرت میں سردار ہیں ان سے بغض رکھنے والا شقی و بد بخت ہے (جیسا کہ روافض) اور ان سے محبت رکھنے والا مومن متقی ہے الٰہی میں نے تبلیغ کر دی دیواروں اور باب مسجد سے آواز آئی الٰہی جو ان سے بغض رکھے تو ان پر لعنت کرے تو دیواروں نے کہا آمین اس معجزہ کو دیکھ کر اس دن تیس یہودی اور پچاس منافق ایمان لائے۔(2)

(1) تمہید ابو شکور سالمی کشبی ص۳۶۴ مترجم ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور، شرف المصطفی ص۲۹ ج۶

(2) تمہید ابو شکور سالمی کشبی ص۳۶۶ مترجم ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور

مقام افسوس:

یہ ہے کہ کنکریاں جو بے جان ہیں انکو بھی حق چار یار کا مقام و مرتبہ معلوم ہے۔ لیکن یہ د
ٹانگوں والے حیوان کو چار یار کا مقام و مرتبہ معلوم نہیں۔ جب دیواریں جو کہ بے جان ہیں
ان پر بھیجی جانے والی لعنت پر آمین کہیں تو ان کا حال یہی ہونا ہے
مولانا روم کی یہ آواز آج بھی مسلمان کے دل میں گونج کر ٹھنڈک پیدا کر رہی ہے کہ:

مونس احمد به مجلس چار یار
مونس بوجهل عتبه ذوالخمار

محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے مونس چار یار تھے اور ابو جہل کے مونس ابو جہل عتبہ شرابی تھا
اہلسنت تو چار یار کو مانتے ہیں روافض انکے منکر ہیں تو پھر ابو جہل اور عتبہ کو اپنا امام مانتے ہوں
گے۔

نہ بچو گے تم اور نہ ساتھی تمہارے
ناؤ ڈوبی تو ڈوبو گے سارے

حق چار یار حراء پر:

"عن سعيد بن زيد قال،اهتز حراء فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اثبت حراء،فليس عليك الانبى اوصديق اوشهيد، وعليه رسول الله صلى الله عليه وسلم، وابو بكر و عمرو عثمان وعلى رضى الله عنهم الحديث"۔[1]

---

(1) السنن الكبرى للنسائي جلد۵ ص۴۷، سنن ابن ماجه ج۱ ص ۹۵رقم ۱۳۴، فضائل الصحابه ج۱ ص ۱۱۳ رقم ۸۳، موسسة الرساله بيروت، مسند احمد بن حنبل رقم ۱۶۴۵، مسند بزاز ج۴ ص ۹۱ حديث ۱۲۶۳، مكتبة العلوم الحكمة المدينة المنورة، سنن دار قطنى ج۵ ص ۳۵۲ رقم ۴۴۴۲ موسسة الرساله بيروت

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،اے حراء ٹھہر جا، تیرے اوپر نبی، صدیق یا شہید کے سواء کوئی نہیں،اس وقت پہاڑ پر رسول اللہ ﷺ،ابو بکر، عمر، عثمان اور علی اور چند دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔

حق چاریار کا تذکرہ:

"اراف امتی بامتی ابوبکر .واشدهم فی دین الله عمر، واصدقم حیاء عثمان واقضاهم علی رضی اللہ عنہم الحدیث"(1)

یعنی میری امت میں سے میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ابو بکر ہے،اللہ کے دین کے معاملے میں سب سے سخت عمر ہے،سب سے زیادہ حیاءوالا عثمان ہے اور سب سے بڑا قاضی علی رضی اللہ عنہم ہے۔

حق چاریار کی موافقت تاجدار کائنات:

"روی انه لما قال ا حبب الی من دنیا کم ثلاث الطیب والنسا ء وجعل قرة عینی فی الصلوة قال ابو بکر رضی اللہ عنہ وانا یارسول الله ﷺ حبب الی من الدنیا ثلاث النظر الی وجهک وجمع المال للانفاق علیک والتوسل بقرابتک الیک وقال عمر رضی اللہ عنہ وانا یارسول الله ﷺ حبب الی من الدنیا ثلاث الامر بالمعروف والنهی عن المنکر والقیام

(بقیه) المعجم الاوسط رقم ۸۲۲۹، مصنف ابن ابی شیبه ج۱۲ ص ۱۴ رقم ۳۲۶۱۱دار السلفیه الهندیه القدیمیه، مجمع الزوائد ج۹ص ۲۳۶ رقم ۲۹۲۰ دار الفکر بیروت، سنن ترمذی ج۶ ص ۱۰۹ رقم ۳۷۹۰،۵ دار الغرب الاسلامی بیروت، سنن ابی دائود ج۴ ص ۲۱۱ رقم ۴۶۴۸ دار الفکر بیروت، المستدرک الصحیحین ج ۳ ص ۴۵۰ رقم ۵۸۹۸ دار الکتب العلمیه بیروت، السن لابن ابی عاصم ج۲ ص ۶۱۸ رقم ۱۴۲۸ المکتب الاسلامی بیروت، الطبقات الکبری ج۳ ص ۳۸۳ رقم ۴۲۳۲، البدایه والنهایه ج۷ ص ۳۹۳ دار احیاء التراث العربی بیروت

(1) کنزالعمال جلد ۱۱ص ۲۹۶

بامرالله وقال عثمان رضی اللہ عنہ حبب الی ثلاث اطعام الجائع وارواء الظمآن وکسوة العاری وقال علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وانا یارسول الله صلی اللہ علیہ وسلم حبب الی من الدنیا ثلاث الصوم فی الصیف واقراء الضیف والضرب بین یدیک بالسیف۔(۱)

روایت کی گئی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تمہاری دنیا سے تین چیزوں سے محبت ہے، خوشبو، عورت اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی دنیا کی تین چیزوں سے محبت کرتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کی زیارت کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر خرچ کرنے کے لئے مال جمع کرنا، آپ کی طرف آپکی قرابت کے ساتھ توسل پکڑنا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دنیا کی تین چیزوں سے محبت کرتا ہوں "امر بالمعروف. نہی عن المنکر" اور اللہ تعالی کے لیے قیام کرنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں، بھوکے کو کھانا کھلانا، پیاسے کو پانی پلانا اور برہنہ کو کپڑے پہنانا حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی دنیا سے تین چیزیں پسند کرتا ہوں۔ گرمیوں میں روزے رکھنا، غروب آفتاب کے وقت پڑھنا، اور آپکے سامنے تلوار کی ضرب لگانا۔

حق چار یار اور قیام قیامت:

"عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم انا اول من تنشق عنه الارض ثم ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی

(۱) شرف المصطفی ج ٦ ص ٢٣ مطبوعه دارالبشائر الاسلامیه، روح البیان سوره نمل آیت ٦٢

رضی اللہ عنہم ثم اتی اهل البقیع ثم انتظر اهل مکه فتنشق عنهم ثم یقوم الخلائق"۔[1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں وہ پہلا شخص ہوں کہ جب زمین شق ہوگی تو باہر نکلوں گا پھر ابو بکر، پھر عمر پھر عثمان پھر علی المرتضی رضی اللہ عنہم پھر اہل بقیع آئیں گے پھر اہل مکہ کا انتظار کروں گا تو وہ زمین سے نکلیں گے پھر مخلوق قائم ہوگی۔

یعنی پتہ چلا کہ جس طرح حق چار یار کے منکر یہاں جلتے ہیں اور حق چار یار کا نعرہ لگانے سے روکتے ہیں انکی یہی جلنے والی حالت وہاں بھی ہوگی جب یہ تاجدار کائنات رضی اللہ عنہم کے اردگرد حق چار یار کی عملی تصویر دیکھیں گے:

مرو گے یونہی جل جل کر
نعرہ تحقیق حق چار یار لگانا ہم نہ چھوڑیں گے

حق چار یار اور حساب و کتاب:

"عن ابی امامة رضی اللہ عنہ قال سمعت ابا بکر الصدیق رضی اللہ عنہ یقول للنبی صلی اللہ علیہ وسلم من اول من یحاسب قال انت یا ابا بکر قال ثم من قال عمر رضی اللہ عنہ قال ثم من قال علی رضی اللہ عنہ ثم قال من قال فعثمان رضی اللہ عنہ قال سألت ربی ان یهب لی حسابه فلا یحاسبه فوهب لی"۔[2]

---

(1) ریاض النضرہ ص۵۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
(2) ریاض النضرہ ص ۵۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی سب سے پہلے کون حساب دے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ تو، عرض کی پھر کون آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ عرض کی پھر کون آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ پھر عرض کی گئی تو عثمان تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اس کا حساب اپنے رب سے سوال کر کے اپنے ہبہ کروالیا ہے اس کا حساب مجھے بخش دیا گیا ہے یعنی عثمان بن عفان کا حساب میرے ذمے ہے۔

روافض جو سیادت کا لبادہ اوڑھ کر یہ کہتے ہیں کہ ہم قیامت کے دن ابو بکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ نوازے جائیں گے کیونکہ ہم سید ہیں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سید نہیں وہ غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔

فقیر سادات کا غلام ہے سادات کے قدموں کی خاک ہے۔ اور یہی وہ ہستیاں ہیں جن کے صدقے ہم جیسوں پر بھی کرم ہو رہا ہے۔ اور جو سادات کرام کا گستاخ ہو اسے سنی اور مسلمان کہلوانے کا کوئی حق نہیں ہے کیونکہ کائنات کی ساری رونقیں انہیں کے دم قدم سے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ اصل اور سچا سید ہو، نام نہاد سید نہ ہو یوں تو تمام اہل تشیع اپنے آپکو سید کہلواتے ہیں اور دیوبندیوں میں بھی سید بنے بیٹھے ہیں اور جو اصل سید ہو اور صحیح العقیدہ ہو اس کا ادب کرنا لازم و فرض ہے اگرچہ عمل کی کتنی بڑی ہی کوتائی اس میں کیوں نہ ہو لیکن اگر عقیدہ درست ہے تو قابل تعظیم ہے۔ میرے اعلحضرت عظیم البرکت مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کس نے سادات کا ادب کیا اور یہ کسی سے مخفی بھی نہیں جیسا کہ پالکی والی مشہور روایت سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور اسی روایت کو سنا کر بعض لوگ یہ کہتے ہوئے سنے گئے ہیں کہ فکر رضا تو یہ ہے کہ سادات کرام کا احترام کیا جائے جب کہ آج کل لوگ فکر رضا کا نعرہ لگاتے ہیں اور سادات کا احترام نہیں کرتے۔

بات مسلم ہے اگر سید صحیح العقیدہ سنی ہو تو اس کا احترام لازم ہے مگر رافضی ہو تو اس کا
یں اور فکر رضا کا نام لے کر لوگوں کو ورغلانے والے اِدھر نظر کیوں نہیں کرتے کہ
ضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تو فکر رضا ہے دفاع امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی فکر رضا ہے حق
ار یار کا نعرہ لگانا بھی فکر رضا ہے اور اثبات عدم ایمان ابو طالب بھی فکر رضا ہے تو اعلیٰ
ضرت رضی اللہ عنہ کی یہ افکار بھی لوگوں کو بتایا کرو صرف اپنے مقصد کے حصول کے لئے ایک
یز لے کر رکشے کی طرح شور نہیں ڈالنا چاہیے تو آیئے بدعقیدہ سید کے بارے میں اعلیحضرت
رضی اللہ عنہ کا فتویٰ بھی سن لیجئے۔

مسئلہ: ازامروہہ مرسلہ رفیق احمد صاحب عباسی محلہ ۱۹ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ
مرشدی ومولائی مدفیوضکم العالی بعد آداب ونیاز غلامانہ گزارش ہے کہ یہاں بعض اشخاص
اس امر کے مدعی ہے کہ سادات بنی فاطمہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی متنفس خواہ وہ کوئی مشرب
رکھتا ہو اور کیسے ہی اعمال کا ہونا نار دوزخ سے بری ہے اور ثبوت میں آیت تطہیر وحدیث ''
اکرموا اولادی الخ''(میری اولاد کا احترام کرو) وغیرہ کے علاوہ شیخ اکبر محی الدین ابن
عربی علیہ الرحمۃ کی فتوحات مکیہ کا باب سلمان فارسی پیش کرتے ہیں اس کے متعلق آں قبلہ کی جو
کچھ رائے اقدس ہو اس سے مطلع فرمائیے زیادہ آرزوئے قدم بوسی فقط۔

الجواب:

سید کوئی مشرب رکھتا ہو یہ لفظ بہت وسیع ہے آجکل بہت مشرب صریح
کفر وارتداد کے ہیں۔ جیسے قادیانی۔ نیچری، رافضی، وہابی، چکڑالوی،
دیوبندی وغیرھم جو مشرب رکھتا ہو ہرگز سید نہیں۔'' **انه لیس من اھلک فانه عمل غیر صالح**'' وہ تیرے گھر والوں میں سے
نہیں بے شک اس کے کام بہت نالائق ہیں۔ (1)

(1) فتاوی رضویہ شریف ج۲۹ص۶۳۹ رضا فاؤنڈیشن لاہور

عرض! بعض علی گڑھی کو سید صاحب کہتے ہیں:

ارشاد: وہ تو ایک خبیث مرتد تھا حدیث میں ارشاد فرمایا: "لا تقو لو اللمنافق سیدًا فانه ان یکن سیدکم فقداسخطتم ربکم" منافق کو سید نہ کہو کہ وہ اگر تمہارا سید ہوا تو یقیناً تم نے اپنے رب کو غضب دلایا۔(1)

سید کفریہ عقیدہ نہیں رکھ سکتا:

ولید بلید خواہ کوئی پلید ختم نبوت کا ہر منکر عنید صراحتہ جاحد ہو یا تاویل کا مرید مطلقا نفی کرے یا تخصیص بعید امیری قاسمی مشہدی مرید، رافضی غالی وہابی شدید، سب صریح کافر مرتد طرید "علیہم لعنة العزیز الھمید" (ان پر اللہ عزوجل کی لعنت ہو) اور جو کافر ہو وہ قطعا سید نہیں، اللہ تعالی فرماتا ہے۔" انه لیس من اهلک انه عمل غیر صالح"۔ وہ تیرے گھر والوں میں نہیں بیشک اس کے کام بڑے نالائق ہیں۔

نہ اسے سید کہنا جائز۔

منافق کو سید نہ کہو:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"لا تقولوا للمنافق سید فانه ان یکن سیدا فقد اسخطتم ربکم عزوجل۔ رواہ ابو داؤد والنسائی بسند صحیح عن بریدة رضی اللہ عنہ"۔

(1) ملفوظات شریف ص۲۸۸ مطبوعہ احمد رضاء بریلوی کتب خانہ کراچی، الادب المفرد للبخاری حدیث ۷۶۰، سنن ابی داود ج۴ ص ۲۹۵ رقم ۴۹۷۷ دار الفکر بیروت، شرح مشکل الآثار ج۱۵ رقم ۵۹۱۰ موسسہ الرسالہ بیروت، الفتاوی حدیثیہ ص ۲۹۵، مسند بزار ج۱۰ ص ۲۷۷ رقم ۴۳۸۲ مکتبة العلوم والحکمة المدینة المنورہ

منافق کو سید نہ کہو کہ اگر وہ تمھارا سید ہو تو بیشک تم پر تمھارے رب عزوجل کا غضب ہو اس کو ابو داؤد اور نسائی نے بسند صحیح حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

روایت حاکم کے لفظ یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"اذاقال الرجل للمنافق یا سید فقد اغضب ربه عزوجل"۔[1]

جو کسی منافق کو "اے سید" کہے اس نے اپنے رب کا غضب اپنے اوپر لیا۔ والعیاذ باللہ رب العلمین۔

مگر یہی نہیں کہ یہاں صرف اطلاق لفظ سے ممانعت شرعی اور نسب سیادت کا انتفائے حکمی ہو حاشا بلکہ واقع میں کافر اس نسل طیب وطاہر سے تھا ہی نہیں اگرچہ سید بنتا اور لوگوں میں براہ غلط سید کہلاتا ہو آئمہ دین اولیائے کاملین علمائے عاملین رحمہم اللہ تصریح فرماتے ہیں کہ سادات کرام بحمد اللہ تعالی خباثت کفر سے محفوظ و مصؤن ہیں جو واقعی سید ہے اس سے کبھی کفر واقع نہ ہوگا، قال اللہ تعالی:

"انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا"۔

اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے نجاست دور رکھے اے نبی کے گھر والو! اور تمہیں خوب پاک کر دے ستھرا کرکے۔

---

(1) المستدرک علی الصحیحین ج۳ ص ۳۱۱ رقم ۵۸۶۵، دار الکتب العلمیہ بیروت جامع الاحادیث رقم ۲۳۴۳

تمام فوائد اور بزار وابو یعلی مسند اور طبرانی کبیر اور حاکم بافادہ تصحیح مستدرک میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"ان فاطمة احصنت فرجها فحرمها الله وذريتها على النار"۔

بیشک فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی حرمت پر نگاہ رکھی تو اللہ عزوجل نے اسے اور اس کی ساری نسل کو آگ پر حرام کر دیا۔

اہل بیت سے کوئی بھی جہنمی نہیں:

ابو القاسم بن بشران اپنے امالی میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"سألت ربی ان لا یدخل احدا من اهل بیتی النار فاعطانیها"۔

میں نے اپنے رب عزوجل سے سوال کیا کہ میرے اہلبیت سے کسی کو دوزخ میں نہ ڈالے اس نے میری یہ مراد عطا فرمائی۔

اہل بیت عذاب سے بری ہیں:

طبرانی بسند صحیح حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بتول رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

"ان الله تعالى غير معذبك ولا ولدك"۔

بیشک اللہ تعالے نہ تجھے عذاب فرمائے گا نہ تیری اولاد کو۔

ضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وجہ تسمیہ:

ن عساکر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"انما سميت فاطمة لان الله فطمها وذريتها عن النار يوم القيمة"۔

فاطمہ اس لئے نام ہوا کہ اللہ عزوجل نے اسے اور اس کی نسل کو روز قیامت آگ سے محفوظ فرمادیا۔

ل بیت آگ میں نہیں جاسکتے:

رطبی آیہ کریمہ "ولسوف يعطيك ربك فترضى "کی تفسیر میں حضرت ترجمان قرآن رضی اللہ عنہ سے ناقل کہ انھوں نے فرمایا:

"رضا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان لا يدخل احد من اهل بيته النار"۔

یعنی اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے راضی کر دینے کا وعدہ فرمایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اس میں ہے کہ ان کے اہل بیت سے کوئی دوزخ میں نہ جائے۔

نار دو قسم کی ہے: نار تطہیر کہ مومن عاصی جس کا مستحق ہو .اور نار خلود کافر کے لئے ہے۔ اہلبیت کرام میں حضرت امیر المومنین مرتضے وحضرت بتول زہرا وحضرت سید مجتبیٰ وحضرت شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم علی سیدہم وعلیہم وبارک وسلم تو بالقطع والیقین ہر قسم سے ہمیشہ ہمیشہ محفوظ ہیں اس پر تو اجماع قائم اور نصوص متواترہ حاکم باقی نسل کریم تا قیام قیامت کے حق میں اگر بفضلہ تعالی مطلق دخول سے

محفوظی لیجئے اور یہی ظاہر لفظ سے متبادر، اور اسی طرف کلمات اہل تحقیق
ناظر، جب تو مراد بہت ظاہر، اور منع خلو و مقصود جب بھی نفی کفر پر
دلالت موجود۔ (1)

بدعقیدہ سید:

اگر کہئے بعض کٹر نیچری بیشمار اشد غالی رافضی بہت سے ملحد جھوٹے صوفی کچھ ہفت خاتم شش مثل والے وہابی غرض بکثرت کفار کہ صراحۃً منکرین ضروریات دین ہیں سید کہلاتے میر فلاں لکھے جاتے ہیں۔
اقول کہلانے سے واقعیت تک ہزاروں منزل ہیں نسب میں اگر چہ شہرت پر قناعت "والناس امناء علی انسابھم" (لوگ اپنے نسبوں میں امین ہیں) مگر جب خلاف پر دلیل قائم ہو تو شہرت بے دلیل نامقبول و علیل اور خود اس کے کفر سے بڑھ کر نفی سیادت پر اور کیا دلیل درکار، کافر نجس ہے: "قال اللہ تعالی انما المشرکون نجس"۔ (اللہ تعالی نے فرمایا۔ بیشک مشرک نرے ناپاک ہیں) اور سادات کرام طیب وطاہر "قال اللہ تعالی ویطھرکم تطھیرا" (اللہ تعالی نے فرمایا۔ اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے) اور نجس وطاہر باہم متبائن ہیں کہ ایک شئ پر معاان کا صدق محال، جب علمائے کرام تصریح فرما چکے کہ سید صحیح النسب سے کفر واقع نہ ہو گا اور یہ شخص صراحۃ کافر تو اس کا سید صحیح النسب نہ ہونا ضرورۃ ظاہر، اب اگر اس نسب کریم سے انتساب پر کوئی سند معتمد نہ رکھتا ہو تو امر آسان ہے ہزاروں اپنی اغراض فاسدہ سے براہ دعوی سید بن بیٹھے۔
غلہ تا ارزاں شود امسال سید می شوم
(اس سال سید بنوں گا تا کہ خوراک میں آسانی ہو)

---

(1) فتاوی رضویہ ج۱۵ ص۳۳،۳۲،۳۱،۳۰، مطبوعہ مکتبہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

ا فضی سید:

افضی صاحبوں کے یہاں تو یہ بائیں ہاتھ کا کھیل ہے، آج ایک رذیل سے رذیل دوسرے
نہر میں جاکر رفض اختیار کرے کل میر صاحب کا تمغا پائے تو فلاں کافر سے کیا دور ہے کہ
نود بن بیٹھا ہو یا اس کے باپ دادا میں کسی نے ادعائے سیادت کیا اور جب سے یونہی مشہور
چلا آتا ہو، اور اگر بالفرض کوئی سند بھی ہو تو اس پر کیا دلیل ہے کہ یہ اسی خاندان کا ہے جس
ی نسبت یہ شہادت تامہ ہے، علامہ محمد بن علی صبان مصری اسعاف الراغبین فی سیرۃ
المصطفی و فضائل اہل بیت الطاہرین میں فرماتے ہیں:

"ومن این تحقق ذلک لقیام احتمال زوال بعض النساء
وکذب بعض الاصول فی الانتساب"۔

یہ کیسے ثابت ہوا جبکہ بعض عورتوں کی غلط کاری اور نسب بنانے میں
بعض مردوں کے جھوٹ کا احتمال ہے۔

یہ وجوہ ہیں ورنہ حاشاللہ ہزار ہزار حاشاللہ نہ بطن پاک حضرت بتول زہرا رضی اللہ عنہا میں معاذ اللہ
کفر و کافر کی گنجائش، نہ جسم اطہر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی پارہ کتنے ہی بعد پر عیاذا باللہ دخول نار
کے لائق۔

الحمد للہ یہ دو دلیل جلیل واجب التعویل ہیں کہ کوئی عقیدہ کفر یہ رکھنے والا رافضی وہابی
متصوف نیچری ہرگز سید صحیح النسب نہیں۔

رافضی شکلیں شکلوں سے سمجھیں:

تین قیاس پر مشتمل:

دلیل اول:

(۱) یہ شخص کافر ہے اور ہر کافر نجس نتیجہ: یہ شخص نجس ہے۔
(۲) ہر سید صحیح النسب طاہر ہے اور کوئی طاہر نجس نہیں۔ نتیجہ: کوئی سید صحیح النسب نجس نہیں
(۳) اب یہ دونوں نتیجے ضم کیجئے یہ شخص نجس ہے اور کوئی سید صحیح النسب نجس نہیں۔
نتیجہ: یہ شخص سید صحیح النسب نہیں۔

قیاس اول کا صغری مفروض اور کبری منصوص، اور دوم کا صغری منصوص اور کبری بدیہی تو نتیجہ قطعی

دلیل دوم:

قیاس مرکب، یہ بھی تین قیاسوں کو متضمن، یہ شخص کافر ہے اور ہر کافر مستحق نار، نتیجہ: یہ شخص مستحق نار ہے اور نبی ﷺ کے جسم اقدس کا کوئی پارہ مستحق نار نہیں۔

نتیجہ: یہ شخص نبی ﷺ کے جسم اقدس کا پارہ نہیں اور ہر سید صحیح النسب نبی ﷺ کے جسم اقدس کا پارہ ہے۔

نتیجہ: یہ شخص سید صحیح النسب نہیں۔

پہلا کبریٰ منصوص قرآن، اور دوسرے کا شاہد ہر مومن کا ایمان، اور تیسرا عقلا فقہا واضح البیان۔ [1]

روافض کے متعلق انداز اعلحضرت رضی اللہ عنہ کی ایک جھلک:

علمائے کرام کا اس میں کیا ارشاد ہے کہ ایک رافضی نے کہا کہ آیہ کریمہ "ان من المجرمین منتقمون" کے اعداد (۱۲۰۲) ہیں، اور یہی عدد ابو بکر عمر عثمان رضی اللہ عنہم کے ہیں۔ یہ کیا بات ہے؟ بینوا توجروا۔ المستفتی قاضی فضل احمد لدھیانوی ۲۱ صفر ۱۳۳۹ھ

الجواب

روافض "لعنہم اللہ تعالی" کی بنائے مذہب ایسے ہی اوہام بے سروپا، در ہوا ہے۔

اولا: ہر آیت عذاب کے عدد اسمائے اخیار سے مطابق کر سکتے ہیں، اور ہر آیت ثواب کے (عدد) اسمائے کفار سے۔ کہ اسما میں وسعت وسیعہ ہے۔

ثانیا: امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ کے تین صاحب زادوں کے نام ابو بکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم ہیں۔ رافضی نے آیت کو ادھر پھیرا، کوئی ناصبی ادھر پھیر دے گا، اور دونوں ملعون ہیں۔ حدیث میں ہے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا "أروني ابني ماذ اسميتموه" مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ مولی علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: حرب۔ فرمایا: نہیں، بلکہ وہ حسن ہے۔ پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت پر تشریف لے گئے اور فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا کیا نام رکھا؟ مولی علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: حرب۔ فرمایا نہیں، بلکہ وہ حسین ہے۔ پھر

---

(۱) فتاوی رضویہ ج۱۵ ص۳۸۰،۴۲، مطبوعہ مکتبہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

حضرت محسن کی ولادت پر وہی فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہی عرض کی۔ فرمایا
نہیں وہ محسن ہے۔ پھر فرمایا: میں نے ان بیٹوں کے نام ہارون علیہ السلام کے بیٹوں پر
رکھے شبر، شبیر، مشبر۔ حسن، حسین، محسن ان سے ہم وزن وہم معنی۔

اس سے مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو تنبیہ ہوئی کہ اولاد کے نام اخیار کے ناموں پر رکھے
چاہئیں لہذا اس کے بعد صاحب زادوں کے نام ابو بکر، عمر، عثمان عباس رضی اللہ عنہم وغیر ہم
رکھے۔

ثالثا: رافضی نے اعداد غلط بتلائے۔ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نام پاک میں
الف نہیں لکھاجاتا، تو عدد ۱۲۰۱ ہیں، نہ کہ دو۔

(۱) ہاں او رافضی! بارہ سو دو عدد کا ہے کے ہیں؟۔ ابن سبا رافضیہ کے۔

(۲) ہاں او رافضی! بارہ سو دو عدد ان کے ہیں، ابلیس، یزید، ابن زیاد، شیطان، الطاق
کلینی ابن بابویہ، قمی، طوسی، حلی۔

(۳) ہاں او رافضی! اللہ عزوجل فرماتا ہے: "ان الذین فرقوادینهم وکانوا شیعا
لست منهم فی شیئ" (انعام) بے شک جنھوں نے اپنا دین ٹکڑے
ٹکڑے کر دیا اور شیعہ ہو گئے اے نبی تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں۔ اس آیہ
کریمہ کے عدد ۲۸۲۸ ہیں، اور یہی عدد ہیں، روافض، اثنا عشریہ، شیطنیہ
اسمعیلیہ کے۔ اور اگر اپنی طرح سے اسمعیلیہ میں الف چاہیے تو یہی عدد ہیں
روافض، اثنا عشریہ، ونصیریہ، اسماعیلیہ کے۔

(۴) ہاں او رافضی! اللہ تعالی فرماتا ہے لهم اللعنة ولهم سوء الدار (رعد) ان
کے لئے ہے لعنت اور ان کے لئے ہے برا گھر۔ اس کے عدد ۲۴۴ ہیں اور یہی
عدد ہیں، شیطان، الطاق، طوسی، حلی کے۔

نہیں اورافضی! بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے : اولئک هم الصديقون والشهداء عند ربهم لهم اجرهم (حدید) وہی اپنے رب کے وہاں صدیق اور شہداء ہیں ان کے لئے ان کا ثواب ہے۔ اس کے عدد (۱۴۴۵) ہیں اور یہی عدد ہیں ابو بکر، عمر، عثمان، علی، سعید کے۔

نہیں اورافضی! بلکہ اللہ تعالی فرماتا ہے ،"اولئک هم الصديقون والشهداء عند ربهم لهم اجرهم ونورهم" (حدید) وہی اپنے رب کے حضور صدیق وشہید ہیں ان کے لئے ہے ان کا ثواب اور ان کانور۔ اس کے اعداد(۱۷۹۲)ہیں، اور یہی عدد ہیں ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد کے۔

نہیں اورافضی !بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:"والذين امنو بالله ورسله اؤلئک هم الصديقون والشهداء عند ربهم لهم اجرهم ونورهم"۔(حدید) جولوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق وشہید ہیں ان کے لئے ہے ان کا ثواب اور ان کا نور۔ آیہ کریمہ کے عدد تین ہزار سولہ اور یہی عدد ہیں صدیق، فاروق، ذوالنورین، علی، طلحہ، زبیر، سعد، سعید، ابوعبیدہ عبدالرحمن بن عوف کے۔

لحمدللہ آیہ کریمہ کا تمام وکمال جملہ مدح بھی پورا ہو گیا، اور حضرات عشرہ مبشرہ کے اسمائے طیبہ بھی سب آگئے۔ جس میں اصلا تکلف اور تصنع کو دخل نہیں۔

چھ روزوں سے آنکھ دکھتی ہے۔ یہ تمام آیات عذاب واسمائے اشرار، وآیات مدح واسمائے اخیار کے عدد محض خیال میں مطابق کئے جن میں صرف چند منٹ صرف ہوئے۔ اگر لکھ کر اعداد جوڑے جاتے تو مطابقتوں کی بہار نظر آتی۔ مگر بعونہ تعالی اس قدر بھی کافی ہے۔ وللہ الحمد واللہ تعالی اعلم

اس فتویٰ کو نقل کر کے مولوی صاحب موصوف کتاب مذکور کے ۴۶۵ میں تحریر فرما
ہیں۔ راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ شیعہ یعنی رافضی کا تو ماشاء اللہ دلیہ نہیں بلکہ قیم
گیا۔ اب مجال دم زدن نہیں۔ فقیر نے یہ کرامت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد
حاضرہ امام اہل سنت وجماعت رضی اللہ عنہ بچشم خود ملاحظہ کی کہ چند لمحوں میں ان تمام آیا
واعداد کی مطابقت زبان فیض والہام ترجمان سے فرمائی۔ یہ رات کا وقت تھا، قریب نص
گذر چکی تھی، واللہ باللہ عدد اخیار واشرار کے اسما بلا سوچے اور بے تامل کئے فرما دیئے
فقیر سوا اس کے اور اندازہ نہیں کر سکتا کہ یہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی کرامت کا اظہار بذ
القائے ربانی اور الہام سبحانی تھا۔ اس سے بیشتر جب کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے کتاب
سماعت فرماتے ہوئے، متعدد جگہ فرقہ وہابیہ اور معترض پر نکات اعداد جمل کی مطابقت
حظہ فرمائی تو اسی وقت معاً بلا غور تامل کے یوں فرمایا: جناب نے فرمایا کہ لکھو۔ فقیر
تعمیل حکم اس طرح پر کی۔ آیت قرآنی:

(۱) "اھلکنھم انھم کانوا مجرمین "کے اعداد (۶۶۸) جو برابر ہیں اع
رشید احمد گنگوہی کے۔

(۲) "لقد قالو ا کلمة الکفر وکفروا بعد اسلامھم" (توبہ)
اعداد (۱۲۶۴) جو برابر ہیں اشرف علی صاحب تھانوی کے

(۳) " شیطانا مریدا لعنه الله" (نساء) کے اعداد (۸۴۷) ہیں اور وہی ع
ہیں حاجی قاسم صاحب نانوتوی کے۔

"سبحان الله وبحمده" کیا قدرت الہیہ کا جلوہ اور تقدیر الٰہی کا نظارہ ہے کہ گویا
تبارک وتعالیٰ نے اپنے علم میں ان لوگوں کے حالت کی طرف اشارہ فرمادیا ہے۔ جو بند گا
رب العلیٰ اور خاصان بارگاہ خدا اس قسم کے کشف والہام سے بیان فرما سکتے ہیں، اور عوام
سمجھا سکتے ہیں ۔ "ذالک فضل الله یوتیه من یشاء والله ذوالفض
العظیم"۔[1]

(1) حیات اعلیٰ حضرت ج ا ص ۳۱۸ تا ۳۲۲ مطبوعہ کشمیر انٹرنیشنل پبلشرز لاہور

حق چار یار اور دعائے مصطفیٰ کریم ﷺ:

"عن النبی ﷺ اللهم انک بارکت لامتی فی صحابتی فلا تسلبهم البرکة واجمعهم علی ابی بکر اللهم واعز عمربن الخطاب وصبر عثمان ووفق علیا رضی اللہ عنہم"۔ (1)

نبی کریم ﷺ دعا فرمایا کرتے اے اللہ تو نے میرے صحابہ کو میرے امت کیلئے برکت بنایا اس برکت کو ہمیشہ قائم رکھ ابو بکر پر سب کو متفق کردے فاروق اعظم کو عزت عطا کر عثمان غنی کو صبر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو مزید شجاعت سے نواز دے۔

حق چار یار اور تحفہ خدا تعالیٰ:

"نزل جبریل بطبق تفاح من الجنة وقال یا محمد ﷺ اعط من تحبه وکان الطبق مستورا فادخل یده واخذ تفاخة وعلی جانبها بسم اللہ الرحمن الرحیم بذه بدیة من الله لابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ وعلی الجانب الآخر من ابغض الصدیق فهو زندیق ثم اخذا اخری وعلی جانبها بسم اللہ الرحمن الرحیم بذه بدیة من الله الوهاب لعمربن الخطاب رضی اللہ عنہ وعلی الجانب الآخرمن ابغض فهو فی سقر ثم اخذ اخری وعلی جانبها البسملة بذه بدیة من الله الحنان المنان لعثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ وعلی الآخرمن ابغض عثمان فخصمه الرحمن ثم اخذ اخری وعلی جانبها البسملة بذه بدیة من الله الغالب الی علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ وعلی الجانب الآخر من ابغض علیا لم یکن لله ولیا فحمد الله محمد ﷺ واثنی علیه"۔ (2)

---

(1) جامع الاحادیث ۴۹۵۰، کنز العمال ۳۲۱۳۶، جمع الجوامع حدیث ۲۵۱

(2) کنز العمال جزء ۱۱ حدیث نمبر ۳۲۱۳۶ مطبوعه بیروت، الحاوی للفتاوی ج۲ ص ۴۳ دار الفکر العلمیه بیروت

ایک مرتبہ جبرائیل امین بارگاہ مصطفی ﷺ میں حاضر ہوئے اور جنتی سیبوں سے بھرا ہوا ایک طشت لائے اور عرض کی یہ اسے دیجئے جس سے آپکو زیادہ محبت ہے۔ آپ نے ایک سیب اٹھایا اسکی ایک طرف لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ تحفہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رفیق مصطفی ﷺ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے ہے اور دوسری طرف رقم تھا جو شخص صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھتا ہے وہ زندیق ہے پھر آپ ﷺ نے دوسرا سیب اٹھایا اس پر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ ایک طرف لکھا ہوا تھا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کیلئے تحفہ ہے اور دوسری طرف مرقوم تھا جو عمر رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھتا ہے وہ جہنمی ہے اسی طرح تیسرا سیب اٹھایا تو اسکی ایک طرف بسم اللہ کے ساتھ لکھا ہوا تھا کہ یہ خدائے حنان ومنان کی طرف سے عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کیلئے تحفہ ہے دوسری طرف لکھا ہوا تھا جو عثمان رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھے وہ اللہ تعالیٰ سے دشمنی رکھنے والا ہے پھر ایک اور سیب نکالا جس کی ایک جانب بسم اللہ کے ساتھ یہ تحریر تھا کہ یہ خدائے غالب کی طرف سے علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لئے تحفہ ہے دوسری جانب لکھا ہوا تھا جو علی رضی اللہ عنہ کا دشمن ہے وہ خدائے جلی کا دشمن ہے نبی کریم ﷺ یہ نظارہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور شکر بجالائے۔

حق چار یار تخلیق آدم علیہ السلام سے ایک ہزار سال قبل:

"وروی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ بسنده عن النبی ﷺ کنت انا وابو بکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم انوار علی یمین العرش قبل ان یخلق بالف عام"۔[1]

(1) کنزالعمال جزء۱۱ مطبوعہ بیروت

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم حضرت آدم علیہ السلام کے بنائے جانے سے ایک ہزار سال قبل عرش اعظم کے دائیں جانب نور کی صورت میں ظہور پذیر تھے۔

حق چار یار کا فتویٰ دینا:

"واخرج عن القاسم بن محمد رضی اللہ عنہ قال كان أبو بكر وعمر وعثمان وعلى رضی اللہ عنہم يفتون فى عهد رسول الله عليه الصلاة والسلام"۔ [1]

قاسم بن محمد نے تخریج کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فتویٰ دیتے تھے۔

حق چار یار کی سنت سنت مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم:

وقال النبى صلی اللہ علیہ وسلم عليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين المهدين۔ [2]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم پر میری اور میرے خلفائے راشدین مہدین کی سنت لازم ہے۔

---

(1) نزہۃ المجالس ص۳۰۶ مطبوعہ مکتبہ فاروقیہ پشاور۔۔سچی حکایات ص ۳۴۱،۳۴۲ مطبوعہ فرید بک سٹال

(2) الصواعق المحرقہ جزء اول فصل ثالث، شرح مشکل الاثار ج۳ ص ۲۲۳ حدیث ۱۱۸۶ موسسۃ الرسالہ بیروت، مسند ابی حنیفہ ص ۲۴۵ دار الکتب العلمیہ بیروت، الفتاوی الکبری ج ۲ ص ۹۲ دار الکتب العلمیہ بیروت

یعنی خلفاء راشدین کی سنت کو میری سنت ہی سمجھنا جیسا کہ ملا علی قاری نے نقل کیا ہے کہ "فانهم لم يعلموا الا بسنتي"۔ لہذا اس سے پتہ چلا کہ سنت خلفاء راشدین لازم ہے سنت مصطفی ﷺ کی طرح اور خلفائے راشدین سے اس جگہ مراد جیسا کہ ملا علی قاری رضی اللہ عنہ نے نقل فرمایا ہے کہ "هم الخلفاء الاربعة"، ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم یعنی حق چار یار مراد ہیں۔[1]

حدیث مذکور کی وضاحت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے:

"هذا من الاخبار بالغيب من خلافة الائمة الاربعة ابى بكر وعمر وعثمان وعلى رضی اللہ عنہم "۔[2]

یہ حدیث آئمہ اربعہ حضرت ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضی رضی اللہ عنہم کی خلافت کے متعلق تاجدار کائنات ﷺ کی غیبی خبر ہے۔

حدیث مذکور کی شرح فرماتے ہوئے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تو رافضیوں کا رد فرمایا کہ حدیث مذکور سے مراد حق چار یار ہیں اور ساتھ ہی خوارج کا رد بھی فرمایا کہ جو کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ علم غیب نہیں جانتے تو آپ نے بتا دیا کہ آپ کا خلفاء رابعہ حق چار یار کی خلافت کی خبر دینا بھی علوم غیبیہ میں سے ہے۔

حافظ ابن عبد البر قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

"وقال رسول الله ﷺ عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين بعد وهم ابو بكر وعمر وعثمان وعلى رضی اللہ عنہم فسما هم خلفاء" ۔[1]

(1) تاریخ الخلفاء ص ۳۵ مطبوعہ کتب خانہ رشیدہ پشاور
(2) مشکوۃ شریف

مصطفی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو جو میرے بعد ہوں گے اور وہ (خلفائے راشدین) حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہم ہیں پس ان کا نام خلفاء ہے۔

(حض)رت ابو بکر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

"وهم الاربعة باجماع ابو بكر وعمر وعثمان وعلى رضی اللہ عنہم"۔[2]

حدیث مذکور میں خلفاء راشدین سے مراد بالاجماع (حق چار یار) ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور علی المرتضی رضی اللہ عنہم ہیں۔

(ح)ضرت امام شرف الدین محمد الطیبی رحمۃ اللہ علیہ:

"والمراد بالخلفاء الراشدين ابو بكر وعمر وعثمان وعلى رضی اللہ عنہم"۔[3]

اور خلفاء راشدین سے مراد حق چار یار یعنی حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہم ہیں۔

حدیث کی وضاحت آئمہ محدثین سے نقل کرنے کے بعد یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ حضور کریم ﷺ کی سنت اور حق چار یار کی سنت پر عمل کرنا لازم ہے اس کے

---

(1) مرقاۃ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ
(2) مرقاۃ الصعود بحوالہ حاشیہ ابی داؤد جلد ۲ ص ۶۳۵
(3) التمهيد لمانی الموطا من المعانی والمسانيد ج ۳ ص ۸۵ ۴ تحت محمد بن شباب زهری

باوجود کوئی کہے کہ حق چار یار کے نعرہ سے بغض اہل بیت کی بو آتی ہے یہ ۱۹۵۳ء کی ایجا
ہے تو اس سے بڑا کذاب کوئی نہیں۔ کیونکہ حق پر وہی ہے جو حق چار یار کا نعرہ لگاتے ہوئے
حدیث مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کر رہا ہو۔ اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ:

چار یار نبی دے عاشق کوئی دسے انہاں چاراں ورگا
نہ اس دھرتی پیدا کیتا کوئی انہاں یاراں ورگا
نہ کوئی ہویا نہ کوئی ہوسی انہاں جان نثاراں ورگا
اعظم شان صدیق کی دساں اکو یار ہزاراں ورگا

مذکورہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اور انکی وضاحت و تفسیر سے حق چار یار کا ثبوت
واضح ہے کہ چار کی تخصیص رب ذوالجلال کی طرف سے تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان
مبارک سے ہے اور جو حق چار یار کی مخالفت کرتا ہے در حقیقت وہ اللہ عزوجل اور اس کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتا ہے اور جملہ آیات واحادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جب حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے چار یاروں کا تذکرہ کیا گیا تو سب سے پہلے افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق ظاہر
او باطنا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا گیا اسکے بعد خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور اسکے
بعد خلیفہ سوم سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور بعد ازاں خلیفہ چہارم سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا ذکر
فرمایا تو اس ترتیب سے ہر جگہ حضور کا ذکر فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ انکی افضلیت بھی
اسی ترتیب سے ہے یعنی انبیاء کے بعد سب سے افضل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں وہ الگ بات
ہے کہ آجکل نئی نئی بولیاں شروع ہو گئی ہیں کچھ مزعومہ شیخ الاسلام اور نام نہاد مفکر اسلام
اور مفت سے مفتی یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صرف سیاسی اور ظاہری
طور پر خلیفہ بلا فصل ہیں باطنی طور پر افضل اور خلیفہ بلا فصل سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ ہیں
حالانکہ یہ تقسیم ان ماڈرن رافضیوں کی ہے ہمارے اسلاف نے آج تک ایسی کوئی تقسیم نہیں
کی ہے بلکہ اسی کے قائل رہے اور لکھتے رہے کہ افضل البشر بعد الانبیا، سیدنا صدیق
اکبر رضی اللہ عنہ ظاہری افضلیت ہو یا باطنی اس کا سہرا امام نقشبند کے سر ہی ہے۔ جیسا کہ ما قبل

آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے بہر حال روافض کے ان ہتھکنڈوں کے ردکیلئے اگلی فصل میں چند احادیث اور اقوال صحابہ وتابعین واسلاف ذکر کیئے جاتے ہیں جس سے صراحتًا یہ بات سمجھ آجائے گی کہ افضل البشر بعد الانبیاء سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اور ساتھ حق چار یار کے منکروں کا بھی رد ہو جائے گا کیونکہ صحابہ وتابعین اور ہمارے اسلاف تو ان چار کی تخصیص کر کے حق چار یار کا نعرہ لگاتے آئے ہیں اور ہم لگاتے رہیں گے اور روافض کے ایوانوں میں زلزلے بپا کرتے رہیں گے:

نہ ہم آئے نہ تم سمجھے کہیں سے
پسینہ پونچھیئے اپنی جبیں سے

باب چہارم

حق چار یار
اور افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

جناں بنے گی محبان چار یار کی قبر
جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کے چلے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماڈرن رافضیوں کا یہ باطل عقیدہ ہے کہ ظاہری اور سیاسی طور پر خلیفہ بلافصل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں لیکن باطنی طور پر خلیفہ بلافصل سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو مانتے ہیں اگرچہ کثیر علماء اہل سنت افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر بہت کچھ لکھ چکے ہیں لیکن۔ ہر گل را رنگ وبوئے دیگر است۔ کو مد نظر رکھتے ہوئے اس عقدہ کا حل پیش خدمت ہے۔

افضلیت سے مراد کثرت ثواب:

قارئین کرام افضلیت کا معنی ہے کثرت ثواب یعنی جو افضل ہوتا ہے اس کو کثرت ثواب حاصل ہوتا ہے لہذا مدار افضلیت کثرت ثواب ہوا نہ کہ کثرت فضائل واعمال اور کسی کی نیکی اور عمل خیر کے ثواب کی قلت اور کثرت کا تعین شارع کر سکتا ہے اور شارع اللہ تعالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لہذا کثرت کا علم اللہ تعالی یا مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے بغیر ناممکن ہے۔ مزید کچھ لکھنے سے قبل اس کی وضاحت کہ افضلیت سے مراد کثرت ثواب ہے اسلاف کی تائیدات اس سلسلہ میں پیش خدمت ہیں تاکہ کسی جانشین سبائی کو بعد میں اعتراض کرنے کی جرات نہ ہو۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ:

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"مقرر علما است که افضلیت باعتبار کثرت ثواب نزد خدائے جل وعلا این جا مراد است نه افضلیت که بمعنی کثرت ظهور ومناقب بود"۔(1)

(1) مکتوبات شریف دفتر اول حصہ چہارم ص۴۸۸ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

علماء کرام کے نزدیک اس جگہ افضلیت سے مراد کثرت ثواب ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے نہ کہ وہ افضلیت کہ جو بمعنی کثرت ظہور فضائل ومناقب ہے۔

امام ابن حجر ھیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ:

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"ولکنھا اکثر ثوابا واعظم نفعا للمسلمین والاسلام واخشی واتقیٰ ممن عداھما من اولادہ صلی اللہ علیہ وسلم فضلا عن غیرھم"۔(1)

لیکن یہ دونوں یعنی شیخین کریمین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ثواب کے لحاظ سے اکثر ہیں مسلمانوں اور اسلام کے نفع کے لحاظ سے اعظم ہیں اور ان دونوں حضرات میں اللہ تعالیٰ کا خوف وتقویٰ سب سے زیادہ ہے اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد پاک سے بھی تقویٰ وپرہیز گاری میں زیادہ ہیں چہ جائیکہ دوسرے حضرات۔

امام علامہ عبد العزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ:

"ذکر المحققون ان فضیلتہ المبحوثۃ عنھا فی الکلام ھی کثرت الثواب ای اعظم الجزاء علی اعمال الخیر"۔(2)

---

(1) الصواعق المحرقہ ص ۵۹ مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان
(2) نبراس شرح شرح عقائد ص ۴۸۴ مطبوعہ مؤسسۃ الشرف لاہور

محققین نے ذکر کیا ہے کہ علم کلام میں جس افضلیت سے بحث کی جاتی ہے وہ کثرت ثواب ہے یعنی اعمال خیر پر بڑی جزاء ہے۔

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

افضلیت خلفاء اربعہ بترتیب خلافت است یعنی افضل اصحاب ابوبکر ست ثم عمر ثم عثمان ثم علی و مراد از افضلیت کثرت ثواب ست عنداللہ تعالی۔[1]

خلفاء اربعہ کی افضلیت خلافت کی ترتیب پر ہے یعنی تمام صحابہ سے افضل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ پھر علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں اور افضلیت سے مراد کثرت ثواب ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔

مجدد مائتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ:

اعلیحضرت فرماتے ہیں کہ الافضلیت فی کثرت الثواب وقرب رب الارباب والکرامۃ عند اللہ تعالی۔[2]

افضلیت کا معنیٰ کثرت ثواب اور رب الارباب کا قرب ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بزرگی میں ہے۔

---

(1) تکمیل الایمان ص ۵۵ مطبوعہ لکھنو ہندوستان ،اردو ص ۹۴ مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور

(2) المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد ص ۲۴۰ مطبوعہ لاہور

قارئین حضرات: مجددین وآئمہ کے اقوال سے یہ بات ثابت ہوئی کہ افضلیت سے مر
کثرت ثواب اور یہ بات بھی بالکل واضح ہے کہ کثرت ثواب اسی کو حاصل ہے جو سب
بڑا متقی ہے کیونکہ ثواب ملتا ہے تقوی وپرہیز گاری پر اس لئے کہ اللہ تعالی کا ارشاد گرا
ہے "ان اکرمکم عند الله اتقکم" بیشک اللہ تعالی کے ہاں تم میں زیادہ عزت والا
ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے تو آیئے اب یہ دیکھتے ہیں کہ انبیاء کے بعد سب سے بڑا
کون ہے الاتقی کا سہرا کس کے سر ہے۔

دلیل قرآن کریم سے:

اللہ رب ذوالجلال فرماتا ہے:

"وسیجنبها الاتقى الذی یؤتی ماله یتزکی وما لا حد عنده من نعمة تجزی الاابتغاء وجه ربه الاعلى ولسوف یرضی"۔[1]

اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیز گار جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔[2]

استدلال از آیت کریمہ:

یہاں آیات مذکورہ میں لفظ الاتقی آیا ہے اور اس الاتقی سے مراد حضرت سیدنا ابو
صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

---

(1) سورة الليل
(2) ترجمه كنزالايمان شريف

امام المفسرین عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ :

"الذی یوتی ماله یعطی ماله فی سبیل الله وهو ابوبکر رضی اللہ عنہ"۔[1]
وہ جو اپنا مال دیتا ہے یعنی وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال دیتا ہے وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

امام جلال الدین محلی رحمۃ اللہ علیہ:

"وهذا نزل فی الصدیق رضی اللہ عنہ لما اشتری بلا لا المعذب علی ایمانه واعتقه"۔[2]
آیت کریمہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جب آپ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کر دیا جبکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ایمان لانے کی وجہ سے عذاب دیا جارہا تھا۔

امام عبد الکریم بن ہوازن القشیری رحمۃ اللہ علیہ:

"نزلت الایة فی ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ والایة عامة"۔[3]
یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی اور حکم عام ہے جو آپ کے طریقے پر چلتا آئے گا اس کے لئے بشارت ہے۔

---

(1) تفسیر ابن عباس ص ۶۵۰ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت
(2) تفسیر جلالین ص ۵۰۱ مطبوعه مکتبه غوثیه کراچی
(3) تفسیر القشیری ج ۳ ص ۴۲۸ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت

مفسرین کا اجماع ہے کہ الاتقی سے مراد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں:

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وقال الرازی فی مفاتیح الغیب "اجمع المفسرون منا علی ان المراد منه ابو بکر رضی اللہ عنہ "ونقل ابن حجر فی الصواعق عن العلامة ابن الجوزی اجمعوا انها نزلت فی ابی بکر"۔[1]

امام رازی نے مفاتیح الغیب میں فرمایا ہم سنیوں کے مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ اتقی سے مراد ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ الصواعق المحرقہ میں ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن الجوزی سے نقل کیا ہے کہ علماء اس پر متفق ہیں کہ یہ آیت ابو بکر کے حق میں نازل ہوئی۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی:

"لاتفاق المفسرین علی ان الآیة نزلت فی ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فالغرض منه توصیف الصدیق بکونه اتقی الناس اجمعین غیر الانبیاء وانما خصصنا بغیر الانبیاء لدلا لة العقل والاجماع والنصوص"۔[2]

مفسرین کا اتفاق و اجماع ہے اس پر کہ "وسیجنبها الاتقی الذی" سے لیکر آخر تک آیات کریمہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہیں اور مقصود اس سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی توصیف کرنی ہے کہ آپ انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام لوگوں سے افضل اور بڑے متقی پرہیز گار ہیں غیر انبیاء کی تخصیص دلالۃ العقل، اجماع امت اور نصوص واردہ سے ہے۔

---

(1) فتاوی رضویہ ج۲۸ ص۵۱۲ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور
(2) تفسیر مظہری ج ۱۰ ص۲۷۹ مطبوعہ مکتب رشیدیہ کوئٹہ

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ:

فرماتے ہیں کہ:

"حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بحکم نص قرآنی اتقائے ایں امت است زیرا کہ اجماع مفسرین است چہ ابن عباس رضی اللہ عنہ و چہ غیر آں بریں کے آیۃ کریمہ وسیجنبھا الاتقی الایۃ درشان حضرت صدیق نازل است رضی اللہ عنہ ومرادا زاتقی اوست رضی اللہ عنہ"۔ (1)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اس امت کا سب سے بڑا متقی و پرہیز گار ہونا نص قرآنی سے ثابت ہے کیونکہ مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے چاہے حضرت عبداللہ ابن عباس ہوں یا ان کے علاوہ کہ آیت کریمہ وسیجنبھا الاتقی الایۃ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی اور اتقی (سب سے بڑا پرہیز گار) سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

مذکورہ بحث سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی کہ الاتقی یعنی سب سے بڑے متقی و پرہیز گار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ بات عوام بھی جانتی ہے کہ تقوی ظاہر کا نام نہیں ہے بلکہ ان امور کا نام ہے جو باطن سے متعلق ہیں یعنی باطنی چیز کا نام ہے۔ تو باطنی چیز میں سب سے افضل واعلی مولی ابو بکر کی ذات مبارکہ ہے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کا سینہ نبوی علم وعرفان کی جلوہ گاہ۔

---

(1) مکتوبات شریف دفتر سوم حصہ ہشتم مکتوب نمبر ۲۴ ص ۳۲۹ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

جیسا کہ فرمان مصطفی ﷺ:

''لم یفضلکم ابوبکر بکثرة صلاته ولابکثرة صیامه وانما بہو شیء وقرفی قلبه''۔[1]

مصطفی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو تم پر فضیلت کثرت صوم وصلوۃ کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک خاص چیز کی وجہ سے فضیلت ہے جو خاص طور پر ان کے دل میں ڈال دی گئی ہے۔

امام عبد العزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''والسرفی ذالک ان اصل الخیرهو الاخلاص فی العمل ومحبةالحق سبحانه تعالی ودوام الحضور معه وهی امور باطنة ولذا قال بکربن عبد الله المزنی ما فضلکم ابو بکر بصوم وصلوة ولکن بشی فی قلبه''۔[2]

راز اس میں یہ ہے کہ اصل خیر وہ اخلاص فی العمل اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور حضور ﷺ کی دائمی طور پر معیت ہے اور یہ امور باطنی ہیں اسی وجہ سے بکر بن عبد اللہ مزنی فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صلوۃ وصوم سے فضیلت نہیں دی گئی بلکہ فضیلت اس چیز کی وجہ سے جو ان کے دل میں ہے۔ (اور دل ظاہر تو نہیں ہوتا)۔

---

(1) مجالس المؤمنین ص ۸۹۔ المقاصد الحسنة ص ۳۲۳ مطبوعه مرکز اہل سنت برکات ر انڈیا۔ نبراس ص ۴۸۰ موسسة الشرف لاہور وہکذا بتصرف قلیل۔ سبع سنابل ص ۱۰ مطبوعه النور الرضویه لاہور

(2) نبراس شرح شرح عقائد ص ۴۸۳ مطبوعه مؤسسة الشرف لاہور

غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لو کہ اللہ کے ہاں فضیلت پالینے کا سبب الگ چیز ہے اور لوگوں میں مشہور ہو جانے کا
دوسری چیز ہے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شہرت خلافت کی وجہ سے تھی۔

"وکان فضلہ بالسر الذی وقر فی قلبہ"[1]
جب کہ آپ کی فضیلت کا سبب وہ راز تھا جو ان کے سینے میں سجا دیا گیا
لہذا ثابت ہوا کہ باطنی طور پر افضل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

لاصہ کلام: دلائل وبراہین سے یہ بات واضح ہو گئی کہ افضلیت سے مراد کثرت
ب ہے اور کثرت ثواب کے حصول کا ذریعہ تقوی ہے اور سب سے بڑے متقی ابو بکر
ریق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور تقوی باطنی چیز کا نام ہے لہذا ثابت ہوا کہ باطنی طور پر بھی افضل
شر بعد الانبیاء سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

نطق کیا کہتی ہے:

"قال ابن الجوزی اجمعوا انها نزلت فی ابی بکر رضی اللہ عنہ ففیها التصریح بانه اتقی من سائر الامة والاتقی ہو الاکرم عند الله تعالی لقوله تعالی ان اکرمکم عند الله اتقاکم والاکرم عند الله ہو الافضل ینتج انه افضل من بقیة الامة کذافی الصواعق المحرقة"۔[2]

---

(1) احیاء العلوم ج۱ ص ۳۵ مطبوعہ بیروت
(2) حاشیہ تفسیر جلالین ص۵۰۱ مطبوعہ مکتبہ غوثیہ کراچی

محدث ابن جوزی فرماتے ہیں کہ اس بات پر مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔اور اس میں تصریح ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام امت میں سے سب سے بڑے متقی ہیں۔اور متقی وہ ہے جو اللہ تعالی کے ہاں عزت والا ہے بوجہ اللہ تعالی کے ارشاد گرامی ''ان اکرمکم عند اللہ اتقکم'' کے اور جو اللہ تعالی کے نزدیک اکرم ہو وہ افضل ہوتا ہے نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ باقی تمام امت سے افضل ہیں۔اسی طرح الصوعق المحرقۃ میں نقل کیا گیا ہے۔

منطق منطق کی رٹ بڑی لگائی جاتی ہے لیکن منطق سے جو بات ثابت ہوتی ہے اسے کیو نہیں تسلیم کیا جاتا۔

جس بت کی محبت میں دیوانے پھرے برسوں
اسی بت نے ہی رسوا سر بازار کیا

بہر حال ظاہری طور پر افضلیت تو ماڈرن روافض پہلے ہی تسلیم کرتے ہیں۔ باطنی طور افضلیت بحث مذکورہ سے واضح ہے لہذا روافض باطنی فضیلت دینے میں بھی غلط ہیں تو ایسے رافضی جو سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتے ہیں زیادہ نہیں تو گمراہی کا طوق تو ان کے گلے میں ہے ہی کیونکہ افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اجماع امت ہے اور اجماع کا منکر گمراہ بد مذہب ہے۔

حضرت علی کو باطنی فضیلت دینے والے:

امام اہل سنت فارق حق و باطل قاطع رافضیت ارقام فرماتے ہیں کہ:

"وفیها رد علی مفضلة الزمان المدعین السنیة بالزور والبهتان حیث اولوامسئلة ترتیب الفضیلة بان معنی الاولویة للخلافة الدنیویة وهی لمن کان اعرف بسیاسة المدن وتجهیزالعساکر وغیرذلک من الامور المحتاج الیها فی السلطنة وهذا قول باطل خبیث مخالف لا جماع الصحابة والتابعین رضی اللہ عنہم بل الافضلیة فی کثرة الثواب وقرب رب الارباب والکرامة عند الله تعالی"۔(1)

"یعنی اس میں تردید ہے کہ آج کل کے تفضیلیوں کی جو سنی ہونے کا جھوٹا دعوی کرتے ہیں اور بہتان باندھتے ہیں، ان لوگوں نے فضیلت کی ترتیب میں یہ تاویل چلائی ہے کہ افضلیت سے دنیاوی خلافت مراد ہے ،اور ملکی سیاست میں ماہر ہونا، لشکر تیار کرنا اور اس طرح کے معاملات مراد ہیں جن کی حکومت چلانے میں ضرورت پڑتی ہے۔ تفضیلیوں کا یہ قول باطل ہے خبیث ہے، اجماع صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کے بالکل خلاف ہے۔ بلکہ افضلیت سے مراد کثرت ثواب، رب الارباب کا قرب اور اللہ تعالی کے ہاں کرامت ہے۔"

امام اہل سنت کی عبارت کے الفاظ "المدعین السنیة بالزور والبهتان" پر توجہ کی جائے تو بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ جو لوگ باطنی طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فضیلت

(1) المستند المعتمد ص ۲۴۰ مطبوعہ لاہور

دیتے ہیں وہ سنیت کے دعوی میں جھوٹے ہیں لہذا یہ تقسیم سنیوں کی نہیں ہو سکتی رافضیوں کی ہی ہے یا پھر ایسے لوگوں کی ہے جو کسی جگہ پر سنی اور کسی جگہ پر رافضی ہوتے ہیں۔

جیسا موسم ہو مطابق اس کے تم دیوانے ہو
مارچ میں بلبل ہو اور جولائی میں پروانے ہو

افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اجماع امت ہے:

امام شہاب الدین احمد بن محمد بن حجر قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"وقد وقع الاجماع باخره بين اهل السنة ان مرتبتهم فى الفضل كترتيبهم فى الخلا فة"۔[1]

تحقیق بالآخر اہل سنت وجماعت کے درمیان اس بات پر اجماع ہو گیا کہ جس ترتیب سے خلافت ہے اسی ترتیب سے مراتب ہیں فضیلت میں۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ:

"اجمع اهل السنة ان افضل الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم ابو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم على رضى الله عنهم ثم سائر العشرة ثم باقى اهل بدر ثم باقى اهل احد ثم باقى اهل البيعة ثم باقى الصحابة هكذا حكى الاجماع عليه ابو منصور البغدادى رحمة الله عليه"۔[2]

(1) ارشاد الساری شرح بخاری جلد ۸ مطبوعہ بیروت
(2) تاریخ الخلفاء ص ۳۹۔۴۰ مطبوعہ کتب خانہ رشیدیہ پشاور

اہل سنت وجماعت کا اجماع ہے اس پر کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے افضل ابو بکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق پھر عثمان ذوالنورین پھر علی المرتضی رضی اللہ عنہ پھر باقی عشرہ مبشرہ پھر باقی اہل بدر پھر باقی اہل احد پھر باقی اہل بیت رضوان پھر باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔ ابو منصور بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح اجماع نقل فرمایا ہے۔

مطلع رافضیت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ:

فرماتے ہیں کہ جانا جس نے جانا اور فلاح پائی اگر مانا اور جس نے نہ جانا وہ اب جانے کہ حضرت سید المومنین، امام المتقین عبد اللہ ابن عثمان ابی بکر صدیق اکبر وجناب امیر المومنین امام العادلین ابو حفص عمر ابن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہما وارضاھما کا جناب مولی المومنین امام الواصلین ابوالحسن علی ابن ابی طالب مرتضی اسد اللہ کرم اللہ وجہہ بلکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل وبہترین امت ہونا عقیدہ اجماعیہ ہے۔ (1)

مختصر یہ کہ امام ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فتح الباری میں امام علامہ مسعود بن عمر بن عبد اللہ الشہیر سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شرح مقاصد جلد نمبر ۳ میں اور امام الآئمہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اور شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ۔۔ تکمیل الایمان میں امام ہمام عمر بن محمد نسفی نے علم العقائد میں اور دیگر متعدد آئمہ نے اپنے اپنے مقام پر اس بات کو نقل فرمایا ہے کہ افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اجماع امت ہے۔ لہذا اجماع امت کے خلاف عقیدہ رکھنے والا کسی صورت میں سنی نہیں ہو سکتا البتہ ضال و مضل ہو سکتا ہے۔

---

(1) مطلع القمرین ص۱۵۷، ۱۵۸ مطبوعہ مکتبہ بہار شریعت لاہور

افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ قطعی ہے

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:

”قال مولانا آل الرسول الاحمدی رحمۃ اللہ قال سمعت الشاہ عبد العزیز الدھلوی رحمۃ اللہ یقول تفضیل الشیخین قطعی اوکا لقطعی “۔

مولانا آل رسول احمدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ شیخین کی فضیلت قطعی ہے یا قطعی جیسی ہے

لفظ ” او “ شک کیلئے یہاں استعمال نہیں:

لفظ ” او “ کبھی شک کیلئے آتا ہے اور کبھی تنویع کیلئے تنویع کا مطلب ہے قسمیں بیان کرنے کیلئے اس مقام میں شاہ عبد العزیز صاحب کے کلام میں تقسیم کیلئے آیا ہوا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ شیخین کی فضیلت دلیل قطعی سے بھی ثابت ہے اور دلیل ظنی جو قطعی کے قریب ہے اس سے بھی ثابت ہے۔ (1)

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”کہ افضلیت حضرات شیخین باجماع صحابہ وتابعین ثابت شدہ است چنانچہ نقل کردہ اند آنرا اکابر آئمہ کہ

(1) فتاوی رضویہ بلا اختصار ج۲۸ ص ۶۷۸ مطبوعہ رضا فاونڈیشن لاہور

یکے از ایشاں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ است شیخ ابو الحسن اشعری که رئیس اهل سنت است فرماید که افضلیت شیخین بر باقی امت قطعی است انکار نکند افضلیت شیخین رابر باقی صحابه مگر یا حضرت امیر کرم الله وجهه بفرماید که کسیکه مرا برابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما فضل بدہد مفتری است تازیانه زنم چنانکه مفتری زنند"۔[1]

افضلیت شیخین پر صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم سے اجماع ثابت ہے جیسا کہ اکابر آئمہ نے نقل فرمایا ہے ان میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں شیخ ابو الحسن اشعری ہیں جو اہلسنت کے رئیس ہیں فرماتے ہیں کہ شیخین کی افضلیت باقی تمام امت پر قطعی ہے باقی صحابہ کرام پر شیخین کی افضلیت کا انکار صرف جاہل یا متعصب ہی کر سکتا ہے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ جو مجھے حضرات شیخین پر فضیلت پر دے گا وہ مفتری ہے میں اسے وہ حد ماروں گا جو مفتری کو ماری جاتی ہے۔

امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ان افضل الاولیاء المحمد یین بعد الانبیاء والمرسلین ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم اجمعین وهذا الترتیب بین هؤلاء الاربعة الخلفاء قطعی عند الشیخ ابو الحسن الاشعری ظنی عند القاضی ابی بکر الباقلانی"۔[2]

انبیاء کرام علیہم السلام کی امت کے اولیاء کرام میں سب سے افضل ابو بکر صدیق پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر علی المرتضی رضی اللہ عنہم ہیں، خلفاء اربعہ کے درمیان یہ ترتیب شیخ ابو الحسن اشعری کے نزدیک قطعی ہے قاضی ابو بکر باقلانی کے نزدیک ظنی ہے۔

---

(1) مکتوبات ج۲ مکتوب نمبر ۲۶۶ ص۲۸۶ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
(2) الیواقیت والجواہر ج۲ ص ۳۲۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ:

"اذا تقرر ذالک فالمقطوع به بین اهل السنة والجماعة افضلیة ابی بکر ثم عمر ثم اختلفوا فیمن بعد هما فالجمهور علی تقدیم عثمان"۔[1]

جب ترتیب افضلیت علیٰ ترتیب الخلافۃ پر اہل سنت کا اجماع ہے ثابت ہے تو شیخین رضی اللہ عنہم کی افضلیت پر تو اجماع قطعی ہے باقی دو بزرگوں میں اختلاف ہے جمہور کے نزدیک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ افضل ہیں۔

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ثم الذی مال الیه ابو الحسن ان الاشعری امام اهل السنة ان تفضیل ابی بکر علی من بعد قطعی وخالفه القاضی ابو بکر باقلانی فقال انه ظنی"۔[2]

پھر وہ بات کہ جسطرف امام ابو الحسن الاشعری نے میلان کیا ہے جو کہ امام اہل السنت ہیں کہ افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی انکے بعد والے حضرات پر قطعی ہے قاضی ابو بکر باقلانی نے اختلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ ظنی ہے۔

"وقال ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فی مقام آخر مایأتی عن الاشعری ان تفضیل ابی بکر ثم عمر علی بقیة الامة قطعی"۔[3]

---

(1) فتح الباری شرح صحیح البخاری ج۸ ص ۲۹ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت
(2) الصواعق المحرقه ص۵۸ مطبوعه کتب خانه مجیدیه ملتان
(3) الصواعق المحرقه ص۵۷ مطبوعه کتب خانه مجیدیه ملتان

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ جو بات امام اشعری رضی اللہ عنہ سے آئی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کی افضلیت پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہم کی باقی تمام امت پر قطعی ہے۔

محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:

"اکنوں سخن درآں ماند کہ مسئلہ ترتیب افضلیت یقینی است کہ برہان قاطع برآں گزشتہ"۔[1]

بات یہ ہے مسئلہ ترتیب افضلیت کا یقینی ہے یعنی قطعی ہے کیونکہ دلائل قطعیہ اس پر گزر چکے ہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"افضلیت شیخین در ملت اسلامیہ قطعی است"۔[2]

ملت اسلامیہ میں افضلیت شیخین کا مسئلہ قطعی ہے۔

ملت اسلامیہ میں افضلیت شیخین کا مسئلہ قطعی ہے

محدث شہیر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ:

"هذا والذی اعتقده وفی دین الله اعتمده ان تفضیل ابی بکر رضی اللہ عنہ قطعی حیث أمرہ بالامامة علی طریق النیابة مع أن المعلوم من الدین ان الاولی بالامة أفضل وقد کان علی رضی اللہ عنہ حاضرا فی المدینة وکذا غیره من أکابر الصحابة وعینه علیہ السلام لما علم انه أفضل الأنام فی تلک الایام حتی انه تأخرمرة وتقدم عمر رضی اللہ عنہ فقال ابی الله والمومنون الا ابا بکر رضی اللہ عنہ "۔[3]

---

(1) تکمیل الایمان اردو ص ۱۰۸ مطبوعہ مکتبہ اعلی حضرت لاہور
(2) ازالۃ الخفاج ۱ ص ۳۰۱
(3) شرح فقہ اکبر ص ۶۴ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

وہ قول جس پر میرا اعتقاد ہے اللہ کے دین پر میرا مکمل اعتماد ہے، کہ افضلیت ابو بکر رضی اللہ عنہ قطعی ہے۔ اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بطریق نیابت امامت کا حکم دیا اور یہ بات دین سے معلوم ہے کہ جو امامت میں اولی ہے وہ افضل ہے حالانکہ وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے اور اکابر صحابہ کرام بھی۔ اس کے باوجود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امامت کیلئے معین کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں تھی یہاں تک کہ ایک مرتبہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مصلی مبارک سے پیچھے ہٹے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آگے کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اور سب مؤمن انکار کرتے ہیں کہ سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کوئی اور امامت کرے۔

امام اہل سنت احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ:

فرماتے ہیں کہ جب اجماع قطعی ہوا تو اس کے مفاد یعنی تفضیل شیخین کی قطعیت میں کیا کلام رہا؟ ہمارا اور ہمارے مشائخ طریقت و شریعت کا یہی مذہب ہے۔[1]

وہ علماء جن کے نزدیک مسئلہ افضلیت قطعی ہے:

امام ابو الحسن اشعری، امام شافعی، امام ربانی مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی۔ محدث شہیر ملا علی قاری رضی اللہ عنہم مجدد ماءۃ حاضرہ امام احمد رضا خان بریلوی، مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہم۔

---

(1) مطلع القمرین ص۱۸۵ مطبوعہ مکتبہ بہار شریعت لاہور

افضلیت کی قطعیت پر دلیل:

ان حضرات کی افضلیت کے قطعی ہونے پر دلیل یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منکر افضلیت کو اسّی کوڑوں کی سزا کا مستحق قرار دیا ہے اور حدیں قطعیات میں ماری جاتی ہیں نہ کہ ظنیات میں۔

اعلیحضرت عظیم البرکت کی مسئلہ افضلیت پر خوبصورت تحقیق:

"أقول والتحقيق ان جملة اجلة الصحابة الكرام رضی اللہ عنہم ارقى في مراقى الولاية والغناء عن الخلق والبقاء بالحق من كل من دونهم من أكابر الاولياء العظام كائنين من كانوا وشانهم رضی اللہ عنہم ارفع واعلى من ان يقصدوا بأعمالهم غير الله سبحانه وتعالى لكن المدارج متفاوتة والمراتب مترتبة وشيئى دون شيئى وفضل فوق فضل ،ومقام الصديق حيث انتهت النهايات وانقطعت الغايات اذهو رضی اللہ عنہ كما صرح به امام القوم سيدي محى الملة والدين ابن عربى قدس سره الزكى امام الأ ئمة ومالك الأزمة ومقامه فوق الصديقية ودون النبوة التشريعية وليس احد بينه وبين مولاه الاكرم محمد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم۔" (1)

میں کہتا ہوں اور تحقیق یہ ہے کہ تمام اجلہ (جلیل القدر) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراتب ولایت میں اور خلق سے فنا اور حق میں بقاء کے مرتبہ میں اپنے ماسوا تمام اکابر اولیاء عظام سے وہ جو بھی ہوں افضل ہیں اور ان کی شان ارفع واعلیٰ ہے اس سے کہ وہ اپنے اعمال سے غیر اللہ کا قصد کریں،

(1) فتاوی رضویہ ج ۲۸ ص ۶۸۴،۶۸۳۔ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

لیکن مدارج متفاوت ہیں اور مراتب ترتیب کے ساتھ ہیں، اور کوئی شے کسی شے سے کم ہے اور کوئی فضل کسی فضل کے اوپر ہے۔ اور صدیق (رضی اللہ عنہ) کا مقام وہاں ہے جہاں نہایتیں ختم اور غایتیں منقطع ہو گئیں، اس لئے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ امام القوم سیدی محی الدین ابن عربی قدس سرہ العزیز کی تصریح کے مطابق پیشواؤں کے پیشوا اور تمام کے لگام تھامنے والے اور ان کا مقام صدیقیت سے بلند اور تشریع نبوت سے کمتر ہے، اور ان کے درمیان اور ان کے مولائے اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی نہیں۔

اعلحضرت نے رافضیوں کی سبائیات کا دروازہ بند کر دیا:

"منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین" میں مسئلہ افضلیت کے دمکتے اصول۔ امام اہل سنت نے ضعیف احادیث کے احکام اس مبارک رسالے میں جمع فرمائے جو کہ کتب محدثین میں منتشر تھے۔ اس رسالے کی تکمیل کے بعد آپ نے بعض مسائل تازہ اور مسائل شتی کو، خاتمہ فوائد منثورہ کے نام سے سلک تحریر میں نظم فرمایا۔ ان میں آپ نے فائدہ اولی جسے "نفیسہ جلیلہ" سے تعبیر فرمایا افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تحقیق میں لکھا جس میں اہل سنت وجماعت کو زبردست رہنما اصول عطا فرمائے کہ ہر گز مسئلہ تفضیل میں ٹھوکر نہ کھائیں اور حق بجانب رہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "فضیلت وافضلیت میں فرق ہے" دربارہ تفضیل حدیث ضعیف ہر گز مقبول نہیں۔ فضیلت وافضلیت میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ وہ اسی باب سے ہے جس میں ضعاف بالاتفاق قابل قبول اور یہاں بالاتباع مردود ونامقبول۔

اقول جس نے قبول ضعاف فی الفضائل کا منشاء کے افادات سابقہ میں روشن بیانوں سے گزراذہن نشین کر لیا ہے۔ وہ اس فرق کو بنگاہ اولین سمجھ سکتا ہے قبول ضعاف صرف محل نفع بے ضرر میں ہے۔ جہاں ان کے ماننے سے کسی تحلیل یا تحریم یا اضاعت حق غیر، غرض مخالفت شرع کا بوجہ من الوجوہ اندیشہ نہ ہو۔ فضائل رجال مثل فضائل اعمال ایسے ہی ہیں۔ جن بندگان خدا کا فضل تفصیلی خواہ صرف اجمالی دلائل صحیحہ سے ثابت ہے ان کو منقبت خاصہ جسے صحاح وثوابت سے معارضت نہ ہو۔ اگر حدیث ضعیف میں آئے اس کا قبول تو آپ ہی ظاہر کہ ان کا فضل تو خود صحاح سے ثابت، یہ ضعیف اسے مانے ہی ہوئے مسئلہ تو فائدہ زائدہ عطا کرے گی۔ اور اگر تنہا ضعیف ہی فضل میں آئے اور کسی صحیح حدیث کی مخالفت نہ ہو وہ بھی مقبول ہو گی کہ صحاح میں تائید نہ سہی خلاف بھی تو نہیں، بخلاف افضلیت کے کہ اس کے معنی ایک دوسرے سے عند اللہ بہتر وافضل ماننا ہے۔ یہ جب ہی جائز ہو گا کہ ہمیں خدا اور رسول جل جلالہ ﷺ کے ارشاد سے خوب ثابت و محقق ہو جائے، ورنہ بے ثبوت حکم لگا دینے میں محتمل کہ عند اللہ امر بالعکس ہو تو افضل کو مفضول بنایا، یہ تصریح تنقیص سے شان ہے اور وہ حرام تو مفسدہ تحلیل حرام و تضیع حق غیر دونوں در پیش کہ افضل کہنا حق اس کا تھا اور کہہ دیا اس کو۔ یہ اس صورت میں تھی کہ دلائل شرعیہ سے ایک کی افضلیت معلوم نہ ہو۔ پھر وہاں کا تو کہنا ہی کیا ہے، جہاں عقائد حقہ میں ایک جانب کی تفضیل محقق ہو اور اس کے خلاف احادیث سقام وضعاف سے استناد کیا جائے۔ (1)

---

(1) فتاوی رضویہ شریف منیر العین ج۵ ص۵۸۰ تا ۵۸۲ رضا فاؤنڈیشن لاہور

رضا کے نیزے کی مار:

قاطع رافضیت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ جانتے تھے کہ میرے چلے جانے کے سو سال بعد لو
کے پاس پھر پھر کر تین سال کا عرصہ لگا کر بعض ایران کے خمس پر پلنے والے قرآن و
کا غلط مفہوم بیان کر کے کئی سو صفحات پر مشتمل کتاب لکھ کر اہل سنت کو شیخین کی افض
سے بھٹکانے کی ناپاک جسارت کریں گے کہ افضلیت کا قول فلاں کے بارے میں بھی
فلاں کے بارے میں بھی ہے۔ پچپن صحابہ کے اقوال دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی افضلیت
متعلق بھی ملتے ہیں تو اعلیٰ حضرت کا قول فیصل اور حرف آخر جو آپ نے فرما کر امت
پر عظیم احسان فرمایا اور بھولے بھالے سنیوں کو رافضیوں کے نرغوں سے بچایا آپ فر
ہیں کہ:

> "جس طرح آج کل کے جہال، حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر تفضیل حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم میں کرتے ہیں۔ یہ تصریح مضادت شریعت و معاندت سنت ہے۔ ولہذا آئمہ دین نے تفضیلیہ کو روافض سے شمار کیا **کما بیناہ فی کتابنا المبارک مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین** بلکہ انصافاً اگر تفضیل شیخین کے خلاف کوئی حدیث صحیح بھی آئے قطعاً واجب التاویل ہے۔ اور اگر بفرض باطل صالح تاویل نہ ہو واجب الرد کہ تفضیل شیخین متواتر و اجماعی ہے **کما اثبتنا علیہ عرش التحقیق فی کتابنا المذکور** اور متواتر و اجماع کے مقابل احاد ہرگز نہ سنے جائیں گے۔۔۔ الخ"

قاطع رافضیت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:

بالجملہ مسئلہ افضلیت ہر گز باب فضائل سے نہیں جس میں ضعاف سن سکیں بلکہ مواقف و شرح مواقف میں تو تصریح کی کہ باب عقائد سے ہے اور اس میں احاد صحاح بھی نا مسموع۔ (1)

امام اہل سنت تو فرمارہے ہیں کہ حدیث صحیح بھی اگر تفضیل شیخین کے خلاف ملے تو قطعا واجب التاویل ہے۔ تو پھر صحابی کا قول تو بدرجہ اولی قطعا واجب التاویل ہو گا اس کے باوجود اقوال کا سہارا لینا چہ معنی دارد؟

قاطع رافضیت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ارشاد فرما کر رافضیوں کی بولتی بند کر دی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس ایک جملے میں کئی سو صفحات پر مشتمل آنے والی ایک کتاب کا رد موجود ہے۔

داغ دہلوی نے کیا خوب کہا تھا:

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ماننے والا رافضی ہے:

محدث شہیر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ثم اعلم ان جميع الروافض واكثر المعتزلة يفضلون عليا على ابى بكر رضی اللہ عنہ" (2)

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھنا تمام رافضیوں کا عقیدہ ہے اور اکثر معتزلہ کا عقیدہ ہے۔

---

(1) فتاوی رضویہ، منیر العین۔ جلد ۵ ص ۵۸۱،۵۸۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور
(2) شرح فقہ اکبر ص ۶۳ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

میر سید عبد الواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ:

فرماتے ہیں کہ جو شخص امیر المؤمنین علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نہ مانے وہ خارجیوں میں سے ہے اور جو آپ کو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے افضل جانے وہ رافضیوں میں سے ہے۔[1]

وہ جہلاء تفضیلی جو یہ کہتے پھرتے ہیں کہ اگر کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فضلیت دے دی کیا ہو جاتا ہے۔ باقی تو کچھ نہیں ہوتا البتہ آدمی اہل سنت سے ضرور خارج ہو جاتا ہے بلکہ رافضی ہو جاتا ہے اور اس کے رافضی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ میر عبد الواحد بلگرامی نے اس کو سبع سنابل میں رافضی کہا ہے اور سبع سنابل مقبول بارگاہ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شیخین پر فضلیت دینے والے پر رافضیت کی مہر بارگاہ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثبت ہے۔

ابن تیمیہ کے حوالہ سے لوگوں کو دھوکہ:

بعض روافض نے سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضلیت ثابت کرنے کے لیے ابن تیمیہ بدمذہب کا سہارا لیا ہے کہ ابن تیمیہ نے مجموعۃ الفتاوی جلد دوم صفحہ پانچ سو تریسٹھ پر لکھا ہے کہ ساری دنیا سے قریش افضل قریش سے ہاشمی افضل ہاشمیوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ افضل اور افضل کا افضل افضل ہوتا ہے۔

تبصرہ: مولیٰ مشکل کشاء سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے نسب کے لحاظ سے افضل ہونا اہل سنت وجماعت کے ہاں مسلم ہے لیکن اہل سنت وجماعت کے نزدیک

---

(1) فتاوی رضویہ ج ۲۸ ص ۴۸۸ مطبوعہ لاہور

ب کی افضلیت سے مطلقاافضلیت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ یہ جزوی فضلیت ہے اور جزوی ضلیت تو غیر صحابہ کو صحابہ پر بھی ہے لہذا نسب کی وجہ سے مطلقاافضلیت ثابت کر کے عوام ل سنت کو دھوکہ دینا روافض کا شیوہ ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تمام عورتوں سے افضل ہیں:

یونکہ نسب کی فضلیت علی الاطلاق فضلیت کو ثابت نہیں کرتی۔

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان:

"وأن عائشة رضى الله عنها أفضل نساء العالمين وبرأها الله تعالى من قول الملحدين فيها بما يقرأ و يتلى الى يوم الدين"۔[1]

غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تمام جہان کی عورتوں سے افضل ہیں اور اللہ تعالی نے ان کو بری فرمادیا ہے ملحدین کے اس قول سے جو وہ ان کی طرف منسوب کرتے ہیں اس دلیل (قرآن کریم) کے ساتھ جو قیامت تک پڑھی اور تلاوت کی جاتی رہے گی۔

امام اہل سنت علامہ ابو شکور محمد سالمی کشی رحمۃ اللہ علیہ:

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ عفیفہ عتیقہ رضی اللہ عنہا تمام جہان کی عورتوں سے افضل ہیں جو گزر چکی ہیں اور جو موجود اور آنے والی ہیں، سب سے افضل ہیں اور جو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو حضرت

(1) غنیۃ الطالبین ج ا ص ١٦٢ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ عنہا سے علی الاطلاق افضل کہے تو یہ شیعہ وروافض کا مذہب ہے بلکہ حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں، اگرچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نسب افضل ہے، جیسے حضرت ابو بکر صدیق حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں، اگرچہ حضرت علی ہاشمی ہیں اور بنی ہاشم کا نسب بنی تمیم کے نسب سے افضل ہے۔ (1)

ملک المدرسین استاذ العلماء عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ:

علمی شرافت کا رتبہ نسبی شرافت سے بڑھ کر اور زیادہ قوی ہے اس لیے کہا گیا ہے حضرت عائشہ صدیقہ جناب فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے افضل ہیں اور اس کی وجہ یہی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علم، حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے زیادہ ہے یہ مسئلہ احناف کا متفقہ ہے۔ (2)

مذکورہ اکابرین کے اقوال سے یہ بات ثابت ہوئی محض نسب کی فضلیت سے مطلقاً افضلیت ثابت نہیں ہوتی لہذا سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے نسب کی افضلیت کی وجہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر مطلق فضلیت دینا باطل اور رافضیوں کا عقیدہ ہے۔

عوام اہل سنت کو دھوکہ دہی کی ناپاک جسارت:

بعض روافض عوام اہل سنت کو دھوکہ دیتے ہوئے یہ کہتے ہیں کے ہم افضل تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مانتے ہیں لیکن ہمیں محبت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے زیادہ ہے۔ حالانکہ یہ بالکل جاہلانہ اور باطل قول ہے ملاحظہ فرمائیں۔

---

(1) تمہید ابو شکور سالمی ص ۳۶۷ مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور
(2) سیف العطاء ص ۹۰ مطبوعہ لاہور

الاسلام ابوذرعہ ولی عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا عظیم فتویٰ:

"الاستفتاء: سئل شيخ الاسلام محقق عصره ابو ذرعة الولى العراقى عمن اعتقدفى الخلفاء الاربعة الافضلية على الترتيب المعلوم ولكنه يحب احدهم اكثر هل يا ثم؟"۔[1]

شیخ الاسلام محقق العصر ابوذرعہ ولی عراقی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا ایک شخص چار خلفاء راشدین کی فضیلت تو مشہور و معروف ترتیب کے مطابق مانتا ہے اس پر اعتقاد رکھتا ہے لیکن ان میں سے کسی ایک سے زیادہ محبت رکھتا ہے تو کیا اس سے وہ گنہگار ہو گا؟

جواب:

"فأجاب بأن المحبة قد تكون لأمر دينى وقد تكون لأمر دنيوى فالمحبة الدينية لازمة للافضيلة فمن كان افضل كانت مجتنا الدينية له اكثر فمتى اعتقد نا فى واحد منهم أنه افضل ثم احببنا غيره من جهة الدين اكثر كان تنا قضا نعم ان احببنا غير الافضل اكثر من محبة الافضل لأمر دنيوى كقرابة واحسان ونحوه فلا تنا قض فى ذلك ولا امتناع فمن اعترف بأن افضل هذه الأمة بعد نبيها ابو بكر ثم عمر ثم عثمان رضی اللہ عنہم ثم على لكنه أحب عليه اكثر من أبى بكر رضی اللہ عنہ مثلا فان كانت المحبة المذكورة محبة دينية فلا معنى لذلك

---

(1) الصواعق المحرقه ص ٦٥ مطبوعه كتب خانه مجيديه ملتان ، حواشی اشعة اللمعات ج ٧ ص ٥٠٤ مطبوعه فريد بک سٹال لاہور

اذالمحبة الدينية لازمة للافضيلة كما قررناه وهذالم يعترف بافضلية أبي بكر رضی اللہ عنہ الابلسانه وأما بقلبه فهو مفضل لعلى لكونه احبه محبة دينية زا ندة على محبة أبي بكر رضی اللہ عنہ وهذا لا يجوز وان كانت المحبة المذكورة محبة دنيوية لكونه من ذرية على اولغير ذلك من المعانى فلا امتناع فيه، انتهى"۔[1]

تو آپ نے یہ جواب دیا کہ محبت کبھی امر دینی کی وجہ سے ہوتی ہے اور کبھی امر دنیوی کی وجہ سے ہوتی ہے محبت دینی افضلیت کو لازم ہے جو افضل ہو گا اسی سے ہماری دینی محبت زیادہ ہو گی، جب ہم نے یہ عقیدہ رکھا کہ ان میں سے فلاں شخص سب سے افضل ہے، پھر اس کے بغیر دوسرے سے دینی محبت زیادہ کی تو ان میں تناقض لازم آئے گا(یعنی ایک دعوی میں جھوٹا ہو گا یا افضل ماننے کا دعوی جھوٹا ہو گا یا محبت کے دعوی میں جھوٹا ہو گا) ہاں اگر افضل کی بنسبت غیر افضل سے محبت دنیاوی وجہ سے زیادہ رکھی، یعنی اس وجہ سے کہ یہ میرا رشتہ دار ہے یا اس کے مجھ پر احسانات ہیں یا کسی اور دنیاوی وجہ سے محبت زیادہ رکھی تو اس میں تناقض نہیں اور یہ منع بھی نہیں۔ جس نے اعتراف کر لیا(یعنی جسے علم حاصل ہوا پھر مانا، جاہل نے اعتراف کیا کرنا ہے؟) کہ اس امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ، پھر ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ، پھر ان کے بعد حضرت عثمان، پھر ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہم افضل ہیں لیکن وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بنسبت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے محبت زیادہ رکھتا ہے اور اس کی محبت دینی ہو تو اس کا کوئی مقصد نہیں، کیونکہ محبت دینی افضلیت سے لازم آتی ہے، (یعنی محبت دینی تو افضل سے ہی زیادہ ہوتی ہے) جیسا ہم بیان کر چکے ہیں۔ یہ حقیقت میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی

---

(1) الصواعق المحرقه ص ٦٥ مطبوعه کتب خانه مجیدیه ملتان

افضلیت کا سوائے زبان کے اعتراف نہیں کر رہا لیکن دل سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل مانتا ہے کیونکہ محبت دینی جس سے زیادہ ہو اس کے نزدیک وہی افضل ہوتا ہے اور یہ جائز نہیں (کیونکہ اجماع امت کے خلاف ہے، ایسے لوگ ہی تفصیلی رافضی کہلاتے ہیں) ہاں اگر اولاد علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے کوئی رشتہ کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے دنیاوی محبت زیادہ رکھے تو اس میں کوئی ممانعت نہیں۔

م اعظم رضی اللہ عنہ کا رافضیوں کے منہ پر طمانچہ:

”عن ابی حنیفة قال من قال علی رضی اللہ عنہ احب الی من الجمیع فهو رجل وغل ای فاسد“۔[1]

یعنی جس نے کہا کہ مجھے علی سب سے زیادہ پیارے ہیں تو وہ شخص نہایت کمینہ ہے یعنی فاسد العقیدہ ہے۔

وام اہل سنت نے ملاحظہ فرمایا کہ رافضیوں کا یہ کہنا کہ ہم افضل تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نتے ہیں لیکن محبت زیادہ علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے کرتے ہیں باطل و مردود ہے۔ اور کیوں نہ و مردودوں کے قول بھی مردود ہی ہوا کرتے ہیں لہذا افضلیت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا قول رنے والا باطل و مردود و لعنتی ہے اس لئے کہ خود مولی علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔

” قال امیر المؤمنین من لم یقل انی رابع الخلفاء فعلیه لعنة الله“۔[2]

(1) نبراس ص۴۹۲ المکتبه الرضویه مؤسسة الشرف لاہور
(2) مناقب ابن شهرآشوب ج۳ ص ۸۷ مطبوعه سلیمانزاده

امیر المؤمنین علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھے چوتھا خلیفہ تسلیم نہ کرے اس پر اللہ تعالی کی لعنت ہے۔

تو رافضیوں پر لعنت رب کی ہے بھیجنے والے علی المرتضی رضی اللہ عنہ ہیں اور اسکو جھلنے والے رافضی خناس ہیں:

ملعون جو آپ تو میرا قصور ہے کیا
جو کچھ کیا تم نے کیا بے خطاء ہوں میں

اگر آئمہ واسلاف اہل سنت کی زندگیوں کا اور فرامین کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ شیخین کریمین رضی اللہ عنہ پر علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو فضلیت دینا تو بڑے دور کی بات اگر کوئی افضلیت کا سوال تک بھی کر دیتا تو ہمارے اسلاف غصے سے بھڑک اٹھتے اور غضبناک ہو جاتے ہیں جیسا کہ میمون بن مہران فقیہ تابعی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

میمون بن مہران فقیہ تابعی کا ارشاد:

"میمون ابن مهران من فقهاء التابعين سئل ابو بكر وعمر افضل ام على رضی اللہ عنہم؟ فوقف شعره وارتعدت فرائصه حتى سقطت عصاه من يده وقال ما كنت اظن ان اعيش الى زمان يفضل الناس فيه احدا على ابى بكر وعمر رضی اللہ عنہما اوكمال قال رواه ابونعيم عن فرات السائب"۔[1]

حضرت میمون ابن مہران جو کہ فقہائے تابعین سے ہیں ان سے سوال کیا گیا کہ سیدنا ابو بکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہم افضل ہیں یا علی المرتضی رضی اللہ عنہ تو ان

---

(1) حلية الاولياء ص۲۵۱ ترجمه ميمون بن مهران ج ۴ص ۹۲ ۔ فتاوی رضویه شریف جلد ۲۸ ص ٦٤٦، رضا فائونڈیشن لاہور

کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور ان کی رگیں پھڑکنے لگیں یہاں تک کہ چھڑی ان کے ہاتھ سے گر گئی اور انہوں نے فرمایا کہ مجھے یہ گمان نہ تھا کہ میں اسی زمانہ تک جیوں گا جس میں لوگ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم پر کسی کو فضیلت دیں گے یا جیسا انہوں نے فرمایا اسکو فرات بن سائب نے ابراھیم سے روایت کیا ہے۔

ے بزرگوں کا تو یہ حال تھا جبکہ ہم دیکھتے ہیں ہمارے بعض سادے سنی اور جاہل سنی یہ ں سن کر ٹس سے مس نہیں ہوتے اور یہ کہتے ہیں کہ یہ کوئی اتنی بڑی بات تو نہیں ہے بڑی بات نہ ہوتی تو ہمارے بزرگ جلال میں کیوں آ جاتے۔ خدارا ہوش کے ناخن لو اور بھیڑیوں سے خود بھی بچو اور لوگوں کو بھی آگاہ کرو ورنہ کل آقا علیہ السلام کو کیا منہ دکھاؤ گے ضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بچو۔

زیاب فی ثیاب لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

ن چار یار اور افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ:

م ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے الصوعق المحرقہ میں بحوالہ ابن عساکر یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ:

”عن ابن عمر رضی اللہ عنہ كنا وفينا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نفضل ابا بكر وعمروعثمان وعليا رضی اللہ عنہم“۔ (۱)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ درآں حالیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود تھے ہم فضیلت دیتے تھے ابو بکر

(۱) الریاض النضرہ ص ۵۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

صدیق رضی اللہ عنہ کو پھر عمر رضی اللہ عنہ کو پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو پھر علی المرتضی رضی اللہ عنہ
کو۔

حدیث مبارکہ میں حضور کے عظیم صحابی نے واضح فرمایا دیا کہ افضلیت بھی ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ کی ہم مانتے ہیں اور ان چار یاروں کو بھی مانتے ہیں ان کی تحقیق کرتے ہیں۔ ان
کو ساری امت سے افضل مانتے ہیں یہی تو حق چار یار کا نعرہ ہے کہ اسی لئے ہم یہ کہتے ہیں ک

صدیق اولیں ہیں خلافت کے تاجدار
بعد ان کے عمر و عثمان و حیدر ہیں بالیقین
اللہ اللہ ان کی عظمت اور شان سر بلند
انبیاء کے بعد ان کا کوئی بھی ہمسر نہیں

اور رافضی تجھے یہی کہیں گے کہ!

نہ کر توہین مصطفی نہ بن شاتم صحابہ کا
اسی سے کفر پھیلے گا یہی ہیں کفر کے آلے
جہنم کے شراروں کا اگر کچھ خوف ہے رافضی
ابو بکر و عمر و عثمان و علی کی سیرت قدسی کو دوہرا لے

حق چار یار اور افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بزبان مولی علی المرتضی رضی اللہ عنہ:

"عن محمد بن الحنيفة رضی اللہ عنہ قال قلت لابی ای الناس خير
بعد النبی ﷺ قال ابو بكر قلت ثم من قال عمر

وخشيت ان يقول عثمان رضی اللہ عنہ قلت ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمين"۔ (1)

محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے باپ سے عرض کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں میں سے افضل کون ہے؟ آپ نے فرمایا" ابو بکر رضی اللہ عنہ " پھر میں نے پوچھا ان کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ میں ڈرا کہ اب آپ کہیں گے "عثمان رضی اللہ عنہ " میں نے پھر پوچھا کہ ان کے بعد تو آپ رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہوں گے؟ آپ نے فرمایا میں تو مسلمانوں میں سے ایک عام شخص ہوں۔

وضاحت حدیث:

"(عن محمد بن الحنفية) هو ابن على من غير فاطمة (رضی اللہ عنہا) (قال قلت لأبى) اى لعلى كرم الله وجهه (اى الناس خير بعد النبى صلی اللہ علیہ وسلم قال) اى على(ابو بكر) اى هو ابوبكر أوابو بكر هو الخير قلت ثم من قال عمر رضی اللہ عنہ "۔

محمد بن حنفیہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں۔ (ان کی والدہ کا نام حنفیہ تھا) یہ اپنی ماں کیطرف زیادہ منسوب ہوتے تھے یعنی یہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بیٹے نہیں تھے) روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ

---

(1) بخاری شریف رقم ۳۶۷۱،ابو داؤد رقم ۴۶۲۹، مشکوۃ باب مناقب ابی بکر، تفسیر مظہری ج۱۰ ص ۲۸۰ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ پاکستان، بحر الفوائد المشهور بمعانی الاخبار ص ۲۹۰ دار الکتب العلمیہ بیروت، مشکوۃ المصابیح رقم ۶۰۱۵، الصواعق المحرقه ص ۱۹۵، المعجم الاوسط رقم ۹۱۰، سنن ابی داود ج ۴ ص ۲۰۶ رقم ۴۶۲۹، شرح السنه امام بغوی ج ۱۴ ص ۸۱ رقم ۳۸۷۱، فضائل الصحابه لاحمد بن حنبل ج ۱ ص ۳۲۱ رقم ۴۴۵ موسسة الرساله بیروت، جامع الاحادیث رقم ۳۳۱۸۰، کنز العمال رقم ۳۶۰۹۴، تاریخ الخلفاء ص ۴۴

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے بہتر وافضل کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا، سب سے بہتر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر میں نے فرمایا ان کے بعد سب لوگوں سے بہتر وافضل کون ہے؟ آپ نے فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔

"(وخشیت ان یقول عثمان رضی اللہ عنہ) ای لو قلت ثم من ، فعدلت عن متوال السؤال لهذا فحينئذ (قلت ثم انت ؟ قال ما أنا الارجل من المسلمين) وهذا على سبيل التواضع منه مع العلم بأنه حين المسئلة خير الناس بلا نزاع لأنه بعد قتل عثمان رضی اللہ عنہ "[1]

پھر میں ڈرا کہ اگر میں نے سوال پہلی طرح ہی کیا تو یقیناً آپ یہی جواب دیں گے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے افضل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں تو میں نے سوال کا انداز بدل کر پوچھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد تو آپ ہی افضل ہوں گے؟ آپ نے فرمایا کہ میں تو مسلمانوں میں سے ایک عام شخص ہوں، آپ کا یہ جواب عاجزی وانکساری پر مبنی ہے کیونکہ یہ سوال وجواب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ افضل ہیں اس پر اجماع امت ہے۔

حدیث مذکور میں بھی حضور علیہ السلام کے چار یاروں کا تذکرہ ہے اور ساتھ ہی افضلیت والا ع بھی حل ہو جاتا ہے جو کہ خود مولی علی رضی اللہ عنہ افضلیت کا فرمار ہے ہیں تو روافض کو اگر سید نا المرتضی رضی اللہ عنہ سے سچی محبت ہے تو محبوب کی تو ہر بات تسلیم کی جاتی ہے۔

---

(۱) مرقاۃ ج۱۱ ص ۱۷۰-۱۶۹ مطبوعہ مکتبہ عثمانیہ کوئٹہ

رافضی! یہ اصول کیوں بھول گئے کہ محبت اطاعت کو مستلزم ہوتی ہے لہذا مدعی محبت علی کو اتباع علی بھی لازم ہے:

لو كان حبک صادقا لاطعته
ان المحب لمن يحب مطيع

(اگر تیری محبت میں صداقت ہوتی تو تو محبوب کی فرمانبر داری کرتا کیونکہ محب محبوب کا فرمابنر دار ہوتا ہے)

جبکہ تم اس کے برعکس کر رہے ہو کیا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم نہ تھا کہ ظاہری طور پر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل ہیں اور باطنی طور پر میں۔

(معاذ اللہ) تم علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے زیادہ جانتے ہو، نہیں ہر گز نہیں تمہارا دعوی محبت اہل بیت جھوٹا ہے اسی لئے تم ملعون و مردود ہو اور حق چار یار اور افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے تم کو قولنج کا درد پڑتا ہے۔ لیکن شیطان کے جلنے سے ہم حق چار یار اور افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ماننے سے نہیں رک سکتے کیونکہ یہ قرآن حدیث سے ثابت ہے۔

حق چار یار اور ترتیب خلافت بزبان مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم:

"عن علی رضی اللہ عنہ أنه قال:(قيل يا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم من نؤمر بعدک؟ قالا:"ان تؤمروا أبابكر رضی اللہ عنہ تجدوه أمينا زاہدا فی الدنيا راغبا فی الآخرة،وان تؤمروا عمر تجدوه قويا أمينا لا يخاف فی الله لومة لائم،وان تؤمروا عثمان رضی اللہ عنہ تجدوه قائما بالدليل والبرهان،وان تولوا عليا تجدوه هاديا مهديا"۔(1)

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یارسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کس کو

---

(1) غنیۃ الطالبین ج١ ص١٥٩ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

امیر بنائیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تم ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امیر بناؤ تو ان کو امین اور زاہد پاؤ گے دنیا میں، اور آخرت کی طرف رغبت کرنے والا اور اگر تم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو امیر بناؤ تو ان کو قوی، امین پاؤ گے اور وہ اللہ تعالی کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہیں کریں گے اگر تم عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو امیر بناؤ تو ان کو دلیل و حجت کے ساتھ قائم پاؤ گے اور اگر تم سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو امور کا والی بناؤ تو ان کو ہادی و مہدی پاؤ گے۔

حق چار یار کی خلافت کا تذکرہ:

"وعن مجاهد رحمۃ اللہ علیہ قال:قال لی علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ ماخرج النبیا من دار الدنیا حتی عهد الی أن أبا بکر رضی اللہ عنہ یلی من بعدی،ثم عمر رضی اللہ عنہ من بعده،ثم عثمان رضی اللہ عنہ من بعده ثم علی رضی اللہ عنہ من بعده"۔(1)

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ دنیا سے نہیں تشریف لے گئے مگر یہ کہ مجھ سے اس بات کا عہد لیا کہ میرے (نبی کریم ﷺ) بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں پھر ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر ان کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پھر ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔

حق چار یار کی خلافت اور ترتیب خلافت کا فیصلہ تو حضور ﷺ نے فرمادیا ہے، تو پھر رافض جھگڑتے کس بات میں ہیں۔

(1) غنیہ الطالبین ج۱ ص ۱۵۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

حق چار یار وافضلیت اور سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ :

"عن علی رضی اللہ عنہ قال خیر الناس فی هذه الامة بعد ابی بکر عمر الفاروق ثم عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم ثم انا"۔[1]

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس امت میں افضل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں پھر عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہیں پھر میں (علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) ہوں۔

مانو یہ بھی شان علی المرتضی رضی اللہ عنہ ہے۔ بیان حقانیت علی المرتضی رضی اللہ عنہ ہے۔ علم علی المرتضی رضی اللہ عنہ ہے خلفاء ثلثہ کو اپنے آپ پر افضلیت دینا بزبان علی المرتضی رضی اللہ عنہ ہے بصورت ایں نعرہ تحقیق حق چار یار ہے اور جو فرمان مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا منکر ہو وہ کسی صورت میں ان کی محبت کے دعوے میں سچا نہیں ہو سکتا۔

حق چار یار اور علی المرتضی رضی اللہ عنہ :

"عن الاصبغ بن نباته قال قلت لعلی رضی اللہ عنہ یا امیر المؤمنین۔من خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر رضی اللہ عنہ قلت ثم من قال ثم عمر رضی اللہ عنہ قلت ثم من قال ثم عثمان رضی اللہ عنہ قلت ثم من قال انا "۔[2]

---

(1) ریاض النضره ص۵۷ مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت
(2) نبراس شرح شرح عقائد ص ۴۹۱۔۴۹۲ مطبوعه موسسه الشرف لاہور رواه الحافظ ابو سعید السمان

اصبغ بن نباتہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں عرض کی اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ پھر کون آپ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ میں نے عرض کی پھر کون آپ نے فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ میں نے عرض کی پھر کون آپ نے فرمایا میں (علی المرتضی رضی اللہ عنہ)

اہل سنت کی محافل سے آتی ہے صدا:

سارے اصحاب مدنی دے ہیں ذی قدر دوستو چواں یاراں دی کیا بات ہے
پیارے صدیق وفاروق عثمان وعلی رضی اللہ عنہم انہاں چواں یاراں دی کیا بات ہے
جیڑے راہی صحابہ دے شکوے کرن میرا ہے مشورہ او خداتوں ڈرن
او خدادی قہاری دے واقف نئیں رب اکبر دی ماراں دی کیا بات ہے

حق چار یار اور ترتیب افضلیت وخلافت بزبان مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم:

"عن عمرو بن لبید رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ اشتری بکرا من اعرابی فاد برالا عرابی فلقی علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فقال علی رضی اللہ عنہ للاعرابی ان قبض اللہ رسولہ حقک الی من لی بحقی ان اتی علیک الموت قال ابوبکر الصدیق لک بحقک فادبرالاعرابی فلقیہ علی ایضا ماقال لک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال حقی الی ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال علی رضی اللہ عنہ فان ابابکر رضی اللہ عنہ یموت فرجع الاعرابی یارسول صلی اللہ علیہ وسلم ان مات ابوبکر رضی اللہ عنہ فالی من حقی قال صلی اللہ علیہ وسلم الی عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ فادبر الاعرابی فلقیہ علی رضی اللہ عنہ

قال ماقال لک رسول الله ﷺ قال الاعرابی حقی الی عمر رضی اللہ عنہ قال علی رضی اللہ عنہ فان عمر رضی اللہ عنہ یموت فرجع الاعرابی قال یارسول الله ﷺ فان عمر یموت ممن لی به قال النبی ﷺ حقک الی عثمان رضی اللہ عنہ فادبر الاعرابی فلقیه علی رضی اللہ عنہ قال علی رضی اللہ عنہ ماقال لک رسول ﷺ قال الاعرابی حقی الی عثمان رضی اللہ عنہ قال علی فان یموت عثمان رضی اللہ عنہ فرجع الاعرابی قال فان عثمان رضی اللہ عنہ یموت یارسول الله ﷺ فالی من حقی قال النبی ﷺ فالی الذی ارسلک"۔(1)

حضرت عمرو بن لبید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے ایک دیہاتی سے اونٹ کا بچہ خریدا وہ سودا ادھار تھا پیسے بعد میں دینے تھے جس وقت وہ اعرابی سودا کر کے باہر نکلا اونٹ کا بچہ دے گیا اور پیسے ابھی بعد میں لینے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے انکی ملاقات ہو گئی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس دیہاتی سے پوچھا تم سودا تو کر کے جارہے ہو اگر رسول اللہ ﷺ کا کل وصال ہو گیا تو تم نے پیسے کس سے لینے ہیں؟ پیسے تمہارے ادھارے ہیں اور کوئی قید نہیں کہ کب سرکار کا وصال ہو جائے۔ اگر رسول اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا تو تم یہ پیسے کس سے وصول کرو گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فیصلہ کروانا چاہتے تھے کہ یہ دیہاتی جا کر سرکار ﷺ سے پوچھ لے۔ اوپر سے تو یہ مسئلہ پیسوں کا ہو گا لیکن حقیقت میں اندر سے یہ خلافت کا فیصلہ ہو گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں سکھایا کہ جا کر تم نبی علیہ السلام سے پوچھو۔ لہذا وہ دیہاتی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کہنے پر واپس نبی علیہ السلام کے پاس چلا گیا۔ جا کر اس نے سرکار سے پوچھ

---

(1) شرف المصطفےٰ ج٦ ص ١٧، ١٨ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ

لیا۔ یار سول اللہ ﷺ موت کا تو کوئی پتہ نہیں لیکن اگر آپ ﷺ کا وصال ہو گیا تو میرے پیسے کون دے گا تو سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو پیسے تو نے مجھ سے لینے ہیں اگر میں کل تجھے نہ ملا تو یہ پیسے تجھے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ادا کرے گا۔ پھر یہ دیہاتی باہر نکلا حضرت علی رضی اللہ عنہ رستے میں بیٹھے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا بتاؤ نبی علیہ السلام نے کیا جواب دیا وہ بدو کہنے لگا۔ انہوں نے مجھے کہا ہے کہ اگر میں دنیا سے چلا گیا تو میرا ذمہ دار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہو گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یقین ہو گیا کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد نمبر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے مگر پھر بھی وضاحت چاہی کہ ہو سکتا ہے تمہارے پیسے دینے سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بھی وصال ہو جائے تو پھر تمہارے پیسے کون دے گا۔ وہ دیہاتی واپس لوٹا اور کہا یارسول اللہ ﷺ اگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پیسے دیئے بغیر فوت ہو جائیں تو پھر میں اپنا حق کس سے مانگوں جس وقت سائل نے یہ سوال کیا تو آپ نے رشاد فرمایا اگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پیسے دینے سے پہلے فوت ہو جائیں تو پھر دوسرے نمبر پر یہ پیسے میرے عمر رضی اللہ عنہ سے مانگنا۔

وہ دیہاتی دربار رسالت سے باہر نکلا حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سے ملے اور کہا بتاؤ نبی علیہ السلام نے کیا جواب دیا۔ اس نے کہا رسول اکرم ﷺ نے مجھے بتایا ہے کہ اگر میرے صدیق دنیا سے چلے جائیں تو تمہارے پیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ادا کریں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فیصلے کا پتہ چل گیا کہ دوسرا نمبر اس امت کے اندر خلافت کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت ہو جائیں اور پیسے تمہارے پھر بھی باقی ہوں تو پھر وہ پیسے کون دے گا جاؤ یہ پوچھ کے آؤ۔ لوٹ کے آیا اور کہا یارسول اللہ ﷺ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو میں پیسے کس سے مانگو گا قربان جائیں نگاہ نبوت پہ سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ اگر تمہارا حق

دینے سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو پیسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ادا کریں گے بدو باہر نکلا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی پوچھا اے دیہاتی مجھے بتاؤ نبی علیہ السلام نے کس کا نام لیا ہے اس دیہاتی نے کہا کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے اگر عمر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو پھر تم نے پیسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے لینے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر ایک بار جاؤ ہو سکتا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی فوت ہو جائیں اور تمہارے پیسے ابھی تک ادا نہ ہوئے ہوں تو پھر کون ادا کرے گا۔ وہ دیہاتی نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں لوٹا اور جا کر کہا اگر عثمان رضی اللہ عنہ کا بھی وصال ہو جائے تو یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پیسے کون دے گا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر عثمان رضی اللہ عنہ فوت ہو جائیں تو پھر تم نے پیسے اس سے مانگنے ہیں جو تجھے بھیج رہا ہے۔

یت مذکور سے ترتیب افضلیت ،ترتیب خلافت ،حق چار یار،اور علم غیب طفی صلی اللہ علیہ وسلم واضح ہے یعنی رافضی اور خارجی دونوں کارد اس میں موجود ہے۔

ق چار یار اور حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ:

"عن ابن عباس رضی اللہ عنہ وقد سئل عن ابی بکر رضی اللہ عنہ فقال کان رحمه الله للقرآن تاليا وللشر قاليا وعن المنكر نا هيا وبالمعروف آمرا ولله صابرا وعن الميل الى الفحشاء ساهيا وبالليل قائما وبالنهار صائما وبدين الله عارفا ومن الله خائفا وعن المحارم جانفا وعن الموبقات صارفا فاق اصحابه ورعا وقناعة وزاد برا وامانة فاعقب الله من طعن عليه الشقاق الى يوم التلاق قيل وما كان نقش خاتمه حين ولى الامر قال نقش عليه عبد ذليل لرب جليل۔ قيل له فما تقول فى عمر رضی اللہ عنہ قال رحمة الله على ابى حفص رضی اللہ عنہ كان والله حليف الاسلام ومأوى الايتام و

محل الایمان ومنتهی الاحسان ونادی الضعفاء ومعقل الخلفاء كان للحق حصنا وللناس عونا بحق الله صابر امحتسباحتی اظهر الدين وفتح الديار وذكر الله عزوجل علی التلال والبقاع وقورا الله فی الرخاء والشدة شكورا له فی كل وقت فاعقب الله من يبغضه الندامة الی يوم القيامة قيل فما نقش خاتمه حين ولی الامر قال نقش عليه الله المعين لمن صبر قيل فما تقول فی عثمان رضی اللہ عنہ قال رحمه الله علی ابی عمر رضی اللہ عنہ وكان والله افضل البررة واكرم الحفدة كثرالاستغفار هجادا بالا سحار سريع الدموع عند ذكر النار دائم الفكر فيما يعينه بالليل والنهار مبادرا الی كل مكرمة وساعيا الی كل منجية فرارا من كل مهلكة وفيا نقيا خفيا مجهز جيش العسرة وصاحب بئر رومة وختن المصطفی ﷺ فاعقب الله من قتله البعاد الی يوم التناد قيل فما نقش خاتمه حين ولی الامر قال نقش عليه اللهم احينی سعيدا وامتنی شهيدا فو الله لقد عاش سعيدا ومات شهيدا قيل فما تقول فی علی رضی اللہ عنہ قال رحمه الله علی ابی الحسن كان والله علم الهدی وكهف التقی وطو دالنهی ومحل الحجی وعين الندا ومنتهی العلم للوری ونورا اسفر فی ظلم الدجی وداعيا الی المحجة العظمی متمسكا بالعروة الوثقی اتقی من تقمص وارتدی واكرم من شهد النجوی بعد محمد المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم وصاحب القبلتين وابا السبطين وزوجاته خير النساء رضی اللہ عنہا فما يفوقه احد لم ترعينا ی مثله ولم اسمع بمثله فی الحرب ختالا وللا قران قتالا ولا بطال شغالا فعلی من يبغضه لعنة الله ولعنة العباد الی يوم التناد قيل فما نقش خاتمه حين ولی الامر قال نقش عليه الله الملک"۔ (1)

(1) الرياض النضرة ص ۵۶تا ۵۹، دارالکتب العلميه بيروت

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا خدا ان پر رحم فرمائے وہ قرآن کی تلاوت کرنے والے شر کو مٹانے والے منکر سے روکنے والے معروف کا حکم دینے والے اللہ تعالیٰ کیلئے صبر کرنے والے فحشاء کی طرف میلان نہ کرنے والے رات کو قیام فرمانے والے دن کو روزہ رکھنے والے اللہ کے دین کو جاننے والے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے محارم سے اجتناب کرنے والے موبقات سے خرچ کرنے والے اپنے ساتھیوں پر فوقیت رکھنے والے رعائت اور قناعت کرنے والے زیادہ احسان کرنے والے امانت دار تھے اور جو شخص ان پر طعن کرے اللہ تعالیٰ اسکو قیامت تک عقوبت میں رکھے پوچھا گیا کہ جب وہ خلیفہ تھے تو انکی مہر کا نقش کیا تھا فرمایا: "عبد ذلیل لرب جلیل"۔

پوچھا گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ ابو حفص رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے خدا کی قسم وہ اسلام کے حلیف یتیموں کی پناہ گاہ محل ایمان منتھی الاحسان اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے کمزوروں کے ماوی خلفاء کے دانا حق کا قلعہ لوگوں کے مددگار اللہ کے حق کے ساتھ صبر کے ساتھ احتساب کرنے والے یہاں تک کہ دین ظاہر ہوا اور دیار فتح ہوئے اور اللہ تعالیٰ عزوجل کا ذکر تلال بقاع تک پہنچا نرمی و سختی میں باوقار ہیں اللہ کیلئے ہر وقت اس کا شکر ادا کرنے والے پس اللہ تعالیٰ ان سے بغض رکھنے والے پر قیامت تک عقوبت فرمائے پوچھا گیا کہ جب وہ خلیفہ تھے تو ان کی مہر کا نقش کیا تھا فرمایا اس پر نقش تھا "اللہ المعین لمن صبر"۔

پوچھا گیا آپ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ ابو عمرو رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے خدا کی قسم وہ نیکوں کے افضل،

خدام کے اکرم، بہت زیادہ استغفار کرنے والے، صبحوں کو جاگنے والے، ذکر جہنم کے وقت جلا آنسو بہانے والے، اس میں ہمیشہ فکر کرنے والے، شب وروز مدد کرنے والے، ہر بزرگی کو لبیک کہہ کر حاصل کرنے والے، نجات کی طرف کوشش کرنے والے پر، ہلاکت سے بھاگنے والے وفاوالے نقی، خفی، جیش عسرت کے لئے سامان دینے والے صاحب، بئر رومہ اور حضرت محمد ﷺ کے داماد اللہ تعالی انکو شہید کرنے والے پر قیامت تک اپنی گرفت فرمائے پوچھا گیا ان کی خلافت کے زمانہ میں ان کی مہر کا نقش کیا تھا فرمایا اس پر لکھا تھا'' **اللہم احینی سعید اوامتنی شہیدا** '' پس خدا کی قسم وہ زندگی میں سعید رہے اور شہادت کے مقام سے بازیاب ہوئے۔

پوچھا گیا کہ آپ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے حق میں کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالی ابوالحسن پر رحم فرمائے خدا کی قسم وہ علم الھدی، کہف التقی، طود النہی، محل الحجی، عین الندی اور علم وریٰ کے منتہی تھے وہ ظلمتوں میں چمکتا ہوا نور تھے وہ حجت عظمی کی طرف بلانے والے تھے وہ عروۃ الوثقی کو پکڑے ہوئے ہیں وہ تقوی کی خلعت اور چادر زیب تن فرمانے والے حضرت محمد ﷺ کے بعد شہید نجوی سے عزت دیئے جانے والے صاحب قبلتین، ابو سبطین زوج خیر النساء رضی اللہ عنہما پس ان پر کسی کو فوقیت نہیں میری انکھوں نے انکی مثل کسی کو نہیں دیکھا اور نہ کسی کو ان کی مثل سنا جنگ میں شجاعت کے پیکر اقران اور گیدڑوں کے ابطال کیلئے قتال کرنے والے پس ان سے بغض رکھنے والے پر اللہ تعالی کی اور اسکے بندوں کی قیامت تک لعنت ہو۔ پوچھا گیا کہ انکی خلافت کے زمانہ میں انکی مہر کا نقش کیا تھا فرمایا اس پر لکھا تھا۔ ''**اللہ الملک**''۔

بہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے عظیم صحابی حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی بڑے ہی
ن انداز میں حضور علیہ السلام کے چار یاروں کے اوصاف وکمالات بیان فرمائے اور چار کی
یص فرمائی تو پتہ چلا کہ حق چار یار کا عقیدہ صحابہ والا عقیدہ ہے یہ ۱۹۵۳ء کی ایجاد نہیں
ے، اور جو ۱۹۵۳ء کی ایجاد کہتا ہے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مخالفت کیوجہ سے کہتا ہے اور
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیساتھ مخالفت کرتا ہے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا اعلان جنگ ہے :
من عادلی ولیا فقد اذنته بالحرب"۔

ق چار یار اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ :

"عن المفضل بن عمر رضی اللہ عنہ عن ابیه عن جده قال سئل جعفر الصادق رضی اللہ عنہ عن الصحابة رضی اللہ عنہم فقال ان ابا بكر صديق رضی اللہ عنہ ملئ قلبه بمشاهدة الربوبية وكان لا يشهد مع الله غيره فمن اجل ذلك كان اكثر كلامه لا اله الا الله وكان عمر رضی اللہ عنہ يرى كل مادون الله صغيرا حقيرا في جنب عظمة الله وكان لا يرى التعظيم لغير الله فمن اجل ذلك كان اكثر كلامه الله اكبر وعثمان رضی اللہ عنہ كان يرى مادون الله معلولا اذ كان مرجعه الى الفناء وكان لا يرى التنزيه الا الله فمن اجل ذلك اكثر كلامه سبحان الله وعلى ابن ابي طالب رضی اللہ عنہ كان يرى ظهور الكون من الله وقيام الكون بالله ورجوع الكون الى الله فمن اجل ذلك كان اكثر كلامه الحمد لله"۔ (۱)

مفضل بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ

---

(۱) الریاض النضره ص۶۰ دار الکتب العلمیه بیروت ـــ شرف المصطفی ص۲۱ ج۶

رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیشک سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کا دل مشاہدہ ربوبیت سے بھرا ہوا تھا اور اللہ تعالی کے ساتھ کسی کی (شرکت کی) گواہی نہیں دیتے تھے اسی وجہ سے ان کا اکثر کلام " لا الہ الا اللہ" ہوا کرتا یعنی "لا الہ الا اللہ" کا ورد کثرت سے کرتے تھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اللہ تعالی کی عظمت وشان میں اللہ کے سوا ہر چیز کو چھوٹی اور حقیر سمجھتے تھے اور آپکو غیر اللہ کی تعظیم کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا اسی وجہ سے ان کا کلام اکثر طور پر" اللہ اکبر" ہوا کرتا تھا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اللہ تعالی کے ماسوا کو معلول دیکھتے تھے جب ان کا رجوع فناء کی طرف ہوا وہ سوائے اللہ تعالی کی تنزیہہ کے اور کچھ نہ دیکھتے تھے اسی وجہ سے ان کا کلام اکثر "سبحان اللہ" ہوا کرتا تھا اور سیدنا علی ابن طالب رضی اللہ عنہ ظہور کائنات کو اللہ تعالی کی طرف سے دیکھتے تھے اور قیام کائنات کو اللہ تعالی کے ساتھ دیکھتے تھے اور کائنات کا رجوع اللہ تعالی کی طرف دیکھتے۔ اسی وجہ سے ان کا کلام اکثر" الحمد للہ" ہوا کرتا تھا

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے جو آل رسول ﷺ واہل بیت رضی اللہ عنہم میں سے ہیں کتنے جامع ال... کے ساتھ حق چار یار کی عظمت کو واضح فرمایا۔ تو معلوم ہوا کہ اہل بیت رسول ال رسول ... حق چار یار کو تسلیم کرتے تھے اور انکی عظمت بیان فرماتے ہیں۔ آج لوگ اپنے آپکو ا... بیت کی طرف منسوب تو کرتے ہیں لیکن عقیدہ اہلبیت سے منحرف ہیں یہی لوگ تو راف... ہیں جیسا کہ المعجم الاوسط میں حدیث موجود ہے:

"عن ام سلمة رضی اللہ عنہا قالت:كانت ليلتي،وكان النبي ﷺ عندي، فاتته فاطمة،فسبقها علي رضی اللہ عنہ فقال له النبي ﷺ: ياعلي رضی اللہ عنہ انت واصحابك في الجنة الا انه ممن يزعم انه يحبك اقوام يرفضون الاسلام ،ثم يلفظونه،يقرؤن القرآن لا يجاوز تراقيهم،لهم نبز يقال لهم الرافضة فان ادركتهم،فجاهدهم،فانهم مشركون،قلت:

يارسول الله ﷺ، مالعلامة فيهم؟ قال: لايشهدون جمعه، ولاجماعة ويطعنون على السلف الاول رواه الطبراني في الاوسط"۔[1]

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میری باری کی رات تھی، اور نبی کریم ﷺ میرے پاس تھے آپ کے پاس شہزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں، علی رضی اللہ عنہ ان سے پہلے پہنچ گئے، نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! تم اور تمہارے ساتھی جنت میں ہیں، مگر تمہاری محبت کا دعوی کرنے والوں میں سے کچھ اقوام ایسی ہوں گی جو اسلام سے نکل چکے ہوں گے، صرف زبانی اسلام کا دعوی کریں گے، قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، ان کا خاص لقب ہوگا، انہیں رافضی کہا جائے گا، اگر تم انہیں پاؤ تو ان سے جہاد کرو، بے شک وہ مشرک ہیں، میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ان کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا: وہ جمعہ میں حاضر نہیں ہوں گے، اور نہ ہی جماعت کے وقت حاضر ہوں گے، اگلے گزرے ہوئے لوگوں پر طعن کریں گے۔

لہذا موجودہ روافض اپنے آپ کو اہل بیت کی طرف منسوب بھی کرتے ہیں اور ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کی تنقیص شان بھی کرتے ہیں کبھی لکھ کر کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ناراض تھے (لعنة الله على الكاذبين) اور کبھی علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت

---

(1) المعجم الاوسط للطبراني حديث رقم: ٦٦٠٥، مجمع الزوائد حديث رقم: ١٦٤٣١، مجمع الزوائد ج٩ ص ٤٢٨، حديث ١٦٤٣١ مطبوعه دار الفكر بيروت

دے کر اور کبھی امام ابو یوسف کے خلاف دریدہ دہنی کا مظاہرہ کر کے اور کبھی امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف زبان طعن کھول کر اور کبھی اپنی نجی محفلوں میں امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ کے خلاف سگ کوئے روافض کی طرح بھونک کر۔ لہذا جن میں یہ خباثتیں پائی جاتی ہیں وہ روافض کے گھٹروں کے گندے کیڑے ہیں۔

رافضیو! لعنۃ اللہ علی شر کم، اہل بیت کی محبت کے دعویدارو اگر تم محبت میں سچے ہو تو حق چار یار کا نعرہ مارو کیونکہ یہی کامیابی کی سند ہے، اور یہی نعرہ اہل بیت نے بھی لگایا ہے۔

پہلی صدی میں حق چار یار کا نعرہ

حق چار یار اور تابعی حضرت ابو ایوب سختیانی رضی اللہ عنہ:

”عن حماد بن سلمة رضی اللہ عنہ قال ایوب بن ابی تمیمة السختیانی رضی اللہ عنہ من احب ابا بکر رضی اللہ عنہ فقد اقام الدین ومن احب عمر رضی اللہ عنہ فقد اوضح السبیل ومن احب عثمان رضی اللہ عنہ فقد استضاء بنور اللہ ومن احب علیا فقدا ستمسک بالعروة الوثقی ومن قال فی اصحاب محمدا بالحسنی فقد برئ من النفاق“۔(1)

حضرت حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ایوب بن ابی تمیم السختیانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے راستے کو واضح کر دیا اور جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے اللہ کے نور سے ضیاء کو حاصل کر لیا اور جس نے علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے مضبوط رسی کو پکڑ لیا اور جس نے بھی اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اچھی بات کہی تو وہ نفاق سے محفوظ ہو گیا۔

---

(1) شفاء شریف ج۲ ص ۴۷ مطبوعہ مکتبہ اعلی حضرت لاہور، کتاب الورع ص ۹۳

حق چار یار اور حضرت سعد بن طارق تابعی رضی اللہ عنہ:

حضرت سعد بن طارق تابعی ہیں اور اپنے والد طارق سے دریافت کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے آج
بھی فجر کی نماز میں قنوت کا مسئلہ بنایا ہوا ہے تو۔

''قلت لابی یا ابت انک قد صلیت خلف رسول صلی اللہ علیہ وسلم وخلف ابی بکر وخلف عمر وخلف عثمان وخلف علی رضی اللہ عنہم ھنابا لکوفة خمس سنین افکانوا یقنتون فی الفجر قال ای بنی محدث''۔(1)

میں نے اپنے ابا جی سے کہا اے میرے ابا جی آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بھی نماز پڑھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھی نماز پڑھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھی نماز پڑھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھی نماز پڑھی اور آپ نے پانچ سال تک کوفہ میں سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھی نماز پڑھی کیا یہ حضرات فجر میں قنوت پڑھتے تھے تو انہوں نے فرمایا بیٹا ان حضرات نے نہیں پڑھی بلکہ آجکل پڑھنے والوں نے گھڑ لی ہے۔

مذکورہ دونوں روایات سے بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ تابعین بڑے پیار سے حق چار یا
کا تذکرہ فرماتے تھے اور حق چار یار کے قول و فعل کو حجت مانتے تھے لہذا حق چار یار کا نعر
تابعین کا نعرہ ہے ۱۹۵۳ء کی ایجاد نہیں ہے وہ تابعین جن کے زمانہ کے بہتر ہونے کی سند خو
تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری فرمائی ہے۔ اور یہ پہلی صدی تھی تو پتہ چلا کہ تابعین نے
بڑے واضح الفاظ میں حق چار یار کا تذکرہ فرما کر حق چار یار کا نعرہ لگایا اور بتایا کہ یہ سنیوں ک
نعرہ ہے۔

---

(1) طحاوی شریف جلد ا ص ۱۷۷، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد بن حنبل، آثار السنن

دوسری صدی ہجری میں حق چار یار کا نعرہ

حق چار یار اور امام الائمہ سراج الامہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ (۱۵۰ھ):

"من علامات السنة والجماعة تفضيل الشيخين ومحبة الختنين"۔[1]

اہل سنت وجماعت کی علامات میں سے ایک علامت یہ ہے ابو بکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہم کو افضل جاننا اور حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہم کے ساتھ سچی محبت کرنا۔

اور ایک دوسرے مقام پر امام اعظم رضی اللہ عنہ یوں فرماتے ہیں:

"افضل الناس بعد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم الصديق ثم عمربن الخطاب ثم عثمان بن عفان ذوالنورين ثم على ابن ابى طالب المرتضى رضی اللہ عنہم"۔[2]

انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام لوگوں سے افضل ابو بکر صدیق ہیں پھر عمر بن خطاب پھر عثمان بن عفان ذوالنورین پھر علی ابن ابی طالب المرتضی رضی اللہ عنہم ہیں۔

---

(1) ماخوذ از مکتوبات امام ربانی جلد اول ص ۳۳۰، شرح عقائد ص ۱۸۲، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور، نبراس ص ۴۹۰ موسسہ الشرف لاہور، التمہید فی بیان التوحید ص ۱۷۹ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ پشاور

(2) فقہ اکبر مع شرح ص ۶۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

مذکورہ دونوں اقوال میں امام الآئمہ امام اعظم رضی اللہ عنہ جو کہ تابعی ہیں نے بڑے واضح الفاظ
مسئلہ افضلیت اور حق چار یار کی وضاحت فرمائی ہے۔ بلکہ یہاں تک فرمادیا چار یار کے مت
کہ یہ علامات اہلسنت میں سے ہے تو میں پوچھنا چاہوں گا کیا امام اعظم رضی اللہ عنہ کو بھی معاذ
اہلبیت سے بغض تھا جیسا رافضیوں نے اپنی خباثت کا اظہار کیا ہے کہ حق چار یار سے
اہلبیت کی بو آتی ہے۔ تو جواب دو کیا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اقوال اور حق چار یار کا ایک مط
نہیں تو پھر ادھر حنفی کہلوانا اور ادھر خمینی کی جانشینی اور ترجمانی کرنا۔

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

تیسری صدی ہجری میں حق چار یار کا نعرہ

ی چار یار پر صحابہ کرام کا اجماع اور امام شافعی رضی اللہ عنہ (۲۰۴ھ):

م ابن حجر عسقلانی شافعی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ:

" عن الشافعي رضي الله عنه انه قال اجمع الصحابة واتباعهم على افضلية ابى بكر ثم عمر ثم عثمان ثم على رضي الله عنهم"۔[1]

امام شافعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ کرام و تابعین کا اس بات پر اجماع ہے کہ تمام امت سے افضل ابو بکر صدیق پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہم ہیں۔

رئین کرام مذکورہ عبارت سے یہ بات واضح ہوئی کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امام فعی رضی اللہ عنہ بھی افضلیت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حق چار یار کے قائل تھے۔ لہذا مخالفین کیلئے ایک راستہ ہے کہ حق چار یار کی مخالفت چھوڑ دیں۔

ق چار یار اور افضلیت عند الآئمۃ الاربعۃ رحمۃ اللہ علیہم:

ام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ مکتوبات شریف میں یوں رقم طراز ہیں کہ:

"مذہب آئمہ اربعہ مجتہدین نیز ہمیں است"۔[2]

یعنی آئمہ اربعہ امام اعظم ابو حنیفہ امام مالک، امام شافعی۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے خلفاء اربعہ کی جس ترتیب سے خلافت ہے، اسی ترتیب سے افضلیت بھی ہے۔

کوئی سڑ دا اے سڑ جاوے کوئی مر دا اے مر جاوے
سنیاں نے تے گج وج کے حق چار یار دا نعرہ لاؤ نڑا اے

---

(1) فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۸ ص۱۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
(2) مکتوبات امام ربانی

چوتھی صدی ہجری میں حق چار یار اور مسئلہ افضلیت

حق چار یار اور امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ (۳۲۱ھ):

"ونثبت الخلافة بعد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اولا لابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ وتفضیلا له وتقد یما له علی جمیع الامة ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان ثم علی ابن ابی طالب وهم الخلفاء الراشدون والائمة المهدیون"۔[1]

اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت ثابت کرتے ہیں بایں طور کہ آپکو تمام امت پر تفضیل وتقدیم حاصل ہے پھر ان کے بعد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پھر سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت ثابت کرتے ہیں وہ چار یار خلفائے راشدین اور آئمہ مھدیین ہیں۔[2]

اس کتاب شرح عقیدہ الطحاویہ میں تو عقائد بیان کیئے گئے ہیں تو امام طحاوی رحمۃ اللہ نے حق یار اور انکی افضلیت بترتیب خلافت عقیدہ اہل سنت سے شمار کی ہے لہذا معلوم ہوا کہ حق یار کا منکر اور افضلیت وترتیب خلافت کو نہ مانتے اہل سنت وجماعت سے نہیں ہو سک جس فرقے ہیں ہو۔ جہنم میں جائے ہمیں کیا ہے۔ چاہے رافضی ہے، خارجی ہے یا م ہے، لیکن ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی بھی حقیقی سنی یہ کہہ دے کہ چلو صلح کلی کر لیتے ہیں ی لگانا چھوڑ دیتے ہیں.

"بلکہ سنیاں نے تے گج وج کے حق چار یار دا نعرہ لاؤنڑا اے"

---

(1) شرح عقیدہ الطحاویہ ص ۴۳۸ مکتبہ الحقانیہ پشاور
(2) شرح عقیدہ الطحاویہ ص۴۳۸ مطبوعہ مکتبۃ الحقانیہ پشاور

حق چار یار اور امام ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ (۳۲۴ھ):

"ونتولى سائر اصحاب النبى ﷺ ونكف عما شجر بينهم وندين الله بان الائمة الاربعة خلفاء راشدون مهديون فضلاء لا يوازيهم فى الفضل غيرهم"۔[1]

اور ہم سب صحابہ سے محبت رکھتے ہیں اور ان میں جو اختلاف ہوئے ہیں ان سے اپنے آپکو دور رکھتے ہیں اور خدا تعالٰی کے سامنے اقرار کرتے ہیں یہ آئمہ اربعہ (حق چار یار) خلفائے راشدین و مہدیین ہیں اور فضیلت میں کوئی بھی ان کے برابر نہیں ہے۔

امام ابو الحسن اشعری رضی اللہ عنہ جن کو ہمارے اسلاف نے اہل سنت وجماعت کے آئمہ سے شمار کیا ہے انہوں نے بھی چوتھی صدی ہجری میں حق چار یار کا نعرہ لگایا اور بتایا کہ سنیوں کا نعرہ ہے لہذا ان کی مان لو کہ حق چار یار اور چاروں کی افضلیت بترتیب خلافت ہے اور ان کے پائے کا انبیاء کے بعد کوئی نہیں۔ اسی لئے مولانا محمد عبد الصبور بیگ فاضل بریلوی شریف نے فرمایا تھا کہ:

اے خدا بہر جناب مصطفی
چار یار پاک و آل باصفا
پر کن از بخشش تہی دامان ما
از تو بخشدن زما کردن دعا

---

(۱) الابانة عن اصول الديانة باب فى ابنته قول اهل الحق والسنة ص ۱۸ مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت

پانچویں صدی ہجری میں حق چار یار اور افضلیت

حق چار یار اور امام ابو بکر باقلانی (۴۰۳ھ):

"یعرفون حق السلف الذین اختارھم اللہ سبحانہ لصحبۃ نبیہ ا ویأ خذون بفضا ئلھم ویمسکون عما شجر بینھم صغیرھم وکبیر ھم ویقدمون ابا بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علیا رضی اللہ عنہم ویقرون انھم الخلفاء الراشدون المھدیون افضل الناس کلھم بعد النبیا ویصدقون بالاحادیث التی جاءت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔"[1]

اہل سنت وجماعت اسلاف کا حق پہنچاتے ہیں وہ اسلاف جن کو اللہ تعالی نے اپنے حبیب کیلئے منتخب فرمایا تھاوہ ان کے فضائل سے تمسک کرتے ہیں اور ان میں جو اختلافات واقع ہوئے ہیں خواہ چھوٹوں میں یابڑوں میں اہلسنت وجماعت ان اختلاف سے اپنے آپکو دور رکھتے ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب سے مقدم سمجھتے ہیں پھر حضرت عمر فاروق کو پھر عثمان کو پھر علی المرتضی رضی اللہ عنہم کو اور اقرار کرتے ہیں کہ خلفاء راشدین ومہدیین ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے افضل ہیں اور اہلسنت وجماعت ان تمام احادیث کی تصدیق کرتے ہیں(حق چار یار پر دلالت کرنے والی اور شان خلفاء ثلثہ میں وارد شدہ احادیث کو جھٹلاتے نہیں) جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔

---

(1) کتاب التمہید ص ۲۹۵

حق چار یار اور حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ (۴۶۳ھ):

"وقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين بعد وهم ابو بكر وعمر وعثمان وعلى رضی اللہ عنہم فسما هم خلفاء"۔[1]

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہیکہ میرے بعد میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت لازم پکڑو اور وہ خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہم ہیں اور ان کا نام خلفاء ہے۔

حق چار یار اور علامہ عبد الشکور السالمی رحمۃ اللہ علیہ:

"قال اہل السنة والجماعة ان افضل الخلق بعد الانبياء والرسل والملائكة علیہم السلام كان ابوبكر ثم عمر ثم عثمان ثم على رضی اللہ عنہم"۔[2]

اہل سنت و جماعت نے کہا ہے کہ انبیاء و رسل اور فرشتوں کے بعد تمام مخلوق سے افضل حضرت ابو بکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔

ثابت ہوا کہ پانچویں صدی میں بھی حق چار یار کا نعرہ لگایا گیا اور افضل البشر بعد الانبیاء، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مانا گیا لہذا سنیوں نے ہر دور میں افضلیت اور حق چار یار کا نعرہ لگا کر روافض کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کیا۔

---

(1) التمهيد لما في الموطا من المعاني والمسانيد ج۳ ص۴۸۵
(2) التمهید عربی ص ۱۷۹ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ پشاور ,تمہید لعبدالشکور السالمی اردو ص ۳۶۴ مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور

چھٹی صدی ہجری میں مسئلہ افضلیت اور حق چار یار

حق چار یار اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (۵۰۵ھ):

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

"ان الامام الحق بعد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم"۔[1]

مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام برحق حضرت ابو بکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہم۔

"فاما الخلفاء الراشدون فهم افضل من غيرهم وترتيبهم فی الفضل عند اهل السنة كترتيبهم فی الامامة وقد اجمعوا علی تقديم ابی بکر ثم نص ابو بکر علی عمر ثم اجمعوا بعده علی عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم وليس يظن منهم الخيانة في دين الله لغرض من الاغراض"۔[2]

بہر حال خلفاء راشدین وہ افضل ہیں باقی امت سے اور فضیلت میں انکی ترتیب خلافت کی ترتیب کی طرح ہی ہے اہل سنت وجماعت کے نزدیک اور تحقیق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تقدیم پر اجماع پھر آپ نے صراحتا فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے (خلیفہ ہونے کے بارے) میں پھر مسلمانوں کا اجماع ہوا ہے عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر علی المرتضی رضی اللہ عنہم اوران میں سے کسی ایک نے بھی اللہ تعالی کے دین میں خیانت کا گمان تک بھی نہیں کیا کسی بھی غرض کیوجہ سے اغراض میں سے۔ صوفیاء کے نام پر

---

(1) احیاء العلوم جلد ا ص
(2) الاقتصاد فی الاعتقاد ص۳۰۱۔۳۰۰ مطبوعہ مکتبہ الاحر ۔مردان

لوگوں کو دھوکہ دینے والے غور کریں صوفیاء کے امام کا عقیدہ بھی
افضلیت اور حق چار یار والا ہے۔

چار یار اور قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (۵۴۴ھ):

ی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں حق چار یار کے نعرہ کیلئے پوری حدیث پاک نقل فرماتے
کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" ان الله اختاراصحابی علی جمیع العالمین سوی النبیین والمرسلین واختارلی منهم اربعة ابا بکر وعمر وعثمان وعلیا فجعلهم خیر اصحابی وفی اصحابی کلهم خیر "۔[1]

اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ کو تمام جہانوں پر ماسوائے انبیاء و مرسلین کے منتخب فرمایا ہے اور ان میں سے چار کو میرے لئے چن لیا ہے وہ چار ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ نے میرا بہترین ساتھی بنایا اور میرے تمام صحابہ میں خیر ہے۔

حق چار یار اور غوث اعظم رضی اللہ عنہ (۵۶۱ھ):

محبوب سبحانی شہباز لامکانی شیخ عبد القادر جیلانی حسنی حسینی غوث الاعظم رضی اللہ عنہ حق چار یار کا
تذکرہ یوں فرماتے ہیں:

"افضل هؤلاء العشرة الابرار الخلفاء الراشدون الاربعة الاخیار وافضل الاربعة ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم ولهؤلاء الاربعة الخلافة بعد النبی علیہ السلام "۔[2]

---

(1) شفاء جلد ۲ ص ۱۱۹، الشفاء اردو ج ۲ ص ۶۳ مطبوعہ مکتبہ اعلی حضرت لاہور
(2) غنیة الطالبین ج ۱۔ص ۱۵۸، ۱۵۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

ان دس برگزیدہ افراد میں سے اچھے پسندیدہ چاروں خلفاء راشدین ہیں اور ان چار (حق چار یار) میں سے سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہم اور ان چاروں (حق چار یار) کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خلافت ثابت ہے۔

لوگ کہتے ہیں ہم غوث الاعظم کے شہزادے ہیں اور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے تو چار یار کی تخصیص فرمائی حضرت ابو بکر صدیق کو امت میں سب سے افضل بتایا تو یہ فرمان غوث الاعظم کیوں نہیں مانا جاتا۔؟ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ حق چار یار کہنے والا اگر بغض اہلبیت رکھتا ہے تو غوث الاعظم کیلئے ان لوگوں کا کیا فتوی ہو گا جن کے نام پر یہ کھاتے ہیں حضرت غوث الاعظم کا شہزادہ کہلوانا آسان ہے آپ رضی اللہ عنہ کی تعلیمات پر عمل یہ سنیوں کا کام ہے رافضیوں کا نہیں۔ اگر شہزادہ کہلواتے ہو تو مانو اور نہیں مانتے تو بتاؤ کہ جو اپنے آباء کی نہ مانے وہ کون ہوتا ہے۔ تمہیں یہ اصول کیوں یاد نہیں رہتا ہے۔

لو کان حبک صادقا لاطعته
ان المحب لمن یحب مطیع

حق چار یار اور حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ (۵۷۱ھ):

"وندین بحب السلف الذین اختارھم اللہ لصحبة نبیه ونثنی علیھم بما اثنی اللہ علیھم ونتولا ھم ونقول ان الامام بعد رسول اللہ ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ وان اللہ اعزبه الدین واظھر علی المرتدین وقدمه المسلمون للا مامة بھا قدمه رسول اللہ ﷺ الصلوة ثم عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ثم عثمان رضی اللہ عنہ نفر اللہ وجھه قتله قاتلوه ظلماوعدو انا ثم علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فھؤ لا ء الآئمة بعد رسول اللہ ﷺ وخلافتھم خلافة النبوة ونشھد للعشرة بالجنة

الذین شهد لهم رسول الله ﷺ بالجنة ونتولی سائر اصحاب النبیا ونکف عما شجر بینهم وندین ان الائمة الاربعة راشدون مهدیون فضلا لا یوازیهم فی الفضل غیر هم وتصدیق بجمیع الروایات التی ثبتها اهل النقل"۔[1]

ہم سلف کی محبت کا دین رکھتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی کریم ﷺ کی صحبت کیلئے چنا تھا اور ہم ان کی صفت وثناء کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے ان کی صفت وثنا کی اور ہم انکو دوست رکھتے ہیں۔ اور ہم کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد امام برحق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے دین کو غلبہ دیا اور انہیں مرتدین پر غالب کیا اور مسلمانوں نے انکو خلافت میں اسی طرح مقدم کیا ہے جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے انکو غار میں مقدم فرمایا پھر امام برحق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ آپ کے چہرہ کو رونق بخشے آپکے قاتلین نے ظلم وتعدی سے آپ کو شہید کیا پھر علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پس رسول اللہا کے بعد یہ آئمہ ہیں اور انکی حکومت وخلافت علی منہاج النبوت تھی اور ہم ان دس صحابہ کیلئے جنت کی شہادت دیتے ہیں جن کیلئے رسول اللہ ﷺ جنت کی شہادت دی ور ہم سب صحابہ سے دوستی کا تعلق رکھتے ہیں اور ان میں جو بھی اختلاف ہوئے ہیں ان سے اپنے آپکو روکتے ہیں اور ہم بارگاہ خداوندی میں اقرار کرتے ہیں کہ یہ آئمہ اربعہ راشدین مہدیین ہیں اور کوئی بھی فضیلت میں ان کی برابری نہیں کر سکتا اور ہم ان احادیث کو مانتے ہیں جنہیں محدثین نے مانا ہے۔

اس عبارت میں بھی حافظ ابن عساکر نے حق چار یار اور مسئلہ افضلیت کو بیان کیا جو واضح وعیاں ہے لہٰذا ثابت ہو کے چھٹی صدی ہجری میں بھی آئمہ اہل سنت نے حق چار یار کا نعرہ لگایا۔

---

(1) تبیین کذب المفتری ص ۱۶۰،۱۶۱ باب ما وصف من مجانبته لا هل البدع وجهاده الخ

ساتویں صدی ہجری میں حق چار یار کا نعرہ

حق چار یار اور امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (۶۰۶ھ):

امام رازی تفسیر کبیر میں قرآن کریم کی تفسیر کرتے ہوئے حق چار یار کا نعرہ یوں لگاتے ہیں:

"دلت الاية على امامة الائمة الاربعة وذلک لانه تعالى وعد الله الذين امنوا وعملواالصالحات من الحاضرين فی زمان محمدا وهو المراد بقوله ليستخلفنهم فی الارض فثبت بهذا صحة امامة الائمة الاربعة وبطل قول الرافضة الطاعنين على ابی بكر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم"۔[1]

یہ آیت چاروں خلفاء کی امامت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالی نے یہ وعدہ ان لوگوں سے کیا تھا جو حضور کے سامنے، اس وقت موجود تھے اور ایمان لائے اور نیک اعمال کیئے اور خدا تعالی کا یہ کہنا کہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا اس سے مراد یہی لوگ ہیں اس آیت سے چاروں آئمہ کی امامت صحیح ثابت ہوتی ہے اور رافضی جو حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم پر زبان کھولتے ہیں انکی بات باطل ٹھہرتی ہے۔

امام رازی فرماتے ہیں کہ حق چار یار یہ قرآن کا مصداق نعرہ ہے اور اس سے اختلاف کرنے والے خلفاء ثلثہ پر طعن کرنے والے رافضی ہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ حق چار یار کا نعرہ امام

(۱) تفسیر کبیر ج ۲۳ ص۲۶،۲۷ مطبوعہ بیروت

ری نے ساتویں صدی میں لگایا۔ اور بتایا کہ جو صرف علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مانے یعنی نعرہ ری لگائے اور تین خلفاء کا منکر ہو یعنی حق چار یار کا تو وہ رافضی ہے۔

حق چار یار اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (۶۷۶ھ):

"اتفق اهل السنة ان افضلهم الخلفاء الاربعة"۔[1]

اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خلفاء اربعہ چار یار علی الترتیب افضل ہیں۔

اور پھر ترتیب صراحتًا ان الفاظ سے بیان کر دی:

"اتفق اهل السنة افضلهم ابو بکر ثم عمر"۔[2]

اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سب صحابہ کرام سے افضل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔

لہذا ثابت ہوا کہ حق چار یار اور افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نعرہ علامہ نووی نے ساتویں صدی ہجری میں لگایا حق چار یار کو ۱۹۵۳ء کی ایجاد کہنے والو ان چار کے بغیر جاؤ گے کہاں ہر جگہ چار یار کی ضرورت پڑے گی۔

حق چار یار اور امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ (۶۷۱ھ):

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آیت ان چار حضرات کو متضمن ہے:

"كما قال فی تفسير آية استخلاف هذه الاية تضمن خلافة ابی بكر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم لانهم اهل الايمان وعملوا الصالحات"۔[3]

---

(1) شرح صحیح مسلم ج۱۵ ص ۱۳۷ مطبوعہ دار الجدید القاہرہ
(2) شرح صحیح مسلم ج۱۵ ص ۱۳۷ مطبوعہ دار الجدید القاہرہ
(3) تفسیر قرطبی جلد ۲ ص ۲۹۷ مطبوعہ بیروت

یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کی خلافت کو متضمن ہے اس لئے یہ حضرات اہل ایمان ہیں اور نیک اعمال کئے ہیں۔

کوئی سڑ داوے سڑ جاوے کوئی مر داوے مر جاوے
سنیاں نے تے گج وج کے حق چار یار دا نعرہ لا نڑا اے

آٹھویں صدی ہجری میں حق چار یار کا نعرہ

حق چار یار اور حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (۷۷۴ھ):

"وقد وجد منهم اربعة على الولاء وهم ابو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم "۔(1)

اور ان میں سے چار خلیفہ متصل خلافت پر پائے گئے اور وہ حضرت ابو بکر پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم ہیں۔

حق چار یار اور علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۹۱ھ:

آپ یوں ارقام فرماتے ہیں کہ:

"حيث جعلوا من علامات اهل السنةوالجماعة تفضيل الشيخين ومحبة الختنين"۔(2)

علماء حق نے اہل سنت وجماعت کی علامات میں سے شمار کیا ہے شیخین حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہم کو افضل ماننا اور ختنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے محبت کرنا۔

پتہ چلا کہ آٹھویں صدی ہجری میں روافض کو لگام دینے کیلئے حق چار یار کا نعرہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے لگایا۔

---

(1) تفسیر ابن کثیر ج ۳ تحت آیت استخلاف مطبوعہ بیروت
(2) شرح عقائد ص ۱۸۲ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور

نویں صدی ہجری میں حق چار یار کا نعرہ

حق چار یار اور علامہ ابن ہمام (۸۶۱ھ):

علامہ ابن حجر رقمطراز ہیں:

"وقال العلامة الكمال بن الهمام رحمة الله عليه في المسايرة فضل الصحابة الاربعة على حسب ترتيبهم في الخلافة"۔[1]

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ علامہ کمال ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ "المسایرہ" میں فرماتے ہیں چار صحابہ (حق چار یار) کی فضلیت ان کی خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے۔

نویں صدی میں علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے حق چار یار کا نعرہ لگادیا اور مسئلہ افضلیت کو وا[ضح] کر دیا اس لئے تمہارے لئے بھی بہتری اسی میں ہے کہ حق چار یار کی مخالفت چھوڑ دو اور ح[ق] چار یار کی عظمت وشان مان لو۔ ورنہ تمہارے کانوں میں سوتے ہوئے بھی حق چار یار [کی] صدا پڑتی رہے گی۔

(1) الاصابہ ج۱ ص۲۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

دسویں صدی ہجری میں حق چار یار کا نعرہ

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور حق چار یار (۹۱۱ھ):

"ھذا من الاخبار بالغیب من خلافۃ الائمۃ الاربعۃ ابی بکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم "۔ (1)

آئمہ اربعہ یعنی حق چار یار ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کی خلافت کی خبر بھی اخبار غیبیہ میں سے ہے۔

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی خلافت کی خبر دی تھی یہ غیب کی خبر تھی ایک تو نجدیوں کا رد ہو گیا جو کہ علم غیب کے منکر ہیں اور دوسرا رافضیوں کا رد ہو گیا جو حق چار یار کو نہیں مانتے

حق چار یار اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (۹۱۱ھ):

"اجمع اہل السنۃ ان افضل الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم ثم سائر العشرۃ ثم باقی اہل البدر ثم بقی اہل أحد ثم باقی اہل البیعۃ ثم باقی الصحابۃ رضی اللہ عنہم ھکذا حکی الاجماع ابومنصور البغدادی رحمۃ اللہ علیہ "۔ (2)

---

(1) مرقاۃ الصعود حاشیہ ابی داؤد
(2) تاریخ الخلفاء ص۳۷

اہل السنۃ کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ کے بعد سب لوگوں سے افضل حضرت ابو بکر، پھر حضرت عمر ہیں۔ پھر حضرت عثمان ہیں، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں پھر باقی العشرہ المبشرین ہیں، پھر باقی اہل بدر ہیں، پھر باقی اہل احد ہیں، پھر باقی بیعت رضوان والے ہیں، پھر باقی تمام صحابہ کرام ہیں، اسی طرح ابو منصور بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر اجماع امت کو بیان کیا ہے۔

حق چار یار اور امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (۹۷۳ھ):

آپ نے صحابہ کرام خلفاء راشدین کی افضلیت کا عنوان یوں قائم کیا۔

"(باب) فی بیان ان افضل الاولیاء المحمدیین ﷺ بعد الانبیاء والمرسلین ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم "۔ (1)

نبی کریم ﷺ کی امت کے اولیاء میں انبیاء و مرسلین کے بعد سب سے افضل حضرت ابو بکر ہیں ان کے بعد حضرت عمر ہیں ان کے بعد حضرت عثمان ہیں اور ان کے بعد حضرت علی (رضی اللہ عنہم) ہیں۔

یعنی انبیاء و مرسلین کے سوا اگلے اور پچھلے تمام لوگوں سے افضل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر ان کے بعد تینوں خلفاء راشدین بالترتیب افضلیت رکھتے ہیں، یہ افضلیت مطلق ہے، صرف خلافت میں اولیت کی بات نہیں، ارے تفضیلی رافضی اجماع امت کی مخالفت کر کے دین سے بغاوت نہ کر۔

---

(1) الیواقیت والجواهر ج ۲ ص ۳۲۸ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت

ن چار یار اور علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی (۹۷۴ھ):

پ نے خلفاء راشدین کی فضیلت بالترتیب میں عنوان یوں قائم کیا۔

"الباب الثالث فی بیان افضلیة ابی بکر علی سائر هذه الامة ثم عمر ثم عثمان ثم علی (رضی اللہ عنہم)"۔[1]

تیسرا باب اس بیان میں کہ اس امت میں سب سے افضل حضرت ابو بکر ہیں پھر حضرت عمر ہیں، پھر حضرت عثمان ہیں پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں۔

ن تین بزرگوں کے اقوال سے ثابت ہوا کہ دسویں صدی میں مسئلہ افضلیت اور حق چار ار کا نعرہ لگایا گیا یہ ۱۹۵۳ء کی ایجاد نہیں ہے جیسا کہ دلائل سے ثابت کیا گیا ہے لہذا نعرہ تحقیق کو اتنا عام کرو اتنا عام کرو کہ رافضیوں کے دل جل جائیں اور اہل سنت کا سر بلند ہو جائے۔

(1) الصواعق المحرقه ص ۸۶ دار الکتب العلمیه بیروت

گیارھویں صدی ہجری میں حق چار یار کا نعرہ

حق چار یار اور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ (۱۰۳۴ھ):

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''امام برحق و خلیفہ مطلق بعد از حضرات خاتم الرسل علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ است بعد ازاں حضرت عمر فاروق است رضی اللہ عنہ بعد ازاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ است بعد ازاں حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ است و افضلیت ایشاں بہ ترتیب خلافت است افضلیت حضرات شیخین باجماع صحابہ و تابعین ثابت شدہ است''۔(۱)

امام برحق اور خلیفہ مطلق (ظاہری، باطنی، ہر لحاظ سے) حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں اوران حضرات کی افضلیت انکی ترتیب خلافت کے مطابق ہے ہاں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم اکی افضلیت امت پر صحابہ اور تابعین کا اجماع ہے۔

---

(۱) مکتوبات جلد ۲ صفحہ ۱۳۰ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

اسی لئے یہ افضلیت قطعی ہے مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے یہ نعرہ لگایا مجدد صاحب کی وہ باتیں جو بظاہر روافض کے حق میں ہیں وہ تو مانتے ہیں لیکن یہ کیوں نہیں مانتے۔ چاہے مانیں یا نہ مانیں مجدد صاحب نے واضح فرمادیا کہ حق چار یار کا نعرہ اہل سنت کا نعرہ ہے اور افضل البشر بعد الانبیاء مطلقاً سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

حق چار یار اور محدث شہیر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۱۴ھ)

آپ حضور ا کی حدیث مبارکہ "علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین الخ" کی تشریح فرماتے ہوئے یوں ارقام فرماتے ہیں:

"قیل ھم الخلفاء الاربعۃ ابو بکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم "۔[1]

کہا گیا ہے کہ حدیث مبارکہ میں خلفاء سے مراد خلفاء اربعہ ہیں یعنی ابو بکر و عمر فاروق، عثمان غنی اور علی المرتضی رضی اللہ عنہم۔

حق چار یار اور مقبول بارگاہ مصطفی سید میر عبد الواحد بالگرامی (۱۰۱۷ھ)

فرماتے ہیں کہ اس پر بھی اہل سنت کا اجماع ہے کہ نبیوں کے بعد دوسری تمام مخلوق سے بہتر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں ۔ ان کے بعد حضرت عمر فاروق ان کے بعد عثمان ذو النورین اور ان کے بعد علی المرتضی رضی اللہ عنہم ہے۔[2]

---

(1) مرقاۃ شرح مشکوۃ۔ ج۱ص ۳۷۳مطبوعہ مکتبہ عثمانیہ کوئٹہ
(2) سبع سنابل ص ۵۲ مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور

حق چار یار اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۵۲ھ)

حدیث مذکور کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ:

"ومرادبخلفائے راشدین خلفائے اربعه داشته اند"۔

ایک دوسرے مقام پر برکت رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی الہند شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"ومقام ثانی آنکه افضلیت خلفاء اربعه بترتیب خلافت است یعنی افضل اصحاب ابو بکر است ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم ومراد از افضلیت اکثریت ثواب است عند الله"۔[1]

مقام ثانی یہ ہے کہ خلفاء اربعہ کی افضلیت انکی ترتیب خلافت کے مطابق ہے یعنی تمام صحابہ سے افضل ابو بکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر علی المرتضی رضی اللہ عنہم ہیں اور افضلیت سے مراد اکثریت ثواب ہے اللہ تعالی کے نزدیک۔

---

(1) تکمیل الایمان اردو ص ۱۰۴ مطبوعہ مکتبہ اعلی حضرت لاہور

بارہویں صدی میں حق چار یار کا نعرہ

حق چار یار اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۷۶ھ):

"وابو بکر امام حق بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم"۔[1]

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام برحق حضرت ابو بکر صدیق ہیں پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان غنی پھر علی المرتضی رضی اللہ عنہم ہیں۔

ثابت ہوا کہ افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حق چار یار کا نعرہ بارہویں صدی میں بھی لگایا گیا۔

حق چار یار اور رئیس العارفین امیر الکاملین مولانا محمد فخر الدین چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۹۹ھ):

عقیدۂ ۴۹: "افضل الناس بعد وجود مبارک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق بن قحافہ است رضی اللہ عنہ بعد ایشاں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بعد ایشاں حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ بعد ایشاں حضرت مرتضی علی کرم اللہ تعالی وجہہ ابن ابی طالب"۔[2]

آدمیوں میں سب سے بزرگ بعد وجود مبارک حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابو بکر صدیق بن قحافہ رضی اللہ عنہ ہیں بعد ان کے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بعد ان کے حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ بعد ان کے حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ ابن ابی طالب ہیں۔

---

(1) تفہیمات الٰہیہ ج ا ص ۱۲۸
(2) عقائد نظامیہ ص ۲۷ طبع اول دہلی ۱۳۳۲ھ مطبوعہ لاہور

تیرہویں صدی میں حق چار یار کا نعرہ

حق چار یار صوفیاء اور علامہ عبد العزیز پرھاروی رحمۃ اللہ علیہ کا نعرہ (۱۲۳۹ھ):

آپ نبراس میں یوں رقمطراز ہیں:

" اجمع الصوفية على تقديم ابى بكر ثم عمر ثم عثمان ثم على رضی اللہ عنہم "۔[1]

صوفیاء کرام کا بھی اس بات پر اجماع ہے کہ امت میں ابو بکر صدیق سب سے افضل ہیں پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر علی المرتضی رضی اللہ عنہم ہیں۔

تیرہوں صدی کی بھی مسلم اور ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ شخصیات نے حق چار یار کا نعرہ لگایا۔ رافضی نہ مانیں تو نہ مانیں اہل سنت تو یہ نعرہ لگاتے رہیں گے اور شیطان کے چیلوں اور پیروکاروں کو جلاتے رہیں گے کیونکہ۔

کہہ دو جلنے والوں سے مر وگے تم یونہی جل جل کر
حق چار یار کی بجلیاں تم پہ گرانہ ہم نہ چھوڑیں گے

(1) نبراس شرح شرح عقائد ص ۲۹۲ مطبوعہ مؤسسۃ الشرف لاہور

چودھویں صدی ہجری میں حق چار یار کا نعرہ

چار یار اور مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ امام الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ:

اعلحضرت عظیم البرکت فارق حق وباطل قاطع رافضیت وخارجیت فرماتے ہیں کہ اہل سنت وجماعت نصرھم اللہ تعالی کا اجماع ہے کہ مرسلین ملائکہ ورسل وانبیاء بشر صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیھم کے بعد حضرات خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم تمام مخلوق الٰہی سے افضل ہیں تمام امم عالم اولین وآخرین میں کوئی شخص انکی بزرگی وعظمت وعزت ووجاہت وقبول وکرامت وقرب وولایت کو نہیں پہنچتا۔

"ان الفضل بیداللہ یؤتیه من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم"۔ (1)

فضل اللہ تعالی کے دستہ قدرت میں ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

پھر ان کی باہم ترتیب یوں ہے کہ سب سے افضل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ پھر مولی علی رضی اللہ عنہ "صلی اللہ تعالی علی سیدھم ومولاھم وآله وعلیهم وبارک وسلم" مذہب مہذب پر آیات قرآن عظیم واحادیث کثیرہ حضور پر نور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وعلی الہ وصحبہ الصلوۃ والتسلیم وارشادات جلیلہ

(1) القرآن الکریم ۵۷: ۲۹

واضحہ "امیر المؤمنین مولی علی مرتضی رضی اللہ عنہ و دیگر آئمہ اہل بیت اطہار وار تقاء و ائمان ح
کرام و تابعین و عظام و تصریحات اولیاء امت و علمائے امت رضی اللہ عنہم اجمعین سے وہ دلا ئل
و حجج قاہرہ ہیں جن کا استیعاب نہیں ہو سکتا۔ (1)

توجہ طلب بات:

کیا خوب تحقیق ہے میرے اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کی مسئلہ افضلیت اور حق چار یار پر اسی لیے
تو یہ ہے کہ فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کو قلم کا بادشاہ تو غیر بھی مانتے تھے اور یہ کہنے پر مجبور تھے
اگر کسی موضوع پر محدث بریلوی قلم اٹھالیں تو پھر اس میں نہ اضافہ کی گنجائش رہتی ہے
نہ کسی میں اسکو رد کرنے کی جرأت ہو سکتی ہے یعنی غیر بھی اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کی ب
کو حرف آخر مانتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ بعض لوگ جو اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کے نام پر کھا
ہیں اور اپنے آپکو اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب تو کرتے ہیں لیکن عقیدہ اعلیحض
رضی اللہ عنہ سے انحراف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور اپنی نجی محفلوں میں اعلیحضرت رضی اللہ عنہ
خلاف بکتے ہیں، اور کہتے ہیں اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کی ہر بات کو ماننا ضروری نہیں۔

چار یار اور خواجہ شمس الحق والدین سیالوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

"فضیلت آنہا بالترتیب است انگاہ ایں حدیث بر زبان
مبارک داند افضل الناس من بعد ی ابو بکر ثم عمر ثم
عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم" (2)

---

(1) فتاوی رضویہ ج۲۸ص۴۷۸مطبوعہ رضافاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ لاہور
(2) مرآۃ العاشقین مطبوعہ تصوف فاؤنڈیشن لاہور

یعنی خلفائے راشدین کی فضلیت بالترتیب ہے۔ پھر زبان مبارک سے یہ حدیث پڑھی کہ میرے بعد تمام لوگوں میں افضل ابو بکر ہے، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی۔

حق چار یار اور سید الاولیاء تاجدار گولڑہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ :

حضرت تقریباً ہر سال پاک پتن شریف میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پر حاضر ہوتے تھے قصور اور ریاست بہاول پور کے غیر مقلد علماء متواتر کئی سال وہاں پہنچ کر آپ سے سوال کرتے رہے کہ کیا آپ عالم ہو کر اس بات کو درست مانتے ہیں کہ جو شخص بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ کے بہشتی دروازہ سے گذر جائے وہ جنت کا سزاوار ہو جاتا ہے؟ حضرت جواب میں ہر سال نیا استدلال پیش فرماتے۔ مولوی غلام قادر چکو کہ تحصیل منچن آباد نے یہی سوال کیا تو فرمایا کیا یہ حدیث صحیح نہیں کہ مومن کی قبر "روضة من رياض الجنة "ہوتی ہے؟ اس نے کہا صحیح ہے۔ فرمایا جب لفظ جنت کا اطلاق مومن کی قبر پر صحیح ٹھہرا تو اس کے دروازے کو بہشتی دروازہ کہنے پر کیا اعتراض ہے؟ مولوی صاحب نے کہا اس لفظ کا جواز تو درست ہوا مگر یہ فرمایئے کہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ کے اسی ایک دروازے میں کیا خصوصیت ہے کہ اسے بہشتی دروازہ کہا جائے؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ میں نے بچشم سر عالم ظاہر میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بجسم اطہر بمعہ چہار یار کبار ۷،۶ محرم کی درمیانی رات کو اس دروازہ سے گذر کر مقبرہ کے اندر تشریف لے جاتے دیکھا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنا ہے کہ "من دخل هذا الباب فقد امن "(جو اس دروازے میں داخل ہوا وہ امن میں آگیا اور مامون ہوا) مشائخ عظام کا بھی اس پر اتفاق رہا ہے۔

اس کے بعد مولوی صاحب نے اعتراض کیا۔ کہ زائرین فرید فرید کیوں پکارتے ہیں، اللہ۔ اللہ کیوں نہیں کہتے؟ حضرت نے فرمایا کہ عرس کے موقعہ پر زائرین کا پورا نعرہ یہ ہوتا ہے۔

اللہ محمد چار یار
حاجی خواجہ قطب فرید[1]

ایک دوسرے مقام پر قرآن کریم سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی خلافت کی ترتیب کا لطیف استخراج:

حضرت فرماتے تھے کہ آیت" محمد رسول الله والذین معه اشدآء علی الکفار الخ "میں اللہ تعالی کی طرف سے خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی ترتیب خلافت کی طرف واضح اشارہ ہے۔ چنانچہ "والذین معه" سے خلیفہ اول "اشدآء علی الکفار" سے حضرت خلیفہ ثانی "رحماء بینهم" سے حضرت خلیفہ ثالث اور "تراهم رکعا سجدا الی اخره" سے حضرت خلیفہ رابعہ کے صفات مخصوصہ کی طرف اشارہ ہے کیونکہ معیت اور صحبت میں صدیق اکبر کفار پر شدت میں حضرت عمر فاروق حلم و کرم میں حضرت عثمان غنی اور عبادت واخلاص میں حضرت مولائے علی رضی اللہ عنہم خصوصی شان رکھتے تھے۔[2]

اور تصفیہ مابین سنی و شیعہ کے صفحہ نمبر آٹھ پر یوں ارقام فرماتے ہیں کہ:

> خلفاء اربعہ (حق چار یار) اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہم کا زمانہ تیس سال ہے جس پر خلافت ورحمت کا خاتمہ ہو گیا۔[3]

---

(1) مہر منیر ص ۴۳۰۔۴۳۱ مطبوعہ گولڑہ شریف اسلام آباد
(2) مہر منیر ص ۴۲۴۔۴۲۵ مطبوعہ گولڑہ شریف اسلام آباد
(3) تصفیہ مابین سنی وشیعہ ص ۸ مطبوعہ گولڑہ شریف

ب نے خلفاء اربعہ (حق چار یار) کا ذکر کر کے امام حسن رضی اللہ عنہ کا علیحدہ ذکر کیا ہے خلفاء
ہ (حق پانچ یار) نہیں بیان کیا لہذا تفصیلی رافضیوں کی دلیل کا قلع قمع ہو گیا کہ اگر خلیفہ
د ہو تو حق پانچ یار کہنا چاہیے۔ یہ حربہ جاہل سنیوں کو رافضی بنانے کا ہے۔ حضرت نے
اسی کتاب میں کم از کم تیس مرتبہ خلفاء اربعہ کے الفاظ کا استعمال کیا ہے۔

اسی طرح حق چار یار کا اظہار کرتے ہوئے آپ نے ملفوظات شریف میں بھی خلفاء اربعہ
ق چار) کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ چشت اہل بہشت غور کریں کہ تاجدار گولڑہ رحمۃ اللہ علیہ
رمان کیا ہے اور نام نہاد محب قبلہ عالم گولڑوی رضی اللہ عنہ کس طرح لوگوں کو راہ راست سے
ار ہے ہیں۔ اور بعض چشتیوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ یہ نیا نعرہ ہے ارے خدا کے
وں پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے تمہیں قرآن و حدیث سے ہٹ کر کوئی بات نہیں بتائی۔
بہتری اسی میں ہے کہ اسلاف کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے
ے بڑے بڑے شیخ الاسلام، مفکر اسلام، خود ساختہ محقق، مفتی کہلوانے والے اور سنیت
بادہ اوڑھ کر شیعیت کا پرچار کر کے امتیاز حاصل کرنے والے آپکے سامنے گمراہی کی بین
ل ہیں۔ کیونکہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ

ومن يترك الآثار قد ضل سعيه
وهل يترك الآثار من كان مسلما

جو شخص سلف صالحین کے نشان قدم کو چھوڑ دے اس کی محنت رائیگاں
جاتی ہے اور کیا کوئی مسلمان سلف صالحین کے آثار و نشانات کو چھوڑ سکتا
ہے"

حق چار یار اور عالم بے بدل حضرت علامہ غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۲۷ھ):

عقیدہ ۴۳ کے تحت لکھتے ہیں اس امت کے بعد الانبیاء والمرسلین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ
ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ حدیث میں وا
ہے "مافضلكم ابو بكر بكثرة صوم ولا صلوة ولكن بشئ وقرفی صد
ہ "یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تم پر فضلیت لے گیا ہے ایک نور کے ساتھ جو ان کے سینے میں بھ
گیا ہے کثرت صوم وصلوۃ سے فضلیت نہیں شیخ ابو اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صدیق ا
(بڑا سچ بولنے والا) آپ کا نام عبد اللہ تھا اور آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خسر تھے اور یار غار
ہمیشہ ابتدا سے عین رضاء الہی میں رہے کوئی حالت غضب کی ان پر نہ آئی نہ ایام جاہلیہ
میں نہ ایام اسلام میں ایام جاہلیت میں موحدین میں سے تھے اور ایام اسلام میں او
مؤمنین سے۔ (1)

حق چار یار اور صدر الافاضل مولنا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ فرماتے ہیں کہ اہل سنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے بعد
تمام عالم سے افضل حضرت ابو بکر صدیق ہیں ان کے بعد حضرت عمر ان کے بعد حضرت
عثمان اور ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ (2)

---

(1) فقہی اسلام کا انسائیکلو پیڈیا، اسلام کی گیارہ کتابیں ص ۶۴۹ مطبوعہ لاہور
(2) سوانح کربلا ص ۱۸ مطبوعہ لاہور

ق چار یار اور صدر الشریعۃ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ:

قیدہ(۲):

بعد انبیاو مرسلین، تمام مخلوقات الٰہی انس و جن وملک سے افضل صدیق اکبر ہیں، پھر عمر فاروق اعظم، پھر عثمان غنی، پھر مولی علی رضی اللہ عنہم۔[1]

اشیہ بہار شریعت:

حابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے افضل و اعلیٰ و اکمل حضرات عشرہ مبشرہ ہیں اور ان میں خلفائے ربعہ رضی اللہ عنہم اور ان چار ارکان قصر ملت (ملت اسلامیہ کے عالی شان محل کے چار ستونوں) و چار انہار باغ شریعت (اور گلستان شریعت کی ان چار نہروں) کے خصائص فضائل، کچھ ایسے رنگ پر واقع ہیں کہ ان میں سے جس کسی کی فضلیت پر تنہا نظر کیجئے یہی علوم (و متبادر و مفہوم) ہوتا ہے کہ جو کچھ ہیں یہی ہیں ان سے بڑھ کر کون ہو گا۔

بهر گلے که ازین چار باغ می نگرم
بہار دامن دل می کشد که جا اینجاست

(ان چار باغوں میں سے جس پھول کو میں دیکھتا ہوں تو بہار میرے دل کے دامن کو کھینچتی ہے کہ اصل جگہ تو یہی ہے)۔[2]

ق چار یار اور مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ:

فرماتے ہیں کہ "والذین معه" میں چار صفات بیان ہوئی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنا، کفار پر سخت ہونا آپس میں رحیم و کریم ہونا، رکوع و سجدہ زیادہ کرنا یعنی عابد ہونا، یہ چاروں صفت اللہ کے فضل سے تمام صحابہ کے اندر موجود ہیں، مگر چار خلفاء میں ایک ایک وصف کمال درجہ کا ہے، صدیق میں ساتھ رہنا، عمر فاروق میں کافروں پر سخت ہونا، عثمان

---

(1) بہار شریعت ج۱ ص۲۴۱ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی
(2) بہار شریعت ج۱ ص۲۴۲ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی

غنی میں رحیم ہونا، مولے علی میں عبادت وزہد رضی اللہ عنہم، گویا کہ شمع نبوت کی لالٹین کے
شیشے ہیں علیحدہ علیحدہ رنگ والے، اگر نور نبوت دیکھنا ہے، تو ان رنگ برنگے شیشوں
ذریعہ سے دیکھو، جو شخص ان شیشوں سے علیحدہ ہے وہ نور مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہے، کی
ممکن تھا، کہ رب العالمین اپنے نبی کے ساتھ کے لیے ایسے لوگوں کو خاص کرتا، جو معا
ایماندار بھی نہ ہوں، اور پھول کے پاس رہ کر مٹی بھی مہک جاتی ہے، آسمان کا سورج
گندی زمین پر رہنے والے خوشبودار نہ ہو جاویں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ دونوں جہان
سورج حقیقی ہیں، اس سورج کے پاس بیٹھنے والے کیونکر گندے رہ سکتے ہیں، اگر معاذ ا
حضرات دیندار نہ تھے، تو قرآن کے پہنچانے والے مخلوق تک، اور احادیث کے س
والے دین کی تبلیغ کرنے والے غرضیکہ چمن مصطفی علیہ السلام کی نگہبانی کرنے والے تو
حضرات ہیں تو کیا قرآن اور اسلام معاذ اللہ برے لوگوں کے ہاتھوں میں پھلا پھولا۔
آنکھ نے ایمان سے ایک بار بھی جلوۂ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ لیا، اس کا درجہ دنیا بھر کے غ
وقطب سے بڑھ گیا، تو جو حضرات سایہ کی طرح ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے و
شان رکھتے ہوں گے۔

خوشا وہ وقت کہ دیدار عام تھا اسکا
خوشا وہ وقت کہ طیبہ مقام تھا اسکا[1]

حق چار یار اور محدث اعظم پاکستان محمد سردار احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رحلت فرمانے کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہو
ان کے بعد حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے ان کے بعد حضرت سیدنا عثمان

(1) شان حبیب الرحمان ص ۲۱۴۔ ۲۱۵ مطبوعہ لاہور

رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے ان کے بعد سیدنا مولی المسلمین مولی علی شیر خدا رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے، ان حضرات کی خلافت اس ترتیب سے خلافت راشدہ ہے، رضی اللہ عنہم۔ (1)

حق چار یار اور مفتی اعظم مولانا شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی (شاہی امام مسجد جامع فتحپوری انڈیا):

سوال: خلفاء اربعہ کن کن صحابیوں کو کہا جاتا ہے۔

جواب: حضرت صدیق اکبر حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہم۔ (2)

حق چار یار اور مولانا شاہ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ:

سوال: صحابہ میں سب افضل واعلی رتبہ پر کون ہے۔

جواب: سب سے افضل واکرم عند اللہ وعند المسلمین امیر المؤمنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر ان کے بعد امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں پھر ان کے بعد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں پھر ان کے بعد سیدنا حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ ہیں چار یار باصفا، اور خلفاء راشدین اور امام عادلین اور جانشین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم مناقب اور محامد ان حضرات کے اس قدر ہیں کہ ان پر کسی اور صحابی کو شرکت نہیں۔ جیسا کہ قرآن اور احادیث اور اخبار اور آثار سے روشن ہے۔ اور فضیلت ان کی اسی طرح سلف سے علی ہذا الترتیب منقول ہے۔ (3)

حق چار یار اور مفتی ابو النصر محمد ریاض الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ:

سوال: خلافت خلفاء راشدین میں سے افضلیت کا دارومدار بھی اسی ترتیب کے مطابق ہے یا اس کے برعکس ہے۔

---

(1) سیدنا امیر معاویہ ص ۳۸ مطبوعہ مکتبہ قادریہ فیصل آباد
(2) مظہر العقائد ص ۵۷ مطبوعہ کراچی
(3) توضیح العقائد ص ۸۵ مطبوعہ مکتبہ ضیاء العلوم راولپنڈی

جواب: اسی ترتیب کے مطابق انبیاء و مرسلین کے بعد تمام مخلوقات انس و جن و ملک سے افضل حضرت صدیق اکبر ہیں پھر عمر فاروق ہیں پھر عثمان غنی ہیں پھر مولا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔[1]

حق چار یار اور علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ:

علامہ سید محمود احمد رضوی فرماتے ہیں کہ انبیاء و مرسلین کے بعد تمام مخلوقات الٰہی جن و انس و ملائکہ سے افضل صدیق اکبر پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر علی المرتضی رضی اللہ عنہم ہیں۔[2]

حق چار یار اور سلطان الواعظین ابو النور محمد بشیر صاحب کوٹلی لوہاراں:

اہل لطائف نے لکھا ہے کہ اس آیت کریمہ میں سارے صحابہ کرام علیہم الرضوان بالعموم اور چار یاران مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حضرت ابو بکر صدیق حضرت فاروق اعظم حضرت عثمان ذوالنورین۔ اور حضرت علی المرضی رضی اللہ عنہم بالخصوص مراد ہیں۔ اور وہ اس طرح کہ "والذین معہ" میں جس معیت کا ذکر ہے۔ وہ اشارہ ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی معیت رسول فی الغار کی طرف۔ اور اس سے مراد حضرت صدیق اکبر رضی عنہ ہیں اور "اشداء علی الکفار" میں کافروں پر جس شدت و غلظت کا ذکر ہے وہ اشارہ ہے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دبدبہ و جلال کی طرف اور اس سے مراد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور "رحماء بینھم" میں جس رحمت و شفقت کا ذکر ہے وہ اشارہ ہے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی رحمت بھری طبیعت کی طرف اور اس سے مراد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہے اور "تراھم رکعا

(1) ریاض شریعت ص ۱۸ مطبوعہ لاہور
(2) دین مصطفے ص ۱۶۲ مطبوعہ لاہور

جدا" میں جس رکوع و سجود کا ذکر ہے۔ وہ اشارہ ہے حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے کمال زہد و
ادت کی طرف۔ اور اس سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔[1]

ب اور مقام پر چار یاروں کی حکایات بیان فرمانے کے بعد آپ لکھتے ہیں:

ضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ چار یار جن کے بعض حکایات آپ نے پڑھیں بڑے مرتبوں اور
رجوں کے مالک ہیں اور ان چار یاران نبی کا دشمن اللہ کا دشمن ہے۔[2]

ق چار یار اور مولانا ابو الحامد محمد ضیاء اللہ قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

اہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے انفاس العارفین میں شیخ احمد نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ درج کیا ہے کہ شیخ احمد نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طریقہ خلوتیہ میں میرے شیخ، شیخ عیسٰی ابن کنعان لوتی رحمۃ اللہ علیہ نے جب مجھے اس طریقے کی اجازت بخشی تو مجھے مکہ معظمہ میں اپنا خلیفہ بنایا تا کہ خلوتیہ طریقہ کے تمام پیروکار میرے سامنے اکٹھے ہو کر نماز تہجد کے بعد جیسا کہ ان کا طریقہ ہے، اور اد و وظائف میں مشغول ہو جائیں۔ اس بات سے میرے دل میں غایت درجہ تردد تھا۔ کیونکہ میرا میلان پوری طرح نقشبندیہ سلسلے کی طرف تھا۔ اور شیخ خلوتی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے مجھے لب کشائی کی جرأت بھی نہیں تھی۔ اسی تردد کے عالم میں میں نے حضور ختم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں رجوع کیا اور اسی سال روضۂ مقدمہ کی زیارت سے مشرف ہوا تو جمعہ کے روز نماز جمعہ سے قبل مجھے خواب میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی گویا "درزیارت عثمانیہ باخلفاء اربعہ حاضر اند بآں جانب مبادرت کردم وبہ تقبیل ید شریفہ وایدی خلفاء کرام بہ ترتیب مشغول شدم" میں نے دیکھا کہ زیارت عثمانیہ میں چاروں خلفاء کے ہمراہ جلوہ افروز ہیں، میں آپ کی طرف تیزی سے بڑھا اور

---

(1) خطبات ج ا ص ۳۲۴۔ ۳۲۵ مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور
(2) سچی حکایات حصہ اول ص ۳۴۱ مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور

دست مبارک چومنے کے بعد بالترتیب خلفائے کرام کے ہاتھوں کو چومنے کی سعادت
حاصل کی، بعد ازاں حضور پر نور ﷺ میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے مزار مقدس کے سرہانے صف
اول کے متوازی بچھے ہوئے ایک نئے سجادے کی طرف لائے اور فرمایا: یہ شیخ تاج کا سجادہ
ہے۔ اس پر بیٹھ جاؤ۔ میں سمجھ گیا کہ آپ کا اشارہ طریقہ نقشبندیہ کی طرف ہے۔ اور آپ
نے اس طریقہ کی اجازت عطا فرمادی ہے۔"[1]

حق چار یار اور علامہ فیض احمد اویسی مدظلہ العالی:

چار یار نبی کے غم خوار: اگر محمد رسول اللہ ﷺ کے حرف بارہ ہیں تو ابو بکر الصدیق کے بھی
بارہ ایسے عمر بن الخطاب کے بھی بارہ ایسے عثمان بن عفان و علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کے بھی
بارہ حروف ہیں، یہ اسی مناسبت تامہ کی طرف اشارہ ہے کہ یہ حضرات، حضرت
عربی ﷺ کے اخلاق کریمہ کے عین مطابق اور ان میں کلی طور پر فانی ہیں۔

نسب چار یار:

یہ نبی عربی مختار ا:

ایسے ہی چاروں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا نسب حضور ﷺ کے عین مطابق ہے، مثلاً حضرت
علی رضی اللہ عنہ ابن ثانی سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پانچویں پشت میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ساتویں اور
حضرت عمر رضی اللہ عنہ، نویں پشت میں حضور ﷺ کے ساتھ ملتے ہیں۔

(۱) ہاتھ پاؤں چومنے کا ثبوت بحوالہ انفاس العارفین فارسی ص ۱۹۲ درثمین ص ۱۱ مطبوعہ
قادری کتب خانہ ۔ سیالکوٹ

ہ: اس سے شیعہ کا رد ہوا کہ وہ عوام میں صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا
ز دار سمجھتے ہیں لیکن باقی خلفاء کو غیر ثابت کرتے ہیں یہ ان کی غلطی اور تعصب ہے۔[1]

چار یار اور ملک المدرسین استاذ العلماء عطاء محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ:

شہرہ آفاق تصنیف سیف العطاء میں نعرۂ تحقیق حق چار یار کے متعلق فرماتے ہیں:

"ابھی نام نہاد مفتی کے اجداد بھی پیدا نہیں ہوئے ہوں گے کہ اہل سنت یہ نعرۂ لگاتے تھے، نعرۂ تحقیق حق چار یار اور یہ نعرہ اہل سنت کی علامت تھی لیکن مفتی مذکور یہ نعرہ لگانے سے منع کرتا ہے، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ باطن رافضی ہے اور تقیہ کے طور پر بظاہر اہل سنت کہلاتا ہے، مفتی مذکور کی منع نعرۂ پر دلیل یہ ہے کہ اس نعرۂ سے یہ لازم آتا ہے کہ چار یار کے سوا کوئی صحابی حق پر نہیں، اس جاہل مفتی کو یہ معلوم نہیں کہ یہ تب لازم آتا، جب اس نعرۂ میں حصر کا کلمہ ہوتا، مثلاً یوں ہوتا کہ نہیں حق مگر چار یار، یا یہ ہوتا کہ حق پر صرف چار یار ہیں، حالانکہ اس نعرۂ میں حصر کا ایسا کوئی کلمہ نہیں۔ علم اصول میں ہے کہ محض کسی کے ذکر سے، دوسرے کی نفی نہیں ہوتی، اس نعرۂ کا تو صرف یہ معنی ہے کہ چار یار حق پر ہیں، دوسرے اصحاب کے حق پر ہونے کی نفی نہیں ہے، اگر اس جاہل مفتی کی منطق تسلیم کر لی جائے تو مفتی جب یہ کلمہ پڑھتا ہے (محمد رسول اللہ) تو لازم آئے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی رسول اللہ نہیں ہے، تو اب مفتی اپنی اس منطق کے لحاظ سے دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا، ان سب خرابیوں کا سبب جہالت ہے، لہذا

(1) القول الممجد فی برکات اسم محمد ص ۱۹۹ مطبوعہ بہاولپور

نعرۂ تحقیق حق چار یار سے کوئی منافق رافضی ہی منع کرے گا، بلکہ اس
نعرۂ کا مرتبہ نعرۂ حیدری اور نعرۂ غوثیہ سے بھی مقدم تر اور بلند تر ہے۔

من آنچہ شرط بلاغ است باتومی گویم
تو خواہ از سخنم پند گیر، خواہ ملال[(1)]"

عبارت مذکورہ سے حاصل ہونے والے فوائد:

(۱) نعرہ تحقیق حق چار یار اہل سنت وجماعت ۱۹۵۳ء سے قبل کے لگاتے آئے ہیں۔
(۲) حق چار یار اہل سنت کا نعرۂ ہے۔
(۳) نعرہ تحقیق حق چار یار اہل سنت کی علامت ہے۔
(۴) جو نعرہ تحقیق حق چار یار سے روکتا ہے وہ باطن کا رافضی ہے اور تقیہ کے طور پر
بظاہر اہل سنت کہلاتا ہے۔
(۵) حق چار یار سے باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حقانیت کی نفی نہیں ہوتی۔
(۶) اگر نعرہ تحقیق حق چار یار سے روکنے والوں کی منطق تسلیم کر لی جائے تو آدمی
دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔
(۷) نعرۂ تحقیق حق چار یار سے جاہل، منافق رافضی ہی منع کرتا ہے۔
(۸) نعرہ تحقیق حق چار یار کا مرتبہ نعرہ حیدری اور نعرۂ غوثیہ سے بھی مقدم تر اور
بلند تر ہے۔

اقول:
جب تحقیق ایمان ابو طالب کی بات ہو تو لوگ ملک المدرسین جامع المعقول والمنقول عطا
محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب تقریظ کو رسالہ کی شکل میں چھپوا کر سرعام تقسیم

---

(1) سیف العطاء ص ۴۲-۴۱ مطبوعہ ...

کرتے ہیں اور واویلا اور شور غول مچا دیتے ہیں حالانکہ ملک المدرسین رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب تقریظ جمہور اہل سنت کے عقیدہ کے خلاف ہے کیونکہ " انک لا تهدی من احببت" پر تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ ابو طالب کے بارے میں نازل ہوئی۔

اور ستم بالائے ستم تو یہ ہے کہ خود امام المشارق والمغارب اسد اللہ الغالب جناب سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے اپنے والد ابو طالب کے عدم ایمان کے قائل ہونے کے باوجود ایمان ابو طالب کا قول کرنا چہ معنی دارد

امام شافعی وامام احمد وامام اسحق بن راہویہ وابو داؤد طیالسی اپنی مسانید اور ابن سعد طبقات اور ابو بکر بن ابی شیبہ مصنف اور ابو داؤد ونسائی سنن اور ابن خزیمہ اپنی صحیح اور ابن الجارود منتقی اور مروزی کتاب الجنائز اور بزار وابو یعلی مسانید اور بیہقی سنن میں بطریق عدیدہ حضرت سیدنا امیر المومنین مولا علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے راوی۔

"قال قلت للنبی ﷺ ان عمک الشیخ الضال قد مات قال اذهب فوار اباک"۔[1]

یعنی میں نے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: یارسول اللہ! حضور کا چچا وہ بڈھا گمراہ مر گیا۔ فرمایا: جا اسے دبا آ۔

ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے مولا علی نے عرض کی:

"ان عمک الشیخ الکافر قد مات فماتری فیه ،قال رسول اللہ ﷺ اری ان تغسله وامره بالغسل"۔

---

(1) تفسیر قرطبی ج٦ ص ١٣٣ مطبوعه دار عالم الکتاب الریاض. تفسیر ابن کثیر سوره توبه آیت ١١٣، مسند احمد بن حنبل حدیث ٨٠٧، ١٠٧٤، ١٠٩٣، السنن الکبری للنسائی ج١ ص ١٥٠ رقم ١٩٣ موسسة الرساله بیروت، مسند ابی یعلی باب مسند علی ابن ابی طالب رقم ٤٢٣، ٤٢٤، السنن الکبری للبیهقی رقم ٥٠٨، المعجم الاوسط رقم ٦٣٢٢، مصنف ابن ابی شیبه ج٣ ص ٢٦٩ رقم ١١٣٦٠ دار السلفیه الهندیه. مصنف عبد الرزاق رقم ٩٩٣٦، جامع الاحادیث ٣٤٦٨٣۔

حضور ﷺ کا چچا وہ بڈھا کافر مر گیا اس کے بارے میں حضور ﷺ کی کیا رائے ہے یعنی غسل وغیرہ دیا جائے یا نہیں؟ سید عالم ﷺ نے فرمایا نہلا کر دبا دو

امام شافعی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

"فقلت یارسول اللہ انہ مات مشرکا قال اذھب فوارہ"۔

میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! وہ تو مشرک مرا فرمایا: جاؤ، دبا آؤ۔

اما الائمہ ابن خزیمہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے:

امام حافظ الشان اصابہ فی تمیز الصحابہ میں فرماتے ہیں "صححہ ابن خزیمۃ" (ابن خزیمہ
اس کی تصحیح کی ہے۔

اس حدیث جلیل کو دیکھئے ابو طالب کے مرنے پر خود امیر المومنین علی کرم اللہ تعالی وج
الکریم حضور اقدس ﷺ سے عرض کرتے ہیں کہ حضور کا وہ گمراہ کافر چچا مر گیا۔ حض
اس پر انکار نہیں فرماتے نہ خود جنازے میں تشریف لے جاتے ہیں، ابو طالب کی بی بی ا
المومنین کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا نے جب انتقال کیا ہے حضور اقد
ﷺ نے اپنی چادر و قمیص مبارک میں انھیں کفن دیا، اپنے دست مبارک سے
کھودی، اپنے دست مبارک سے مٹی نکالی پھر ان کے دفن سے پہلے خود ان کی قبر مبار
میں لیٹے اور دعا کی:

"اللہ الذی یحیی و یمیت وھو حی لا یموت اغفر لامی فاطمۃ بنت اسد ووسع علیھا مدخلھا بحق نبیک والانبیاء الذی من قبلی،فانک ارحم الراحمین رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط وابن حبان والحاکم وصححہ وابونعیم فی الحلیۃ عن انس ونحوہ ابن ابی شیبۃ عن جابر والشیرازی فی الالقاب وابن عبدالبر وابونعیم فی المعرفۃ

والدیلمی بسند حسن عن ابن عباس وابن عساکر عن علی رضی اللہ عنہم"۔

اللہ جلاتا ہے اور مارتا ہے اور خود زندہ ہے کہ کبھی نہ مریگا، میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور ان کی قبر وسیع کر صدقہ اپنے نبی کا اور مجھ سے پہلے انبیاء کا، تو سب مہربانوں سے بڑھ کہ مہربان ہے (روایت کیا اس کو طبرانی نے کبیر واوسط میں، ابن حبان نے حاکم نے اور اس نے اس کی تصحیح کی ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور اس کی مثل ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے، شیرازی نے القاب میں ابن عبد البر نے ابو نعیم نے معرفہ میں، دیلمی نے سند حسن کے ساتھ ابن عباس سے اور ابن عساکر نے حضرت علی سے، رضی اللہ عنہم۔

کاش ابو طالب مسلمان ہوتے تو کیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جنازہ میں تشریف نہ لیجاتے صرف اتنے ہی ارشاد پر قناعت فرماتے کہ "جاؤ اسے دبا آؤ" امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کی قوت ایمان دیکھئے کہ خاص اپنے باپ نے انتقال کیا ہے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم غسل کا فتوی دے رہے ہیں، اور یہ عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ! وہ تو مشرک مرا، ایمان ان بندگان خدا کے تھے کہ اللہ ورسول کے مقابلہ میں باپ بیٹے کسی سے کچھ علاقہ نہ تھا، اللہ ورسول کے مخالفوں کے دشمن تھے اگرچہ وہ اپنا جگر ہو، دوستان خدا اور سوال کے دوست تھے اگرچہ ان سے دنیوی ضرر ہو۔[1]

نوٹ: ایمان ابو طالب کے متعلق مزید تحقیق اعلی حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب شرح المطالب فی مبحث ابی طالب فتاوی رضوی ج ۲۹ میں ملاحظہ فرمائیں۔

---

(1) فتاوی رضویہ ج ۲۹ ص ۶۷۷ تا ۶۸۰ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

لیکن جب نعرہ تحقیق حق چار یار کی بات آتی ہے، حق چار یار کے مخالف کو رافض
منافق، جاہل کہنے کی بات آتی ہے۔

سیدہ کا غیر سید سے نکاح کے جواز کی بات آتی ہے۔
سیدہ عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ عنہا کو سیدہ طیبہ طاہرہ زاہدہ ساجدہ سے افضل ماننے کی بات
ہے۔

یزید پر لعنت بھیجنا خلاف تحقیق ہے کی بات آتی ہے تو لوگوں کی بولتی کیوں بند ہو جا
ہے، یہاں ملک المدرسین کا مؤقف کیوں تسلیم نہیں کیا جاتا؟

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

قارئین کرام آپ نے قرآن و حدیث اور ائمہ اہل سنت کے اقوال سے حق چار یار کا ثبو
ملاحظہ فرمایا اب آئندہ فصل میں ہم اہل سنت کے شعراء کا کلام پیش کرتے ہیں جس م
انہوں نے چار یار کی اصطلاح کو سینکڑوں جگہ پر استعمال فرما کر یہ بتایا ہے کہ حق چار یار
سنیوں کا نعرہ ہے۔ رافضی اس سے جلتا ہے اور جلتا ہی رہے گا۔

باب پنجم

شعراء اہل سنت کے اشعار سے

حق چار یار پر استدلال

رب دے یار دا یار صدیق
سنیاں دا دل دار صدیق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(الف)

امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۲۵ھ صاحب مطلع الانوار

آنچه زور چشمه مقصودِ ریخت
نیم کش خود به ابوبکر ریخت
دور کزاں سائی بے جور بود
عدل عمر نیز دراں دور بود
زِآب حیاتش که دمادم رسید
قطره برآں ابر حیا ہم رسید
جام مثابے که پیغمبر بخورد
جرعه ازاں جام علیؓ نیز برد[1]

الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ (م ۱۳۴۰ھ بمطابق ۱۹۲۱ء)

لحد میں عشق رخ شاہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے
جناں بنے گی محبان چار یار کی قبر
جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کے چلے[2]

---

(1) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۴ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز لاہور سن اشاعت د ۱۹۴
(2) حدائق بخشش ص ۲۶۶ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی

سرے مقام پر حق چار یار کا نعرہ یوں لگاتے ہیں!

طوبے میں جو سب سے اونچی نازک سیدھی نکلی شاخ
مانگوں نعت نبی لکھنے کو روح قدس سے ایسی شاخ
مولی گلبن، رحمت زہرا، سبطین اس کی کلیاں پھول
صدیق وفاروق وعثمان، حیدر ہر اک اس کی شاخ (1)

اضل بریلوی مشہور زمانہ سلام میں فرماتے ہیں:

یعنی اس افضل الخلق، بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام
اصدق الصادقین سید المتقین
چشم وگوش وزارت پہ لاکھوں سلام
وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام
فارق حق وباطل امام الہدی
تیغ مسلول شدت پہ لاکھوں سلام
ترجمان نبی ﷺ ہمزبان نبی
جان شان عدالت پہ لاکھوں سلام
زاہد مسجد احمدی پر درود
دولت جیش عسرت پہ لاکھوں سلام
در منثور قرآں کی سلک بہی
زوج دو نور عفت پہ لاکھوں سلام

---

(1) حدائق بخشش ص۲۸ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی

یعنی عثمان صاحب قمیص ہدیٰ
حلہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام
مرتضیٰ شیر حق اشجع الاشجعین
ساقی شیر و شربت پہ لاکھوں سلام
اصل نسل صفاوجہ وصل خدا
باب فصل ولایت پہ لاکھوں سلام
اولیں دافع اہل رفض وخروج
چارمی رکن ملت پہ لاکھوں سلام
شیر شمشیر زن شاہ خیبر شکن
پرتو دست قدرت پہ لاکھوں سلام
ماحی رفض و تفضیل و نصب و خروج
حامی دین و سنت پہ لاکھوں سلام(1)

مرزا اسد اللہ خان غالب:

دونوں کے دل حق آشنا دونوں رسول پر فدا
ایک محب چار یار عاشق ہشت وچار ایک(2)

احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ:

چار رسل فرشتے چار چار کتب دین
سلسلے دونوں چار چار لطف عجب ہے چار میں

---

(1) حدائق بخشش ص ۲۲۶۔ ۲۲۷ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی
(2) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۵، مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۳۵

آتش و آب و خاک و با دسب کا نہی سے ثبات
چار کا سارا ماجرا ختم ہے چار یار ہیں[1]

بال احمد صاحب سہیل ایم اے ایل ایل بی اعظم گڑھ:

بعد ایماں جس طرح ارکان اسلامی ہیں چار
یوں ہی بعد از مصطفٰے توحید کے حامی ہیں چار
نطق ربانی کے اذغانی مفسر چار ہیں
جسم ایمانی کے روحانی عناصر چار ہیں
تو تیائے چشم عرفاں خاک پائے چار یار
حق تو یوں ہے شرط ایماں ہے ولائے چار یار[2]

حافظ محمد افضل فقیر صاحب:

جا ہے داد آفرید گار عالم
از چارو زہر نا رسول اکرم
جبریل و میکائیل بہ عرش وبہ زمین
صدیق اکبر فاروق اعظم
دہ جنتان خاص ز اصحاب کبار
ابو بکر عمر، عثمان، حیدر بشمار[3]

---

(1) مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ دیوان سالک
(2) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۵، مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۳۵
(3) یاران مصطفٰے مع وارثان خلافت راشدہ ص ۴۳۶ مطبوعہ نوریہ رضویہ لاہور

اسلم لکھنوی اڈیٹر روزنامہ کارواں:

لایا ہوں بزم مدح میں مدحت کے چار پھول
اسلام کی بہار خلافت کے چار پھول
خوشبو سے ہے بسی ہوئی اسلام کی فضا
کیسے مہک رہے ہیں خلافت کے چار پھول
تلوار کفر کے لئے دیں کے لئے سپر
معجز نما ہیں باغ شجاعت کے چار پھول
اللہ نے دیئے ہیں ، محمد سے پائے ہیں
ہادی ہمارے ہیں یہ ہدایت کے چار پھول
ایران میں عرب میں عجم میں عراق میں
مہکے کہاں کہاں یہ خلافت کے چار پھول
کیونکر نہ فرق دیں پہ یہ سہرا ہو خوشگوار
اس میں گندے ہوئے ہیں عقیدت کے چار پھول
دربار چار یار میں جاتا ہوں شاد شاد
دامن میں لے کے حسن عقیدت کے چار پھول
پہچانی عظمت ان سے خدا اور رسول کی
ہیں یہ ہمارے واسطے رحمت کے چار پھول
جب باغباں نبی ہوں صحابہ ہوں حسن باغ
پھر کیوں نہ دیں بہار خلافت کے چار پھول
اسلم خدا نے بخش دیا ہم کو باغ خلد
محشر میں کام آگئے مدحت کے چار پھول[1]

---

(1) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۷۷۔۸۰ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵

ان عجم افضل الدین ابرہیم خاقانی شروانی صاحب تحفۃ العراقین

ـــنہ ۵۸۳ھ بمطابق ۱۱۸۷ء)

پشیش دو خلیفہ رخ نہفتہ
جوزا ـہ کنار شمس خفتہ
ہر سہ شدہ یک نہاد ویک راہ
چوں یک الف و دو لام اللہ
عثمان چو احمد اقتدا کرد
نہ بر سر گنج سر فدا کرد
گلگونہ نمود خون عثمانؓ
برروئے مخدرات قرآں
خود خون مظہر چناں ـں
گلگو نہ قدسیاں شدہ ـں
سرہا بنی کلاہ دریائے
در مشہد مرتضے زمیں پیمائے
ہر چار چہار رکن تمکیں
بل چار حدود کعبہ دیں (1)

محمد اشرف نقشبندی قادری:

ابو بکر اور عمر خطاب عثمان اور حیدر علی
نائب ختم المرسلین ان پر درودو سلام (2)

---

(1) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۸۳۔ ۸۴ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵
(2) پردیسی جنڈڑی ص ۲۰ غوثیہ بک ڈپو نور محمد روڈ شکریال راولپنڈی

مولانا شاہ ابو المعالی عالی مرحوم آلہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ:

آفتاب و مہ غلام چار یار
شش جہت روشن زنام چار یار
ہست در جنت بہ پہلوئے نبی ﷺ
منزل عالی مقام چار یار
اللہ اللہ فی صحابی آمد ست
در حق ذات کرام چار یار
دین احمد حشمت دیگر گرفت
در جہاں از احتشام چار یارؓ
از پئے ترویج دین پاک بود
دم بدم سعی تمام چار یارؓ

دین حق دین نبی صلوا علیہ:

شد قوی از اہتمام چار یارؓ
صبح و شام و روز و شب ایدل ز صدق
و ردمی کن وردنام چار یارؓ
آں ابو بکرؓ و عمرؓ عثمان باز
بر علیؓ شد اختتام چار یارؓ
امت سرور حلا وتہائے دیں
یافت از شیریں کلام چار یارؓ
از دل و جان است عالی حزیں
بندہ آل و غلام چار یارؓ (1)

---

(1) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص۸۹،۹۰ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۳۵

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

دوست پیغمبر کے اور حق کے ولی
چاروں پیغمبر کے ہیں برحق وزیر
رونق باغ طریقت ہیں یہ چار
ہیں یہ ملک معرفت کے شہریار
شہسواران جہاں مردان دین
چار یار مصطفیٰ اہل یقین
اولا بوبکر صدیق اھل دین
دوسرے عادل عمر والا یقین
تیسرے عثمان باحلم وحیا
چوتھے ہیں حضرت علی شیر خدا
اور سب اصحاب ان کے ذی علوم
ہیں ہدایت کے فلک پر جو نجوم
صدق اور عدل اور شجاعت اور حیاء
ہے انہی چاروں سے دیں کو ارتقاء
ان سے راضی ہے خدائے دوسرا
اور خوش ہیں ان سے حضرت مصطفیٰ
تو بھی جان ودل سے اے امداداب
رہ فدا ان پر سدا ہر روز وشب
جو کوئی بد اعتقاد ان سے ہوا
ہے وہ مردود جناب کبریا[1]

(1) کلیات امدادیہ ص ۱۳۱ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی

سید میر محمد اسد اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ:

دو چشم من فدائے چار گوہر
ابو بکر و عمر عثمان وحیدر
ابو بکر و عمر عثمان وحیدر
یہ تھے مسند نشینان محمد (1)

محمد اعظم چشتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

چار یار نبی دے عاشق کوئی دسے نا چاراں ورگا
نہ اس دھرتی پیدا کیتا کوئی انہاں یاراں ورگا
نہ کوئی ہو یا نہ کوئی ہو سی اناں جان نثاراں ورگا
اعظم شان صدیق کی دساں اکو یار ہزاراں ورگا (2)

اختر صاحب:

ہیں افضل خلق میں بعد از پیمبر
ابو بکر و عمر ، عثمان وحیدر
ہیں گلزار محمد کے گل تر
ابو بکر و عمر ، عثمان وحیدر
عرب کے چاند کے تابندہ اختر
ابو بکر و عمر ، عثمان وحیدر

---

(1) فضائل چہار یار ص ، مطبوعہ لاہور
(2) نیر اعظم

ہیں اصحاب نبی میں سب سے برتر
ابو بکر و عمر، عثمان وحیدر
مری آنکھوں میں میرے دل کے اندر
ابو بکر و عمر، عثمان وحیدر
الٰہی نزع میں ہو میرے لب پر
ابو بکر و عمر، عثمان وحیدر
تمہارا جو ہو کب کھائے وہ ٹھوکر
ابو بکر و عمر، عثمان وحیدر
در محبوب حق ہے آپ کا در
ابو بکر و عمر، عثمان وحیدر
تمہیں سے بھیک ملتی ہے برابر
ابو بکر و عمر، عثمان وحیدر
تمہارا ہو، بد مذہب ہے کیونکر
ابو بکر و عمر، عثمان وحیدر
ہو اس پر بھی نگاہ مہر پرور
ابو بکر و عمر، عثمان وحیدر
تمہارے کوچہ کا ذرہ ہے اختر
ابو بکر و عمر، عثمان وحیدر (1)

(1) یاران مصطفےٰ مع وارثانِ خلافت راشدہ ص ۳۷۰ مطبوعہ نوریہ رضویہ لاہور

(ب)

عظیم صوفی شاعر حضرت میاں محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

ذکر مبارک حضور ﷺ دے چوان یاراں دا:

پیر مرید صدیق اکبر سن پہلے یار پیارے
حق جنہاندے ثانی اثنین اذھما فی الغار
یاردو جا فاروق عمر سی عدل کیتا جس چڑھ کے
ایہہ شیطان رجیم رولا یہ پنجے اندر پھڑ کے
شب بیدار غنی سی تریجا جامع جو قرآنی
عثمان ذوالنورین پیارا مہتر یوسف ثانی
چوتھا یار پیارا بھائی خاصہ دل دا جانی
دلدل دا اسوار علی ہے حیدر شیر حقانی
لحمک لحمی دمک دمی شان جنہاندے آیا
سخی بہادر جگ وچ نادر جس داعا لی پایا[1]

مولوی محمد بخش رنگیلا صاحب:

دل دا دلدار دلاں دے جانی یار نبی دے چارے
ذات اللہ اور پاک نبی نوں چارے بہت پیارے
چارے طرفاں چار فرشتے چار کتاباں آیاں
چارے یار نبی سرور دے رحمت جھڑیاں لایاں[2]

---

(1) کلام میاں محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۹۔ ۳۰ مطبوعہ عظیم اینڈ سنز لاہور
(2) گلشن رنگیلا ص ۱۳ مطبوعہ لاہور سن اشاعت ۱۹۶۹

ن الواعظین ابو النور محمد بشیر صاحب کوٹلی لوہاراں:

سرکار قمر ہیں اور اصحاب نبی تارے
ان سب میں جو روشن تر ہیں چار نظر آئے[1]

(ت)

سید تجمل حسین تجمل چشتی نظامی جلال پوری:

چاروں خلیفہ آپ کے من بعد دین روشن کئے
ہم کو بتائے راستہ اسلام کا ایمان کا
وہ سب ہیں لائق ناری دوزخ میں ہے انکی جگہ
پڑھتے ہیں جو کلمہ سدا ابلیس اور شیطان کا[2]

(ج)

لانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۷۲ء:

ما و اصحابیم چوں کشتی نوح
ہر کہ دست اندر زند یابد فتوح
مونس احمد بہ مجلس چار یار
مونس بو جہل عتبہ ذوالخمار[3]

---

(1) جبل نور ص ۴۵ مطبوعہ لاہور
(2) حافظ الایمان ص ۵ مطبوعہ بمبئی
(3) مثنوی مولانا روم

آپ رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں!

چشم احمد بر ابو بکرے زدہ
وز یکے تصدیق صدیق آمدہ
مصطفےٰ زیں گفت با سرار جو
مردہ را خواہی کہ بینی زندہ تو
چوں عمر شیدائے آں معشوق شد
حق وباطل راچو دل فاروق شد
چونکہ عثمان آں جہاں راعین گشت
نو رفائز جو د ذی النورین گشت
چوں زر ویش مرتضیٰ شد درفشاں
گشت اوشیر خدا زر مرج جاں
گفت ہر کو رہستم مولی ودوست
ابن عم من علی مولائے اوست[1]

(ح)

زائرِ حرم حمید صدیقی لکھنوی:

صحابہ کی انجم نمادہ جماعت
مقابل شہ دوسرا اللہ اللہ
ادھر افضل الخلق صدیق اکبرؓ
حبیب حبیب خدا اللہ اللہ

---

(1) مثنوی مولانا روم

ادھر جان اسلام فاروق اعظمؓ
نبوت کے راز آشنا اللہ اللہ
وہ عثمان عفان بحر سخاوت
مجسم وہ حلم وحیا اللہ اللہ
شہید خلافت علیؓ شیر یزداں (1)
وہ تاج سر اولیا اللہ اللہ

ضرت مراد شاہ لاہوری متوفی ۱۲۱۵ھ بمطابق ۱۸۰۰ء مدفون موضع ر دانہ تحصیل شاہدرہ:

نہ ہو رتبہ بڑا کیوں حضرت صدیق اکبر کا
خدا قرآں میں بولا ہے جسے ثانی پیمبر کا
شہ عادل امیر المومنین فاروق اعظم ہے
ہوا انصاف جس کا رونق افزا دین وکشور کا
غنی وصاحب جودو سخا عثمان بن عفان
کہ حاتم بھی ہے ادنے ریزہ چیں اک اسکے خواں پر کا
شہنشاہ جہان وشیر میدان وفا حیدر
شجاعت سے کیا ہے فتح جس نے قلعہ خیبر کا
ابو بکر وعمر عثمان وحیدر کا وہ درجہ ہے
جو درجہ ہے چراغ ومسجد و محراب ومنبر کا
یہ چاروں یار بر حق رکن ہیں دین پیمبر کے

---

(1) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص۱۳ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵

نہیں ہے کوئی اصحابوں میں اور ان کے برابر کا
رضا مندی خدا کی اور محمد مصطفیٰ کی تو
اگر چاہے مرادا آستاں بوس انکے ہو در کا (1)

(خ)

مولنا خیر اللہ وفا لاہوری ناظم مثنوی مرزا و صاحبہ تالیف ۱۱۵۵ھ:

چار یارش چہار باغ گلش
تازہ از چار جود باغ گلش
یار غارش موبست رخنہ کار
پانہاد از وفا بروزن مار
شب ہجرت چو خانہ روشن کرد
شمع دیں را بزیر دامن کرد
در چنین رہ رفیق پیغمبر
از دل وجاں رفیق پیغمبر
فرق فاروق عرش فرسا شد
تاج اوخاک ایں کف پاشد
وحی می شد برائے اونازل
رائے او بود وحی را شامل
بازوے دیں قوی بہ نیرویش
زاں چراغ بہشت شد رویش

(1) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص۸۶ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵

سایہ اش رم کند شیاطیں را
شب کند روز دشمن دیں را
کلک عثمان چو در فشانی کرد
نظم آیات آسمانی کرد
چو بتجدید کار دیں پرداخت
مصحف از خون خود مذہب ساخت
خلوتش از دو شمع پر تو مند
بدو عضوش بمصطفیٰ پیوند
اسد اللہ چو گشت پنجہ کشا
در خیبر شد از شکنجہ کشا
مولدش کعبہ گشت از تعظیم
مہد نازش مقام ابراہیم
شد خلافت مو برج تحویلش
رتوز نورو زشد زتعدیلش
سر آں خم بمہر او بودہ
خود بعید غدیر بک شودہ
تا قیامت ازاں قدح ساقیست
دور دور خلافتش باقیست (1)

(1) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۹۰۔۹۱ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵

قاضی خلیل الدین معتمد خصوصی اعلحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ:

ارکان اسلام اصحاب چاروں
کہ چاروں نے ترتیب سے کی خلافت
وہ صدیق وفاروق وعثمان وحیدر
جو پیرو ہو سب کا وہ ہے اہل سنت

محترم خاقانی صاحب:

ہر چار چار حد بنائے پیمبر یست
ہر چار چار عنصر ارواح انبیاء
بی مہر چار یار درین پنجروز عمر
نتوان خلاص یافت ازین ششدر (1)

(و)

دائم اقبال دائم قادری:

اللہ پاک دی حمد سبحان اللہ شانا ں اچیاں نبی مختار دیاں
دھا چک اندر پیاں چویں پاسیں چار یار اصحاب کبار یاں
شہنشاہ دے شاہی دربار اندر اہل نظر دلدار منظور چارے
ابو بکر تے عمر عثمان حید را پر در حضور حضور چارے
نوری شمع رسالت تے ہو صدقے نور حق یقیں تو ہوئے بھرپور چارے
چمکے حسن محمد دا نور سینے بن گئے موماں دے کوہ طور چارے

(1) سبع سنابل ص ۱۹ مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور

ناہین پہنچدے چوہاندے رتبیاں نوں عقل ہوش ادراک شعور چارے
پی کے ساقی ازل تھیں جام رحمت دے پئے لٹدے موج سرور چارے
سینے صاف انصاف دے پاک چشمے چار کوٹ اندر مشہور چارے
با اقبال چارے با کمال چارے باتو قیر چارے بادستور چارے
چارے جام اکرام انعام والے یار مست الست مخمور چارے
مخفی کنز تھیں در یتیم جھڑا دائم اسدے نور دا نور چارے

(ر)

راجارشید محمود مدیر اعلٰی ماہنامہ نعت لاہور:

جنہیں آقا سے الفت تھی انھیں جس سے محبت تھی
وہ چاروں یار ابو بکر و عمر، عثمان وحیدر رضی اللہ عنہم ہیں (1)

(ز)

زیب النساء صاحبہ مہر غازی پوری بتصرف قلیل از نامی:

زیب لب زیب النسا کے ہے ثنائے چار یار
جاگزین قلب مومن ہے ولائے چار یار
ہیں ابو بکر عمر عثمان وحیدر جن کے نام
ہاں وہی حق نے محمد کے بنائے چار یار
احمد بے میم سے ہے خلق نور احمدی
اور اس نور مبیں سے ہے ضیائے چار یار

(1) مناقب صحابہ ص ۱۱۲ مطبوعہ لاہور

کفر کا جھنڈا ہوا خوار وذلیل وسرنگوں
جبکہ لہرایا زمانے میں لوائے چار یار
آسرا اسلام تھے عالم میں یہ بعد رسول
اس لئے لازم ہے سب پر اقتدائے چار یار
مشورے ان کے صحیح اور ان کی رائیں تھی صواب
خالق اکبر تھا خود ہی رہنمائے چار یار
مہر خالق نے دکھایا ہے یہ اک روز سعید
جس قدر ممکن ہو کر مدح وثنائے چار یار [1]

(ش)

علامہ شرف الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ:

امت او دوستدار ویئیم
دوستدار چہار یار ویئیم
چوں ابو بکر ہم عمر عثمان
مرتضےٰ داں علیہم الرضوان
رحمت حق نثار یار انش
بادوبر جملہ دوستدار انش [2]

(1) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۹، مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵
(2) نام حق ص ۴ مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور

امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ:

ثم الرضا عن ابی بکر و عن عمر
و عن علی و عن عثمان ذی الکرم(1)

منشی شفیق احمد از چونڈہ صاحب:

ہر چار اصحاب سحاب کرم احباب امم ارباب ہمم
بو بکرؓ وعمرؓ عثمانؓ حیدرچوں شمس وقمر اصحاب نعم
پر صدق وصفا باعدل وحیا ہم کان سخا ابو اب ارم
ہم تاج بہ سر ہم خستہ جگر ہم دیں پر در ابواب کرم
آن چار جو چار انہار جناں یا چار صحیفہ شریفہ حق
یا چار عنصر ارکان بشر یا چار جہات دیار خلق
یا چار قل اندر باغ چو گل یاچار ملک زفلک بسبق
یا چار لطیفہ تطیفہ دل یا چار بہار بہم ملحق (2)

خواجہ محمد شاہ الدین سروری قادری:

اس منزل دے چلنے کا رن پورا ہوجد آیا
صدق عدل تے حلم محبت چارے یار لیا یا
چارے خوواں چار دیواراں نوری کوٹھا جیتیا
کوٹھے اندر آپے بہ کے ہر رنگت وچ رتیا

---

(1) قصیدہ بردہ شریف ص ۷۷ مطبوعہ لاہور
(2) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص۸۲ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵

چارے عنصر نوری اطہر جسم وجود نبی
چارے خوواں چارے عالم چارے یاروں دے
چارے نفس چوہاں دے ہادی چارے یار نورانی
چارے عنصر خاکی پتلا چار کتاب روحانی[1]

چوہدری شہباز خان قادری سروردی متوفی ۱۲۷۶ھ:

بے شک شفیع مابقیامت محمد است
بر شاخ عرش نامہ بر حق مسخر است
آن را کہ دو ستدار ابو بکرؓ وعمرؓ است
عثمانؓ برگزیدہ علیؓ میر صفدر است
بو بکرؓ با سخا و عمرؓ میر باوفا
عثمانؓ با حیاء وعلی گنج گو ہر است
این چار یار اند نمایان دین ما
ہر یک بجائے خویش چو محراب ومنبراست
ابو بکرؓ و جان ما وَ عمرؓ دید گان ما
عثمانؓ زبان ماوَعلیؓ تاج بر سر است
ابو بکرؓ زنجبیل و عمرؓ ہچو سلسبیل
عثمانؓ شراب شیر و علیؓ شہد وشکر است
ابو بکرؓ یار غار و عمر میر درہ دار
عثمانؓ شہسوار و علیؓ فتح لشکر است

(۱) صلوۃ العارفین فی اسرار معرفت ص ۴۸۔۴۹ مطبوعہ سیالکوٹ

ابو بکرؓ چو بہشت و عمرؓ تخم عدل کشت
عثمانؓ جوئے مشک و علیؓ حوض کوثر است
بو بکرؓ چوں کتاب و عمرؓ جلد باصواب
عثمانؓ چو کاغذ است و علی حرف چواست
ابو بکرؓ ہمچو کعبہ عمرؓ در طواف اوست
عثمانؓ چوز مزم است و علیؓ حج اکبر است(۱)

خوذ از شمع محافل تصنیف ۱۱۴۵ھ:

محمد گرچہ معشوق الٰہی است
شفاعت عاشق از امت پناہی است
دو عالم رابلطف خلق وخو
زیاران حسن دیش چار ابرو
ولے دارم دل شیدئے ایں حسن
سرے دارم سرور پائے ایں حسن
ندارد طور موسے شان صدیقؓ
مگر از خادر ایمان صدیقؓ
عمرؓ آں در عدالت سایہ گستر
چہ گفتم ثانی صدیق اکبرؓ
بلند از ذات عثمانؓ رایت علم
بشان او ست نازل آیت حلم

(۱) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص۸۱ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشر لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵

چہارم آں علیؓ مرتضے ہست
کہ نامش فقرہ گنج مصطفے است[1]

(ع)

سید السادات مقبول بارگاہ رسالت مآب حضرت سیدنا عبد الواحد بلگرامی:

محبت با این ہر چہارت نکو
ز تفصیل شیخین کارت نکو
محبت بہر چار گر استوار
ولی فضل شیخین مفرط شمار
ورت فضل شیخین دردل کم است
بنائی تو دررفض مستحکم است[2]

حق چار یار کا نعرہ مقبول بارگاہ مصطفی ﷺ:

مذکورہ اشعار جس کتاب سے نقل کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں مقبول ہے تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ افضیلت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حق چار یار کا نعرہ بھی مصطفی کریم ﷺ کی بارگاہ میں مقبول ہے۔

---

(1) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص۸۷ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵ء

(2) سبع سنابل ص ۱۰ مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور

ع سنابل کے متعلق:

رت سید شاہ حمزہ حسینی زیدی مارہروی قدس سرہ القوی کتاب مستطاب کاشف الاستار
یف کی ابتدا میں فرماتے ہیں: جاننا چاہئے کہ ہمارے خاندان میں حضرت سند المحققین میر
عبد الواحد بلگرامی بہت صاحب کمال شخصیت ہیں۔ وہ فلک ہدایت کے قطب، دائرہ
یت کے مرکز، ظاہری و باطنی علم میں فوقیت رکھنے والے، اصل تحقیق کے گھاٹوں کو
ھنے والے صاحب تصنیف و تالیف ہیں۔ سلوک عقائد میں آپ کی مشہور تصنیف کتاب
ع سنابل ہے۔ حاجی حرمین سید غلام علی آزاد، اللہ انھیں سلامت رکھے، مآثر الکلام میں
تے ہیں جس وقت ۱۱۳۵ھ میں رمضان المبارک میں مؤلف اوراق نے دارالخلافہ شاہجہان
اد میں شاہ کلیم اللہ چشتی قدس سرہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ کی زیارت کی۔
عبد الواحد کا ذکر درمیان کلام میں آگیا حضرت شیخ نے کافی دیر تک میر صاحب کے
ضائل و مناقب بیان کئے اور فرمایا کہ ایک رات میں مدینہ منورہ میں اپنے بستر پر لیٹا تو
اب میں دیکھتا ہوں کہ میں اور سید صبغت اللہ بروجی اکٹھے رسول اللہ ﷺ کی مجلس
دس میں حاضر ہیں، صحابہ کرام اور اولیاء امت کی ایک جماعت بھی حاضر ہے، آپ کی
لس اقدس میں ایک شخص موجود ہے اور آپ اسکی طرف نظر کرم کرتے ہوئے مسکرا
ہے ہیں اور اس سے باتیں کر رہے ہیں اور اس کی طرف بھرپور توجہ فرما رہے جب مجلس
تم ہوئی تو میں نے سید صبغت اللہ سے پوچھا یہ شخص کون ہے جس کی طرف حضور علیہ
الصلوۃ والسلام اس قدر توجہ فرماتے ہیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ یہ میر عبد الواحد بلگرامی
ہیں، اور ان کے اس قدر احترام کی وجہ یہ ہے کہ کتاب سنابل نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں
مقبول ہوئی ہے۔ ان کا کلام ختم ہوا۔ اللہ تعالی ان کے سر لطیف کو مقدس بنائے۔(۱)

---

(1) فتاوی رضویہ شریف ج۲۸ ص ۴۸۵-۴۸۶ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

علامہ علی رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ:

بخصوص آں چہار عنصر دیں
خلفاء رسول حق بیقیں
ہست ابو بکر اول آں چار
پیشوائے مہاجر و انصار
پس عمر آنکہ رائے او بصواب
یافت راہ موافقت بکتاب
بعد ازاں معدن حیا عثمان
کامل الحلم وجامع القرآن
بعد ازاں حامل لواء نبی
شاہ مردان حق علی ولی[1]

استاذ العلماء علامہ عبد الحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ اشعارہ میں سے پہلے شعر کے ح
میں لکھتے ہیں کہ اس میں روافض کا رد ہے جو پہلے تین خلیفوں کی خلافت کے حق ہونے
شک رکھتے ہیں۔

(1) بدائع منظوم ص ۴،۵ مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور

مہ عبد العزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ:

زانمیان عشرہ مبشرہ افضل اند
پس ازان ایں چار اصحاب اکمل اند
اول ایشاں ابو بکر عتیق
باپیغمبر درہمہ حالت رفیق
بعد ازان فاروق اکبر بہترست
قتل شیطان راچو تیغ وخنجر ست
بعد ازان عثمان معصوم وشہید
جامع آیات قرآن مجید
بعداز ایشان مرتضے فاضل ترست
قاطع کفر وکلید خیبر ست[1]

شاہ علی کبیر مرحوم نواسہ حضرت شاہ اجمل الہ آبادی متوفی ۱۲۸۴ھ:

صدیق کہ تقوے بودش اصل اصیل
اول تصدیق کرد اودین نبیل
در جملہ صحابہؓ اسبق الایمان شد
صدیقؓ لقب یافتہ از رب جلیل
فارق عمرؓ فارق حق و باطل
گر وید چو با سرور عالم یکدل
اسلام بتابید بعزو تمکیں
از دہر بشد کفر سراسر زائل

(۱) ایمان کامل ص۱۱ مطبوعہ ملتان

عثمانؓ کہ ملقب شدہ با ذوالنورینؓ
عقدش کردہ نبی بدو نور العین
بوداو کامل حیاو ایمان
باشد بہ نبی رفیق بازینت وزین
شاہے کہ علی است نام پاکش بہ جہاں
ابن عم نبی است آں شاہ شہاں
شد ختم خلافت پیمبر بروے
اولاد نبی زصلب اوگشت عیاں(1)

مولنا عبد الرسول رحمۃ اللہ علیہ:

سیما صدیق اکبر پیشوا ہی اہل دین
حضرت فاروقؓ بنمودش عدالت اقتدا
آنکہ جز بروی نیاید اسم ذوالنورین راست
سراین معنی کہ می فہمد بجز عقل رسا
آن شہ مسند نشین صدر ایوان غدیر
شہسوار عرصۂ حق تاجدار انما
شد بلا گردان او روح الامین پروانہ وار
آن امیر المؤمنین شمع شبستان ہدا
آنچہ عنوان رابود نسبت معنون راہماں
ہست نسبت مصطفے رابا علی مرتضیٰؓ

---

(1) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص۸۵ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵

بندگی ہر چہار اصحاب بیرنگ خلاف
ہچو بود زگل بدل دارم خفی و بر ملا[1]

لامہ محمد عبد الصبور منشور بیگ ہزاروی باغدروی فاضل دار لعلوم منظر الاسلام بریلی شریف انڈیا:

اے خدا بہر جناب مصطفیا
چار یار پاک وآل باصفا
پرکن از بخشش تہی دامان ما
از تو بخشیدن رما کردن دعا [2]

مولوی محمد عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کھیوہ ضلع گجرات:

چار یار رسول اللہ دے چار دوست سکے
تابع دار رسول اللہ دے وچ شریعت پکے
خدمت اندر ہک دوجے تھیں وڈے بہادر تکے
حضرت پچھے جان دیون تھیں کدی نہ ہر گز جھکے
ابو بکر صدیق تے عمر جو افسر رہندے مکے
شاہ عثمان تے علی اسد اللہ یار نبی دے حقے
چارے یار آسمانی تارے ہمتوں مول نہ تھکے
دین نبی دے چوہاں چینے وانگوں چھکے[3]

---

(1) انوار الصیام ص ۲۵٦ مطبوعہ گوجرانوالہ
(2) مجموعہ نحو میر ص ٦۳ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور
(3) احوال الآخرت ص ۵ مطبوعہ لاہور سن اشاعت ۱۳۴۹ء

حافظ محمد عنایت اللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ:

عین رحماء بینھم اند چہار سرور
ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ حیدرؓ (1)

(غ)

ملک الشعراء جناب شیخ غلام قادر صاحب گرامی مرحوم:

گرامی بلبل باغ بہارم
نو اسنج مدیح چار یارمؓ
محیط یک ولی را چار گوہر
ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ وحیدرؓ (2)

ابو الرجاء غلام رسول صاحب قادری متوفی ۶۳۴ء جامع قادریہ کمپ کراچی

ہیں الحق چار یاران نبی میں
نشان اولیں صدیق اکبرؓ
دلیل الائمۃ من قریش
ہیں واضح بالیقین صدیق اکبرؓ (3)

---

(1) تحفۃ الصلوۃ الی النبی المختار ص ۲۷۳
(2) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص۸۲ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشر لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵
(3) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص۱۹ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشر لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵

مولانا غلام دستگیر قصوری:

ظلمت کف از عرب شد دور
از ضیائے تو یا رسول اللہ
چار یار تو حامی دین اند
در قضائے تو یا رسول اللہ[1]

مولانا غلام دستگیر نامی رحمۃ اللہ علیہ:

مناقب کے ہیں لائق چار گوہر
ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ
رہی پھولوں میں جب کچھ دیر مٹی
معطر ہو گئی وہ بوئے گل سے
رسول اللہ کی صحبت یقینا
مؤثر تر تھی گل سے بلکہ کل سے
ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ علیؓ کو
نہ کیوں تشبیہ دوں میں چار قل سے
یہ چاروں مصطفٰے کے دین کے رکن
بڑھے ہیں فیض ہادی رسل سے
سرور کل کے فیض صحبت سے
چار یار نبی گرامی ہیں
ان کی تعظیم ہم بجالا کر

(1) منقبت چار یار، ص ۱۶۱ مطبوعہ لاہور

کرتے تحصیل نیک نامی ہیں[1]
خدا یا طفیل نبی کریم
کہا جن کو تو نے رؤف ورحیم
طفیل ابو بکرؓ یار نبی
کہ ہیں مقتدی جن کے سارے ولی
عمرؓ اور عثمانؓ کے یار ب طفیل
علیؓ شاہ مرداں کے یارب طفیل
ہمیں صدق دے اور سطوت بھی دے
حیا دے عطا دے شجاعت بھی دے
محمد کے نقش قدم پر چلا
صحابہؓ کی عظمت کا سکہ بٹھا[2]

پیر سائیں غلام رسول قاسمی:

کوئی چار کا ہے دشمن کوئی پنج کا ہے منکر
سب کا ادب کرے جو مدنی کا یار ہے
نعرۂ حیدری پر ایمان ہے ہمارا
پہلے مگر پیارا حق چار یار ہے[3]

---

(1) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص۶ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۳۵

(2) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص۹۲ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۳۵

(3) ضرب حیدری

(ف)

شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۷۷ھ:

آنکہ شد یارش ابو بکر و عمر
از سر انگشت او شق شد قمر
آں یکے او را رفیق غار بود
واں دگر لشکر کش ابرار بود
صاحبش بود ند عثمان و علی
بہر آں گشتند در عالم ولی
آں یکے کان حیاء و حلم بود
واں دگر باب مدینہ علم بود(1)

خاک تو یاران پاک تو شدند
اہل عالم خاک تو شدند
ہر کہ خاکے نیست یاران شما
دشمن است او دوستداران شما
اولش بو بکرؓ و آخر مرتضے
چار رکن کعبہ صدق وصفا
آں یکے در صدقے ہمراز دوزیر
واں دگرد رعدل خورشید منیر
واں یکے درپائے آزرم وحیا
واں دگر شاہ ابو العلم وسخا(2)

---

(1) پندنامہ ص ۴-۵ مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور
(2) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص۹-۱۰ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵

فردوسی طوسی متوفی ۴۱۶ھ:

خدایا توئی داور و دستگیر
بہ بخشائے تقصیر ایں مرد پیر
رواں کن ورا در مقام رضا
فرود آر در ورگہ مصطفے
بگفتار پیغمبر راہ جو
دل از تیر گیہا بدیں آب شو
چہ گفتا خدا وند تنزیل وحی
خدا وند امر وخدا وند نہی
کہ خورشید بعد از رسولان مہ
نتابد بر کس چو بو بکرؓ بہ
عمر کود اسلام را آشکار
بیا راست گیتی جو باغ بہار
پس از ہر دواں بو عثمان گزیں
خدا وند شرم وخدا وند دیں
چہارم علی بو وزوج بتولؓ
کہ اور ابخوبی ستاید رسول[1]

---

(1) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص۶، مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر گونجتی ہوئی آواز:

اللہ محمد چار یار
حاجی ، خواجہ ، قطب ، فرید[1]

پیر فرخ بخش رحمۃ اللہ علیہ مرحوم ۱۸۴۰ء:

سزد با چار ارکان خلافت
صداقت ، معدلت حلم وشجاعت
شد اول از ہمہ چار گو ھر
ثنا سائے نبی صدیق اکبرؓ
زیک شاخ ایں چار گل آمد ند
پس ازیک دگر چار نوبت زدند
شد اول ابو بکرؓ بعد از رسول
خلیفہ بامت بعز وقبول[2]

(ک)

حضرت کافی مؤلف نسیم مطبوعہ کانپور ۱۹۳۷ء:

مجھے الفت ہے یاران نبی سے
ابو بکر وعمر عثمان علی سے
رسول اللہ کے یہ جانشین ہیں
نبی راضی ہیں انسے یہ نبی سے[3]

---

(1) مہر منیر ص ۴۳۱ مقام اشاعت گولڑہ شریف
(2) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۸۸ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵
(3) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۹۷ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵

(م)

پیر مراد لاہوری صاحب مراد العاشقین تصنیف ۱۲۰۵ھ:

خریدار متاع عشق تحقیق
شد اول از ہمہ بو بکر صدیق
وزاں پس حضرت فاروق اعظمؓ
بنقد جاں خرید ایں گوہر غم
وزاں پس حضرت عثمانؓ بصد درد
متاع عشق راسود اگری کرد
چہارم شاہ میدان شجاعت
سر و سر دختر علم و بلاغت[1]

مولنا مظہر الحق صاحب مرحوم:

چار یار اندر جہاں معروف
چوں محمد بہ نظم چار حروف
چار یار اش مدار ہفت فلک
چو بدر گاہ حق چہار ملک
چار یار اند چار حد کمال
مشرق و مغرب و جنوب و شمال
چار یار اند با محبت ہم
چوں محبت بہ چار حرف بہم

---

(1) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص،۸ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵

چار یار اند با عدالت و داد
چوں ہم خاک و آب و آتش و باد
چار یارا نداز سر آداب
خیمۂ شرع را چہار طناب
نام مصحف کہ چار صرف نہند
انتظامش چہار یار دہند
صدق وعدل وحیا وعلم نبی
بود درہر چہار یار خفی
چو نر انگشت مصطفے است بہ مشت
چار یار ش مثال چار انگشت[1]

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۳۳ھ)

ابو بکر جان ما است عمر دیدگان ما است
ست تاج بر سر است عثمان زبان ما !علی
ابو بکر یار غار عمر میر درہ دار
عثمان شاہ سوار علی فاتح لشکر است
ابو بکر ہمچو کعبہ عمر در طواف اوست
عثمان آب زمزم علی حج اکبر است[2]

---

(1) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۸۳ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵ء

(2) یاران مصطفے مع وارثا خلافت راشدہ ص ۲۴۶ مطبوعہ نوریہ رضویہ پبلیکیشنز لاہور

(ن)

محمد نور علی صاحب نعیم کلکتہ:

چمن حمد میں خو شرنگ بہار آئی ہے
باغبان نعت کے غنچے کا تما شائی ہے
منقبت بن کے گھٹا چار طرف چھائی ہے
چار آئینہ میں اک شکل نظر آئی ہے
چار ہیں جلوہ نما چرخ نبوت کے چاند
صدق کے عدل کے عظمت کے شجاعت کے چاند
چار حرفوں سے ہوا نام محمد مکتوب
چار مرسل ہوئے اللہ کے طالب مطلوب
چار افلاک سے آئیں ہیں کتابیں مرغوب
چار محبوب دو عالم کے تھے اے دل محبوب
چار ہیں جلوہ نما چرخ نبوت کے چاند
چار مقبول ہیں درگاہ الہی میں فلک
چار ہیں عالم اسباب کے رخ زیر فلک
چار کعبہ میں مصلے میں بہ خلاق سمک چار کی
چار طرف کیوں نظر آئے نہ جھلک
چار ہیں جلوہ نما چرخ نبوت کے چاند
چار سنت کے طریقے ہیں تو ہیں چار امام
چار مخلوق ہوئے خلق میں رکن اسلام
چار ہیں کشف وکرامت کے ریاضت کے مقام
چار کی بجتی ہے کونین میں نوبت ہر شام
چار ہیں جلوہ نما چرخ نبوت کے چاند

چار سو چار نے پھیلائی ضیائے اسلام
چار کی تیغ سے کافر ہوئے جو رنگ تمام
چار کے نام سے کافور ہوا کفر کا نام
چار گلزار ہیں سر سبز صحابہؓ کے مدام
چار ہیں جلوہ نما چرخ نبوت کے چاند
چار سو صدق میں صدیقؓ جو انمردر ہے
غار ہیں سید کونین کے ہم درد رہے
سامنے آپ کی عظمت کے عدو گرد رہے
رنگ کفار کے پھیکے رہے اور زرد رہے
چار ہیں جلوہ نما چرخ نبوت کے چاند
چار سو ثور میں سامان حفاظت کا کیا
چا در پاک سے منہ بند کیا غاروں کا
ایک باقی جو رہا اس پہ انگوٹھا رکھا
نیش زن سانپ ہوا منہ سے نہ اف تک نکلا
چار ہیں جلوہ نما چرخ نبوت کے چاند
چار سو عدل ہے فاروق کا اے دل مشہور
تھے یہی سرور کونین کے ثانی دستور
آپکے نام سے تھی کفر کی ظلمت کا فور
جو ہر تیغ سے چمکا دیا اسلام کا نور
چار ہیں جلوہ نما چرخ نبوت کے چاند
ہاتھ میں حضرت فاروقؓ نے جب لی تلوار
دو ہوئے منکر دین ایک سے اور دو سے چار
جنگ میں آپ کا نعرہ تھا قیامت آثار

قلعے فاروقؓ نے تسخیر کئے ساٹھ ہزار
چار ہیں جلوہ نما چرخ نبوت کے چاند
چار سو شور سخا حضرت عثمانؓ کا ہے
حلم مشہور جہاں جامع قرآن کا ہے
مدح گوئی کرے کیا حوصلہ انسان کا ہے
تیسرا رکن یہ اسلام میں ایمان کا ہے
چار ہیں جلوہ نما چرخ نبوت کے چاند
ابن عفان ہیں داماد رسول مدنی
بعد اللہ ونبی جو ہیں زمانہ میں غنی
مخزن حلم وحیا اور مروت کے دھنی
مصدر لطف وعطا مرجع شیریں سخنی
چار ہیں جلوہ نما چرخ نبوت کے چاند
شیر میدان شجاعت ہیں جناب حیدر
کردیا زیرو زبر پل میں جنہوں نے خیبر
دیکھ کر آپ کی صورت کو فلک تھا ششدر
تھے جلال آپ خدا کا تو جمال سرور
چار ہیں جلوہ نما چرخ نبوت کے چاند
آپ اقلیم ولایت کے شہنشاہ ہوئے
صاحب دبدبہ ومرتبہ وجاہ ہوئے
ہر خفی اور جلی راز سے آگاہ ہوئے
راہ دن پر انہیں لے آئے جو گمراہ ہوئے
چار ہیں جلوہ نما چرخ نبوت کے چاند
ہیں یہ چاروں غرض احمد کے گلستان کی بہار

اس گلستان سے نکالے ہیں انہوں نے خسو خار
انکے جلوہ سے مٹی ظلمت نام کفار
ہیں یہ چار افسر دیں بعد نبی بے تکرار
چار ہیں جلوہ نما چرخ نبو ت کے چاند
چاند کو ایک اشارہ سے کیا جس نے ودنیم
اسکی عظمت کے تصدق میں مجھے بخش کریم
بخشے چاروں کی محبت مجھ کو رحمان ورحیم
چار کا ذکر رہے آٹھ پہر شغل نعیم
چار ہیں جلوہ نما چرخ نبو ت کے چاند
صدق کے عدل کے عظمت کے شجاعت کے چاند(۱)

مولانا نور اللہ صاحب فتح متوفی ۱۳۰۰ھ:

یاراںؓ نبی ﷺ عناصر دیں
غواص محیط عزو تمکیں
رضوان خدا بہ چار یاراں
ابو بکرؓ و عمرؓ علیؓ و عثمانؓ(۲)

---

(1) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص۱۷ تا ۳۷ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵
(2) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص۸۴ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵

مولانا ناصر علی دہلوی:

آن بادہ کہ درمے کدہ تحقیق است
از ابن قحافہؓ اش ابریق است
آغاز وجود از گہر پاک نبی است
تصدیق نخستیں زدل صدیق است
ہر نخل کہ در حدیقہ خیر وشر است
از فیض عدالت است اگر بار وراست
ایں کاہکشاں کہ دیدہ باشی ہر شب
بردوش فلک زدرہ عدل عمر است
آن نور حیا کہ نام او عثمانؓ بود
از باغ شہادتش گل ایمان بود
ہر قطرہ خوں کہ ریخت از پیکر او
عنوان آرائے آیہ قرآن بود
اے منکر دلفگار راہت بخطا است
بے جا است کہ ہرچہ می سرائی بیجا است
فرمود نبی لحمک لحمی بہ علیؓ
شق القمر از وجود ایشاں پیدا است (1)

(1) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص۸۵ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵

ضرت نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ ۵۹۲ھ:

بہ مہر علی گرچہ محکم پیم
ز عشق عمرؓ نیز خالی نیم
ہمیاروں دریں چشم روشن دماغ
ابو بکرؓ شمع است و عثمانؓ چراغ[1]

(و)

وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ:

چارے ای یار رسول اللہ دے چار گوہر سب اک تھیں اک چڑ ہنڈڑے نی
ابو بکرؓ تے عمرؓ عثمانؓ علیؓ آپو اپنی گنیں سو ہند ڑے نی
جنہاں صدق یقین تحقیق کیتا راہ رب دے سیس وکنڈرے نی
ذوق چھڈ کے جنہاں نیں زہد کیتا واہ واہ وہ رب دے بندڑے نی
جنہاں فرق انہاں وچ جاتا اوہ دھروں حضور دے گندرے نی
وارث شاہ مدد چار یار والی ربا بخش میرے فعل جو مندڑے نی[2]

(ھ)

مولنا ہلالی استر آبادی ناظم مثنوی شاہ وگدا:

چار یار تو در مقام نیاز
ہر یکے شاہ چار بالش تاز

---

(1) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص۰، مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵

(2) کلام وارث شاہ ص، مطبوعہ مشتاق بک کارنر لاہور

چار طاق طرب سرائے وجود
چار باغ ہوائے گلشن جود
من سگ باوفائے ایں ہر چار
ہر دو چشم برائے ایشاں چار
بندہ کمترین تست ہلال
بلبل باغ دین تست ہلال[1]

(ی)

حضرت محمد یحییٰ خوب اللہ الہ آبادی متوفی ۱۱۴۴ھ:

بے ولائے چار یارؓ اے دل نہ گردد دیں درست
کہنائے کعبہ بنگر کاں بود نا چار چار[2]

برصغیر میں اہلسنت وجماعت کی مساجد و مدارس اور خانقاہوں کی بابرکت جبینیں اس قط
سے بھی نظر آتی ہے۔

بندۂ پر ورد گارم امت احمد نبی
دوستدار چہار یارم تابع اولاد علی
مذہب حنفیہ دارم ملت حضرت خلیل
خاکپائے غوث اعظم زیر سایہ ہر ولی

(1) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص۸۰ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلش
لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵
(2) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص۸۴ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ س
پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵

یضاً)

چراغ و مسجد و محراب و منبر
ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ حیدرؓ

ایضاً)

لا اله الا الله العزیز الجبار
محمد رسول الله النبی المختار
ابو بکر ن الصدیق صاحبه فی الغار
عمر . الفاروق فاتح الامصار
عثمان القتیل فی الدار
علی سیف الله علی الکفار
فعلی مبغضهم لعنة العزیز الجبار
وما واه النار وبئس القرار[1]

اشعار کا ترجمہ:

(۱) اللہ عزیز اور جبار کے سوا کوئی معبود نہیں محمد رسول اللہ اختیار والے نبی ہیں۔
(۲) ابو بکر صدیق یار غار مصطفی ہیں عمر فاروق شہروں کو فتح کرنے والے ہیں۔
(۳) عثمان کو ان کے گھر ہی شہید کر دیا گیا، علی تو کافروں پر اللہ کی تلوار ہیں۔
(۴) ان کے ساتھ بغض رکھنے والوں پر اللہ عزیز و جبار کی لعنت ہو اور ان مبغضین کا ٹھکانہ دوزخ ہے جو بہت برا ٹھکانہ ہے۔

(۱) نور الابصار ص ۲۲ مطبوعہ دار المعارفہ بیروت

مذکورہ اشعار کے متعلق دلچسپ واقعہ:

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ وہ اشعار ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ اسقف
خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اور اس سے پوچھا کہ تو دین اسلام کی طرف کیسے آیا اور
بڑوں کے دین کو کس طرح چھوڑا؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں نے اپنے آباؤ اجداد کے
کا نعم البدل حاصل کر لیا ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیسے؟ تو اس نے کہا میں سمندر میں کش
سوار ہو کر جا رہا تھا کہ اچانک کشتی ٹوٹ گئی۔ کشتی کے سوار سمندر میں بکھر گئے۔ سمند
لہریں ہمیں ایک جزیرے میں لے گئیں جس میں بہت درخت تھے ہم ان کے پھل ک
گزارا کرتے رہے جب رات ہوئی تو میں خطرات سے بچنے کیلئے درخت کے اوپر چڑھ گ
اس کی ایک شاخ پر سوار ہو گیا آدھی رات ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ سمندر کے پانی کی
ایک جانور مندرجہ بالا اشعار پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہا ہے اور طلوع فجر تک پڑھ
اس کے بعد اس نے مندرجہ ذیل کلمات پڑھے:

"لا اله الا الله الصادق الوعدالوعيد محمد رسول الله الهادي الرشيد، ابو بكر الموفق لتسديد، عمربن الخطاب سور من حديد عثمان ن الفضل الشهيد على بن ابى طالب ذى الباس الشديد فعلى مبغضهم لعنة الملك المجيد"۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ سچے وعدے، وعید والا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت والے ہادی ہیں۔ ابو بکر صدیق درستی کی توفیق دیئے گئے۔ عمر بن خطاب لوہے کی دیوار ہیں، عثمان مجسم فضیلت اور شہید ہیں۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم بہت قوت والے ہیں اور ان سب سے بغض رکھنے والوں پر اللہ بزرگ و برتر کی لعنت ہو۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ اسقف کہتا ہے اس کے بعد میں جنگل میں گیا تو عجیب و غریب
دیکھا، جس کی ٹانگیں اونٹ جیسی اور دم مچھلی جیسی تھی میں اس سے ڈر کر بھاگا تو اس

مجھے فصیح عربی زبان میں کہا ٹھہر جاؤ ورنہ مارے جاؤ گے۔ میں ٹھہر گیا اور اس جانور نے مجھ سے میرا دین پوچھا تو میں نے کہا میں عیسائی ہوں۔ اس نے کہا دین حنیف کی طرف لوٹ آؤ کیوں ہلاک ہوتے ہو؟ میں مسلمان جنوں کے گھروں میں بھی گیا ہوں ان میں سے بھی وہی نجات پائیگا جو مسلمان ہو گا۔ میں نے کہا، میں کیسے مسلمان ہو جاؤں؟ اس نے کہا پڑھو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں نے یہ پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔ پھر اس نے کہا ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے محبت کر کے اپنے دین کو کامل کرو۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں اس دین کی کس نے خبر دی ہے؟ اس نے کہا! ہماری ایک جماعت حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو جنت فصیح زبان میں ندا کرتے ہوئے کہے گی اے اللہ! تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تو میرے ارکان کو مضبوط کرے گا تو اللہ تعالی فرمائے گا کہ میں نے تیرے ارکان ابو بکر، عمر، عثمان اور علی کے ساتھ مضبوط کر دیئے ہیں اور تجھے حسن و حسین کے ساتھ مزین کر دیا ہے۔ اس کے بعد اس جانور نے مجھ سے پوچھا کہ یہاں رہنا چاہتے ہو یا واپس گھر جانا چاہتے ہو؟ میں نے گھر جانے کی خواہش ظاہر کی۔ اس نے کہا! یہیں ٹھہر جاؤ ابھی سواری آتی ہے تھوڑی دیر بعد کشتی آئی جس میں بارہ افراد سوار تھے وہ بھی سارے کے سارے عیسائی تھے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہاں کیسے آئے ہو میں نے ان کو سارا واقعہ سنایا تو وہ بھی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ (1)

افسوس کا مقام یہ ہے کہ جانور تو حق چار یار کا مرتبہ و مقام جانتے ہیں لیکن یہ دو ٹانگوں والے جانور حق چار یار کے مرتبہ سے ناشنا ہیں۔

نا معلوم الاسم:

چار	رکن	حریم	ایمانند
در راہ	شرع	چار	ارکانند

---

(1) نورالابصار ص ۲۲۔ ۲۳ مطبوعہ دار المعارفہ بیروت

چار جوئے چمن رضوانند
مظہر چار قال قرآنند
چراغ و مسجد و محراب و منبر
ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ(1)

ایضاً

جس کے بلبل ہیں ابو بکرؓ و عمر ، عثمان علی
رشک جنت ہے وہ بستان حبیب کبریا
صدیق ہیں جان صداقت کی
فاروق ہیں شان عدالت کی
عثمان ہیں کان مروت کی
حیدر کی ولایت کیا کہنا(2)

جو ان سے دل میں رکھے پیچ و تاب افعی سان
خدا کی مار ہو اس پر شقی ہو وہ فی النار
الٰہی چاروں خلیفہ کا صدقہ اغفرلی
طفیل سید عالم قنا عذاب النار(3)

(1) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص۸۴ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵
(2) یاران مصطفےٰ وارثان خلافت راشدہ ص ۳۶۸ مطبوعہ نوریہ رضویہ لاہور
(3) یاران مصطفےٰ ماہ جمادی الاخری ۱۳۲۷ھ

باب ششم

آیت تطہیر کی تفسیر

اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا

تذکرہ خیر

قدرت کا شاہکار ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
اک در شاہ سوار ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
شہرت ہے ان کے حسن تدبر کی چار سو
وہ در آب دار ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
آقا نے سلطنت کی دعا ان کے حق میں کی
وہ مرد باوقار ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
مداح مرتضٰی کو نوازا انعام سے
ایسے وفا شعار ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
سونپی حسن نے ان کو امامت یہ جان کر
مقبول کردگار ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
ہیں معتمد خاص حسن وحسین کے
شیدائے چار یار ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
جغرافیہ کفر بدل کر ہی رکھ دیا
لائق افتخار ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
کاتب ہیں بارگاہ رسالت میں وحی کے
منشی نامدار ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطہیرا"۔

اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی ﷺ کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔ (1)

اے (پیغمبر ﷺ کے) گھر والو اللہ تعالی سوا اس کے نہیں چاہتا کہ وہ ناپاکی کو تم سے دور کر دے (رجس بمطلب گناہ، عذاب، ہر عیب) اور تمہیں پاک صاف کر دے۔ (2)

آیت تطہیر کے دو ترجمے نقل کرنے کی وجہ:

مجدد ماءۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ اعلحضرت عظیم البرکت امام الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے "لیذھب عنکم الرجس" کا ترجمہ کیا ہے کہ "تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے" اور سید الاولیاء فاتح قادیانیت تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے "لیذھب عنکم الرجس" کا ترجمہ کیا ہے "کہ وہ ناپاکی کو تم سے دور کر دے" یعنی اہل [redacted] کی مسلم شخصیات ہیں ان دونوں نے ایک ہی ترجمہ کیا ہے۔ لیکن بعض کج فہم ناقص العقل [redacted]فضیوں کی چراگاہوں میں چرنے والوں، ایران کا خمس کھانے والے گمراہ

(1) ترجمہ کنزالایمان شریف
(2) تصفیہ مابین سنی وشیعہ ص ۴۵ مطبوعہ گولڑہ شریف

لوگوں نے یہاں پر اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کارد کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور کہا
کہ دور کر دے نہیں دور رکھے یعنی دور کر دے ترجمہ درست نہیں ہے بلکہ درست یہی
کہ دور رکھے۔ ترجمہ اپنا کرنا ایک الگ بات ہے لیکن وہ بزرگ شخصیات کہ جن کے نام
کھاتے ہو، جنکی محبت کے دعوے کرتے ہو جنکی طرف اپنے آپکو منسوب کرتے ہو ا
ترجمہ کارد کرنا یہ کفران نعمت نہیں تو کیا ہے۔ یہ طریقہ اسلاف سے انحراف نہیں تو
ہے۔ یہ حرام کھائے ہوئے کا اثر نہیں تو اور کیا ہے شرم تم کو مگر نہیں آتی کسی نے سچ کہ
کہ جب دین جاتا ہے تو حماقت آ ہی جاتی ہے۔

اب اعلحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور اعلحضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ کارد کریں وہ لوگ
جنکی ذاتی حیثیت ہی کیا ہے کہ منطق کے ابتدائی سبق نہ سمجھ پائیں، اصول فقہ سے ناآشنا ہو
اور حدیث کا ضروری علم وذوق بھی نہ رکھنے والے بدبخت اور دوسری طرف
اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ کہ ایک روایت کے مطابق چھپن علوم میں مہارت تامہ اور ایک روایت
مطابق ۲۱۶ علوم میں مہارت تامہ (کما قال صاحب حسان الهند) اور ان میں
علوم کے موجد خود اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ واہ کیا خوب مقابلہ ہے" کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ"

لہذا ان کی یہ حالت دیکھ کر انکی شان میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ بغض صحابہ اور ازو
مطہرات کی کھائی میں ورود کرتے ہوئے جو کرتب دکھائے ہیں وہ ان کا ہی حصہ ہے اور ا
باتیں ایسی نقل کیں ہے کہ جو من گھڑت داستانیں اور رافضیوں کی کتب
مستعار زہریلے مواد کی پچکاریاں ہیں جنھیں کوئی بھی سلیم العقل اور صحیح العقیدہ انسان تس
نہیں کر سکتا۔ واہ دور نگیوں کے پیشوا واہ۔ واہ سبائی واہ

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں، سامنے آتے بھی نہیں

یت تطہیر کے متعلق اہل سنت کا موقف:

ل سنت و جماعت کا موقف یہ ہے کہ یہ آیت مبارکہ تمام اہل بیت کو شامل ہے چاہے وہ زواج مطہرات ہوں چاہے پنج تن پاک ہوں یعنی سب کو شامل ہے سب اہل بیت ہیں اور سب کو شان تطہیر حاصل ہے امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ سے یہی منقول ہے۔[1]

ور ترجمہ سے بھی واضح ہے بشرطیکہ کسی کو ترجمہ آتا ہو۔ اے نبی کے گھر والو اور گھر والے سب ہیں۔

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں:

"واختلفت الاقوال فی اهل البیت، والاولی ان یقال هم اولاده وازواجه والحسن والحسین منهم وعلی رضی اللہ عنہ منهم لانه کان من اهل بیته بسبب معاشرته ببنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وملازمته للنبی"۔[2]

اہل بیت کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔ اور اولی یہ ہے کہ کہا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور آپ کی صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات، امام حسن امام حسین رضی اللہ عنہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت ہیں۔ اور مولی علی المرتضی رضی اللہ عنہ بھی ان میں شامل ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے واسطے سے اور کاشانہ اقدس میں مستقل رہنے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت سے ہیں۔

امام المفسرین کی تفسیر سے یہ بات واضح ہے کہ ازواج مطہرات اہل بیت میں داخل ہیں۔

---

(1) شان صحابہ ۱۶۰ محمود احمد رضوی مطبوعہ لاہور
(2) تفسیر کبیر جز ۲۵ ص ۲۰۹ مطبوعہ بیروت

امام جلال الدین محلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اہل البیت ای نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم "۔(1)

امام جلال الدین محلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں اہل بیت سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہیں۔

حضرت ارشاد حسین رام پوری رحمۃ اللہ علیہ جلالین کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ:

" اختلف فی المراد باہل البیت والصواب انہا یعمہن وفاطمة وعليا وابنيهما"۔(2)

اہل بیت سے مراد کیا ہے اس میں اختلاف ہے اور درست قول یہ ہے کہ اہل بیت کا لفظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور سیدہ فاطمۃ زہرا رضی اللہ عنہا اور سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہم سب کو شامل ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ:

"انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس کلام مستأنف یعم حکمه نساء النبیﷺ وغیر هن من اولا دهﷺ ولقصد التعمیم اورد ضمیر المذکر وقد اورد الله سبحانه هذا الکلام فی مقام التعلیل لما سبق یعنی انما یرید الله سبحانه فیما امر کن به ونها کن عنه لاذهاب الرجس یعنی عمل الشیطان من الاثم والقبائح الشرعیة والطبعیة الذی لیس فیه مرضاة الله

(1) تفسیر جلالین ص ۳۵۴ مطبوعه مکتبه غوثیه کراچی
(2) حاشیه جلالین ص ۳۵۴ مطبوعه مکتبه غوثیه کراچی

تعالی عنکن وعن غیر کن من اهل البیت اهل البیت
بیت النبی ﷺ منصوب علی النداء اوالمدح قال
عکرمة ومقاتل اراد باهل البیت نساء النبی ﷺ ورضی
عنهن لانهن فی بیته وهو روایة سعید بن جبیر عن ابن
عباس رضی اللہ عنہم وتلا قوله تعالی۔واذ کرن ما یتلی فی بیوتکن
من آیات الله والحکمة۔رواه ابن ابی حاتم وروی ابن جریر
عن عکرمة رضی اللہ عنہم نحوه وهم استدلوا بسیاق الایة
وسباقها لکن القول بتخصیص الحکم بهن یأباه ضمیر
المذکرین وذهب ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ وجماعة من
التابعین منهم مجابد وقتادة رضی اللہ عنہم وغیر هما الی انهم
علی وفاطمة والحسن والحسین رضی اللہ عنہم لحدیث عائشة
رضی اللہ عنہا قالت خرج رسول ﷺ وعلیه مرط مرحل من شعر
اسود فجاء الحسن بن علی رضی اللہ عنہ فادخله معه ثم جاء
الحسین بن علی رضی اللہ عنہ فدخل معه ثم جاء ت فاطمة
رضی اللہ عنہا فادخلها ثم جاء علی رضی اللہ عنہ فادخله ثم قال انما یرید
الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم
تطهیرا۔ رواه مسلم وحدیث سعدبن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قال
لما نزلت هذه الایة ندع ابنائنا وابناء کم ونساء نا
ونساء کم وانفسنا وانفسکم دعا رسول ﷺ علیا
وفاطمة وحسن وحسین رضی اللہ عنہم فقال اللهم هؤلا ء اهل
بیتی رواه مسلم وحدیث واثلة بن الاسقع انه ﷺ تلا
هذه الایة انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس الایة
وقال لعلی وفاطمة رضی اللہ عنہا وابنیهما اللهم هؤلاء اهل بیتی
وخاصتی فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا
واخرج الترمذی وغیره عن عمر بن ابی سلمة وابن
جریر وغیره عن ام سلمة رضی اللہ عنہم ان النبی ﷺ دعا علی
وفاطمة وحسن وحسین لما نزلت هذه الایة انما یرید
الله لیذهب عنکم الرجس فحللهم بکساء فقال اللهم
هؤلاء اهل بیتی فاذهب عنهم وطهر هم تطهیرا۔ وهذه

الاحادیث ونحو ها لا تدل علے تخصیص الحکم بھؤلاء الاربعة رضی اللہ عنہم ویاباہ ما قبل الایة وما بعد ھا ویاباہ العرف واللغة لان الاصل فی استعمال اھل البیت لغة النساء واماالا ولاد وغیر ھم فانھا یطلق علیھم تبعالان لھم بیوتا متغائرة غالبا وقد قال اللہ تعالی حکایة عن قول الملائکة لسارة امرأةابراھیم علیہ السلام اتعجبین من امر اللہ رحمت اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت والحق ما ذکر نا ان الایة یعم جمیع اھل البیت وان کان سوق الکلام للنساء عن ام سلمة رضی اللہ عنہا قالت فی بیتی انزلت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت قالت فارسل رسول اللہ ﷺالی فاطمة وعلی والحسن والحسین فقال ھؤلا ء اھل بیتی فقلت یارسول اللہ اما انا من اھل البیت قال بلی ان شاء اللہ رواہ البغوی وغیرہ ھذا الحدیث یدل علی ان اھل البیت یعم کلھم وکلمة ان شاء اللہ للتبرک"۔[1]

یہ جملہ مستانفہ ہے ۔ اس کا حکم حضور نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات اور آپ ﷺ کی اولاد میں سے دیگر افراد کو بھی شامل ہے۔ اسی تعمیم کے ارادہ کے لئے ہی عنکم میں ضمیر مذکر ذکر کی گئی ہے۔ اللہ تعالی نے یہ کلام سابقہ کلام کی علت بیان کرنے کے لئے ذکر فرمائی ہے ۔ یعنی اللہ تعالی نے تمہیں اوامر ونواہی کی پابندی کرنے کا حکم اس لئے ارشاد فرمایا ہے تاکہ وہ تم سے پلیدی یعنی شیطانی عمل کو دور فرمادے مثلاً گناہ اور ایسی قباحتیں اور برائیاں جو شرعاً یا طبعاً ایسی ہوں جن میں اللہ تعالی کی رضا اور خوشنودی نہ ہو انہیں تم سے اور تمہارے علاوہ دیگر اہل بیت سے دور کر دے ۔ ترکیب کلام میں اہل

---

(1) تفسیر مظہری ج۷ ص۳۲۹،۳۰مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

البیت محل نداء یا مدح میں ہونے کے سبب منصوب ہے اہل بیت سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کے افراد خانہ ہیں، عکرمہ اور مقاتل نے کہا ہے کہ اہل بیت سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں کیونکہ وہی آپ ﷺ کے گھر میں تھیں یہی روایت سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے۔ اور آپ نے یہ آیت کریمہ بھی تلاوت فرمائی "واذ کرن ما یتلی فی بیوتکن من آیات اللہ والحکمۃ"۔ اسے ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے اور ابن جریر نے عکرمہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے اور انہوں نے آیت کے سیاق وسباق سے استدلال کیا ہے۔ لیکن کم ضمیر مذکر صرف ازواج مطہرات کے ساتھ حکم کی تخصیص کے مانع ہے (لہذا یہ حکم مردوں کو بھی شامل ہے اور ان کی تغلیب کا اظہار کرنے کے لئے ضمیر مذکر ذکر کی گئی ہے) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور تابعین کی ایک جماعت جس میں مجاہد، قتادہ اور دیگر تابعین شامل ہیں۔ نے کہا ہے کہ اہل بیت حضرت علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم ہیں کیونکہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے اس حال میں کہ آپ ﷺ سیاہ بالوں سے بنا ہوا کمبل اوڑھے ہوئے تھے جس پر کجاوے کی تصویریں تھیں۔ اتنے میں حسن بن علی رضی اللہ عنہما آئے تو آپ ﷺ نے انہیں اپنی چادر کے نیچے لے لیا۔ پھر حسین بن علی رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے تو پھر آپ نے انہیں بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ پھر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا حاضر خدمت ہوئیں تو آپ ﷺ نے انہیں بھی اپنی چادر میں لے لیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں بھی چادر میں داخل کر لیا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا"۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: "ندع ابناء نا وابناء کم ونساء نا ونساء کم وانفسنا وانفسکم" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اور حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو بلایا اور رب کریم کی بارگاہ میں التجاء کی اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس الایة اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا اور ان کے دونوں صاحبزادوں کے بارے میں فرمایا اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں اور میرے خاص افراد ہیں پس تو ان سے پلیدی کو دور فرما اور ان کو پوری طرح پاک صاف کردے ترمذی وغیرہ نے حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن جریر وغیرہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو بلایا۔ جبکہ یہ آیت نازل ہوئی: "انمایرید اللہ لیذهب عنکم الرجس"۔ پھر انہیں اپنی چادر مبارک کے نیچے لے کر رب کریم کی بارگاہ میں التجاء کی یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے پلیدی دور فرمادے اور انہیں مکمل طور پر پاک صاف کردے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی خوبصورت تحقیق:

آپ فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا اور ان جیسی دیگر احادیث اس پر دلالت نہیں کرتیں آیت کریمہ کا یہ حکم صرف ان چار نفوس رضی اللہ عنہم کے ساتھ خاص ہے۔ اور آیت کریمہ

ل اور مابعد بھی اس تخصیص کے مانع ہے۔ اور عرف ولغت بھی اس کی تائید نہیں کرتی۔
نکہ لغوی طور پر بھی اہل بیت کا اصل اطلاق عورتوں پر ہے اور بچوں اور دیگر افراد خانہ
اس کا اطلاق تبعاً ہوتا ہے۔ کیونکہ اکثر اور اغلب طور پر بیویوں کے لئے گھر علیحدہ علیحدہ
ئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے اس قول کو بطور حکایت بیان فرمایا ہے جو انہوں
نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو پکارتے ہوئے کہا تھا
تعجبین من امر اللہ رحمت اللہ وبرکتہ علیکم اهل البیت" (کیا تمہیں
لله تعالیٰ کے حکم پر تعجب ہو رہا ہے تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت ہو اے گھر والو) صحیح
فہوم وہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے کہ آیت کریمہ کا حکم تمام اہل بیت کو شامل ہے، اگرچہ
لام ازواج مطہرات کے لئے ذکر کی گئی ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آیت
لیہ "انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اهل البیت" میرے گھر میں نازل
ہوئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرات
حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو بلا بھیجا اور فرمایا یہ میرے اہل بیت ہیں۔ تو پھر میں نے عرض کی
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں آپ کے اہل بیت میں سے نہیں ہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کیوں نہیں ان شاء اللہ اسے علامہ بغوی وغیرہ نے روایت کیا ہے یہ حدیث اس پر دلالت
کرتی ہے کہ اہل بیت کا لفظ تمام گھر والوں کو شامل ہے۔ اور ان شاء اللہ کا کلمہ محض تبرک
کے لئے ہے۔

روافض سے میں پوچھ سکتا ہوں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں صراحتاً حضرت ام سلمہ
رضی اللہ عنہا کو اہل بیت میں شامل کیا گیا ہے تو پھر تمہارا ان کو اہل بیت سے نکالنے پر اتنا زور کیوں
ہے۔

ازواج مطہرات کا اہل بیت سے ہونا بارگاہ مصطفی ﷺ سے منظور شدہ ہے۔

مقبول بارگاہ مصطفی ﷺ میر سید عبد الواحد بلگرامی فرماتے ہیں:

"واختلف الاقوال فی اهل البیت والاولی ان یقال هم اولاده وازواجه والحسن والحسین منهم وعلی رضی اللہ عنہ منهم"۔ (1)

اہل بیت کے متعلق مختلف اقوال ہیں اور اولی یہ ہے کہ کہا جائے آپ ﷺ کی اولاد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اور حسنین کریمین اور علی المرتضی رضی اللہ عنہم آپ کی اہل بیت ہیں۔

قاطع رافضیت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ:

مسئلہ ۱۸: اہل بیت میں کون کون ہیں؟

الجواب: حضرت بتول زہرا کی اولاد امجاد اہل بیت ہیں، پھر علی وعقیل وجعفر وعباس رضی اللہ عنہم کی اولاد اہل بیت ہیں۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اہل بیت ہیں۔ "واللہ تعالیٰ اعلم"۔ (2)

آیت تطہیر کی تفسیر سید الاولیاء پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی:

پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آیت تطہیر میں اہل بیت کے الفاظ کے متعلق مختلف اقوال نقل فرمائے ہیں:

اور ان میں جس قول کو جمہور کا قول قرار دیا ہے وہ یہ ہے کہ "جمہور کا قول ہے کہ لفظ اہل بیت فریقین یعنی امہات المومنین اور آل عباء علیہم السلام کو بھی شامل ہے"۔ (1)

---

(1) سبع سنابل ص ۳۰ مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور

(2) عرفان شریعت ص ۱۲ مطبوعہ پروگریسو بکس لاہور

پ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی صفحہ پر آگے ایک اور قول نقل کیا ہے جس کو اولی قرار دیا ہے ملاحظہ
۔ آپ فرماتے ہیں کہ پانچواں قول جس کو خطیب شربنی نے بقاعی سے نقل کیا ہے اور کہا
ہے کہ یہ قول اولی ہے وہ یہ ہے کہ اہل بیت سے مراد سب تعلق دار ازواج واولاد رضی اللہ عنہن اور
خدام ہیں جن کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ممتازانہ لزوم و تعلق تھا جیسا کہ حدیث شریف
ں سلمان فارسی کی نسبت وارد ہے کہ سلمان منا اهل البیت سلمان ہم سے یعنی
ہل بیت سے ہے۔(2)

یر صاحب کی تفسیر بڑی واضح ہے اور قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے کیونکہ اگر ازواج
ہل بیت نہیں تو اور کون ہو گا؟

آیت تطہیر کی تفسیر مفسر شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی:

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ چونکہ لفظ اہل بیت مذکر ہے اس لئے یہاں ضمیر مذکور لائی گی
اگرچہ اس میں خطاب ازواج سے ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی سے فرمایا "قال لاهله
ا مکثوا" (قصص،۲۹) اور فرمایا "لعلکم تصطلون" (قصص،۲۹) اور جیسے
فرشتوں نے حضرت سارا سے کہا "رحمت الله وبرکاته علیکم اهل
البیت" (ھود،۷۳) اور رب نے فرمایا "قالت لهم رسلهم" (ابراھیم،۱۱) اور فرمایا
"وقال نسوة" (یوسف،۳۰) غرضیکہ ضمیر میں مقصود کا لحاظ نہیں ہوتا بلکہ لفظوں کا لحاظ
ہوتا ہے لہذا حضرت فاطمہ اور ساری ازواج اس ضمیر میں داخل ہیں۔ اور حق یہ ہے کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج واولاد سب اہل بیت میں اولاد کا اہل بیت ہونا حدیث کساء سے
معلوم ہوتا کہ فرمایا "اللهم هؤلاء اهل بیتی" اور ازواج پاک خصوصا حضرت عائشہ

---

(1) تصفیه مابین سنی وشیعه ص ۵۴ مطبوعه گولڑه شریف
(2) تصفیه ما بین سنی وشیعه ۵۴ مطبوعه گولڑه شریف

رضی اللہ عنہن کا اہل بیت ہونا اس آیت سے معلوم ہوتا ہے: "واذغدوت من اهلک تبوئ المؤمنین"

(آل عمران، ۱۲۱) کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیقہ کے گھر سے احد کی طرف تشریف لے گئے تھے جنہیں رب نے اھلک فرمایا۔(1)

مفسر شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر قرآن کریم سے واضح ہوا کہ اہل سنت کا مؤقف یہ ہے کہ اھل بیت میں ازواج مطہرات پنج تن پاک سب شامل ہیں آپ نے قواعد کے مطابق تفسیر فرمائی اور یہ نہیں کہ قواعد میں ڈنڈی ماری اور حدیث سے انحراف کر بلکہ قرآن وحدیث اور قواعد عربیہ کے مطابق ثابت کیا کہ اھل بیت میں ازواج مطہرات بھی شامل ہیں۔

آیت تطہیر کی تفسیر شارخ بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی:

"انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا"۔

علما کی ایک جماعت نے تصریح کی ہے کہ اس آیت میں اہل بیت سے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات مراد ہیں۔ کیونکہ اس آیت کے اول اور بعد ازواج مطہرات کا ذکر ہے چنانچہ اس آیت سے پہلے آیات "یایها النبی قل لازواجک" سے لے کر "وقلن قولا معروفا" تک اور اس کے بعد کی آیت "واذکرن ما یتلی فی بیوتکن من آیات اللہ والحکمة" ازواج مطہرات سے ہی متعلق ہیں۔

(1) تفسیر نور العرفان مفتی احمد یار خان نعیمی زیر آیت "انما یر اللہ لیذهب" مطبوعہ نعیمی کتب خانہ گجرات

رئیس المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عکرمہ کا بیان ہے کہ آیت تطہیر سے مراد حضور کی ازواج مطہرات ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس حبر امت اور مفسر قرآن ہیں۔ حضور کے چچازاد بھائی ہیں۔ حضور نے آپ کو سینہ سے لگا کر دعا دی ہے۔ ''اللھم علمه الکتاب. اللھم علمه الحکمة۔اللھم فقھه فی الدین''۔الٰہی ان کو قرآن سکھا (الٰہی انہیں حکمت اور دین کی سمجھ عطا فرما)۔

ایک شبہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ ''یطھرکم'' جمع مذکر کی ضمیر ہے جو مردوں کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ اس لیے ازواج مطہرات کا مراد لینا درست نہیں ہے، لیکن جواب یہ ہے کہ اگر قرآن مجید ہی سے یہ ثابت ہو جائے کہ جمع مذکر کی ضمیر عورتوں کے لیے آنی درست ہے، تو پھر گنجائش انکار کہاں۔ سورہ قصص پارہ ۲۰ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں ہے: ''قال لاھله امکثوا''۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی سے فرمایا۔ تم یہیں ٹھہر جاؤ مجھے آگ دکھائی دی ہے۔ اس آیت میں ''امکثو'' صیغہ جمع مذکر ہے جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح سورہ یوسف میں ''انک کنت من الخاطئین'' میں ''خاطئین'' جمع مذکر ہے جو زلیخا رضی اللہ عنہا کے لئے استعمال ہوا ہے۔

سورۃ ہود میں فرشتوں نے حضرت سارہ سے کہا۔ ''رحمة الله و برکاته علیکم'' علیکم میں ضمیر جمع متکلم کی ہے۔ جس سے واضح ہوا۔ قرآن مجید میں جمع مذکر کی ضمیر عورتوں کے لئے بھی استعمال ہوتی ہے تو اسی طرح تطہیر میں جمع مذکر کی ضمیر حضور کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لیے آئی ہے۔ (فافہم)

قرآن مجید میں بھی اہل البیت سے بیوی کا مراد ہونا واضح ہے۔ جب عزیز مصر کی بیوی نے جناب یوسف علیہ السلام کو برائی کی طرف بلایا۔ تو آپ دروازے کی طرف بھاگے اس نے آپ کا پیچھا کیا اور آپ کا کرتہ پیچھے سے پکڑ کر کھینچا کہ عزیز مصر دروازے کے پاس مل گیا۔

زلیخا نے اپنی برأت ظاہر کرنے کے لیے حیلہ تراشا اور عزیز مصر سے کہا:

"قالت ما جزاء من اراد باھلک سوءً "کیا سزا ہے اس کی جس نے تیری گھر و
سے بدی چاہی اس آیت میں اھل سے مراد بہر حال بیوی ہی ہے، جب فرشتے حضر
ابراہیم خلیل علیہ السلام کو بیٹے کی بشارت سنانے کے لیے آئے، تو ان کی بیوی نے کہا یہ کیسے
سکتا ہے؟ جب کہ میری عمر نوے سے متجاوز ہو چکی ہے اور میرے شوہر بھی بوڑھے ہیں ا
عمر ایک سو بیس سال ہو گئی ہے:

"قالواا تعجبين من امرالله ورحمة الله وبركاته عليكم اهل البيت"۔
فرشتے بولے کیا اللہ کے کام کا اچنبا کرتی ہو۔ بیشک اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر اس گھر والو پر۔

اس آیت سے بھی واضح ہوا کہ بیبیاں اہل بیت میں داخل ہیں۔ لہذا اھل بیت سے ازواج
خارج قرار دینا کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ اسی نوع کے دیگر دلائل سے واضح ہوتا
کہ آیت تطہیر کے لفظ اہل بیت سے اولا بالذات تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہر ا
ہی مراد ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جن نفوس قدسیہ کا لفظ اہل بیت میں شامل نہ ہونے کا شبہ
سکتا تھا۔ حضور علیہ السلام نے انہیں اہل بیت میں شامل فرما کر اس شبہ کا قلع قمع فرما دیا
چنانچہ مسلم شریف میں حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت ند
ابنائنا وابناء کم نازل ہوئی تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سیدہ فاطمہ و حسن و حسی
رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا: "فقال اللهم هؤلاء اهل بيتى"۔ الٰہی یہ میرے اہل بی
ہیں۔ (مشکوۃ)

اور حضرت ابو سعید خدری مجاہد اور قتادہ کا قول یہ ہے کہ اہل بیت سے حضرت علی۔ فاطمہ حسن و حسین رضی اللہ عنہم مراد ہیں۔

بہر حال حق یہ ہے اہل بیت میں ازواج مطہرات بھی داخل ہیں اور جناب علی المرتضی شیر خدا اور سیدہ عفیفہ طیبہ طاہرہ فاطمہ اور شہزادہ کونین امام حسن و حسین رضی اللہ عنہم بھی۔ اور قرآن وحدیث سے بھی یہ ہی نتیجہ نکلتا ہے اور یہ ہی امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی منقول ہے۔

آیت تطہیر سے اہل بیت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اور اہل بیت نبوت کو نصیحت فرمائی گئی ہے کہ وہ گناہوں سے بچیں اور تقوی وپرہیز گاری کے پابند رہیں۔ (1)

شارح بخاری کی تصریحات کے مطابق یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ اہل سنت کا موقف یہ ہے کہ ازواج مطہرات لازمی طور پر اہل بیت میں داخل ہیں۔ انکو اہل بیت سے خارج کرنا درست نہیں اور جمہور کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور خاص کر ماتریدیہ کیلئے کہ ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ سے یہی منقول ہے۔

صاحب بیضاوی کا قول فیصل:

”وتخصيص الشيعة اهل البيت بفاطمة وعلى وابنيهما رضی اللہ عنہم لماروى انه صلی اللہ علیہ وسلم خرج ذات غدوة وعليه مرط مرجل من شعرا سود فجلس فاتت فاطمة فادخلها فيه ثم جاء على فادخله فيه ثم جاء الحسن والحسين فادخلهما فيه ثم قال انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت والاحتجاج بذالک على

(1) شان صحابہ، علامہ سید محمود احمد رضوی ص۱۵۸،۱۵۹،۱۶۰مطبوعہ مکتبہ رضوان دربار روڈ لاہور

عصمتهم وكون اجماعهم حجة ضعيف لان التخصيص بهم لا يناسب ما قبل الاية وما بعدها والحديث يقتضى انهم اهل البيت لا انه ليس غيرهم"۔(1)

اور اہل تشیع کا اہل بیت کو سیدہ فاطمۃ الزہراء اور علی المرتضی اور انکے صاحبزادوں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی وجہ سے کہ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت باہر تشریف لے گئے اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ بالوں سے بنا ہوا کمبل اوڑھے ہوئے تھے جس پر کجاوے کی تصویریں تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے پس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس چادر میں داخل فرمالیا پھر حضرت علی المرتضی تشریف لائے تو آپ نے ان کو بھی چادر میں داخل فرمالیا پھر حسنین کریمین رضی اللہ عنہم تشریف لائے پس ان دونوں کو بھی داخل فرمالیا اور پھر آپ نے یہ آیت کریمہ پڑھی" انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس" اہل البیت اور اہل تشیع کا دلیل پکڑنا اس آیت مقدسہ سے اور متفق ہونا اس پر یہ ضعیف دلیل ہے کیونکہ اہل بیت کو ان ہی کے ساتھ خاص کرنا مناسب نہیں ہے ماقبل اور مابعد آیات کو مد نظر رکھتے ہوئے اور حدیث مبارکہ اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ بیشک یہ حضرات اہل بیت ہیں نہ کہ اس چیز کا تقاضا کرتی ہے کہ ان کے غیر اہل بیت نہیں ہیں۔

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے روح البیان اور قاضی ابو السعود محمد بن محمد العماری نے بھی اس آیت کی تفسیر میں یہی تقریر کی ہے۔واللہ اعلم بالصواب

---

(1) حاشیہ محیی الدین شیخ زادہ علی تفسیر البیضاوی ص ۶۳ ج ۴ مطبوعہ بیروت

قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے واضح الفاظ میں فرمادیا کہ اہل بیت کو اہل کساء کے ساتھ ہی خاص کرنا یہ اہل تشیع کا طریقہ ہے۔(جیساکے آج کل بھی اہل تشیع اسی طریقہ پر عمل پیرا ہیں) اور حق سچ پسندیدہ راجح اور جمہور کا قول یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اہل بیت میں شامل ہیں۔

بلکہ صاحب علم حضرات اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ ہر متقی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آل میں شمار کیا ہے ازواج مطہرات سے بڑ کر کون متقی ہو سکتا ہے کہ جن کے بارے میں خود اللہ تعالی آیات قرآنیہ نازل فرما کر انکے تقوی اور پرہیز گاری کی گواہی دے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے۔"یانساء النبی لستن کاحد من النساء"۔

ہر متقی حضور کی آل ہے:

اس عنوان کی ضمن میں حدیث نقل کرنے سے قبل میں اس بات کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ بعض ناعاقبت اندیش اور منکریں حدیث نے جس طرح "انا مدینۃ العلم وابو بکر اساسھا وعمر حیطانھا وعثمان سقفھا وعلی بابھا" کا انکار کیا ہے اسی طرح اس حدیث کا بھی انکار کیا ہے اور وجہ وہی ہے کہ جب بازاری عورتوں کی طرح حرام کا پیسہ بیٹ میں جائے تو منہ سے ایسی باتیں ہی نکلا کرتی ہے۔کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو ماننا بھی علامات اہلسنت میں سے ہے جیسا کے مقدمہ میں گزر گیا ہے لہذا احادیث کا یوں بڑے طمطراق سے انکار کرنا رافضی دل گردے کا ہی کام ہے اور وہی آدمی کر سکتا ہے جو رافضی ہے اور رافضیوں کی گود میں جا کر بیٹھتا ہے۔

حدیث مصطفیٰ کریم ﷺ :

"حدثنا أبو هرمز نافع بن هرمز، قال : سمعت أنسا رضی اللہ عنہ يقول قيل يا نبي الله من آل محمدٍ قال : كل تقي"۔[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ پوچھا گیا اے اللہ کے نبی ﷺ آل محمد ﷺ کون ہیں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا(کل تقی)"ہر متقی شخص (آل محمد ہے)۔

حدیث مذکور سے بالکل واضح ہے کہ ہر متقی حضور ﷺ کی آل میں داخل ہے اور اس حدیث کو نقل کرنے والا کوئی عام شخص نہیں:

بلکہ اپنے زمانے کے بہت بڑے صوفی ، امام ، متقی اور صاحب ورع ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بڑے خطیب بھی تھے۔ آپ کے وعظ کی تاثیر سے سخت سے سخت دل بھی نرم ہو جاتے ۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کا وعظ اگر پتھر سے ٹکرائے تو وہ نرم ہو جائے اور اگر ان کی مجلس میں شیطان کو باندھ دیا جائے تو وہ تائب ہو جائے ۔ اس کے علاوہ آپ مفسر ، محدث ، مصنف ، ادیب ، شاعر اور فن سپاہ گیری اور خوش نویسی کے اوصاف سے بھی متصف تھے۔[2]

---

(1) طبرانی صغیر ص۱۱۵ ج ۱،طبرانی اوسط ص۲۹۵ ج ۲ حدیث نمبر۳۳۳۲ ۔۔الرسالة القشیریه ص ۱۴۲ مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت۔ مطلع القمرین ص ۲۰ مطبوعه کهاریاں، مرآة العاشقین ۳۲ مطبوعه تصوف فاونڈیشن لاہور، سنن الکبری للبیهقی رقم ۲۹۸۷، نبراس ص ۱۰ مطبوعه لاہور، مجمع الزوائد ج۱۰ ص ۲۷۵ رقم ۱۷۹۳۶، المقاصد الحسنه ص ۲۳ رقم ۳ مرکز اہل سنت برکات رضا انڈیا، شرح شرح نخبة الفکر ص ۱۳۵ قدیمی کتب خانه کراچی ۔

(2) رساله قشیریه مترجم مفتی محمد صدیق ہزاروی ص۳۹ مطبوعه مکتبه اعلیحضرت لاہور

اور آپ کے ہم عصر اولیا میں حضرت سید علی ہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم علمی اور روحانی ہستیوں کا نام آتا ہے بلکہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "کشف المحجوب" میں آپ کا ذکر بڑی عقیدت کے ساتھ کیا ہے، آپ فرماتے ہیں: میں نے امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تصوف میں آپ کی ابتداء کس طرح ہوئی؟ انھوں نے فرمایا: ایک مرتبہ مجھے ایک پتھر کی ضرورت تھی، میں تلاش میں نکلا تو جس پتھر کو اٹھاتا وہ گوہر بن جاتا تو میں اس کو پھینک دیتا۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم ہستی کا ان کا یہ واقعہ اپنی کتاب میں بیان فرمادینا ہی ان کی عظمت کے اظہار کے لئے کافی ہے۔ [1]

علاوہ ازیں اس کو امام اہل سنت قاطع رافضیت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مطلع القمرین میں نقل کیا اور قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ صاحب کے مرشد گرامی خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے مراۃ العاشقین میں نقل فرمایا، اور رد کرنے والے کی حیثیت یہ کہ فتاویٰ رضویہ کی اردو عبارت کا ایک صفحہ بھی نہیں سمجھ سکتا اور صرف کیسٹوں سے تقریریں رٹ کر بیان کر کے پیسے کمانے کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔

بتا او رافضی! تیری ان بزرگوں کے سامنے حیثیت ہی کیا ہے؟

آلِ ابو بکر آلِ رسول ہے:

امام دار قطنی اپنی کتاب فضائل الصحابہ ومناقبھم میں یہ روایت نقل کی ہے۔
امام جعفر اپنے والد امام باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

" قال کان ال ابی بکر رضی اللہ عنہ یدعون علی عھدرسول اللہ ﷺ ال محمد ﷺ" اسنادہ حسن۔ [2]

---

(1) رسالہ قشیریہ مترجم مفتی محمد صدیق ہزاروی ص۳۹ مطبوعہ مکتبہ اعلیحضرت لاہور
(2) فضائل الصحابہ ومناقبھم ص۹۱

یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خاندان والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ال رسول کہہ کر پکارا جاتا تھا اور اس کی سند حسن ہے۔

حضور علیہ السلام نے عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے گھر والوں پر چادر ڈال کر اہل بیت میں شمار کیا:

حضرت ابو رسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابو الفضل کل تم اور تمہارے بیٹے اپنے مکان سے نہ جائیں یہاں تک کہ میں تمہارے پاس آؤں کیونکہ مجھے تم سے ایک کام ہے انہوں نے آپ کا انتظار کیا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے بعد تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا السلام علیکم انہوں نے جواب دیا وعلیکم السلام ورحمة الله وبركاته آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے کیونکر صبح کی (کس حال میں صبح کی) اور انہوں نے عرض کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم الحمد الله ہم نے بخیریت صبح کی پس آپ نے ان سے فرمایا نزدیک ہو جاؤ وہ ایک دوسرے کے نزدیک ہو گئے یہاں تک کہ وہ آپ کے متصل ہو گئے تو آپ نے اپنی چادر مبارک سے ان کو ڈھانپ لیا اور یوں دعا فرمائی اے میرے پروردگار یہ میرا چچا اور میرے باپ کا بھائی اور یہ میرے اہل بیت ہیں تو ان کو دوزخ کی آگ سے یوں چھپا لینا جیسا کہ میں نے انکو اپنی چادر میں چھپا لیا ہے اس پر گھر کی چوکھٹ اور دیواروں نے تین بار آمین کہی اس حدیث کو بزار و طبرانی ابو نعیم و بیہقی نے روایت کیا ہے۔ (1)

حدیث مذکور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتاً انکو اہل بیت میں شمار کیا اور اللھم کہہ کر فرمایا کہ یہ میرے اہلبیت ہیں۔ بلاغت کے قوانین کو بدل کر بیان کر کے عوام اہل سنت کو دھوکہ

(1) سیرت رسول عربی ص ۳۳۷ بحوالہ خصائص کبری مواہب الدنیہ

دینے والے ہوش کے ناخن لیں۔ کیونکہ اب اللھم یہاں آگیا تو مسند الیہ والی بحث کرکے کیا صرف انکو داخل کروگے اور ان میں حصر کرکے دوسروں کو نکال دوگے۔ خدا کا خوف کرو۔ قوانین کا جھوٹا سہارا لینے والو کیا تم نے یہ قانون نہیں پڑھا کہ قرآن وحدیث پہلے ہیں اور عربی قوانین بعد میں تو اگر تمہارے بیان کردہ قاعدہ کو صحیح مان بھی لیا جائے تو حدیث رسول کے مطابق اھل بیت ہونا ان پانچ میں بند نہیں ہے لہذا قسمت کی بات ہے ہمیں حدیث رسول کی روشنی میں اھل سنت کا مذہب مبارک اور تمہیں قوانین کی روشنی میں روافض کا مذہب مبارک کیونکہ فن کا امام توزمحشری معتزلی بھی تھا۔

عوام اہل سنت: آپ کے لئے فیصلہ کرنا آسان ہوگا کہ اب ہم اپنے بزرگوں کی مانیں یا گمراہوں کے پلندوں کی مانیں کیونکہ یہ لوگ تو پیسے لیکر اپنا مذہب بیچنے والے ہیں۔ اور بعید نہیں کہ کل آپکا سودا بھی کردیں لہذا بہتری اسی میں ہے کہ اعلحضرت احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کا دامن مضبوطی سے تھاما جائے اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا حاصل کی جائے جو دنیا میں بھی کامیابی وکامرانی کا سبب اور آخرت میں بھی سرخروئی کا ذریعہ ہے۔

آج لے انکی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت کو گر مان گیا

اوراعلیحضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی نے واضح الفاظ میں اہل سنت کو سمجھا دیا کہ سنیوں مذہب ودین کی سودا بازی نہ کرنا کیونکہ عزت مال ودولت میں نہیں ہے بلکہ نعلین مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو سر کا تاج بنانے میں ہے۔

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور صلی اللہ علیہ وسلم
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

لہذا سنیو جاگتے رہنا اور رافضیوں کے جال میں پھنس کر عقیدے کی تجارت شروع نہ کردینا۔

شان تطہیر:

رو پڑی صاحب نے بڑی ہی کر کے پہلے تو یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ ازواج
مطہرات اہل بیت میں داخل نہیں وہ تو آرام آگیا ہو گا کہ قرآن و حدیث اور اہل سنت کی
معتبر شخصیات کی تصریحات سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ حضور ﷺ کی ازواج
مطہرات اہل بیت میں داخل ہیں۔ پھر بڑا زور لگا کر ہی ہی کر کے (یہ آواز پتہ نہیں زیادہ
زور کیوں پکڑ رہی تھی) یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ شان تطہیر صرف ان تک
محدود ہے اس میں کسی دوسرے کو شامل نہیں کیا گیا۔ نہ صرف یہ کہ یہاں بات ختم ہو جا
بلکہ رفض کے وہ وہ کرتب دکھائے جو مداری بھی دکھانے سے قاصر ہیں اور یہاں تک کہہ
ڈالا کہ۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی گستاخی:

فضیلت عطا فرمانا اور ہے اور تطہیر عطا فرمانا اور ہے فضیلت کسی گناہ گار کو بھی دی جا سکتی ہے
جیسا صحابی ہے گناہ گار ہو کر بھی باقی ساری امت سے افضل ہے افضل تو ہے لیکن تطہیر
تو نہیں ہے۔[1]

جواب آں غزل:

سب سے پہلے تو ساتھی صاحب (ہزارے والا معنی) سے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ شان
تطہیر کو جو آپ پانچ تن تک محدود کر رہے ہیں کیا تطہیر عطا کرنے کی ڈیوٹی اسوقت آپکی تھی
کہ آپ نے ان پانچ کو عطا کر دی اور باقی کسی کو عطا نہیں کی کیونکہ ویسے آپ لگتے بڑے
پرانے سباء کے جانشین ہیں لیکن اتنی تو عمر نہیں کہ شان تطہیر عطا کرنے پر تم مامور ہو

(۱) نعرہ حیدری ص ۹ قادریہ جیلانیہ پبلیکیشنز

ں پچھڑیاں اپنے پاس رکھو ہمیں اس تحقیق کی ضرورت نہیں ہے جائے جہنم میں ایسی
تیق بھی اور ایسی تحقیق کرنے والے بھی۔ کیونکہ شان تطہیر عطا کرنے والا رب ذوالجلال
ں کی مرضی جسکو چاہے عطا کرے تم کون ہوتے ہو تطہیر کو پانچ میں منحصر کرنے والے ہی
ں کرنے والے۔

ان تطہیر ازواج مطہرات کو حاصل ہے:

ضرات گرامی آیت تطہیر نازل ہوئی ہے اہل بیت کے بارے میں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد
رمایا:

"انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت
ویطہرکم تطہیرا"

اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما
دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔ (1)

شان تطہیر حاصل ہے اہل بیت کو اور یہ بات گزر چکی کہ اہل بیت میں ازواج مطہرات
شامل ہیں لہذا ثابت ہوا کہ ازواج مطہرات کو بھی شان تطہیر حاصل ہے۔ جب قرآن کا
فیصلہ ہے کہ شان تطہیر ازواج مطہرات کو بھی حاصل ہے تو کسی کی کیا جرأت کہ شان تطہیر
کو پانچ تن پاک تک ہی محدود کرے بلکہ اہل سنت وجماعت ازواج مطہرات پنج تن پاک اور
جملہ اہلبیت کیلئے شان تطہیر تسلیم کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارے اکابر نے فرمایا ہے۔

---

(1) ترجمہ کنزالایمان

شان تطہیر از سید الاولیاء پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ:

معلوم ہوا کہ تطہیر بدین معنی یعنی تنزیل احکام وہدایات قرآنیہ سب اہل ایمان کو شامل ہے۔ صرف امہات المومنین وآل عبا علیہم السلام کے ساتھ مخصوص نہیں۔ لہذا ہر دو فریقین یعنی سنی وشیعہ کا اس پر زور لگانا کہ آیۃ تطہیر میں لفظ اہل بیت سے مراد بقرنیہ سیاق وسباق آیہ ازواج مطہرات ہی ہیں یا آل عبا ہی ہیں صحیح نہیں اور نہ ہی اس آیت کا مفاد جداگانہ ا ممتازانہ تطہیر خاص ازواج مطہرات یا آل کساء یا ہر دو کے لئے ہے۔ (1)

ازواج مطہرات کے لئے شان تطہیر نام سے ہی واضح ہے:

اگر کسی کا دماغ ہو (خمار کی طرح نہ ہو) تو وہ عرف میں ازواج مطہرات کا جو نام لیا جاتا ہے اس سے ہی اندازہ لگا سکتا ہے کہ مطہرات جو کہا جاتا ہے تو اسی لئے کہا جاتا ہے کہ ان شان تطہیر حاصل ہے۔

شان تطہیر صحابہ کرام کو بھی حاصل ہے:

"اذ یغشیکم النعاس امنۃ منہ وینزل علیکم من السماء ماء لیطھرکم بہ ویذھب عنکم رجز الشیطن ولیربط علی قلوبکم ویثبت بہ الاقدام"۔ (2)

جب اس نے تمہیں اونگھ سے گھیر دیا تو اسکی طرف سے چین (تسکین) تھی اور آسمان سے تم پر پانی اتارا کہ تمہیں اس سے ستھرا کر دے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور فرمادے اور تمہارے دلوں کو ڈھارس بندھائے اور اس سے تمہارے قدم جمادے۔ (3)

---

(1) تصفیہ ما بین سنی وشیعہ ص ۵۵ مقام اشاعت گولڑہ شریف
(2) سورۃ الانفال آیت نمبر ۱۱
(3) ترجمہ کنزالایمان

ص قرآنی کا انکار:

آیت مذکور میں صراحتاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان تطہیر کا بیان ہے:

"لیطھرکم بہ ویذھب عنکم رجز الشیطان"
تمہیں اس سے ستھرا کر دے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور فرما دے۔

موصوف یہاں پر گستاخی صحابہ میں اتنا آگے نکل گئے کہ نص قرآنی کا بھی انکار کر بیٹھے۔ استغفر اللہ۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں ان کے چیلوں چانٹوں ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والوں سے تمام اہل سنت کو محفوظ فرمائے۔ (امین)

ہاں البتہ اتنی بات ضرور کہوں گا کہ قرآن سے حق چار یار کی دلیل وہ مانگے جو قرآن کو ماننے والا ہو جو قرآن کی نص صریح کا منکر ہو وہ ہم سے حق چار یار کی دلیل کس منہ سے مانگتا ہے ہاں لوگو پہچانو ان بھیڑیوں کو اور بے نقاب کرو اور انکی سبائیات کو سرعام واضح کرو تاکہ اپنے انجام کو پہنچیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی:

حضرات گرامی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تطہیر کی نفی کرنا یہ صحابہ کرام کی گستاخی نہیں تو اور کیا ہے اور یہ کیسی دورنگی ہے کہ پہلے یہی لوگ کہتے ہیں کہ ہم صحابہ کرام کو تحفظ مہیا کرتے ہیں تو کیا یہی تحفظ مہیا کرنا ہے کہ قرآن کی نصوص صریحہ جو صحابہ کی شان تطہیر میں نازل ہوئی ہیں ان کا انکار کر دیا جائے۔ اور یہ کہا جائے کہ صحابہ کو شان تطہیر حاصل نہیں ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی گستاخی:

روافض نے بات یہاں تک ہی ختم نہ کی بلکہ رفض کی دلدل میں بہت گہرائی تک چلے گئے اور یہاں تک کہہ دیا کہ "فضیلت تو کسی گناہ گار کو بھی دی جاسکتی ہے جیسا صحابی ہے گناہ گار ہو کر بھی ساری امت سے افضل ہے افضل تو ہے لیکن تطہیر تو نہیں ہے۔[(1)] (معاذ اللہ ثم معاذاللہ)

عوام اہل سنت آپ توجہ فرمائیں اس عبارت پر کہ "جیسا صحابی ہے گناہ گار ہو کر بھی باقی ساری امت سے افضل ہے" تو بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ باقی ساری امت سے افضل تو جناب سیدنا ابو بکرؓ صدیق کی ذات مبارکہ ہے تو آپ کو گناہ گار کہنا یہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی گستاخی نہیں تو اور کیا ہے؟۔

تنبیہ: اہل سنت وجماعت معصوم صرف انبیاء کو مانتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گناہوں سے معصوم نہیں مانتے لیکن کسی گمراہ رافضی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ صحابہ کرام کو بالخصوص افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو گناہ گار کہتا پھرے اور اپنے گریبان میں جھانکے تک بھی نہیں۔

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطاء اجتہادی صحبت کی برکت سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے صواب سے بہتر ہے۔[(2)]

---

(1) نعرہ حیدری ص ۹ قادریہ جیلانیہ پبلیکشنز
(2) مکتوبات جلد نمبر ا ص ۲۲۹ مکتوب نمبر ۱۲۰

اہل سنت وجماعت کے نزدیک جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطاء اجتہادی سیدنا اویس قرنی خیر التابعین اور عمر ثانی عمر بن عبد العزیز کے صواب سے بھی بہتر ہے جب ان کے صواب سے بہتر ہے تو انکو گناہ گار نہیں کہہ سکتے جب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطاء اجتہادی کے باوجود انکو گناہ گار نہیں کہہ سکتے تو سیدنا صدیق اکبر تو وہ ہیں جن کے بارے میں آقا علیہ السلام فرمائیں میں نے سب کے احسان کا بدلہ جھکا دیا ہے لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ کے احسان کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہی عطا کرے گا۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کو میری امت کے ایمان کے ساتھ تولا جائے تو ابو بکر کا ایمان بھاری ہو گا اور فرمائیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ میرا غار میں یار ہے اور مزار میں بھی یار ہے اور حوض کوثر پر بھی یار ہو گا اور وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ جنکی صحابیت کا منکر کافر ہے روافض کے چیلے کس منہ سے آپ کو گناہ گار کہتے ہیں۔ بہر حال عوام اس بات سے اندازہ لگا سکتی ہے کہ گستاخ صحابہ کون ہے؟

فرمان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم:

حب ابی بکر وشکرہ واجب علی امتی یعنی ابو بکر کی محبت اور اس کا شکریہ میرے امت پر واجب ہے۔ (1)

فرمان مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ ہے کہ ابو بکر کی محبت اور شکر میری امت پر واجب ہے۔ رافضی کہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ گناہ گار ہیں۔ کیا یہی محبت اور شکر کی ادائیگی کا طریقہ ہے؟

ارشاد باری تعالیٰ:

"وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان اولئک ہم الراشدون"۔
اور کفر حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی ایسے ہی لوگ راہ پر ہیں۔

---

(1) الصواعق المحرقہ ص ۴۷ مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان

قرآن کریم کے اعلان کو غور سے دیکھئے اور ارشاد خداوندی پر یقین کر لیجئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کفر، فسق اور گناہ سے قطعی طور پر محفوظ ہیں، فسق اور گناہ سے محفوظ ہونے سے مراد یہ ہے کہ یا تو اللہ تعالیٰ کمال کرم سے ان کو خود حفاظت فرماتا ہے اور ان سے گناہ ہونے نہیں دیتا، یا اگر ان سے گناہ سرزد ہو جائے تو اس پر قائم نہیں رہنے دیتا اور وہ فوراً تائب ہو جاتے ہیں اور جب وہ تائب ہو جاتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے، گویا انہوں نے گناہ نہیں بلکہ نیکیاں ہی کی ہیں۔

اس نص قرآنی کے باوجود کوئی صحابہ کے گناہ گار ہونے کی رٹ لگائے تو وہ نص کا منکر نہیں تو اور کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ ابو بکر صدیق سے خطاء کا واقع ہونا نہیں چاہتا:

”ان اللہ عزوجل یکرہ فی السماء ان یخطاء ابوبکر الصدیق فی الارض“۔[1]

یعنی اللہ تعالیٰ آسمانوں میں یہ ناپسند کرتا ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ زمین میں کوئی خطاء کریں۔

واہ کیا عظمت اور شان ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کہ رب تعالیٰ بھی ان سے خطاء کے سرزد ہو جانے کو نہیں چاہتا اور مت ماری گئی ہے رفض نوازوں کی جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو گناہ گار کہتے ہیں۔

---

(1) الصواعق المحرقہ ص ۷۱ مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان۔۔۔مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۸ کنز العمال جلد ۱۱ ص ۲۵۰۔۔۔تاریخ الخلفاء ص ۳۹ مطبوعہ کتب خانہ رشیدیہ پشاور، عمدۃ التحقیق ص ۹۶ دار الکتب العلمیہ بیروت، المعجم الاوسط ج ۴ ص ۱۹۳ مطبوعہ بیروت

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ امت مصطفوی میں سب سے زیادہ پاکیزہ و طاہر:

مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما ولد فی الاسلام مولود ازکی ولا اطہر ولا افضل من ابی بکر وعمر"۔ (1)

اسلام میں کوئی شخص ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پاکیزہ طاہر اور افضل پیدا نہیں ہوا۔ (امت کی بات ہے)

روافض ملعون نہ ہوں تو اور کیا ہوں کہ جن کی پاکیزگی تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بیان کریں جسکو طاہر و پاک حسنین کے نانا کہیں اور جس ہستی کو افضل مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہیں اور سبائی ان کے گناہ گار ہونے کی رٹ لگائیں تو عوام یہ جان لے کہ یہ ایمان کے ڈاکو ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گستاخ اور فرامین مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں۔ لہذا جس کا جی چاہے تو ان کے ساتھ بیٹھ کر تعلق قائم کر کے جہنم میں داخل ہو جائے اور جس کا جی چاہے تو اعلحضرت علیہ الرحمۃ کی فکر پر چل کر دنیاوی و اخروی سرخروئی حاصل کر لے۔

رب تعالی ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رضا کا تذکرہ کس خوب انداز سے فرماتا ہے:

رب تعالی کا ارشاد گرامی ہے:

"ولسوف یرضی"۔

اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہو گا۔ (2)

یعنی عنقریب رب تعالی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے راضی ہو جائے گا یہ مطلب نہیں کہ آج ناراض ہے بلکہ دنیا والوں پر اپنی رضا ظاہر فرمادے گا دیکھ لو آج صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنے محبوب کے دامن میں جگہ دی کل قیامت میں ان کا حشر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتھ ہو گا پھر

---

(1) کنز العمال جلد ۱۱ ص ۵۵۱ مطبوعہ بیروت۔ دیلمی۔ ابن عساکر۔ تاریخ دمشق ج ۴۷ ص ۱۶۵ رقم الحدیث ۱۰۷۰۲ دار احیاء التراث العربی بیروت

(2) ترجمہ کنز الایمان

جنت میں حضور کا قرب یا یہ مطلب ہے کہ عنقریب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رب تعالیٰ ۔
راضی ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ انہیں اتنا دے گا کہ وہ خوش ہو جائیں گے یہ مطلب نہیں ک
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آج رب سے راضی نہیں سبحان اللہ اپنے حبیب کے لیے فر
"ولسوف یعطیک ربک فترضی" اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے فرمایا "ولسو
یرضی" طرز کلام دونوں مقبولوں کیلئے یکساں ہے۔(1)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رب کی رضا چاہتے یا رب تعالیٰ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
رضا چاہتا ہے تو جس کی رضا رب چاہے اس کا مقام و مرتبہ اہل سنت و جماعت ہی جان
ہیں روافض کیا جانیں کہ مرتبہ و مقام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیا ہے۔

برادران اسلام: ضمناً سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بات نکل آئی ہے کہ آپ کی خطاء اجتہا
ہے اور یہ خطاء اجتہادی اویس قرنی اور عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہم کے صواب سے بہتر ۔
تو میں اس بات کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ بعض ناعاقبت اندیش اور بدترین خلائق
کہتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بڑے دور کا صحابی ہے اور امیر معاویہ کی شان بیان کرنا پاگلوں
کام ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کی خطاء اجتہادی پر بھی ڈنڈی مار کر عقیدہ اہلسنت سے انحراف کر
ہوئے اپنے خیال پر ضلال میں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہیں لیک
میں اذا فاتک الحیاء فافعل ماشئت کے مصداق ایسے بے لگام خماروں کو بتا
چاہتا ہوں کہ کسی صحابی کو دور کا صحابی کہنا یہ صحابہ کی گستاخی ہے اور خصوصاً خال المومنی
خلیفہ راشد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ایسی فرعونیت و نمرودیت کا اظہار کرنا یہ بد بخ
کی علامت ہے۔

ہاں او رافضی: سیدنا امیر معاویہ بڑے قریب کے صحابی ہیں۔

---

(1) نور العرفان محدث شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی مطبوعہ نعیمی کتب خانہ گجرات

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نسبی قربت:

مفسر شہیر مفتی اہل سنت مفتی احمد یار خان نعیمی یوں ارقام فرماتے ہیں کہ آپ کا نام معاویہ کنیت ابو عبد الرحمن ہے آپ والد کی طرف سے بھی پانچویں پشت میں اور والدہ کی طرف سے بھی پانچویں پشت میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں والد کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے کہ معاویہ ابن ابو سفیان ابن حرب ابن امیہ ابن عبد الشمس ابن عبد مناف اور والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے۔ معاویہ ابن ہند بنت عتبہ ابن ربیعہ ابن عبد الشمس ابن عبد مناف ۔ یہ عبد مناف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے دادا ہیں کیونکہ حضور محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف ہیں۔ (1)

امیر معاویہ عبد مناف میں حضور سے مل جاتے ہیں:

لہذا امیر معاویہ نسبی لحاظ سے حضور کے قریبی اہل قرابت میں سے ہیں۔ (2)

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ:

فرماتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باعتبار نسب کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہ نسبت اوروں کے زیادہ قریب تھے کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عبد مناف میں جا کے ملتے ہیں۔ (3)

---

(1) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ص ۴۵ مکتبہ اسلامیہ لاہور
(2) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک نظر ۳۸،۳۷ مطبوعہ فیصل آباد
(3) تطہیر الجنان عربی ص ۱۲ مطبوعہ دار الکتب بیروت

مفسر قرآن مولانا محمد نبی بخش حلوائی رحمۃ اللہ علیہ:

رقم طراز ہیں کہ اگر ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرہ نسب پر نظر ڈالیں تو معلوم ہو گا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے بھائی تھے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت حسن سے بیس سال اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے اکیس سال بڑے ہیں فتح مکہ کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا سارا خاندان مشرف باسلام ہو چکا تھا اب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کھل کر اپنی آغوش رحمت میں لے لیا اور آپکی خصوصی تربیت کی۔(1)

عبارات مذکورہ سے ثابت ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بڑے قریب کے صحابی ہیں لہذا جو انکو دور کا صحابی کہے وہ گستاخ صحابہ ہے اور کذاب ہے۔

فرمان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم امیر معاویہ مجھ سے ہے اور میں امیر معاویہ سے:

رسول اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا:

"انت منی و انا منک تتزاحمنی علی باب الجنة کھاتین واشاره باصبعیه الوسطی والتی یلیھا"۔(2)

اے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں پھر دست اقدس کی دو انگلیوں درمیانی اور ساتھ والی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا جنت میں داخل ہوتے وقت جنت کے دروازے پر میں تجھ سے اور تو

---

(1) النار الحامیہ ص۱۱۰ مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور

(2) سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ لمحدث اعظم پاکستان ص۵،۶ مطبوعہ مکتبہ قادریہ فیصل آباد بحوالہ السیرۃ الحلبیہ ج۲ ص۲۱۹

مجھ سے اس طرح ملے ہوں گے جس طرح یہ دونوں انگلیاں ملی ہوئی ہیں۔

ہاں او رافضی: جس کو آقا کریم ﷺ فرمائیں کہ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے تو وہ بڑے قریب کا صحابی ہوتا ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مصطفیٰ کریم ﷺ کے ہم زلف:

سیدنا معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے ہم زلف ہیں ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہن قریبۃ الصغری سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔[1]

ہاں او رافضی: جو حضور کے ہم زلف ہوں وہ بڑے قریب کے صحابی ہوتے ہیں۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خال المؤمنین:

سیدنا امیر معاویہ کی ہمشیرہ محترمہ ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہ سرکار دوعالم ﷺ کے عقد میں تھیں۔[2]

لہٰذا اس رشتے سے آپ تمام مومنوں کے ماموں بنتے ہیں اس لئے آپکو خال المؤمنین کہا جاتا ہے۔

ہاں او رافضی: جو صحابی مومنوں کے ماموں ہوں وہ بڑے قریب کے صحابی ہوتے ہیں نہ کہ دور کے۔

---

(1) المجرص ۱۰۲ تحت اسلاف رسول ا

(2) طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۷۷ تحت رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا، الاکمال فی اسماء الرجال ص ۹۹ مطبوعہ مکتبہ عثمانیہ کوئٹہ

کاتب وحی تھے:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ یوں ارقام فرماتے ہیں کہ:

"معاويه بن ابی سفيان الخليفة صحابی اسلم قبل الفتح وكتب الوحی"۔ (1)

حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ خلیفہ صحابی ہیں فتح مکہ سے قبل مشرف باسلام ہوئے اور آپ کاتب وحی تھے۔

محقق ابن محقق شارح صحیح بخاری سید محمود احمد رضوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپکو کاتب و
لکھا مفسر شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کو کاتب وحی لکھا۔ اور متعدد ا
اہل سنت نے اس بات کی تصریح فرمائی۔

ہاں اور رافضی: جن سے حضور وحی کی کتابت کروائیں وہ بڑے قریب کے صحابی ہو
ہیں۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مشیر رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام میں مشورہ کیلئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فار
رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا مگر دونوں حضرات کوئی مشورہ نہ دے سکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ار
فرمایا:

"ادعوه معاويه احضروه امركم فانه قوی امين"۔ (1)

---

(1) تقریب التهذیب ج۲ ص ۵۹۲ ترجمه معاویه ابن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلاؤ اور معاملے کو ان کے سامنے رکھو کیونکہ وہ قوی ہیں اور امین ہیں۔
ہاں اور رافضی: جسے حضور خود مشورے کیلئے طلب فرمائیں اور کہیں کہ یہ قوی اور امین ہے وہ بڑے قریب کا صحابی ہوتا ہے۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ:

غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وأما خلافة معاوية بن أبى سفيان رضی اللہ عنہ فثابتة صحيحة بعد موت على رضی اللہ عنہ وبعد خلع الحسن بن على رضی اللہ عنہما"۔(2)

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے وصال اور امام حسن مجتبی رضی اللہ عنہ کے صلح کرنے کے بعد حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما کی خلافت ثابت اور صحیح ہے۔

اعلحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

اعلحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ خلافت راشدہ کس کس کی ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا ابو بکر صدیق عمر فاروق عثمان غنی علی المرتضی امام حسن مجتبی سیدنا امیر معاویہ اور عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہم کی خلافت خلافت راشدہ ہے اور پھر سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کی خلافت خلافت راشدہ ہوگی۔(3)

ہاں اور رافضی: جس کی خلافت خلافت راشدہ ہو وہ بڑے قریب کا صحابی ہوتا ہے۔

---

(1) مجمع الزوائد ج ۲ ص ۳۸۰، طبرانی، حافظ ذہبی فی تاریخ الاسلام
(2) غنیۃ الطالبین ج اص ۱۶۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
(3) ملفوظات اعلحضرت حصہ سوم ص ۲۸۸ مطبوعہ احمد رضا بریلوی قطب خانہ کراچی

شان امیر معاویہ بیان کرنا سنیوں کا کام ہے:

اور رافضی تو کہتا ہے کہ فلاں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان بیان کرتا ہے تو وہ پاگل ہے ام
معاویہ کی شان تو خود رب ذوالجلال نے بیان فرمائی ہے کیونکہ یہ تم بھی مانتے ہو کہ آ
شرف صحابیت حاصل ہے لہذا قرآن کریم میں رب ذوالجلال نے جہاں بھی صحابہ کی شا
بیان فرمائی ہے وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بھی شان بیان ہوئی اور امیر معاویہ کی شان خود تاجد
کائنات نے بیان فرمائی ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی۔
علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی ہے عبد اللہ ابن عباس نے بیان فرمائی ہے اور دیگر متع
صحابہ و تابعین نے بیان فرمائی ہے۔

بول او رافضی یہاں تیرا کیا فتویٰ ہے۔

المختصر یہ کہ تمام آئمہ واسلاف اہل سنت وجماعت نے بیان فرمائی ہے اور میرے ا
اہلسنت مجدد ماءۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ اعلحضرت عظیم البرکت نے تو آپکی شان اور تم ج
کتوں سے دفاع کرتے ہوئے چار کتابیں تصنیف فرمائی ہیں:

(۱) الاحادیث الراویة لمدح امیر معاویه
(۲) عرش الاعزاز لاول ملوک الاسلام
(۳) ذب الاهواء الواهیه فی باب الامیرمعاویه
(۴) البشرٰی العاجلة من تحف آجله۔

حیات اعلحضرت میں ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ نے سیدنا امیر معاویہ کے متعلق چھ کتا
تصنیف فرمائیں۔ واللہ اعلم بالصواب

اور علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے تطہیر الجنان کے نام سے، امام عبد العزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے، محدث اعظم پاکستان، مفتی احمد یار خان نعیمی، مولانا محمد علی نقشبندی، مولانا نبی بخش حلوائی، مولانا غلام محمود ہزاروی، الحاج ابو داؤد صادق صاحب رضوی، محسن اہل سنت مفتی عبد الرزاق بھترالوی، حجۃ الاسلام علامہ پیر سید محمد عرفان شاہ صاحب مشہدی موسوی اور استاذ العلماء فضل الدین نقشبندی شیخ الحدیث والتفسیر پیر سائیں غلام رسول قاسمی صاحب رحمۃ اللہ علیہم اور بیسیوں قائدین اہل سنت نے اس اہم موضوع پر کتب تصنیف فرمائیں۔

بتاؤ رافضی: یہ سارے علماء اہل سنت پاگل ہیں؟

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے کا جواب:

رافضیوں کا مشہور اعتراض:

امام نسائی اور اسحاق بن راہویہ نے کہا ہے کہ:

"لم یصح فی فضائل معاویہ شئی"

یعنی معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ کے فضائل کی روایات میں سے کوئی روایت صحیح نہیں ہے؟

الجواب: اولاً تو قول مذکور نہ تو قرآن کی آیت ہے نہ حدیث رسول ہے نہ کسی صحابی کا فرمان ہے نہ کسی تابعی کا قول ہے اور نہ ہی جمہور علماء امت اس قول پر متفق ہیں۔ یہ بعض بزرگوں کا قول ہے اور محققین اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ بزرگوں کا قول اگر قرآن و حدیث سے ٹکرا رہا ہو تو وہ قابل حجت و قابل تسلیم نہیں ہوتا بلکہ ایسے اقوال کو بزرگوں کے تسامح پر محمول کیا جاتا ہے۔ لہٰذا اگر اس قول سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص شان مراد ہے۔ تو یہ قرآن و حدیث کے صریح مخالف ہے کیوں کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا صحابی ہونا محقق و مسلم ہے۔ جب صحابی ہونا مسلم ہے تو قرآن کریم کی جو آیات کریمہ صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم کی شان میں نازل ہوئیں وہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان کو بھی شامل ہیں۔ جب کسی کی شان میں قرآن کی آیات موجود ہوں تو اس کے باوجود حدیث صحیح کا مطالبہ کرنا چہ معنی دارد؟

کیونکہ حدیث کا مقام و مرتبہ اور حجیت مسلم ہے۔ لیکن قرآن کریم کا درجہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔ لہٰذا بزرگوں کا یہ قول تسامح پر محمول کیا جائے گا۔ کیونکہ قرآن و حدیث سے شان واضح ہونے کے بعد بزرگوں کے غیر معتبر اقوال پر کان نہیں دھرے جاتے جیسا کے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں قول سے واضح ہے۔

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

''مخدوما !فقیر راتاب استماع امثال این سخناں ہر گز نیست بے اختیار رگ فارو قیم در حرکت می آیدوفرصت تاویل وتوجیه آں نمی دہد قائل این سخناں شیخ کبیریمنی باشد یا شیخ اکبر شامی کلام محمد عربی علیه وعلی آله الصلوۃ والسلام در کار است نه کلام محی الدین عربی وصدر الدین قونیوی وعبد الرزاق کاشی مارا بنص کاریست نه بفص فتوحات مدنیه ازفتوحات مکه مستغی ساخته است''۔ (1)

مخدوم محترم! فقیر کو ہر گز اس طرح کی باتیں سننے کی تاب نہیں، بے اختیار میری رگ فاروقی حرکت میں آجاتی ہے اور ایسے اقوال کی تاویل و توجیہ کی فرصت نہیں دیتی، اس طرح کا مقولہ شیخ کبیر یمنی کا ہو یا شیخ اکبر شامی کا ہمیں کلام محمد عربی درکار ہے نہ کہ محی الدین ابن

(1) مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۱۰۰ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

عربی، صدر الدین قونوی اور عبد الرزاق کاشی، ہم کو نص سے کام ہے
نہ کہ فص سے فتوحات مدنیہ نے ہم کو فتوحات مکیہ سے مستغنی کر دیا
ہے۔

نوٹ: مذکورہ عبارت نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر کسی بزرگ کا قول قرآن و حدیث کے موافق نہ ہو تو قابل حجت نہیں نہ کہ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تنقیص شان۔

برکۃ الرسول فی الہند شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:

"مشرب پیر حجت نیست دلیل ازکتاب وسنت مے باید"۔ (1)

محقق علی الاطلاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کسی پیر کا مسلک حجت نہیں ہوتا دلیل کتاب اور سنت سے پیش کی جاتی ہے۔

ہم شیخ محقق کو ماننے والے ہیں لیکن محض تحریر و تقریر کی حد تک نہیں بلکہ جس طرح ماننے کا حق ہے اس طرح مانتے ہیں لہذا گدھے کی طرح شور ڈالنے والے سن لیں کہ ہمارے لئے کسی بھی ایسے پیر کا مسلک حجت نہیں جو قرآن و حدیث کے مخالف ہو۔

محدث بریلوی امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

باب عقائد میں ضعاف تو درکنار بخاری و مسلم کی صحیح حدیثیں بھی مردود ہیں جب تک قطعی الدلالۃ اور متواتر نہ ہوں۔ (2)

(1) اخبار الاخیار ص ۹۳
(2) فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۵۰۵ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

ان ارشادات و تصریحات سے واضح ہوا کہ کسی بزرگ کا قول قرآن و حدیث کے خلاف ہ
تو قابل حجت نہیں ہے لہذا بزرگوں کا "لم یصح فی فضائل معاویه شیء" کا قو
کوئی حیثیت نہیں رکھتا کیوں کہ یہ قرآن و حدیث کے مخالف ہے۔

ثانیاً: یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان بزرگوں کو صحیح روایات نہ ملی ہوں کسی محدث کا حدیث سے
لاعلم ہونا حدیث کے غیر موجود ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔

مفسر شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

کسی محدث کا حدیث سے بے خبر رہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ حدیث موجود ہی نہ ہو۔[1]
اور اگر بالفرض محال عدم صحت کا قول تسلیم کر بھی لیا جائے تو عدم صحت کا قول صحت عد
کو مستلزم نہیں کہ وہ حدیث کے موضوع ہونے پر دلالت کرے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

"لایلزم من کون الحدیث لم یصح أن یکون موضوعا"۔[2]
کسی حدیث کے صحیح نہ ہونے سے اس کا موضوع ہونا لازم نہیں آتا۔

حافظ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

"وقول من یقول فی حدیث انه لم یصح ان سلم لم یقدح
لان الحجة لاتتوقف علی الصحة بل الحسن کاف"۔[3]

---

(1) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ص۸۹ مطبوعہ لاہور
(2) القول المسدد ص ۴۵ الحدیث السابع
(3) مرقاۃ المفاتیح ج ۳ ص ۸۸، کتاب الصلوۃ الفصل الثانی

کسی حدیث کی نسبت کہنے والے کا یہ کہنا کہ وہ صحیح نہیں اگر مان لیا جائے تو بھی یہ بات موجب قدح نہیں کیونکہ حجیت صرف صحیح ہونے پر موقوف نہیں بلکہ حسن بھی کافی ہے۔

علامہ عبد الباقی زرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

"نفیه الصحة لاینافی انه حسن کما علم"۔[1]

حدیث کا صحیح نہ ہونا حسن کے نہ ہونے پر دلالت نہیں کرتا جیسا کہ معلوم ہے۔

حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"قول احمد انه لا یصح أی لذاته،فلا ینفی کونه حسنا لغیره والحسن لغیره یحتج به کما بین فی علم الحدیث"۔[2]

امام احمد کا یہ فرمانا کہ یہ حدیث صحیح نہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ صحیح لذاتہ نہیں تو یہ حسن لغیرہ کی نفی نہ کرے گا اور حسن اگرچہ لغیرہ ہو حجت ہے جیسا کہ علم حدیث میں بیان ہو چکا ہے۔

---

(1) شرح الزرقانی علی المواہب ج ۵ ص ۵۵ تحت ذکر نعله ﷺ
(2) الصواعق المحرقه ص ۱۸۵ الفصل الاول مطبوعه کتب خانه مجیدیه ملتان

مجدد دین وملت امام الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

محدثین کرام کا کسی حدیث کو فرمانا کہ صحیح نہیں، اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ غلط وباط
ہے، بلکہ صحیح ان کی اصطلاح میں ایک اعلیٰ درجہ کی حدیث ہے جس کے شرائط دشوار
موانع وعوائق کثیر وبسیار حدیث میں ان سب کا اجتماع اور ان سب کا ارتفاع کم ہوتا ہے،
اس کمی کے ساتھ اس کے اثبات میں سخت دقتیں، اگر اس مبحث میں تفصیل کی جائے، ک
طویل تحریر میں آئے، ان کے نزدیک جہاں ان باتوں میں کہیں بھی کمی ہوئی فرمادیتے
حدیث صحیح نہیں، یعنی اس درجہ علیا کو نہ پہنچی، اس سے دوسرے درجہ کی حدیث کو حس
کہتے ہیں، یہ بآں کہ صحیح نہیں پھر بھی اس میں کوئی قباحت نہیں ہوتی ورنہ حسن ہی کیو
کہلاتی، فقط اتنا ہوتا ہے کہ اس کا پایہ بعض اوصاف میں اس بلند مرتبہ سے جھکا ہوتا ہے، ا
قسم کی بھی سینکڑوں حدیثیں صحیح مسلم وغیرہ کتب صحاح بلکہ عندالتحقیق بعض صحیح بخا
میں بھی ہیں یہ، قسم بھی استناد واحتجاج کی پوری لیاقت رکھتی ہے وہی علماء جو اسے صحیح نہ
کہتے برابر اس پر اعتماد فرماتے اور احکام حلال وحرام میں حجت بناتے ہیں۔ (1)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

اور صحیح نہ ہونے سے ضعیف ہونا لازم نہیں کیونکہ صحیح کے بعد درجہ حسن باقی ہے لہذا ا
حدیث حسن ہو تب بھی کافی ہے۔ (2)

ان تمام تصریحات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اگر بعض حضرات کی طرف سے سیدنا معا
رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے متعلق "عدم صحت" کا قول پایا گیا ہے تو وہ ہرگز مضر نہیں کیونکہ عد

---

(1) فتاوی رضویہ جلد ۵، منیر العین ص۲۱ افادۃ اول رضا فاؤنڈیشن لاہور
(2) جاء الحق ص۳۵۰ تحت انگوٹھے چومنے پر اعتراض

ت سے مقبول روایت کی نفی نہیں ہو سکتی لیکن یہ بات اس تقدیر پر ہے جبکہ امام اسحاق راھویہ کے قول کو پوری تفصیل کے ساتھ درست مانا جائے۔

م نسائی اور اسحاق بن راھویہ کے قول پر محدثین کا تبصرہ:

فظ ابن عساکر اور حافظ ابن کثیر:

"کتب الی ابو نصر القشیری . أنا ابو بکر البیھقی انا ابو عبد الله الحافظ قال سمعت ابا العباس الأصم قال سمعت ابی یقول سمعت اسحاق بن ابراهیم الحنظلی یقول لا یصح عن النبیﷺ فی فضل معاویة بن ابی سفیان شئی وأصح ماروی فی فضل معاویة حدیث أبی حمزة عن ابن عباس "انه کان کاتب النبی" فقد أخرجه مسلم فی صحیح ، وبعده حدیث العرباض "اللهم علمه الکتاب" وبعده حدیث ابن أبی عمیره: اللهم اجعله هادیا مهدیا"۔ (1)

اسحاق بن ابراہیم الحنظلی کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں کوئی بھی صحیح روایت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی نہیں ہے اور سب سے صحیح روایت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں ابی حمزہ رضی اللہ عنہ کی روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ وہ کاتب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور اس کے بعد حدیث عرباض رضی اللہ عنہ ہے "اے اللہ! معاویہ رضی اللہ عنہ کو کتاب کا علم سکھا دے" اور اس کے بعد ابن ابی عمیرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے "اے اللہ! معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا بنا دے"۔

---

(1) تاریخ مدینہ دمشق ج۲۱ ص ۱۹۳ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

امام حافظ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

"وقال السیوطی الشافعی اصح ماورد فی فضل معاویة حدیث ابن عباس " انه کاتب النبی ﷺ " فقد اخرجه مسلم فی صحیحه وبعده حدیث العرباض رضی اللہ عنہ اللهم علمه الکتاب" وبعده حدیث ابن أبی عمیرة : اللهم اجعله هادیا ومهدیا"۔(1)

"امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صحیح تر روایت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ بیشک وہ کاتب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے اس کو مسلم نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے اور اس کے بعد حدیث عرباض رضی اللہ عنہ ہے اے اللہ! معاویہ رضی اللہ عنہ کو کتاب کا علم سکھا دے اور ان کے بعد ابن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے اے اللہ اس کو ھادی اور مھدی بنادے"۔

حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

"قیل عبر البخاری بقوله باب ذکر معاویة ولم یقبل فضا ئله ولا مناقبه لأنه لم یصح فی فضائله شئی کما قاله ابن راهویه وذلک أن تقول : أن المراد من هذه العبارة انه لم یصح منهاشی علی وفق شرط البخاری فاکثر الصحابة کذلک اذا لم یصح شئی عنها ، وان لم یعتبر ذلک القید فلا یضره ذلک لما یاتی أن من فضائله ما حدیثه حسن حتی عند الترمذی کما صرح به جامعه وستعلمه مما یاتی ۔ والحدیث الحسن

---

(1) تنزیة الشریعه ج ۲ ص ۱۸ الفصل الاول تحت باب فی طائفة من الصحابة رضی اللہ عنہم مطبوعه مکتبه التوفیقیه قاهره مصر

لذته کما هنا حجة اجما عابل الضعیف فی المناقب حجّة أیضا، وحینئذ فماج ذکره ابن راهویه بتقدیر صحته لایخدش فی فضائل معاویة"۔(1)

بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ بخاری نے جس باب میں حضرت معاویہ کے حالات بیان کیے ہیں اس باب کا عنوان "باب ذکر معاویہ" رکھا ہے" باب فضائل معاویہ" نہیں رکھا نہ یہ کہا کہ "باب مناقب معاویہ" اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت معاویہ کے فضائل میں کوئی صحیح حدیث وارد ہی نہیں ہوئی جیسا کہ ابن راھویہ نے بیان کیا، اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ مراد ہے کہ بخاری کی شرط کے مطابق کوئی روایت صحیح نہیں تو اکثر صحابہ کی یہی حالت ہے اور اگر " شرط بخاری "کی قید نہ لگائی جائے تو یہ بات غلط ہوگی کیونکہ ان کے فضائل میں بعض حدیثیں حسن ہیں، جیسا کہ امام ترمذی نے جامع ترمذی میں بیان کیا اور عنقریب تم کو معلوم ہوگا کہ حدیث " حسن لذاته " بالاجماع حجت ہے، بلکہ مناقب میں تو ضعیف حدیث بھی حجت ہوتی ہے۔"المختصر ابن راھویہ "نے جو کچھ بیان کیا وہ فضائل معاویہ رضی اللہ عنہ میں قادح نہیں ہو سکتا۔

اقول: اگر امام بخاری کے عنوان باب ذکر معاویہ کو دلیل بنایا جائے تو پھر ذکر عباس بن عبد المطلب بخاری جلد ا صفحہ ۵۲۶، ذکر طلحہ بن عبید اللہ صفحہ ۵۲۷، ذکر اصہار النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۵۲۵، ذکر اسامہ بن زید صفحہ ۵۲۸ وغیرہم جو عنوانات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قائم کئے ہیں، ان کے بارے میں آپ کی منطق کیا کہتی ہے؟

(1) تطہیر الجنان واللسان ص ۱۲۔۱۱، الفصل الثانی مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

مندرجہ بالا تصریحات کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے کاتب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی فضیلت کو جو حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کی ہے علمائے کرام "اصح" چیز فرمارہے ہیں معلوم ہوا کہ علماء کے نزدیک فضیلت کتابت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں صحیح تر فضیلت ہے اور صحیح حدیث سے ثابت ہے سوان کی فضیلت کے عدم صحت کا قول درست نہیں اور جو روایات اس سے کم درجہ کی ہیں ان کے حق میں اکابر محدثین "حسن" ہونے کا حکم لگارہے ہیں جس سے شرعی مسائل اور فقہی احکام ثابت ہوتے ہیں۔

علامہ عبد العزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

"فان ارید بعدم الصحة عدم الثبوت فهو مردود، لمامر بين المحدثين فلا ضير فان فسحتها ضيقة وعامة الاحكام والفضائل انما تثبت بالا حاديث الحسان لعزة الصحاح ولاينحط ما فى المسند والسنن عن درجة الحسن وقد تقرر فى فن الحديث جواز العمل بالحديث الضعيف فى الفضائل فضلا عن الحسن وقد رأيت فى بعض الكتب المعتبرة من كلام الامام مجد الدين بن الاثير صاحب ميزان الجامع حديث مسند احمد فى فضيلة معاوية صحيح الاانى لا استحضر الكتاب فى الوقت"۔[1]

سو اگر عدم صحت سے مراد ہے کہ فضائل معاویہ رضی اللہ عنہ میں کوئی حدیث ثابت ہی نہیں تو یہ قول مردود ہے اور اگر صحت سے صحت مصطلح عند المحدثین مراد ہے تو کوئی حرج نہیں، کیونکہ اس کا دائرہ تنگ ہے۔ احادیث صحیحہ کی قلت کے باعث بیشتر احکام وفضائل

(1) الناهية ص ۳۴ مطبوعه مكتبة الحقيقيه استنبول

احادیث حسان ہی سے ثابت ہوتے ہیں اور مسند احمد اور سنن کی حدیث درجہ حسن سے کم تر نہیں اور فن حدیث میں طے ہو چکا ہے کہ فضائل کے باب میں ضعیف حدیث پر بھی عمل جائز ہے، حسن کی تو کیا بات ہے اور میں نے کسی معتبر کتاب میں امام مجد الدین ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول دیکھا تھا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں مسند احمد کی حدیث صحیح ہے۔

فرمان اعلحضرت:

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض جاہل بول اٹھتے ہیں کہ امیر معاویہ کی فضیلت میں کوئی صحیح حدیث نہیں یہ انکی نادانی ہے علماء محدثین اپنی اصطلاح پر کلام فرماتے ہیں، عزیز و مسلم کہ صحت نہیں (حدیث) پھر حسن کیا کم ہے، حسن بھی نہ سہی یہاں ضعیف بھی مستحکم ہے۔ (1)

ثالثاً: ہو سکتا ہے کہ یہ قول ان بزرگوں کا نہ ہو اور روافض جو عیاری مکاری حیاداری کے مصداق ہیں نے ان اقوال والی کتب ان بزرگوں کی طرف منسوب کر دی ہوں یا ان کی کتابوں میں ایسے اقوال شامل کر دیئے ہوں۔ کیونکہ روافض نے بہت سی غیر معتبر کتب ائمہ اہل سنت کی طرف منسوب کر دیں ہیں اور اسی طرح بعض خیال پر ضلال معتمد علماء کی کتابوں میں شامل کیے ہیں جیسے کہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مجدد دین وملت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

"آنکه کتابی رانسبت کند بیکے از کبرای اہل سنت
ودران مطاعن صحابه وبطلان مذہب اہل سنت درج

---

(1) براہین صادق بحوالہ منیر العین ص۴۰ مطبوعہ گوجرانوالہ

نمایند کتب بسیار تصنیف کردہ اندو بھریک از معتبرین اہل سنت نسبت نمودہ"۔[1]

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں روافض اکیسواں دھوکہ یہ دیتے ہیں کہ ایسی کتاب جس میں صحابہ پر لعن طعن ہو اور مذہب اہل سنت کا بطلان ہو خود تصنیف کر کے اس کو اہل سنت کے کسی جلیل المرتبہ عالم کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔

"آنکه جمعے کثیراز علمای ایشان سعی بلیغ نمودہ اندودرکتب اہل سنت خصوصاً تفاسیروسیر که بیشتردستمال علماء وطلباء نمیبا شندوبعضی از کتب احادیث که شہرت ندارندو نسخ آن کتب متعدد بدست نمی آیند اکاذیب موضوعه که مؤید مذہب شیعه ومبطل مذہب سنیان باشد"۔[2]

روافض بتیسواں دھوکہ یہ دیتے ہیں کہ شیعہ علماء کی ایک جماعت بڑی سعی و کوشش سے اہل سنت کی تفاسیر اور سیرت کی ان کتابوں میں جو علماء و طلباء میں بہت کم معروف و مشہور ہوں، یانا درالوجود ہوں ایسی جھوٹی باتیں ملا دیتے ہیں جو شیعہ مذہب کی تائید اور اہل سنت کے مذہب کی تردید کرتی ہوں۔

نہ ہم آئے نہ تم سمجھے کہیں سے
پسینہ پونچھیئے اپنی جبیں سے

(1) تحفه اثنا عشریه ص۴۰ مطبوعه دہلی انڈیا
(2) تحفه اثنا عشریه ص۴۴ مطبوعه دہلی انڈیا

مذکورہ بالا تصریحات کے باوجود اگر کوئی طوطے کی طرح یہ رٹ لگاتا پھرے کہ سیدنا امیر معاویہ کے فضائل میں کوئی صحیح حدیث نہیں تو سمجھ لیجئے کہ دال میں کچھ کالا کالا ہے یا پھر دال ہی کالی ہے۔

سوال: بعض ذاکرین کہتے ہیں کہ No Demand Mohavia ہمیں معاویہ کی ضرورت نہیں ہے؟

جواب: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق ایسی بات کہنا یہ رافضیوں کا شیوہ ہے کیوں کہ ان کو صحابہ کی ضرورت نہیں یہ تو پیسے کے پتر ہیں ان کو پیسہ چاہئیے جہاں تک بات ہے اہل سنت وجماعت کی تو اس جماعت حقہ کو ہر ہر صحابی کی ضرورت ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کا مفہوم ہے میرے تمام صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے لہذا ہدایت کے لیے صحابہ کی ہمیں ضرورت ہے اور خصوصا سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کیوں کہ امام المشارق والمغارب سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرمان ہے۔

فرمان مولا مرتضی رضی اللہ عنہ:

"یاایها الناس لاتکرهوا امارة معاویة فانکم لو فقدتموه رایتم لروس تندرعن کواہلها کانها الحنظل"۔(1)

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ جنگ صفین سے واپس تشریف لائے تو فرمایا لوگو تم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارات وگورنری کو برا مت جانو دیکھو اگر تم نے انہیں کھو دیا تو تم اپنے سروں کو اپنے شانوں سے کٹ کٹ کر اس طرح گرتے دیکھو گے جس طرح خنظل کا پھل پک کر گرتا ہے۔

(1) البدایہ والنہایہ ج۸ ص ۱۳۱مطبوعہ مصر۔تاریخ الخلفاء ص۱۵۰مطبوعہ پشاور، تاریخ دمشق ج۶ ص ۴۲، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، الناہیہ ص ۳۳ مکتبۃ الحقیقیہ استنبول، حاشیہ العواصم من القواصم ص ۲۱۲ قاہرہ مصر

سن اورافضی!

سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ تو فرمارہے ہیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو نہ کھونا کیونکہ معاویہ کی مسلمان کو ضرورت ہے اب تو ہی بتارافضی ہم "باب مدینۃ العلم" کی مانیں یا تیری مانیں؟

فرمان سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

فرماتے ہیں لوگو تم قیصر و کسری کی اور ان کی حکومت وسیاست کی تعریف کرتے نہیں تھکتے حالانکہ خود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تم میں موجود ہیں۔ (1)

مراد رسول صلی اللہ علیہ وسلم مزید فرماتے ہیں اے لوگو تم میرے بعد آپس میں فرقہ بندی سے بچو اگر تم نے ایسا کیا تو سمجھ رکھو کہ معاویہ رضی اللہ عنہ شام میں موجود ہیں۔ (2)

فرمان سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ:

" مارأیت اخلق للملک من معاویة"۔ (3)

میں نے معاویہ سے بڑھ کر سلطنت اور بادشاہت کے لائق کسی نے نہیں پایا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فرامین سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کتنی شان ہے اور مسلمانوں کو ان کی کتنی ضرورت ہے، اس کے باوجود کوئی رافضی واویلا کرتا پھرے کہ ہمیں معاویہ رضی اللہ عنہ کی ضرورت نہیں تو جہنم میں جائے ہمیں کیا ہے اور یہ کہنے والے رافضی گٹروں کی پیداوار ہیں۔

---

(1) الاصابہ فی تمیز الصحابہ
(2) الاصابہ ج ۳ ص ۴۱۳ مطبوعہ مصر
(3) البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۳۵ مطبوعہ مصر۔ تاریخ کامل ج ۴ ص ۵۔ الاصابہ ج ۳ ص ۴۱۳ مطبوعہ مصر

سوال: بعد نام نہاد سنی کہتے ہیں کہ ہم معاویہ کے مخالف ہیں کیونکہ انھوں نے سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے جنگ کی ہے؟

جواب: ابھی یہ رافضی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے کہ کئی صدیاں قبل سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قصاص عثمان رضی اللہ عنہ میں اختلاف ہوا تھا، اس میں صلح ہوگئی تھی۔

سیدنا علی المرتضیٰ اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی صلح:

"عن عمر بن عبدالعزيز:رأيت رسول الله ﷺ وأبوبكر وعمر جالسان عنده،فلسمت،وجلست،فبينما أنا جالس اذ أتى بعلي ومعاوية فأدخلا بيتا وأجيف عليهما الباب وأنا أنظر،فما كان بأسرع من أن يخرج علي وهو يقول:قضى لي ورب الكعبة ،وما كان بأسرع من أن خرج معاويه على أثره وهو يقول:غفرلي ورب الكعبة"۔[1]

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے خواب میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، میں نے سلام عرض کیا اور بیٹھ گیا اس دوران حضرت علی المرتضی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کو لایا گیا، انہیں دروازے سے اندر داخل کیا گیا اور دروازہ بند کر دیا گیا، تھوڑی دیر بعد علی المرتضی رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور کہہ رہے تھے، خدا کی قسم! میرے حق میں فیصلہ کیا گیا ہے، پھر تھوڑی دیر کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی آگئے اور وہ کہہ رہے تھے رب کعبہ کی قسم! مجھے معاف کیا گیا ہے۔

---

(1) کتاب الروح ص۳۲ مطبوعہ بیروت . تاریخ دمشق ص ۹۸ ج ٦٢ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

جب سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے صلح کرلی اور اللہ تعالی نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو معاف فرما دیا تو اس کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرنا رافضیت ہے کیونکہ مخالفت صحابہ بغض صحابہ ہے اور بغض صحابہ رافضیت ہے نتیجہ یہ نکلا کہ مخالفت صحابہ رافضیت ہے لہذا جو شخص اب یہ کہے کہ ہم امیر معاویہ کے مخالف ہیں تو وہ رافضی ہے اور رافضی کی مخالفت کرنے سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا کچھ بھی نہیں بگڑتا البتہ ایسا کہنے والا رافضی رافضیت میں بڑھ جاتا ہے کیونکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالی راضی ہے تو رب رضا کے مقابلے میں کسی کی مخالفت کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

دلیل: صغری سیدنا امیر معاویہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔
کبری ہر صحابی سے اللہ تعالی راضی ہے۔
نتیجہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالی راضی ہے۔

صغری پر دلیل:

"عن ابن ابی ملیکة قال اوترمعاویة بعدالعشاء برکعة وعنده مولے لا بن عباس فاتی ابن عباس فقال دعه فانه قد صحب رسول اللہ ﷺ"۔(1)

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد ایک رکعت وتر کی نماز ادا کی ان کے پاس عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام بھی موجود تھے انھوں نے آکر حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے شکایت کی تو آپ نے فرمایا چھوڑ دو بیشک وہ صحابی رسول ہیں۔

---

(1) بخاری شریف ص ۵۳۱ ج ۱ مطبوعہ لاہور، نبراس ص ۵۵۰ مطبوعہ لاہور، الناہیہ ص ۱۵ مکتبۃ الحقیقیہ استنبول

کبری پر دلیل:

"رضی اللہ عنہم ورضوعنہ"۔ اللہ ان سے راضی وہ اس سے راضی۔

اصول الشاشی پڑھنے والا طالب علم بھی جانتا ہے کہ یہ آیت مبارکہ عام غیر مخصوص منہ البعض ہے لہذا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ سب صحابہ سے راضی ہے بلکہ سب صحابہ کے ساتھ جنت کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔

جب امیر معاویہ سے اللہ تعالیٰ راضی ہے تو آپ کی مخالفت کرنا چہ معنی دارد پڑھ اور رافضی:

قول باب مدینۃ العلم رضی اللہ عنہ:

فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ایک دیہاتی نے نبی کریم ﷺ سے کہا مجھ سے کشتی لڑیں، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پاس موجود تھے، انہوں نے فرمایا میں تم سے کشتی لڑتا ہوں، نبی کریم ﷺ نے دعا دی کہ معاویہ کبھی مغلوب نہیں ہوگا، حضرت امیر معاویہ نے اس سے کشتی لڑی اور اسے بچھاڑ دیا، مولا علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھے یہ حدیث یاد ہوتی تو میں معاویہ سے کبھی جنگ نہ لڑتا۔(1)

کوئی مسلمان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مخالف نہیں ہو سکتا:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"والذین جاء و من ، بعدھم یقولون ربنا ،اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولاتجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رء وف رحیم"۔(2)

---

(1) الخصائص الکبری ج۲ ص ۱۸۸ مطبوعہ شبیر برادرز لاہور ـــ ازالۃ الخفاء ج۲ ص ۲۷۸
(2) الحشر:۱۰

اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔اے رب ہمارے لئے بے شک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔ [1]

مفسر شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

فرماتے ہیں: اس آیت میں رب نے قیامت تک کے مسلمانوں کی پہچان یہ بتائی کہ وہ تمام صحابہ کے لئے دعا گو ہیں اور ان کے سینے صحابہ کے کینوں سے صاف ہیں، یعنی مسلمانوں کی کل تین جماعتیں ہوئیں، صحابہ مہاجر، صحابہ انصار اور ان سب کے دعا گو خیر خواہ سچے غلام۔اب بتاؤ کسی صحابی سے بغض رکھنے والا کس زمرہ میں ہے، صحابہ سے بغض رکھنے والا تو مسلمانوں کی تینوں جماعتوں سے خارج ہے۔ [2]

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مخالف خدا اور رسول کا مخالف ہے:

ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی ہمشیرہ محترمہ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف فرما تھے اور آپ امیر معاویہ کو چوم رہی تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا کیا تو اس سے محبت کرتی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: میرا بھائی ہے میں اس سے محبت کیوں نہ کروں، پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فان الله ورسوله يحبانه۔
پھر سن لے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت فرماتے ہیں۔ [3]

---

(1) کنزالایمان
(2) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک نظر ص ۲۴
(3) تطہیر الجنان ص ۱۴ مطبوعہ ملتان

فرمان مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم:

حضور سرور دوعالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا:

"فانی احب معاوية واحب من يحب معاوية وجبريل وميكائيل يحبان معاوية والله اشد حبا لمعاوية من جبريل وميكائيل۔[1]

میں معاویہ سے بھی محبت کرتا ہوں اور اس شخص سے بھی محبت کرتا ہوں جو معاویہ سے محبت رکھتا ہو اور جبرائیل ومیکائیل بھی معاویہ سے محبت رکھتے ہیں اللہ تعالی جبرائیل ومیکائیل سے بھی زیادہ معاویہ سے محبت فرماتا ہے۔

حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور جبرئیل ومیکائیل کے محبوب ہیں اور محبوب کا مخالف بالواسطہ محب کا مخالف ہے لہذا اب صلح کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرنے والا در حقیقت اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے اور اللہ اور اس کے رسول کا مخالف مستحق نار ہے۔

سیدنا امیر معاویہ کا مخالف ہدایت کا مخالف یعنی گمراہ ہے:

صحاح ستہ کی مشہور کتاب جامع ترمذی شریف میں ہے کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ دعادی:

"اللهم اجعله هاديا مهديا واهدبه"۔[1]

---

(1) ابن عساکر ج ۲۵ ص ۹ مطبوعہ بیروت

اے اللہ معاویہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنادیجئے، اور اس
کے ذریعہ سے لوگوں کو ہدایت دیجئے۔

نبی کریم ﷺ مستجاب الدعوات ہیں جس کی بنا پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہادی ہیں اور جو ہادی کا مخالف ہو وہ گمراہی کو چاہنے والا ہوگا اور گمراہی کو گلے سے لگانے والا گمراہ لہذا ثابت ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مخالف گمراہ ہے۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مخالف رافضی ہے:

حافظ ابن کثیر نے نقل کیا ہے کہ ایک اللہ کے ولی نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی، آپ ﷺ کے پاس ابو بکر، عمر، عثمان، علی اور معاویہ رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ راشد الکندی نامی ایک شخص آیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ یہ شخص ہم میں نقص نکالتا ہے کندی نے کہا یارسول اللہ میں ان سب میں عیب نہیں نکالتا بلکہ صرف اس ایک معاویہ میں عیب نکالتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرا برا ہو، کیا یہ میرا صحابی نہیں ہے؟ آپ نے یہ بات تین بار فرمائی، پھر آپ ﷺ نے ایک نیزہ پکڑا اور معاویہ کو دے دیا اور فرمایا یہ اس کے سینے میں مارو، انہوں نے اسے نیزہ مار دیا، میری آنکھ کھل گئی صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ راشد کندی کو رات کے وقت سچ مچ کسی نے مار دیا ہے۔[2]
مذکورہ عبارت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا گستاخ حق چار یار کا گستاخ ہے اور حق چار یار کا گستاخ رافضی ہے لہذا ثابت ہوا کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا گستاخ رافضی ہے۔

---

(1) جامع ترمذی شریف ج۲ ص ۲۴۷ مطبوعہ ایچ ایم سعید کراچی۔۔اسد الغابۃ ج ۴ ص ۳۸۶ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ طہران۔۔تاریخ بغداد ج ۱ ص ۲۰۸ مطبوعہ دارالکتاب بیروت، نبراس ص ۵۵۰ مطبوعہ لاہور

(2) البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۴۷

ل اور افضی منطق کیا کہتی ہے۔

وال: بعض جہلاء کہتے ہیں کہ اگر چہ سیدنا امام حسن مجتبی نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح
لی تھی لیکن پھر بھی وہ تھے باغی کیونکہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں بیشک رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار کو فرمایا تمہیں باغی جماعت قتل کرے گی۔ (1)

ونکہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے ان کو معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت نے
قتل کیا لہذا حدیث پاک سے ان کا باغی ہونا سمجھ آتا ہے؟

جواب اول:
حجۃ الاسلام پیر سید عرفان شاہ صاحب مشہدی مدظلہ العالی کے قلم سے:
آپ فرماتے ہیں کے مناظرہ مانچسٹر میں فریق مخالف کے مناظر کی بڑی دلیل جس نے اسے
بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا کر رکھا تھا یہی دلیل تھی ہم کہتے ہیں یہ محض الزام ہے۔
پہلی بات ہے کہ یہ الزام اس وقت صحیح ہوگا جب اس کی کوئی تاویل نہ کی جاسکتی ہو لیکن یہ
حدیث اگر صحیح نہ ہو پھر اسے استدلال درست نہ ہوگا۔

"والامر کذلک فان فی سندہ ضعفا لیسقط الاستدلال بہ"۔
اور چونکہ اس کی سند میں ضعف ہے اس لئے اس روایت سے استدلال ساقط ہو گیا۔

رہی یہ بات کہ ابن حنان نے روایت بخاری کی توثیق کی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ ان کی
توثیق، اس کی تضعیف کرنے والے حضرات کے ہم پلہ نہیں ہو سکتی، کیونکہ ابن حنان توثیق
میں بہت سست شمار ہوتے ہیں۔ (2)

---

(1) مسلم ج ۲ ص ۴۰۳ کتاب الفتن
(2) تطہیر الجنان ص ۳۵

مزید تفصیل کے لیے شاہ صاحب کی کتاب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اہل حق کی نظر میں ملاحظہ ہو

جب حدیث مذکور کی سند ضعیف ہے تو اس کو بنیاد بنا کر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر باغی جیسے الفاظ کسنا درست نہیں اور ستم بالائے ستم تو یہ ہے کہ جب شان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرنے کی باری آتی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں صحیح حدیث نہیں ملتی لہذا ہم شان نہیں بیان کرتے لیکن جب آپ رضی اللہ عنہ کے خلاف دریدہ دہنی کا وقت آتا ہے تو ضعیف احادیث کو بنیاد بنالیا جاتا ہے۔

بتا او رافضی : کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایسا سلوک یہی معیار ایمان ہے؟

جواب دوم:

روافض جس عظیم ہستی کی محبت میں غلو کرنے کی وجہ سے گمراہی کا پٹہ اپنے گلہ میں ڈال چکے ہیں ان کے سامنے جب سیدنا امیر معاویہ کے لئے باغی کا لفظ استعمال کیا گیا تو آپ نے اس لفظ کے قائل کو منع فرمایا کے ان کے متعلق سوائے خیر کے کوئی جملہ نہ کہو۔

"سمع علی یوم الجمل ویوم الصفین رجلا یغلوا فی دالقول فقال ولا تقولو الا خیرا انما هم قوم زعمو انا بغینا علیهم وزعمنا انهم بغوا علینا فقا تلنا هم"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل و جنگ صفین کے موقع پر ایک شخص کو سنا، وہ مقابل لشکر پر باغی و قاتل کے فتوے لگا رہا تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا: ان حضرات کے بارے میں کلمہ خیر کے سوا کوئی بات نہ کہو دراصل ان حضرات نے یہ سمجھا ہے کہ ہم نے ان کے خلاف بغاوت

کے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی۔ اس بنا پر ہم ان سے لڑتے ہیں۔[1]

وں خناس صاحب! آپ کی فکر ٹھکانے آئی کہ نہیں ؟ جب حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ مخالفین کو باغی نہ کہیں تو آپ مدعی ست گواہ چست کے مصداق ہیں کہ نہیں؟۔[2]

جواب سوم:

شیخ الحدیث پیر سائیں غلام رسول قاسمی زید مجدہ کی قلم سے:

قطع نظر اس کے کہ باغی کا لفظ حدیث مبارکہ میں ہے اور اس کا معنی کیا ہے کسی مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ مقبول بارگاہ مصطفی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کیلئے یہ لفظ استعمال کرے کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی غلام کے لئے یہ لفظ استعمال فرمائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہیں اور چھوٹوں کے تنبیہ کر سکتے ہیں۔ جس طرح اللہ کریم نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے کہ "فعصی آدم ربه فغوی" (طہ:۱۲۱) اس آیت کا ترجمہ علماء نے اس طرح فرمایا ہے کہ آدم سے اپنے رب کا حکم بجا لانے میں بھول ہوئی تو جنت سے بے راہ ہو گئے۔ حالانکہ قرآن کے اصل الفاظ عصی اور غوی بڑے سخت الفاظ ہیں۔ عصی کے لفظی معنی ہے نافرمان ہوا اور غوی کہ لفظی معنی ہے گمراہ ہوا۔ کیا آپ یہ جرات کر سکتے ہیں کہ جس طرح آپ نے حضرت امیر معاویہ کو بغاوت کے لفظ کی وجہ سے باغی کہا ہے اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام کو بھی عاصی اور غاوی کہہ دیں؟! اگر آپ کو حضرت آدم علیہ السلام کی نبوت تاویل پر مجبور کر رہی ہے تو اس طرح ہمیں بھی

---

(1) منہاج السنہ ج۳ ص۶۱ مطبوعہ مصر
(2) سیدنا امیر معاویہ اہل حق کی نظر میں ص۱۰۲، مطبوعہ لاہور

حضرت امیر معاویہ کی صحابیت اور ان کے فضائل تاویل پر مجبور کر رہے ہیں۔[1] ادب
درس دینے والے لوگوں کو بتائیں کہ ادب کا دامن یہاں کیوں چھوڑ دیا ہے۔

جواب چہارم:

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ بغاوت کے لفظ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"البغی قد یکون محمودا ومذموما"
یعنی بغاوت اچھی بھی ہوتی ہے اور بری بھی۔[2]

المنجد میں بغاوت کے دو معنی لکھے ہیں:

۱) تلاش کرنا یا مطالبہ کرنا
۲) ظلم اور نافرمانی کرنا۔[3]

اہل سنت وجماعت کا ایمان تو یہی کہتا ہے کہ اس لفظ کا جو بہتر اور صحابہ کی شان کے لا
معنی ہے وہی لیا جائے جیسے تلاش کرنا یا تو آپ کر باغی اس معنی میں کہا گیا تھا کہ آپ خ
عثمان کا مطالبہ کرنے والے تھے۔[4]

مطالبہ کرنا، ہاں اگر کوئی فی الواقع سنی ہی نہیں بلکہ محض سنیت کا لبادہ اڑھے ہوئے ۔
اس کی بات اہل سنت کے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

---

(1) صافیہ لما وقع بین علی ومعاویہ رضی اللہ عنہما ص۷، مطبوعہ سرگودھا
(2) مفردات ص ۵۳
(3) المنجد اردو ص ۹۴
(4) تبصرۃ الادلہ ج۲ ص ۱۱۷۳

مفسر قرآن مفتی عبد الرزاق بھترالوی کے قلم سے:

امام حق کی مخالفت کی چار وجوہ ہیں، اگر چہ بظاہر سب پر بغاوۃ کا اطلاق ہوتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر حرام بغاوۃ کا اطلاق نہیں، آیئے ذرا تفصیل دیکھئے: باغی ماخوذ ہے: بغی سے ، اس کا لغوی معنی ہے "طلب کرنا" جیسے کہا جائے "بغیت کذا" یعنی میں نے اسے طلب کیا رب تعالی کے ارشاد گرامی میں" ماکنا نبغی " بھی اسی معنی میں استعمال ہے۔

پھر عرف میں جو چیز حلال نہ ہو یعنی ظلم وغیرہ کو طلب کرنے والے کو باغی کہتے ہیں، لیکن فقہاء کرام کے عرف میں "الباغی هو الخارج عن طاعة امام الحق" باغی اسے کہا جاتا ہے جو امام حق کی طاعت سے نکل جائے۔

پھر اس کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ "احدها الخارجون بلاتأويل بمنعة وبلامنعة يأخذون أموال الناس ويقتلونهم ويخيفون الطريق وهم قطاع الطريق"۔

ایک قسم یہ ہے کہ وہ امام کی طاعت سے خارج ہوں ان کے پاس لشکری قوت ہو بادشاہ سے مقابلہ کی یا نہ ہو، اور ان کے پاس کوئی تاویل بھی نہ ہو، وہ لوگوں کا مال چھین لیتے ہوں اور لوگوں کو قتل کر دیتے ہوں، اور راستے میں لوگوں کو ڈراتے ہوں، ان کو قطاع الطریق کہا جاتا ہے، یعنی ایک قسم باغیوں کی ڈاکو ہے۔

۲۔ "والثانی قوم كذلک الاانهم لامنعة لهم لكن لهم تأويل فحكمهم حكم قطاع الطريق ان قتلوا قتلوا وصلبوا وان اخذوا مال المسلمين قطعت أيديهم وأرجلهم على ما عرف"

دوسری قسم باغیوں کی یہ ہے کہ ان کو لشکری قوت تو حاصل نہ ہو، لیکن ان کے پاس مخالفت کی کوئی وجہ پائی جائے یعنی تاویل ان کے پاس ہو، ان کا حکم بھی ڈاکوؤں والا ہے، اگر یہ لوگوں کو قتل کریں تو ان کو قتل کر دیا جائے اور اگر یہ لوگوں کا مال چھینیں تو ان کا دایاں ہاتھ اور بائیاں پاؤں کاٹ دیا جائے، دوسری قسم کے باغی بھی ڈاکو ہیں۔

۳۔ "والثالث قوم لهم منعة وحمية خرجوا عليه بتأويل يرون أنه على باطل كفر اومعصية يوجب قتاله بتأويلهم وهؤلاء يسمون بالخوارج يستحلون دماء المسلمين واموالهم ويسبون نساء هم ويكفرون اصحاب رسول الله ﷺ وحكمهم عند جمهور الفقهاء وجمهور اهل الحديث حكم البغاة"۔

تیسری قسم باغیوں کی یہ ہے کہ ایک قوم کو لشکری قوت حاصل ہو امام کی مخالفت کی، وہ مخالفت کر رہے ہوں کسی تاویل کی وجہ سے (ان کی تاویل سراسر باطل ہو گی) یہ لوگ اپنے خیال کے مطابق امام کو کافر یا گنہگار مانتے ہیں، اس لیئے سمجھتے ہیں کہ قتال کرنا واجب ہے، یہ لوگ خارجی ہیں جو مسلمانوں کے قتل کو جائز سمجھتے ہیں، اور ان کے مال کو جائز سمجھتے ہیں، اور ان کی عورتوں کو قید کر لیتے، اور صحابہ کرام کو کافر کہتے ہیں، جمہور علماء کے نزدیک ان کا حکم باغیوں والا ہے یعنی تیسری قسم باغیوں کی خارجی ہیں۔

۴۔ "والرابع قوم مسلمون خرجوا على امام العدل ولم يستبيحوا مااستباده الخوارج من دماء المسلمين وسبى ذراريهم وهم البغاة"۔

چوتھی قسم باغیوں کی یہ ہے کہ مسلمان قوم عادل بادشاہ کی طاعت سے نکل جائے، لیکن خارجیوں کی طرح مسلمانوں کے قتل کو جائز نہیں سمجھتے، اور نہ ہی مسلمانوں کی عورتوں کو قید کرنا جائز سمجھتے ہیں، یہ (مشہور) باغی ہیں یہ بغاوت بھی ناجائز ہے۔(1)

(1) فتح القدیر ج ۵ ص ۳۳۵ باب البغاۃ

صحابہ کرام کی بغاوت علیحدہ قسم:

صحابہ کرام (معاذ اللہ) ڈاکو نہیں تھے کہ ان کو قطاع الطریق والی بغاوت کا نام دیا جائے، لہذا پہلی دو قسموں والی بغاوت صحابہ کرام پر سچی نہیں آسکتی، اور نہ ہی وہ خارجی تھے کہ ان کو خارجیوں والی بغاوت کا نام دیا جائے، خارجی تو کافر ہیں، کسی صحابی کو (معاذ اللہ) کافر نہیں کہا جاسکتا، ہاں کوئی کافر کسی صحابی کو باغی بمعنی خارجی کہے تو وہ کہہ سکتا ہے کہ وہ ہے ہی کافر، کافر کا مسلمان کو کافر کہنا کوئی باعث تعجب نہیں۔

ہمارے ذہنوں میں جو بغاوت ہے وہ بھی صحابہ کرام میں نہیں تھی، کیونکہ مشہور بغاوت ناجائز ہے، صحابہ کرام کسی حرام کے مرتکب نہیں ہوئے، لہذا صحابہ کرام میں مذکور چوتھی قسم کی بغاوت بھی نہیں تھی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کون سی بغاوت تھی؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اجتہادی اختلاف تھا، ایک فریق کا اجتہاد درست تھا، دوسرے کا اجتہاد درست نہ تھا، جس فریق کا اجتہاد درست نہیں تھا اور وہ درست اجتہاد والے مجتہد مصیب فریق سے جنگ کر رہے تھے، اجتہاد مخطیٔ فریق کو میرے پیارے مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رب تعالی کے عطاء کردہ علوم غیبیہ کی وجہ سے باغی فرمادیا تھا، کہ وہ فریق جو مصیب نہیں ہوگا ان کی اجتہادی خطاء کی وجہ سے ان کا مطالبہ زیادتی ہوگا، اسی مطالبہ کی زیادتی کو بغاوت کا نام دیا گیا۔

صرف بغاوت بغاوت کی رٹ نہ لگائی جائے:

بلکہ اس بغاوت کی وضاحت بھی کریں، صحابہ کرام کو مطلقاً باغی کہنے والے اور اس بغاوت کی صحیح ترجمانی نہ کرنے والے در حقیقت صحابہ کرام سے بغض رکھنے والے ہیں، ان کو ہی علماء

سوء کہا جاتا ہے، بلکہ راقم کے نزدیک وہی جہلاء مطلق ہیں، بغض صحابہ رکھنے کی وجہ سے ان
کو نہ دین حنیف حاصل ہے اور نہ ہی ان کا دین منور ہے بلکہ ان کا دین باطل ہونے کی وجہ
سے مظلم ہے، ایسے لوگوں کو دین میں امتیازی شان حاصل نہیں ہوتی، ہاں البتہ وہ رفض
وخروج میں ممتاز ہو جاتے ہیں، ہاں یقین کیجئے ایسے لوگوں کو دینی عظمت حاصل نہیں ہو سکتی
بلکہ ذلت ہی حاصل ہوتی ہے ایسے لوگ دین اسلام میں مخدوم کیا ان منحوسوں کو تو کوئی
خادم کہنے کیلئے تیار نہیں کیونکہ بغض صحابہ رکھنے ولا خادم بھی حقیقی مخدوم کی شان کو برباد کر
دیتا ہے، بغض صحابہ رکھنے والے جہلاء کیا دین اسلام کی وضاحت کریں گے وہ تو منافقانہ
انداز سے دین اسلام کا حلیہ بگاڑ دیں گے؟

تقیہ کرنے والے جہلاء سوء یاروں سے بچ کر رہیں، ان کی بدگو زبان کی زد میں تو "اسد اللہ
الغالب" حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا جیسا بہادر شخص بھی آتا ہے، اور تقیہ کے من گھڑت
قول سے انہوں نے شیر خدا کو ڈرپوک بنا دیا اور تقیہ کی لعنت سے حضرت امام حسن
رضی اللہ عنہ کو "مذلة المسلمين" (مسلمانوں کو ذلت عطاء کرنے والے) کے درجہ میں کھڑا
کر دیا حقیقت تو یہ ہے کہ تقیہ کی تلوار سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بھی بچ نہیں سکتے، تقیہ
والے حسین حسین کہتے بھی رہیں تو ان سے لوگ پوچھیں گے کہ جو کام حضرت علی المرتضیٰ
رضی اللہ عنہ نے کیا کہ تقیہ کر کے باطل خلفاء کی باطل خلافتوں کو (معاذ اللہ) تسلیم کر لیا، اور جو کام
حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے تقیہ سے کیا کہ ایک باغی، ظالم باطل راہ پر چلنے والے شخص کو
(معاذ اللہ) خلیفہ برحق بنا کر اپنے آپ کو بچا لیا، وہ کام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کیوں نہ
کیا کہ آپ بھی اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو بچا لیتے۔

تقیہ در حقیقت منافقت کا دوسرا نام ہے، حضرت علی اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہما اس سے
پاک وصاف تھے وہ تو سچے اور کھرے مسلمان تھے، بہادر تھے، ڈرپوک نہ تھے
تقیہ والے بدیاروں سے علماء کرام وطلباء کرام بچ کر رہیں، وہ تمہارے دین وایمان کے

لٹیرے ہیں، ایسا نہ ہو کہ دین برباد کر بیٹھو، پھر کف دست (ہتھیلیاں) ملنے سے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔

علماء حق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بغاوت کی وضاحت کرتے ہیں:

"عن ابی بکر قال قال رسول اللہ ﷺ اذا التقی المسلمان بسیفیھما فالقاتل والمقتول فی النار"۔ (1)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب دو مسلمان ایک دوسرے سے تلواروں کا سامنا کرتے ہیں تو اس حال میں قتل کرنے والا اور قتل کیا جانے والا دونوں جہنمی ہیں۔

اسی حدیث سے پہلے ایک اور حدیث میں اس کی مزید وضاحت دیکھئے، پھر صحابہ کرام کی بغاوت کو سمجھئے۔

"عن الاحنف بن قیس قال خرجت وانا ارید ھذا الرجل فلقینی ابوبکر فقال این ترید یااحنف قال قلت ارید نصر ابن عم رسول اللہ ﷺ یعنی علیا قال فقال لی یا احنف ارجع فانی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول اذا تواجہ المسلمان بسیفیھما فالقاتل والمقتول فی النار قال فقلت اوقیل یارسول اللہ ھذاالقاتل فما بال المقتول قال أنہ قداراد قتل صاحبہ"۔ (2)

احنف بن قیس کہتے ہیں میں نکلا، اس شخص (حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امداد کا) ارادہ رکھتا تھا، تو مجھے ابو بکر (رضی اللہ عنہ) ملے تو انہوں نے پوچھا اے

---

(1) مسلم ج ۲ ص ۳۹۷ کتاب الفتن
(2) مسلم ج ۲ س ۳۹۷ کتاب الفتن

احنف کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہو، میں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امداد کا ارادہ رکھتا ہوں، تو انہوں نے مجھے کہا اے احنف لوٹ جاؤ، بیشک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جب دو مسلمان تلواروں سے ایک دوسرے کا سامنا کریں تو قتل کرنے والا اور قتل کیا جانے والا دونوں جہنمی ہیں، آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ قتل کرنے والا تو قتل کرنے والا ہے، لیکن قتل کئے جانے والے کا کیا حال ہے؟ (یعنی وہ کیوں جہنمی ہے) تو آپ نے فرمایا وہ بھی اپنے صاحب کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

تنبیہ:

شروع میں اختلاف صحابہ کی بحث میں بیان کیا جاچکا ہے کہ صحابہ کرام کہ "حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما" کے اختلاف میں تین فریق تھے، ایک فریق حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حق سمجھ رہا تھا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو باغی قرار دے رہا تھا اس فریق پر واجب ہو چکا تھا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیں اور باغی سے قتال کریں دوسرا فریق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حق سمجھ رہا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو باغی قرار دے رہا تھا اس فریق پر واجب ہو چکا تھا کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دے اور باغی سے قتال کرے تیسرا فریق دونوں کو غلط سمجھ رہا تھا، اس فریق پر لازم ہو چکا تھا کہ وہ کسی ایک کا بھی ساتھ نہ دے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تیسرے فریق سے تھے۔

علماء ربانیین نے تحقیق و تدقیق، چھانٹ بینٹ کے بعد یہ فیصلہ کیا:

"واما کون القاتل والمقتول من اہلَ النار فمحمول علی من لاتاویل لہ ویکون قتالھما عصبیة ونحوھا"

قاتل اور مقتول کا جہنمی ہونا اس وقت ہو گا جب ان کی لڑائی کی کوئی تاویل نہ ہو، ان کی لڑائی خاندانی اختلاف کی وجہ سے ہو یا دنیاوی اغراض ومقاصد اس میں پائے جائیں، صرف مال بٹورنے کیلئے لڑائی ہو۔

"ثم كونه فى النار معناه مستحق لها وقد يجازى بذلك وقد يعفوالله تعالىٰ عنه هذا هومذهب اهل الحق"

پھر آگ میں جانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ آگ کا مستحق ہو گا، اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے معاف کر دے تو اس کی مرضی ہو گی اہل حق کا یہی مذہب ہے۔

"واعلم ان الدماء التى جرت بين الصحابة رضی اللہ عنہم ليست بداخلة فى هذاالوعيد،ومذهب اهل السنة والحق احسان انظن بهم والامساك عما شجربينهم وتاويل قتالهم وانهم مجتهدون متأولون لم يقصدوامعصية ولا محض الدنيا بل اعتقد كل فريق أنه المحق ومخالفه باغ فوجب عليه قتاله ليرجع الى امرالله وكان بعضهم مصيبا وبعضهم مخطئا معذورا فى الخطأ لأنه باجتهاد والمجتهد اذا اخطأ لاأثم عليه وكان على رضی اللہ عنہ هو المحق المصيب فى ذلك الحروب هذا مذهب اهل السنة وكانت القضايا مشتبهة حتى ان جماعة من الصحابة تحيروافيها فاعتزلوا لطائفتين ولم يقاتلوا ولو تيقنوا الصواب لم يتأخروا عن مساعدته"۔[1]

---

(1) نووی شرح مسلم ج٦ ص ٣٩٨ کتاب الفتن

یقین کر لو صحابہ کرام کے درمیان خونریزی (جنگیں) اس وعید (قاتل ومقتول جہنمی ہیں) میں نہیں آتیں۔ مذہب اہل سنت کا یہی ہے کہ حق یہی ہے کہ صحابہ کرام کے متعلق اچھا گمان کرنا چاہئے، اور ان کے اختلافات کے متعلق زبان نہ کھولی جائے، اور ان کے قتال کی تاویل بیان کی جائے، وہ تاویل یہ ہے کہ صحابہ کرام اجتہاد سے کام لے رہے تھے اور تاویل سے کام لے رہے تھے، کسی فریق کا معصیت (گناہ) کا کوئی ارادہ نہ تھا، اور نہ ہی فقط دنیا کیلئے وہ قتال (جنگ) تھی، بلکہ ہر فریق کا اعتقاد یہ تھا کہ میں حق پر ہوں، اور میرا مخالف باغی ہے، تو اس پر قتال لازم ہو جاتا تھا، تاکہ اس کے نزدیک جو باغی ہے وہ اللہ تعالی کے حکم کی طرف لوٹ آئے، ایک فریق ان میں سے اپنے اجتہاد میں درست راہ پر تھا، اور دوسرا فریق اجتہادی خطاء میں تھا، وہ اپنی اجتہادی خطاء میں معذور تھا، کیونکہ مجتہد سے جو اجتہاد میں خطاء واقع ہو اس میں اس سے گناہ نہیں ہوتا حضرت علی رضی اللہ عنہ ان لڑائیوں میں حق اور صواب راہ پر تھے، یہی اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے، لیکن لڑائیوں میں دلائل واجتہادات مشتبہ تھے، اسی وجہ سے صحابہ کرام کی ایک جماعت ان جنگوں میں حیران تھی، وہ دونوں گروہوں سے جدا تھے، وہ قتال نہیں کر رہے تھے، اگر انہیں کسی ایک فریق کے حق ہونے کا یقین ہوتا تو وہ اس کی ضرور امداد کرتے۔

اب حدیث عمار کی شرح میں استعمال الفاظ کو دیکھیں:

"قال العلماء هذا الحديث حجة ظاهرة في ان عليا رضی اللہ عنہ كان محقا مصيبا والطائفة الأخرى بغاة لكنهم

مجتہدون فلا اثم علیہم لذلک کما قد مناہ فی مواضع،منہا ہذاالباب"۔(1)

علماء نے بیان فرمایا ہے یہ حدیث(حضرت عمار کے قتل ہونے والی)واضح دلیل ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق اور صواب راہ پر تھے،دوسرا گروہ باغی تھا،لیکن دوسرے گروہ کی بغاوت بمعنی اجتہادی خطاء کے تھی،دوسرے گروہ پر کوئی گناہ نہیں تھا،یہ وجہ ہم نے کئی جگہ پر بیان کی ہے،ابھی اس باب میں بھی بیان کر چکے ہیں۔(جو راقم نے قریب ہی بیان کر دیا ہے)

دونوں فرقوں کی حقانیت تقریبا مندرجہ ذیل حدیث سے سمجھ آرہی ہے:

"عن أبی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لاتقوم الساعۃ حتی تقتتل فئتان عظیمتان تکون بینہما مقتلۃ عظیمۃ ودعواہما واحدۃ"۔(2)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی یہاں تک دو بڑی جماعتوں کے درمیان شدید لڑائی ہوگی،حالانکہ دونوں کا دعوی ایک ہوگا۔

یعنی ایک فریق بھی کہے گا میں حق پر ہوں،میرا مطالبہ شرعی ہے،دوسرا بھی کہے گا میں حق پر ہوں میرا موقف شرعی ہے۔

---

(1) نووی شرح مسلم ج ٦ ص ۴۰۴ کتاب الفتن
(2) مسلم ج ٦ س ٣٩٨) کتاب الفتن

غلطی کی بنیادی وجہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالفین خارجی بھی تھے جو بے دین اور کافر تھے، اور آپ کے مخالفین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے جو اجتہادی خطاء پر تھے، دونوں فریقوں کو باغی کہا گیا، اور فقہا کرام دونوں کا ذکر بعض اوقات ایک ہی بحث میں کر دیتے ہیں، ضال اور مضل مبلغین لوگوں کو وہم میں ڈال دیتے ہیں۔

ابو داؤد کی ایک طویل حدیث کے مختصر الفاظ سے فرق دیکھئے حدیث پاک مروی ہے زید بن وہب جہنی سے جس میں یہ مذکور ہے

"افتذهبون الى معاوية واهل الشام وتتركون هؤلاء يخلفونكم الى ذراريكم وأموالكم والله انى لأرجو ان يكونوا هؤلاء القوم فانهم قد سفكوا الدم الحرام واغاروا فى سرح الناس فيسرد على اسم الله"۔ (1)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کیا تم معاویہ اور اہل شام کی طرف جاتے ہو، کیا تم ان کو (خارجیوں کو) اپنے پیچھے اپنے اولاد اور اپنے مالوں میں چھوڑ رہے ہو، قسم ہے اللہ تعالی کی کہ بیشک میں اس قوم کے بارے میں یہی امید کرتا ہوں کہ یہ حرام خون بہائیں گے اور لوگوں کی چراگاہوں (کھیتی اور درختوں) کو لوٹیں گے، اللہ کا نام لے کر ان کی طرف چلو۔ اس حدیث سے بہت واضح ہے کہ خارجی باغی اور تھے اجتہادی خطا والے اور تھے۔

(1) ابو داؤد کتاب السنہ باب قتل الخوارج ص ۳۱۳

علماء سوء کو چھوڑیں، علماء حق کی طرف آئیں:

"لایجوزان ینسب الی احد من الصحابة خطأ مقطوع به اذ کانوا کلهم اجتهد وافیما فعلوه وارادوا الله عزوجل وهم کلهم لنا آئمة وقد تعبد نا بالکف عما شجر بینهم وان لانذکرهم الابأحسن الذکر لحرمة الصحبة ولنهی النبی ﷺ عن سبهم وان الله غفرلهم وأخبر بالرضاء عنهم"۔ (1)

یہ جائز نہیں کہ صحابہ کرام میں سے کسی ایک کی طرف قطعی خطاً کی نسبت کی جائے، اس لئے کہ سب صحابہ کرام اپنے اپنے اجتہاد کے مطابق کام کر رہے تھے، ہر ایک کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضاء حاصل کرنا تھا وہ تمام کے تمام ہمارے امام (پیشوا اور راہنما) ہیں اور تحقیق ہمیں عجز اختیار کرتے ہوئے صحابہ کرام کے اختلافات سے باطل ذکر سے زبانوں کو روک کر رکھنا چاہئے، ہمیں ان کی صحابیت کی حرمت (عزت) کا لحاظ کرتے ہوئے سوائے ان کے اچھے ذکر کے اور کوئی ذکر نہیں کرنا چاہئے، نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو گالی دینے سے منع فرمایا، اور بیشک اللہ تعالیٰ نے ان کی مغفرت فرمادی اور ان سے راضی ہونے کی خبر دے دی۔

ذرا غور تو کریں نبی کریم ﷺ تو صحابہ کرام کو گالی دینے سے منع کریں لیکن نام نہاد امت مصطفی ﷺ ان کے خلاف زبانیں کھولیں، اور اللہ تعالیٰ جن کی مغفرت کا اعلان فرمائے نام نہاد مسلمان کہیں کہ ان کی بخشش نہیں ہوگی، اور رب تعالیٰ تو ان سے راضی ہونے کا اعلان

---

(1) الجامع لأحکام القرآن للقرطبی سورة الحجرات زیرآیة وان طائفتان من المؤمنین الآیة

فرمائے لیکن رب کا نام لینے کے دعویدار ان سے ناراض رہ کر اپنی عاقبت برباد کر دیں تو اس پر تعجب نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ: "یضل به کثیرا و یهدی به کثیرا"

کی جلوہ گری واضح نظر آ رہی ہے۔ (راقم)

عقیدہ اہل سنت:

اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام گناہوں کی آلودگی سے پاک وصاف تھے، ان کی تعریف کرنا ہم پر اسی طرح لازم ہے جیسے ان کی تعریف اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمائی، اور جو اختلاف جاری ہوا حضرت امیر معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان وہ اجتہاد پر مبنی تھا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا جھگڑا امامت کا نہیں تھا۔[1]

نتیجہ واضح ہوا: صحابہ کرام کا اختلاف حکومت حاصل کرنے کیلئے نہیں تھا، بلکہ ہر فریق کا اجتہاد تھا، اجتہادی اختلاف میں گناہ نہیں، بلکہ ہر فریق کو ثواب ملتا ہے مصیب (درست اجتہاد والے) کو دو ثواب ملتے ہیں، اور مخطیٔ (اجتہاد میں خطاء والے) کو ایک ثواب اجتہاد کا ملتا ہے۔

صحابہ کرام کی تعریف کرنا مسلمانوں پر لازم ہے، اس لئے کہ ان کی تعریف تو اللہ تعالیٰ نے کی اور اس کے رسول ﷺ نے ان کی تعریف کی، جن کی تعریف اللہ اور اسکے رسول کریں ان سے بغض رکھنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

---

(1) حوالہ احیاء العلوم الربع الاول جلد ا کتاب قواعد الاعتقاد

مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

گروہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر حسب اصطلاح شرح اطلاق فئہ باغیہ آیا ہے مگر اب کہ باغی بمعنی مفسد و معاند و سرکش ہو گیا اور دشنام سمجھا جاتا ہے اب کسی صحابی پر اس کا اطلاق جائز نہیں۔(1)

گستاخ امیر معاویہ گستاخ رسول ہے:

"عن عبداللہ بن مغفل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن آذاھم فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی اللہ ومن آذی اللہ فیوشک ان یاخذہ"۔(2)

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ سے ڈرتے رہو میرے صحابہ کے بارے میں، ان کو میرے بعد (طعن و تشنیع) کا نشانہ نہ بنانا، جس شخص نے ان سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے ہی تو ان سے محبت کی اور جس شخص نے ان سے بغض رکھا، اس نے میرے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے ہی ان سے بغض رکھا، اور جس شخص نے صحابہ کو اذیت پہنچائی تو تحقیق اس نے مجھے اذیت پہنچائی، اور جس شخص نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ کو اذیت دی، جس نے اللہ کو اذیت دی قریب ہے کہ اللہ اسے اپنی گرفت میں لے لے۔

---

(1) بہار شریعت جلد اول صفحہ ۶۲ مطبوعہ ضیاء العلوم پبلی کیشنز راولپنڈی

(2) رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب

حدیث پاک سے حاصل ہونے والے فوائد:

۱۔ نبی کریم ﷺ کو یہ علم حاصل تھا کہ میرے بعد صحابہ کرام کی شان میں گستاخی کرنے والے لوگ آئیں، اسی لئے فرمایا کہ "میرے بعد صحابہ کو (طعن و تشنیع) کا نشانہ نہ بنانا۔

۲۔ صحابہ کرام کی محبت حقیقت میں محبت رسول اللہ ﷺ ہے صحابہ کرام سے محبت نہ کرنے والا محبت مصطفی کے دعوی میں کذاب ہے۔

۳۔ بغض صحابہ بغض رسول اللہ ﷺ ہے، صحابہ کرام سے بغض رکھنے والا ہزار دعوے کرے کہ مجھے تو نبی کریم ﷺ سے کوئی بغض نہیں، یہ کیسے ہو سکتا ہے میں رسول اللہ ﷺ سے بغض رکھوں؟ تو کیا میں اس جھوٹے، مکار، تقیہ کرنے والے کی بات کو مانوں، یا اپنے آقا و مولی مصطفی کریم ﷺ کی بات کو مانوں جنہوں نے واضح طور پر فرمادیا "صحابہ سے بغض رکھنے والا میرے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے ہی تو ان سے بغض رکھ رہا ہے۔

۴۔ صحابہ کرام کو کسی طرح بھی اذیت پہنچانا، خواہ بغض رکھ کر اذیت پہنچائے، خواہ کسی اور طریقہ سے ان کو اذیت پہنچائے وہ در حقیقت مصطفی کریم ﷺ کو اذیت پہنچا رہا ہے، اور جو رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچائے وہ در حقیقت اللہ تعالی کو اذیت پہنچا رہا ہے، اور جو اللہ تعالی کو اذیت پہنچائے وہ اللہ تعالی کی گرفت میں آئے گا۔

یعنی صحابہ کرام سے بغض رکھنے اور اذیت پہنچانے والا کسی کا کوئی نقصان نہیں کر رہا ہے، بلکہ وہ اپنی عاقبت برباد کر رہا ہے، دشمنان صحابہ کا انجام ہم نے پہلے بھی دیکھا، آئندہ بھی ان شاء اللہ دیکھتے رہیں گے۔

"ویمدھم فی طغیانھم یعمھون"۔
اللہ ان کو مہلت دیتا ہے کہ وہ سرکشی میں اور زیادہ سرگرداں رہیں۔

عقل کے اندھوں کا انجام ان شاءاللہ دنیا دیکھے گی، رب تعالیٰ انہیں انجام کو پہنچائے گا ہمیں کیا فکر۔

سیدنا امیر معاویہ کی خطاء اجتہادی ہے:

اب ہم اہل سنت وجماعت کے نزدیک سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطاء اجتہادی ہے اور اجتہادی خطاء پر بھی ثواب ملتا ہے گناہ نہیں لہذا اس خطاء میں بھی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ثواب کے مستحق ہیں اور کیوں نہ ہوں جیسا کہ مجدد صاحب نے فرمادیا کہ آپکی خطاء خیر التابعین اویس قرنی اور عمر ثانی عمر بن عبد العزیز کے صواب سے بہتر ہے۔ اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ "سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خطاء پر تھے اور اہل سنت کے نزدیک انکی خطاء اجتہادی ہے"۔

قارئین کرام:

یہاں اہل سنت کا مسلک تو واضح ہے کہ خطاء اجتہادی ہے لیکن پہلے الگ کہا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ خطاء پر تھے تو یہاں اجتہادی کا ذکر نہیں اور عوام اہل سنت کے ساتھ دغابازی اور دھوکہ دھی سے کام لیا گیا اور سنیوں پہچانوں ان لوگوں کو کہ جو کبھی کچھ اور کبھی کچھ کہتے ہیں دورنگی اپناتے ہیں۔ رئیس المنافقین کے جانشین ہونے کا ثبوت دیتے ہیں کہ جب محفل میں کوئی دجال کی اولاد ان کو مخاطب کر کے کہے کہ باپ کے ساتھ لڑائی اجتہاد نہیں ہوتا تو یہ عقیدہ اہلسنت کے خلاف بولے جانے پر آخر کیوں سکوت اختیار کر جاتے ہیں؟ اور ایسے ہی لوگوں کی محفلوں میں جب مقبول بارگاہ مصطفےٰ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے

خلاف نعرے لگائے جاتے ہیں تو ان کی بولتی کیوں بند ہو جاتی ہے۔ اس کارد کیوں نہیں کیا جاتا؟

سنیو: عقیدہ اہل سنت واضح ہے کہ جیسا کہ امام ابوالحسن اشعری نے الابانہ میں، امام ابو اسحق اسفرائنی نے شرح عقائد اسفرائنی میں، امام محمد غزالی نے احیاء العلوم میں، علامہ ابن اثیر نے جامع الاصول میں، علامہ قرطبی مالکی نے تفسیر قرطبی میں، امام محی الدین شرف نووی نے شرح صحیح مسلم میں، حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں، علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں، حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں، علامہ ابن ہمام نے المسایرہ میں، علامہ ابن حجر مکی نے الصواعق المحرقہ میں، حضرت مجدد الف ثانی نے مکتوبات شریف میں، علامہ الشہاب الدین خفاجی نے نسیم الریاض میں، ملا علی قاری نے مرقاۃ میں، علامہ عبدالعزیز برہاروی نے نبراس میں، امام اہل سنت فاضل بریلوی نے فتاویٰ رضویہ میں اور خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے مراۃ العاشقین میں اسکی وضاحت فرمائی ہے کہ آپکی خطاء اجتہادی تھی۔ اور بالخصوص فارق حق وباطل اعلحضرت عظیم البرکت نے فرمایا ہے کہ جو خطاء اجتہادی نہیں مانتا اس کا اہل سنت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسکی وضاحت کیلئے فقیر فتاوی رضویہ شریف سے امور عشرین کی نقل پیش کرتا ہے کیونکہ اعلحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> آج کل بہت لوگ ادعائے سنیت کرتے ہیں اور عوام بیچارے دھوکے میں پڑتے ہیں بعض۔ مصلحت وقت کے لئے زبان سے کچھ کہہ جاتے ہیں اور موقع پا کر پلٹا کھاتے ہیں اکثر جگہ ان شاء اللہ العزیز یہ امور عشرین بطور نمونہ کافی ہیں جو بعونہ تعالی فرار سنیت پر سچا فائز

ہے بے تکلف دستخط کردے گا ورنہ پانی مرنا آپ ہی نشیب ضلالت کی خبر دے گا۔(1)

امور عشرین سے موضوع کے متعلق چند امور

۱۔ سید احمد خان علی گڑھی اور اس کے متبعین سب کفار ہیں۔

۲) رافضی کہ قرآن کریم کو ناقص کہے یا مولی علی کرم اللہ وجہ یا کسی غیر نبی کو انبیاء سابقین علیہم السلام میں سے کسی سے افضل بتائے کافر و مرتد ہے۔

رافضیو! غور سے پڑھو۔ کیونکہ میں آگے نقل کرنے والا ہوں کہ انہوں نے مولی علی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی فضیلت دی ہے۔

۳۔ رافضی تبرائی فقہاء کے نزدیک کافر ہے اور اس کے گمراہ بدعتی، جہنمی ہونے پر اجماع ہے۔

غور سے پڑھو اور عبرت حاصل کرو۔ کر کچھ ہوش اے نادان گستاخ۔

۴۔ جو مولی علی رضی اللہ عنہ کو حضرات شیخین پر قرب الٰہی میں تفضیل دے وہ گمراہ مخالف سنت ہے۔

اور افضی: غور سے۔ بار بار پڑھ مجھے معلوم ہے کہ اعلحضرت کی یہ باتیں تجھے ہضم نہیں ہوں گی۔

۵۔ جنگ جمل و صفین میں حق بدست حق پرست امیر المؤمنین کرم اللہ وجہہ تھا مگر حضرات صحابہ کرام مخالفین کی خطاء خطائے اجتہادی تھی جسکی وجہ سے ان پر طعن سخت حرام انکی نسبت کوئی کلمہ اس سے زائد گستاخی کا نکالنا بیشک رفض ہے اور خروج از دائرہ اہلسنت جو کسی صحابی کی شان میں کلمہ طعن و توہین کہے انہیں برا جانے فاسق مانے ان میں سے کسی سے بغض رکھے مطلقا رافضی ہے۔(2)

---

(1) فتاوی رضویہ جلد ۲۹ ص ۶۱۷

(2) فتاوی رضویہ شریف ج۲۹ ص ۶۱۳ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

پنج تن پاک کی نسبت سے پانچویں نمبر پر اعلحضرت نے جو طمانچہ روافض کے منہ پر مارا ہے اسکی کیفیت وہ خود ہی بیان کر سکتے ہیں۔ کیونکہ خطاء اجتہادی سے زائد کلمہ گستاخی کا نکالنا رفض ہے بقول اعلحضرت کے تو خطاء منکر کا قول کرنے والے غور کریں کیونکہ خطاء منکر پر ثواب نہیں ملتا بلکہ ۔۔۔تو یہ گستاخی نہیں تو کیا ہے اور اعلحضرت نے فرمایا جو کسی صحابی کی شان میں کلمہ طعن وتوہین کہے مطلقا رافضی ہے تو کیا حضرت امیر معاویہ کو دور کا صحابی کہنا، انکی شان بیان کرنے والوں کو پاگل کہنا، اور خلفائے ثلثہ کی شان میں حدیث کا مذاق اڑانا اور توہین امیز لہجہ میں انکار کرنا اور امیر معاویہ کے خلاف لگائے جانے والے نعرہ پر خاموش رہنا۔ صحابی کی گستاخی نہیں تو کیا ہے؟

محدث اعظم پاکستان کا فیصلہ:

آپ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے رب سے صحابہ کے اپنے بعد اختلاف کے متعلق سوال کیا اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی کہ اے محمد ﷺ تحقیق آپ کے اصحاب میرے نزدیک آسمان میں ستاروں کی طرح ہیں بعض ان کے بعض سے زیادہ قوت والے ہیں اور ہر ایک کے لئے نور ہے تو جس نے ان کے اختلاف سے کسی چیز پر عمل کیا تو وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے اور فرمایا رسول اللہ نے کہ میرے صحابہ ستاروں کی مثل ہیں جس کی پیروی کروگے ہدایت پاؤ گے۔

یہ حدیث شریف صراحۃ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے اختلافی مسائل میں ہدایت پر تھے اور حضرت سیدنا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ اور حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں جو اختلاف تھا وہ بھی اس اختلاف میں شامل ہے لہذا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ میں جو اجتہادی اختلاف ہوا اس میں یہ دونوں حضرات ہدایت پر تھے مگر مولا علی رضی اللہ عنہ ہدایت میں بہت زیادہ قوی تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے برابر قوی نہ تھے مگر ہدایت پر دونوں تھے دونوں

ایت کے چمکتے ستارے تھے حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ بہت زیادہ روشن اور حضرت امیر
عاویہ رضی اللہ عنہ بھی ہدایت کے روشن ستارے تھے مگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہدایت میں ان کے
ابر کے مرتبہ میں نہ تھے، بلکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مرتبہ و مقام ان سے اعلیٰ وارفع
ہے تمام صحابہ کرام چونکہ ہدایت کے ستارے ہیں۔ (1)

ارئین کرام: مذکورہ بحث سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ ایسے لوگ جنکی نمرودیات
فرعونیات وسبائیات کا ذکر کیا۔
لیا بقول آئمہ اہل سنت وجماعت سے کوئی تعلق نہیں رکھتے بلکہ صرف سنیت کا لبادہ اوڑھ
ر سادہ لو مسلمانوں کو رافضیت کے کرتب دکھا کر رافضیت کی دلدل میں پھنسا رہے ہیں یہ
راگ الاپ کر کہ جھگڑا سنی شیعہ کا نہیں ہے بلکہ جھگڑا وہابی شیعہ کا ہے۔ اپنی عاقبت کے
ساتھ ساتھ عوام اہل سنت کے گلے میں بھی گمراہی کا طوق ڈال کر نار جہنم کی طرف دھکیل
رہے ہیں۔

ہم تو ڈوبے ہیں صنم
تمہیں بھی لے ڈوبیں گے

سیدنا امیر معاویہ دیگر صحابہ کیلئے پردہ ہیں:
حضرت ربیعہ بن نافع نے تنبیہ فرمائی ہے کہ:

”معاویة ابن ابی سفیان ستر اصحاب رسول الله ﷺ
فاذا کشف الرجل الستر اجتری علی ما وراءہ“۔ (2)

سیدنا امیر معاویہ از محدث اعظم پاکستان ص ۸
تاریخ بغداد ج ا ص ۲۲۳

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مثال صحابہ کرام کیلئے ایک پردے جیسی ہے، جس شخص نے آپ پر زبان درازی کر دی، اس کی جھجک اتر گئی اور اس کیلئے باقی صحابہ پر زبان درازی کا دروازہ کھل گیا۔

صرف محبت باعث نجات نہیں:

حق چار یار کی اصطلاح کے مخالفین کی ایک اور عبارت کو واضح کرنا چاہتا ہوں جسمیں انہوں نے (معاذاللہ ثم معاذ اللہ) مولی علی پاک کی محبت میں اتنا غلو کر دیا ہے کہ آپ کو امام الانبیاء سید الاولین والاخرین جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی فضیلت دے دی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

''اور اس پر اتفاق ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سارے بنی ہاشم سے افضل ہیں۔ یہ بات ہمارے بزرگوں کے سوا ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ جو دوسرے طبقے کے ہیں مجموعۃ الفتاوی جلد دوم ص ۵۶۳ پر لکھتا ہے۔ ساری دنیا سے قریش افضل قریش سے ہاشمی افضل ہاشمیوں میں حضرت علی افضل اور افضل کا افضل، افضل ہوتا ہے''۔(1)

فقیر دعوت فکر دیتا ہے کہ اس عبارت کو غور سے پڑھیں کہ ساری دنیا سے قریش افضل قریش سے ہاشمی افضل ہاشمیوں میں حضرت علی افضل۔ عبارت مذکور میں ایک تو ساری دنی اور دوسرا حضرت علی سارے بنی ہاشم سے افضل ہیں۔

ان دو جملوں کو دیکھئے تو بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ سارے ہاشمیوں میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل کہا جائے تو مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہاشمی ہیں تو تمام ہاشمیوں سے مولی علی کو افضل کہنے میں مولی علی کی افضلیت مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر لازم آ رہی ہے۔ کیونکہ ہاشمیو

(1) نعرہ حیدری ص ۱۵ قادریہ جیلانیہ پبلیکشنز

میں حضرت علی افضل ہیں بغیر تخصیص اور وضاحت کے کہہ دیا جائے تو ہاشمیوں میں حضور سید عالم بھی شامل ہیں۔ آپ بھی ہاشمی ہیں تو یہاں ان لوگوں نے (معاذ اللہ ثم معاذاللہ) مولی علی پاک کو حضور پاک ﷺ پر بھی فضیلت دے دی۔

ایسوں کو کہا جائے:

تف بر تو اے چرخ گردان تف

پہلی بات تو یہ ہے کہ مذکورہ عبارت کا حوالہ دیا گیا ابن تیمیہ کے مجموعۃ الفتاوی کا۔ اہل سنت وجماعت کے نزدیک ابن تیمیہ جیسے ملعون و گمراہ و بد طینت کی حیثیت ہی کیا ہے، ایسے گمراہ کو ہم نہیں مانتے جس نے امت مسلمہ میں ایک نئے فرقے کو ہوا دیکر پروان چڑھایا ہے اور سارے عقائد گمراہ کن ہوں۔ ایسے گمراہوں کے حوالے تم کو مبارک ہوں۔

ابن تیمیہ پر سرسری نظر

ابن تیمیہ کے عقائد:

۱۔ اللہ تعالیٰ محل حوادث ہے حالانکہ وہ برتر ہے اس سے جو یہ کہہ دیا ہے۔
۲۔ اللہ تعالیٰ مرکب ہے اور محتاج ہے (ہاتھ آنکھ، ساق وغیرہ کا) جیسا کہ کل جزء کا محتاج ہوتا ہے۔
۳۔ قرآن اللہ تعالیٰ کی ذات میں محدث ہے۔
۴۔ اللہ تعالیٰ کی جسمیت وجہت وانتقال کا قائل ہے۔
۵۔ انبیاء علیہم السلام معصوم نہیں۔
۶۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کوئی جاہ و منزلت نہیں اور نہ ان سے توسل جائز ہے۔
۷۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے سفر کرنا معصیت ہے (معاذ اللہ) اس سفر میں نماز قصر نہ کرنی چاہئے۔
۸۔ اہل دوزخ کا عذاب منقطع ہو جائے گا دائم نہ ہوگا (آگ فنا ہو جائے گی)۔
۹۔ سجدہ تلاوت کے لئے وضوء کی شرط نہیں۔ [1]
۱۰۔ تین طلاقیں معاواقع نہیں ہوتیں وہ ایک شمار ہوگی (اسی لئے منقطع النسب پیدا ہو کر گستاخ رسول بن رہے ہیں کیونکہ حلالی کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ نہیں ہو سکتا)
۱۱۔ حائض بیت اللہ شریف کا طواف کرے تو جائز ہے اس پر کوئی کفارہ نہیں۔
۱۲۔ پانی میں چوہا وغیرہ مر جائے تو ناپاک نہیں ہوتا۔ [2]

---

(1) سرگزشت ابن تیمیہ بحوالہ تکملۃ الرد علی نونیہ ابن القیم للکوثری ص ۲۱،۲۳ مطبوعہ نوری کتب خانہ
(2) سرگزشت ابن ابن تیمیہ ص ۲۱،۲۲ مطبوعہ نوری کتب خانہ

جو شخص ایسے رذیل عقائد کا مالک ہو یعنی اللہ تعالی کا رسول ﷺ کا گستاخ ہو اسلاف کا گستاخ ہو اہلسنت وجماعت کے اجماعی عقائد کی پختہ دیواروں میں شگاف ڈالنے والا ہو تو ایسے بد طینت کا حوالہ چہ معنی دارد۔ اور ابن تیمیہ اگر شیخ الاسلام ہے تو خارجیوں کا ہے۔ لہذا ابن تیمیہ کے لکھی ہوئی باتوں کو اپنا عقیدہ بنانا خارجیوں کا کام ہے ہم اہل سنت کا نہیں۔

روافض ابن تیمیہ کو کیوں مانتے ہیں:

فقیر کو دیگر باتیں تو معلوم نہیں کہ اصل راز کیا ہے اشتراک ابن تیمیہ و روافض کا لیکن ایک بات یہ ہے کہ ابن تیمیہ جانشین رئیس المنافقین ہے اور روافض جانشین عبد اللہ ابن سباء ہیں تو یہ دونوں بڑے قریب قریب ہیں تو اسوجہ سے ان کو ماننے والے بھی قریب قریب ہو گئے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ ابن تیمیہ نے صرف شان علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا انکار کیا ہے اور **انامدینة العلم وعلی بابها** کو موضوع کہا ہے اور روافض اس چیز میں اس سے تین ہاتھ آگے نکل گئے کہ خلفا اربعہ کی شان میں وارد حدیث **انا مدينة العلم وابو بكر اساسها وعمر حيطانها وعثمان سقفها وعلی بابها** کا انکار کر دیا ہے۔ بہر حال صحابہ کے گستاخ ہونے میں دونوں شریک ہیں۔

اگر اس مقام پر روافض ابن تیمیہ سے آگے نکل گئے ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بیٹا باپ سے آگے بڑھ جاتا ہے جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ شیطان میری مثل نہیں بن سکتا لیکن شیطان کی اولاد نجدی خارجی کہتے ہیں حضور ہم جیسے ہیں (معاذ اللہ) تو یہاں یہ اپنے باپ سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں۔
اور تیسری بات یہ ہے کہ ابن تیمیہ توبہ کر کے پھر جاتا تھا یہی شعار روافض کا بھی ہے کہ مصلحت کے تحت توبہ اور پھر موقع پا کر عقیدہ اہل سنت سے انحراف۔

اعلحضرت نے خوب فرمایا:

آج کل بہت لوگ ادعائے سنیت کرتے اور عوام بیچارے دھوکے میں پڑتے ہیں بعض مصلحت وقت کے لئے زبان سے کچھ کہہ جاتے اور موقعہ پاکر پھر پلٹا کھاتے ہیں۔[1]
اور چوتھی وجہ یہ ہے کہ جسطرح ابن تیمیہ اور اس کے اصحاب اہل سنت وجماعت کے سامنے ٹھہر نہیں سکتے بھاگ جاتے ہیں اسی طرح روافض بھی مسلک حقہ اہل سنت وجماعت کے سامنے ٹھہر نہیں سکتے جیسا کہ علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے:

"ابن تیمیہ کے اصحاب میں اس کی دعوت دینے والے ارذل ہیں اور جب اس بارے میں ان سے مخاصمہ کیا جاتا ہے تو اس سے انکار کر جاتے ہیں اور یوں اس سے بھاگتے ہیں جیسا کہ مکروہ سے بھاگتے ہیں۔[2]

بوجہ عجلت واختصار چار وجوہ ذکر کر دی ہیں، باقی متعدد ایسی چیزیں ہیں جو ان دونوں کے درمیان مابہ الاشتراک ہیں۔ فتامل

اب آیئے اس بات کی وضاحت کر دوں کہ محبت گمراہ بھی کر دیتی ہے جیسا کہ روافض اس کی روشن دلیل ہیں۔

فرمان مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حق ہے:

"وعن علی قال قال رسول اللہ ﷺ فیک مثل من عیسی ابغضته الیهود حتی بهتوا امه واحبته النصاری حتی انزلوه بالمنزلة التی لیست له ثم قال

(1) فتاوی رضویہ ج۲۹ص۲۱۷ مطبوعہ رضافاؤنڈیشن لاہور
(2) سرگزشت ابن تیمیہ ص۲۵ مطبوعہ رضافاؤنڈیشن لاہور

یهلک فی رجلان محب مفرط یقرظنی بمالیس فی ومبغض یحملہ شنانی علی ان یبهتنی رواہ احمد"۔[1]

سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی تیری مثال ایسے ہے جیسے عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ان سے یہودیوں نے بغض رکھا اور ان کی والدہ پر الزام لگا دیا اور عیسائیوں نے محبت رکھی اور ان کو وہ مرتبہ دے دیا جس کے وہ حق دار نہ تھے۔

پھر مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے بارے میں دو طرح کے آدمی ہلاک ہو جائیں گے۔ ایک حد سے زیادہ محبت کرنے والا جو میری ایسی شان بیان کرے گا جس کا میں حق دار نہیں۔ دوسرا گروہ مجھ سے بغض رکھنے والا جسے میری دشمنی مجھ پر بہتان لگانے پر آمادہ کرے گی۔ اور ایک دوسرے مقام پر مولیٰ علی مشکل کشاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"سیهلک فی صنفان محب مفرط یذهب به الحب الی غیر الحق ومبغض مفرط یذهب به البغض الی غیر الحق وخیر الناس حالا النمط الاوسط الزموہ والزموا السواد الاعظم فان ید الله علی الجماعة وایاکم والفرقة"۔

سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں "میرے بارے میں دو طرح کے لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔ ایک حد سے زیادہ محبت کرنے والا جسے یہ محبت حق سے دور لے جائے گی۔ اور دوسرا مجھ سے بغض رکھنے والا جسے یہ بغض حق سے دور لے جائے گا۔ میرے بارے میں درمیانی راہ پر چلنے والے ہی صحیح ہوں گے۔ ہمیشہ بڑے گروہ کی پیروی

---

(1) مشکوۃ شریف ص۵۶۲مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور

کرو۔ بے شک اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ تفرقہ بازی سے ہمیشہ بچو۔
جماعت سے الگ ہونے والا شیطان کا شکار بن جاتا ہے جس طرح اکیلی
بکری ریوڑ سے بچھڑ کر بھیڑیے کا شکار بن جاتی ہے۔[1]

فرمان مصطفی ﷺ اور فرمان علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو محبت علی رضی اللہ عنہ میں حد سے بڑھ جاتا ہے وہ گمراہ وہلاک ہو جاتا ہے جیسا کہ ماقبل میں یہ بات گزر چکی ہے کہ روافض نے گمراہی کا طوق گلے میں ڈالتے ہوئے مولا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ پر فضیلت دے دی۔

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی:

رافضی کہ قرآن عظیم کو ناقص کہے یا مولی علی کرم اللہ وجہہ یا کسی غیر نبی کو انبیاء سابقین علیہم السلام میں سے کسی سے افضل بتائے کافر ومرتد ہے۔[2]

امام ابو شکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ:

اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور اقدس سے افضل واعلم تھے تو وہ قطعا کافر ہو جائے گا۔[3]

فیصلہ عوام پر: جب کوئی شخص کبھی ادھر اور کبھی ادھر ہو یعنی کبھی سنی کبھی رافضی کبھی صحابہ کے تحفظ کی بات کبھی مذکورہ سبائیات تو فیصلہ کرنا عوام کے لئے آسان ہے آیئے اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ایک فتوی پر اختتام کرتے ہیں۔

---

(1) نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۲۷ مطبوعہ ایران-قم
(2) فتاوی رضویہ شریف ج۲۹ ص۶۱۵ مطبوعہ مکتبہ رضا فاؤنڈیشن لاہور
(3) تمہید ابو شکور سالمی ص۲۵۷ مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور

مسئلہ: از سیتاپور ذی الحجہ ۷ ۱۳۳ھ

فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص پر رفض کا شبہ ہے اس کی نشست ان لوگوں کے پاس ہے اور ان کی خاص مجلسوں میں جاتے بھی اسے دیکھا اور اس سے توبہ کو کہا گیا تو توبہ بھی نہیں کرتا اور حالت اس کی یہ ہے کہ رافضیوں میں رافضی، سنیوں میں سنی اور اسے بعض لوگوں نے اپنے لڑکوں کا معلم اور مسجد کا امام مقرر کیا ہے اس صورت میں اس کا اور اس کے مقرر کرنے والوں کا کیا حکم ہے اور اس کا معزول کرنا بوجہ شبہ کے واجب ہے یا نہیں، اگر ہے تو کس دلیل سے، حالانکہ وہ اہلسنت کے سامنے کوئی بات عقیدہ روافض کی زبان سے نہیں نکالتا اور اگر وہ توبہ کر لے تو اس کے بعد بھی رکھا جائے یا نہیں؟

"بینواتوجروا"

الجواب: جبکہ ثابت و محقق ہو کہ رافضیوں میں رافضی اور سنیوں میں سنی بنتا ہے جب تو ظاہر ہے کہ وہ رافضی بھی ہے اور منافق بھی اور اس کے پیچھے نماز باطل محض، جیسے کسی یہودی نصرانی ہندو مجوسی کے پیچھے کما بیناہ فی النھی الاکید (جیسا کہ ہم نے اسے "النھی الاکید" میں بیان کیا ہے) بلکہ تبرائی روافض زمانہ ان سے بھی بدتر ہیں کہ وہ کافران اصلی ہیں اور یہ مرتد، اور مرتد کا حکم سخت ترواشد کما "حققناہ فی المقالۃ المسفرۃ" (اس کی تحقیق ہم نے اپنے مقالے مسفرہ میں کی ہے) اور اگر صرف اسی قدر ہو کہ اس کی حالت مشکوک و مشتبہ ہے جب بھی اسے امامت سے معزول کرنا بدلائل کثیرہ واجب ہے۔(1)

(1) فتاوی رضویہ شریف ج۶ ص۵۲۸،۵۲۷ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

حق چار یار اور مسائل مذکور فتاوی جات کے تناظر میں

اس باب میں حق چار یار اور مسائل مذکور کے متعلق اہل سنت وجماعت کے مدارس سے حاصل کئے گئے چند فتاوی نقل کئے جارہے ہیں تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ حق چار یار اور مسائل مذکور فقیر کے تفردات میں سے ہے بلکہ یہ اہل سنت وجماعت کا متفقہ فیصلہ ہے اسلئے ہم سب سے پہلے مدارس کو ارسال کیا گیا استفتاء نقل کرتے ہیں۔ اور اس کے بعد فتاوی جات۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین دریں مسائل:

۱۔ کہ کوئی شخص سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو گنہگار کہے۔

۲۔ اور افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا انکار کرے یا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو محض سیاسی خلیفہ بلا فاصلہ کہے اور روحانی خلیفہ بلا فصل علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو سمجھے۔

۳۔ اور ازواج مطہرات کو خارج از اہل بیت کہے اور کہے کہ قرآن کی بولی کے مطابق ازواج مطہرات کو اہل بیت میں شمار کرنا درست نہیں پنج تن پاک ہی اہل بیت ہیں اور شان تطہیر ان کے ماسوا کسی کو بھی حاصل نہیں۔

۴۔ نعرہ تحقیق کے جواب میں (حق چار یار) سے اختلاف کرتے ہوئے کہے کہ یہ نعرہ 1953 کی پیداوار ہے اور مزید برآں یہ کہ حق چار یار کہنے سے بغض اہل بیت کی بو آتی ہے تو نہایت ادب سے گزارش ہے کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے قرآن وسنت کی رو سے اس شخص پر کیا حکم شرعی صادر ہو گا؟

المستفتی
فدا حسین رضوی

فتویٰ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب
ھو الموفق للصدق والصواب

ایسا شخص گمراہ و بے دین ہے اگرچہ اسکو کافر تو نہیں کہا جائے گا تاہم اہل سنت سے اس کا کوئی تعلق نہیں اس سے میل جول رکھنا سراسر نقصان و خسارے کا باعث ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر آخر تک ہمارے ہاں محفوظ ہیں یہی عقیدہ ہمارا ازواج مطہرات اور ائمہ اہل بیت کے متعلق ہے جبکہ شیعہ حضرات اہل بیت کے بارے میں عصمت کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ باقی باتیں بھی مذکورہ شخص کی بیہودہ اور فضول ہیں بہر حال مذکورہ شخص راہ راست سے بھٹکا ہوا ہے اور عقیدہ حقہ سے ہٹ کر باتیں کر رہا ہے اسکی صحبت سے صحیح العقیدہ لوگوں کو بچنا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین
واللہ تعالیٰ اعلم و رسولہ بالصواب جل جلالہ ﷺ

غلام حسن قادری حزب الاحناف
6.3.2010

فتوی جامعہ ہجویریہ داتا دربار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون اللہ الملک الوہاب

(۲) مجمع الانھر شرح ملتقی الابحر مطبوعہ قسطنطنیہ ج اول ص۱۰۵ پر درج ہے:

الرافضی ان فضل علیا فھو مبتدع وان انکر خلافة الصدیق فھو کافر۔

اگر کوئی شیعہ رافضی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت کا یقین رکھے وہ بدعتی گمراہ بدعقیدہ جاہل ہے۔اور اگر خلافت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا انکار کرے وہ کافر ہو جاتا ہے

الغلاة الروافض الذین یدعون الاولوھیة لعلی رضی اللہ عنہ وان النبوة کانت له فغلط جبرئیل ونحو ذلک حتماھوکفر وکذا من یقذف الصدیقةاو ینکر صحبة الصدیق او خلافة اویسب الشیخین

حد سے بڑھنے اور تجاوز کرنے والے رافضی شیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اللہ مانتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نبوت کے دعویدار ہیں کہ جبریل کو وحی لے آنے میں غلطی ہوئی ہے حضرت کے بجائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی جبریل امین نازل کر گئے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتے ہیں اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے

سرے سے منکر ہیں حتیٰ کہ ابو بکر و عمر کو گالی دیتے "نعوذ با اللہ من ذالک" ان پر لعنت کرتے ہیں یہ کافر ہیں۔

جواب سوال نمبر۱:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خطا اور گناہ سے ہم پاکیزہ منزہ نہیں مانتے کیونکہ آیت کریمہ ہے "ان الانسان لفی خسر" والمشہور الانسان مرکب من الخطاء والنسیان" ہاں البتہ مسئلہ خلافت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں ہم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو گنہگار نہیں کہتے کیونکہ آنحضرت کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج قائم فرمایا اور مسجد نبوی میں امام متعین کیا۔

جواب سوال نمبر۴:

نعرہ تحقیق اور اس کے جواب حق چار یار کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہم چاروں یار رسول صلی اللہ علیہ وسلم حق ہیں کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منافق نہیں چاروں کی ترتیب افضیت و خلافت حق ہے رافضیوں کا رد ہے کہ وہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے ماسوا، کو یار اور صحابی نہ مان کر" نعوذ باللہ تبرا "اور لعنت کرتے ہیں حق چار یار کی حقیت واصلیت رسول کریم کے زمانے سے علمائے اہل بیت اور تمام اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے نہ کہ اہل بیت سے بغض کا احتمال بلکہ ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم پوری زندگیوں میں اہل بیت کے خادم رہے اور اہل بیت کی محبت ان کے دلوں میں گھٹی تھی اور محبت اہل بیت کے پیکر رہے ہیں۔

جواب سوال نمبر ۳:

سورت احزاب میں پارہ نمبر ۲۲ کی ابتدائی آیات میں ازواج نبی کریم ﷺ کا خاص تذکرہ موجود ہے انہیں ازواج مطہرات کے لئے "یا نساء النبی لستن کا حد من النساء وقرن فی بیوتکن" کے بعد آیت تطہیر کا ترتیب سے آنا ازواج مطہرات امہات المؤمنین کو اہل بیت ماننا حق اور سچ ہے علاوہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر والوں کے متعلق "یا اہل البیت" کا لفظ قرآن میں موجود ہے تو آنحضرت کریم ﷺ اور ازواج امہات المؤمنین بھی اہل بیت قطعاً یقیناً ہیں۔

اقبال مصطفوی

2010-03-08

رئیس التبلیغ داتا دربار لاہور

محکمہ مذہبی امور و اوقاف گورنمنٹ آف پنجاب

فتوی دار العلوم انجمن نعمانیہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"الجوا ب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب"
الحمد للہ الذی ھدانا و کفانا واوانا عن الرفض والخروج وکل بلا ء نجا نا
والصلوۃ والسلام علی سید نا ومولانا و ملجانا و ما وانا محمد والہ وصحبہ
الاولین ایمانا و الا حسنین احسانا والا مکنین ایقا نا (آمین)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان رفیع میں تنقیص کرنا رافضیوں کا معمول ہے اللہ تعالیٰ کے کرم سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گناہ سے محفوظ ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورہ حدید میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دو قسمیں فرمائیں ہیں۔

ا۔ مومنین قبل فتح۔

۲۔ مومنین بعد فتح اور ان کو ان پر تفضیل دی اور فرمایا دیا" وکلا وعداللہ الحسنی" سب سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا"واللہ بما تعلمون خبیر" (پارہ ۲۷ آیت نمبر ۱۰) یعنی اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرو گے۔ تو جب اس نے ان کے تمام اعمال جان کر حکم فرما دیا کہ سب سے ہم جنت اور بے حساب کرامت و ثواب کا وعدہ فرما چکے تو دوسرے کو کیا حق رہا کے ان کی کسی بات پر طعن کرے۔ کیا طعن کرنے والا اللہ تعالیٰ سے جدا اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے.

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

وسیجنبها الا تقی الذی یؤتی ماله یتزکی وما لاحد عنده من نعمة تجزی الاابتغا ء وجه ر به الا علی ولسوف یرضی"

(پارہ ۳۰ سورہ لیل)

اور بہت دور رکھا جائے گا اس سے جو سب سے بڑا پرہیز گار ہے جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جسکا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی رضا چاہتا جو سب سے بلند ہے اور بیشک وہ قریب ہے کہ راضی ہو گا۔

اہل سنت وجماعت کے مفسرین کا اجماع ہے اس پر کہ یہ آیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی اور "الاتقی" سے وہی مراد ہیں۔

(فتاوی رضویہ شریف جلد ۲۱ ص ۵۰۵)

جسکو اللہ تعالیٰ سب سے بڑا پرہیز گار فرمائے اسکے بارے میں کوئی بد بخت زبان دراز کرے تو وہ کس قدر گمراہ و بد مذہب ہے۔ اور اگر یہ کلمات یعنی گنہگار) بطور طعن کہے تو کافر ہے۔ جیسا کہ فتاوی رضویہ شریف جلد ۶ ص ۴۷ قدیم میں ہے۔

" قال الصدر الشریعة من سب الشیخین اولعنهما یکفرولا یقبل توبته واسلامه"

۲) جو شخص سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضلیت کا انکار کرے وہ گمراہ و بد مذہب ہے او رسیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضلیت کا انکار نہیں کرتا مگر رافضی۔ اور اگر خلافت کا انکار کرے تو انہیں خلیفہ برحق نہ مانے تو مطلقاً کافر ہے۔

جیسا کہ فتاویٰ رضویہ شریف جلد نمبر ۶ قدیم میں ہے۔

من فضل علیا علی الثلا ثة رضی اللہ عنہم فمبتدع وان انکرخلافة الصدیق اوعمر رضی اللہ عنہما فهو کافر۔

یعنی جو مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو تینوں یاروں سیدنا صدیق اکبر، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم پر فضلیت دے تو گمراہ بدعتی ہے اور اگر صدیق اکبر یا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافت کا انکار کرے تو کافر ہے۔

اسی طرح فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۱۴ص ۰۵ میں ہے۔ ایسے ہی فتح القدیر شرح ھدایہ حاشیہ تبیین العلامہ احمد الشلبی وجیز کردری میں ہے۔ان فقہاء کرام و بزرگان دین نے سیاسی و روحانی کی تقسیم نہیں فرمائی۔ کیا یہ سیاسی و روحانی تقسیم کرنے والا ان سے زیادہ سمجھدار ہے۔ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سب سے افضل ہیں جیسا کہ فتاویٰ رضویہ شریف ج۲۸ص۸۷میں ہے کہ شرح مقاصد للتفتا زانی میں ہے۔"**قال اہل السنته الا فضل ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی** رضی اللہ عنہم **جو یہ**" عقیدہ نہ رکھے وہ اہل سنت سے خارج ہے۔

(۴) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی اہل بیت میں داخل ہیں اگر صرف چار نفوس مقدسہ ہی مراد لیے جائیں اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو شامل نہ کیا جائے تو یہ اول درجہ کی جہالت ہے۔ کیونکہ قرآن پاک میں اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اہل بیت سے مراد بیوی بھی ہے مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زوجہ پاک حضرت صفوراء رضی اللہ عنہا کے لیے"**اھل**" استعمال کیا گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب آگ کو دیکھا تو فرمایا"**فقال لا ھلہ امکثو انی انست نارا لعلی اتیکم منها بخبر اوجذوة من النار لعلکم تصطلون**" (پ۲۰) اس آیت کریمہ میں بیوی کو اھل کہا گیا ہے۔

۲) حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں جب زلیخا رضی اللہ عنہا نے عزیز مصر سے کہا حالانکہ قطعاً آپ (یوسف علیہ السلام) کی طرف سے کوئی غلط خیال تک بھی نہ تھا "قالت ما جزاء من اراد باهلك سوء" یعنی کیا جزا ہے اس کے لیے جو تیری بیوی سے برائی کا ارادہ کرے (پارہ ۱۲ یوسف) اس آیت کریمہ میں بھی بیوی کے لیے کلمہ اھل استعمال کیا گیا۔

۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام جب شیر خوار بچے کی حیثیت سے فرعون کے محل میں پہنچے تو انکو ایسی عورت کی ضرورت تھی جو ان کو دودھ پلائے آپکی ہمشیرہ نے آکر کہا "فقالت هل ادلكم على اهل بيت يكفلونه لكم" (پ۱۰ ۱۱القصص) یعنی میں تم ایسے گھر والے نہ بتاؤں جو اس بچہ کی کفالت کا ذمہ لیں۔

اس آیت کریمہ سے بھی اہل بیت سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا ہیں ان کو گھر والی فرمایا گیا ان آیات بینات سے (اختصار کرتے ہوئے) معلوم ہوا کہ لفظ اہل بیت بیوی گھر والی اور گھر والوں کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ لہذا آیت تطہیر میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن شامل ہیں دیکھو تفسیر خازن۔ نیشاپوری۔ معالم التنزیل وغیرہ۔

(۴) نعرہ تحقیق کے جواب سے بغض اہل بیت کی بو آتی ہے کہنے والے کے قول سے خود بغض خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی بو آرہی ہے چاروں یاروں رضی اللہ عنہم سے بغض رکھنا اہل سنت و جماعت سے خروج کی علامت ہے

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

محمد حبیب رضا رضوی صاحب
22 ربیع الاول شریف ۱۴۳۱ھ بمطابق ۹ مارچ ۲۰۱۰

فتوی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب:

مسؤلہ صورت میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر گناہ کا بہتان فضلیت کا اور خلافت کا انکار یہ سب صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے اور خلافت کا انکار ہے اور ازواج مطہرات کو اہل بیت سے خارج کرنا اور نعرۂ تحقیق سے اختلاف یہ سب رافضیت کی علامات ہیں، فتح القدیر میں ہے۔

"فی الروافض من فضل علیا علی الثلثه رضی اللہ عنہم فمبتدع وان انکر خلافة الصدیق او عمر رضی اللہ عنہما فهو کافر"

یعنی رافضیوں میں سے جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو باقی تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر فضلیت دی وہ بدعتی اور اگر کسی نے خلافت صدیقی اور خلافت فاروقی رضی اللہ عنہما کا انکار کیا تو وہ کافر ہے۔ فتاوی خلاصہ میں ہے:

"فی الروافض ان فضل علیا علی غیره فمبتدع وان انکر خلافة الصدیق رضی اللہ عنہ فهوکافر"

در مختار میں ہے:

" كل مسلم ارتد وتوبته مقبولة الا الكافر بسب نبى او الشيخين او احدهما"

یعنی ہر وہ مسلمان جو مرتد ہو گیا اس کی توبہ قبول ہے مگر وہ کافر جس نے کسی نبی یا ابو بکر و عمر یا ان میں سے کسی ایک کو گالی دی۔ اسی میں ہے "من سب الشيخين او طعن فيهما كفرولاتقبل توبته" یعنی جس نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دی یا ان پر طعن کیا تو وہ کافر ہے اس کی توبہ قبول نہ کی جائیگی الغرض کہ اس شخص کے مذکورہ عقائد مشیر ہیں کہ یہ شخص رافضیت کی پیداوار ہے۔ عقود الدریہ میں ہے۔

"الروافض كفرة جمعوا بين اصناف الكفر عنها انهم ينكرون خلافة الشيخين وعنها انهم يسبون الشيخين سود الله وجوهم فى الدارين فمن اتصف بواحد من هذه الامور فهو كافر"

یعنی رافضی کافر ہیں یعنی طرح طرح کے کفروں کے مجمع میں از انجملہ خلافت شیخین کا انکار کرتے ہیں۔ از انجملہ شیخین کو برا کہتے ہیں اللہ تعالیٰ دونوں جہانوں میں رافضیوں کا منہ کالا کرے جو ان میں سے کسی بات سے متصف ہو کافر ہے۔

تو ثابت ہو گیا کہ یہ عقائد رکھنے والا بد مذہب رافضی ہے اس کو سنیت سے کچھ تعلق نہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

محمد تنویر القادری

نائب مفتی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

07.03.2010

فتوی مفتی محمد ابراھیم چشتی دامت برکاتھم العالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون اللہ الوھاب وھو الموفق للصواب

مستفتی نے استفتاء میں چار سوال ذکر کئے ہیں۔ ان میں سے سوال اول میں شبہ کفر پایا جاتا ہے اور باقی تین سوالوں میں شبہ کفر نہیں پایا جاتا اور ایسا عقیدہ رکھنے والا آدمی بدعقیدہ اور فاسق ہے جس کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز نہیں۔

کتبہ العبید الذلیل

محمد ابراھیم عفی عنہ الرحیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک مسلمان پر جس طرح نبی اکرم ﷺ کی تعظیم و تکریم واجب ہے اسی طرح نبی اکرم ﷺ کی ہر نسبت کی تعظیم و تکریم واجب اور لازم ہے۔ اہل بیت، ازواج مطہرات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ سب کے سب اسی پاکیزہ نسبت کے مختلف عنوانات ہیں۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب مکرم جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے ہمیشہ ایسی چیز کا انتخاب فرمایا ہے جو آپ کے شایانِ شان ہو اس لئے نبی اکرم ﷺ کو عطا کی جانے والی چیزوں میں سے کسی کو بھی عیب دار قرار دینا درحقیقت نبی اکرم ﷺ کو ایذا پہنچانا ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ کو ایذا پہنچانا درحقیقت اللہ کو ایذا پہنچانا ہے۔ لہٰذا جس طرح نبی اکرم ﷺ کے والدین کریمین اور اولاد امجاد کی تعظیم واجب ہے اسی طرح آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی تعظیم واحترام بھی واجب اور لازم ہے۔ جو لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت اطہار کی تعظیم پر زور دیتے ہیں اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی شان میں بے ادبی کا ارتکاب کرتے ہیں یا دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لعن وطعن کرتے ہیں انہیں سوچنا چاہیے کہ وہ نسبت رسول کے معاملہ میں اس دو سری پالیسی کا شکار کیوں ہیں؟ قرآن کریم "رضی اللہ عنہم" فرما کر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے راضی ہونے کا اعلان فرماتا ہے تو پھر بعض لوگوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ناراضگی اور قلبی تکلیف کیوں ہے؟ اور اسی طرح جو لوگ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اہل بیت کا حصہ نہیں مانتے وہ اس پر غور کیوں نہیں کرتے کہ ازواج رضی اللہ عنہن کے بغیر اہل بیت کا وجود میں آنا ظاہراً ممکن نہیں ہے کیونکہ زوجہ کے بغیر گھر کی تشکیل اور اولاد کا سلسلہ کیونکر ہو سکتا ہے! لہٰذا ازواج مطہرات تو اہل بیت میں لازماً اور قطعاً شامل ہیں۔ سوال میں جس شخص کے متعلق پوچھا گیا ہے وہ چونکہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازیبا کلمات کا مرتکب ہوا ہے اور آپ کی شخصیت پر سب و شتم کیا ہے۔ اس لئے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔[1]

میں ہے کہ جو شخص حضرت ابو بکر و عمر میں سے کسی کی خلافت کا انکار کرے یا ان کے بارے میں نازیبا کلمات کہے وہ کافر ہے۔ در مختار[2] میں بھی اسی طرح ہے۔

مزید تفصیل و تحقیق امام احمد رضا فاضل بریلوی کا رسالہ "رد الرفضہ" ملاحظہ فرمائیں۔ فتاوی رضویہ: ۱۴/ ۲۵۰ پر رسالہ موجود ہے۔[3]

واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

کتب محمد اسماعیل قادری نورانی غفرلہ
۷ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ ۲۴ مارچ ۲۰۱۰

---

(1) عقود الدریہ ۱/۹۲
(2) درمختار (۱/۳۵۷)
(3) فتاوی رضویہ ج۱۴ ص ۲۵۰ مطبوعہ لاہور

مانو نہ مانو آپ کو یہ اختیار ہے
ہم نیک وبد جناب کو سمجھائے جاتے ہیں

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں حضور نبی کریم ﷺ اور آپ اہل بیت کرام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ پکی سچی محبت کرنے اور ان کے گستاخوں کا رد کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور فقیر کی حقیر سی سعی کو حق چار یار کے توسل سے اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما کر بخشش کا ذریعہ بنائے۔(آمین ثم آمین)

وماعلینا الا البلاغ

والصلوۃ والسلام
علی سیدنا ومولنا محمد
وعلی آلہ واصحابہ خصوصا علی خلفاۂ الاربعۃ
ابی بکر وعمر وعثمان وعلی جمیع امتہ
وعلینا معہم اجمعین

﴿ماخذ و مراجع﴾

- القرآن الکریم
- صحیح بخاری شریف
- صحیح مسلم شریف
- سنن ابی داؤد
- سنن ابن ماجه
- جامع ترمذی
- ریاض النضرة فی مناقب العشرة
- الشفاء فی تعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ
- کتاب الشریعة للآجری
- عقائد نسفی
- تکمیل الایمان
- حدائق بخشش
- مہر منیر
- سنی شیعه بهائی بهائی کیسے
- مشکوٰة المصابیح
- مسند الشامین
- الفتاویٰ الحدیثیه
- تفسیر قرطبی
- شرح مشکل الآثار
- البدر المنیر
- الضعفاء
- الحاوی للکبیر
- تہذیب اللغة
- قوة القلوب فی معاملة المحبوب
- الصواعق المحرقة
- مکتوبات امام ربانی
- الکشف والبیان فی تفسیر القرآن
- تفسیر اللباب لابن عادل
- تفسیر مظہری
- لباب التاویل فی معانی التنزیل
- تفسیر السراج المنیر
- نبراس شرح شرح عقائد
- نور العرفان
- الصارم المسلول علی شاتم الرسول
- شم العوارض فی ذم الروافض
- المعجم الاوسط
- السنة لابن ابی عاصم
- السنن الواردة

- مجمع الزوائد
- العلل الواردة فی الاحادیث النبویه
- الکامل فی الضعفاء
- الاسامی والکنی
- الفتح الکبیر فی ذم زیادة الی جامع الصغیر
- الجامع الاحادیث
- کنز العمال
- جمع الجوامع
- غنیة الطالبین
- فتاوی رضویه شریف
- خطرہ کی گھنٹی
- ملفوظات اعلی حضرت
- شرح العقیدة الطحاوی
- رسائل ابن عابدین شامی
- الاصل فی تمییز الصحابه
- اصول السرخسی
- شرح شفاء لعلی قاری
- وصایا شریف
- نجوم الفرقان
- شان صحابه مسند ابی یعلی
- المعجم الکبیر
- جامع الاصول من احادیث الرسول ﷺ
- مناقب الاسد الغالب
- سبل الهدی والرشاد
- شرح الامام نووی علی صحیح مسلم
- الدولة المکیة بالمادة الغیبیة
- ارشاد الساری علی البخاری
- تفسیر جلالین
- حاشیه جلالین
- تفسیر مدارك التنزیل
- شرح شمس العلماء علی المرقاة
- دشمنان امیر معاویه کا علمی محاسبه
- سوالات مؤمنین جوابات 33 علمائے دین
- نعرہ حیدری
- تاجدار صداقت
- مفتی اعظم هند
- ملفوظات مهریه
- تصفیه مابین سنی وشیعه
- مختصر المعانی
- شروح التلخیص

- دسوقی شرح مختصر المعانی
- الاتقان فی علوم القرآن
- حاشیہ چلپی علی المطول
- مرقاۃ
- سلم العلوم
- بحر العلوم علی سلم العلوم
- شرح الشمسیہ
- حاشیہ شریف خان علی حمد اللہ
- حمد اللہ شرح سلم العلوم
- شرح تہذیب لعبد اللہ یزدی
- مجموعہ منطق
- البیان الشافی فی حل ایساغوجی
- ہدیہ شاھجہانیہ شرح مرقاۃ میزانیہ
- شرح تہذیب فارسی
- قطبی شرح شمسیہ
- مراۃ الشروع علی سلم العلوم
- حاشیہ شیخ حسن عطار علی ایساغوجی
- الحاشیۃ الجدیدۃ علی میر ایساغوجی
- تعلیقات المفتی عبد اللہ التونکی علی الحاشیۃ الجدیدۃ علی میر ایساغوجی
- حاشیہ عبد الحکیم علی القطبی و علی حاشیہ المیر علی القطبی
- شرح الشمسیہ
- تحریر کند یا شرح سلم العلوم
- سعدیہ شرح شمسیہ
- دفع الاشتباہ شرح حمد اللہ
- فتح اللہ شرح حمد اللہ
- رفع الغواشی شرح حمد اللہ
- ازالۃ الخفاء شرح حمد اللہ
- تعلیقات علامہ احمد حسن علی حمد اللہ
- تعلقیات مفتی عبد اللہ ٹونکی علی حمد اللہ
- التعلیقات علی حمد اللہ لملا احمد حسن کانپوری
- شرح عبد الحق خیر آبادی علی حمد اللہ
- کافیہ ابن حاجب
- شرح ملاجامی
- حاشیہ عبد الغفور علی الجامی
- محرم آفندی علی شرح الجامی

حاشیہ ملا جمال و عبد الرحمن علی شرح جامی
حاشیہ ملا عصام الدین
اسفرائنی علی الجامی
حاشیہ محمد بن محمد البسنوی علی ہامش محرم آفندی علی الجامی
- علوم الاولیاء
- تذکرۃ اکابر اہل سنت
- تقدیس الوکیل
- زاد المسیر
- روح المعانی
- تفسیر خازن
- کنز الایمان شریف
- نور الابصار
- نزھۃ المجالس
- تفسیر کبیر
- تفسیر الجامع لاحکام القرآن
- تفسیر ابن کثیر
- تفسیر سمرقندی
- شرف المصطفےٰ ﷺ
- تفسیر حسنات
- فضائل چہاریار
- منقبت چاریار مع حسنین
- قصص الانبیاء
- مسند الفردوس
- مرقاۃ المفاتیح
- حواشی اشعۃ اللمعات
- فتاویٰ بہرھند
- مراۃ المناجیح
- مناقب خلفاء راشدین
- تمہید ابو شکور سالمی
- سخن رضا
- میلاد خیر الانام
- المقاصد الحسنہ
- كشف الخفاء
- تہذیب تاریخ دمشق
- اللآلی المصنوعہ
- حضرات القدس
- الفتح المبین
- ھدایۃ المسلمین
- مؤطا امام مالک
- مستدرک للحاکم علی الصحیحین
- قلائد الجواہر
- الروض الفائق
- مدارج النبوت
- اسد الغابہ

- تاریخ ابن عساکر
- مصباح الظلام
- شواهد الحق
- حلیۃ الاولیاء
- طبرانی کبیر
- فضائل الصحابہ لامام احمد بن حنبل
- فضائل الخلفاء الراشدین لابن نعیم اصفہانی
- روح البیان
- الاسالیب البدیعہ
- محض الصواب فی فضائل امیر المؤمنین عمر ابن الخطاب
- الوھم والایہام
- کشف الاستار عن زوائد البزار
- تاریخ بغداد
- تہذیب الکمال
- تہذیب التہذیب
- شرح مذاھب اھل السنۃ ابن شاھین
- اصول السنۃ ابن ابی زمنین
- موضع اوھام الجمع والتصریف
- تاریخ الاسلام لامام ذھبی
- منہاج القاصدین موفق الدین
- الروض الانیق فی فضائل الصدیق
- فتح المغیث
- الخصائص الکبری
- روداد مناظرۃ
- لسان المیزان
- العبر
- الوافی بالوفیات
- طبقات الحفاظ
- شذرات الذھب
- النجوم الزھرۃ
- الثقات لابن حبان
- اللباب
- معجم البلدان
- الجرح والتعدیل
- الانساب
- تذکرۃ الحفاظ
- میزان الاعتدال
- البدایہ والنہایہ
- خلاصہ تہذیب الکمال
- تقریب التہذیب
- طبقات ابن سعد

- تاریخ الدوری
- طبقات خلیفہ
- تاریخ الکبیر للبخاری
- الکنی للمسلم
- سیر اعلام النبلاء
- المدخل الی الصحیح
- الکاشف
- السابق و اللاحق
- الثقات العجلی
- تاریخ ابوزرعۃ الدمشقی
- رجال صحیح مسلم لابن سنجویہ
- رجال بخاری للباجی
- اکمال مغلطائی
- تاریخ یحیی بروایۃ الروری
- معرفۃ التابعین
- کتاب الفوائد
- ازالۃ الخفاء
- سبع سنابل
- السنن الکبری للنسائی
- مسند احمد بن حنبل
- مسند بزار
- سنن دار قطنی
- مصنف ابن ابی شیبہ
- الطبقات الکبری
- الادب المفرد للبخاری
- حیات اعلی حضرت
- الحاوی للفتاوی
- سچی حکایات
- مسند ابی حنیفہ
- تاریخ الخلفاء
- مرقاۃ الصعود
- التمہید لمانی الموطا من المعانی والمسانید
- المستند المعتمد نجاۃ الابد
- تفسیر ابن عباس
- تفسیر القشیری
- مجالس المومنین
- احیاء العلوم
- مطلع القمرین
- الیواقیت والجواہر
- فتح الباری
- شرح فقہ اکبر
- سیف العطاء
- مناقب ابن شہر آشوب
- بحر الفوائد المشہور بمعانی الاخبار
- شرح معانی الآثار

- آثار السنن
- شرح العقائد النسفیہ
- التمہید فی بیان التوحید
- الاقتصاد فی الاعتقاد
- تبیین کذاب المفتری
- تفہیمات الٰہیہ
- عقائد نظامیہ
- مراۃ العاشقین
- فقہی اسلام کا انسائیکلوپیڈیا
- اسلام کی گیارہ کتابیں
- شان حبیب الرحمن
- سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ازمحدث اعظم پاکستان
- سوانح کربلا
- بہار شریعت
- مظہر العقائد
- توضیح العقائد
- ریاض شریعت
- دین مصطفےٰ ﷺ
- خطبات سلطان الواعظین ۔ ابوالنور محمد بشیر
- ہاتھ پائوں چومنے کا ثبوت
- انفاس العارفین
- الدر الثمین
- القول الممجد فی برکات اسم محمد
- مسند ابی یعلی
- السنن الکبری للبیہقی
- مصنف عبد الرزق
- دیوان سالک
- یاران مصطفےٰ ﷺ مع وارثان خلافت راشدہ
- پردیس جنڈزی
- کلیات امدادیہ
- نیر اعظم
- کلام میاں محمد بخش
- گلشن رنگیلا
- جبل نور
- حافظ الایمان
- مثنوی مولانا روم
- مناقب صحابہ
- نام حق
- قصیدہ بردہ شریف
- صلوۃ العارفین فی اسرار معرفت
- بدائع منظوم
- ایمان کامل

- انوار الصیام
- مجموعہ نحو میر
- احوال الآخرت
- تحفة الصلوة الى النبى المختار
- ضرب حیدری
- پندنامہ
- کلام وارث شاہ
- عرفان شریعت
- حاشیہ محمد الدین شیخ زادہ على تفسیر البیضاوی
- طبرانی صغیر
- الرسالۃ القشیریہ
- شرح شرح نخبة الفکر
- فضائل الصحابہ ومناقبہم
- سیرت رسول عربی ﷺ
- مواہب اللدنیہ
- عمدۃ التحقیق
- امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک نظر
- تطہیر الجنان
- النار الحامیہ
- السیرۃ الحلبیہ
- الاکمال فی اسماء الرجال
- اخبار الاخیار
- شرح الزرقانی على المواهب
- جاء الحق
- تنزیة الشریعة
- الناهیة
- براهین صادق
- تحفہ اثنا عشریہ
- حاشیة العواصم من القواصم
- تاریخ کامل
- کتاب الروح
- منهاج السنة
- صافیہ لما وقع بین علی ومعاویہ
- مفردات
- المنجد (اردو)
- تبصرۃ الادلہ
- فتح القدیر
- سرگزشت ابن تیمیہ
- نہج البلاغہ

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

جو شخص خلفاء اربعہ کو برابر جانے اور ان کے مابین ایک کو دوسرے پر فضلیت دینے کو فضول سمجھے وہ خود بڑا فضول اور احمق ہے کتنا عجیب بوالفضول ہے وہ شخص جو اہل حق کے اجماع کو فضول سمجھتا ہے

(مکتوبات امام ربانی ج ا ص ۴۸۸ مکتوب نمبر ۲۶۶)

فاتح قادیانیت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

پاکپتن شریف عرس کے موقع پر زائرین کا پورا نعرہ یہ ہوتا ہے

اللہ محمد چار یار حاجی خواجہ قطب فرید (مہر منیر ص ۴۳۱)

ملک المدرسین عطاء محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نعرہ تحقیق حق چار یار اہل سنت کی علامت ہے اور اس سے منع کرنیوالے کا باطن رافضی ہے اور تقیہ کے طور پر بظاہر اہل سنت کہلاتا ہے اگر نعرہ تحقیق حق چار یار کی مخالفت کرنے والوں کی منطق تسلیم کر لی جائے تو محمد رسول اللہ سے لازم آئے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی رسول اللہ نہیں تو اس طرح آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے

ان سب خرابیوں کا سبب جہالت ہے۔

لہذا نعرہ تحقیق حق چار یار سے کوئی منافق، رافضی ہی منع کریگا، بلکہ اس نعرہ کا مرتبہ نعرہ حیدری اور نعرہ غوثیہ سے بھی مقدم تر اور بلند تر ہے۔

سیف العطاء ص ۱۴۱، ۱۴۲

مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی